سفینۃ المھدیؑ
فی
صاحب العصر و الزمانؑ

مؤلف

مرزا محمد صابر شکیب

ناشر: ادارہ احیاء تراث اسلامی کراچی، پاکستان

The Foundation for the revival of Islamic heritage,
Karachi, Pakistan

سفینۃ المہدیؑ
فی
صاحب العصر و الزمانؑ

مؤلف
مرزا محمد صابر شکیب

maablib.org

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : **سفینۃ المھدیؑ فی صاحب العصر و الزمانؑ**

مولف : مرزا محمد صابر شکیب

ناشر : جعفر پبلشنگ ہاؤس و احیاء تراث اسلامی، کراچی

سرورق : سید امتیاز عباس

سن طباعت : ۱۵ ر شعبان المعظم ۱۴۴۰ ہجری بمطابق ۲۱ ر اپریل ۲۰۱۹ء

تعداد اشاعت : ۵۰۰

ہدیہ : 500 روپے

ملنے کا پتہ

احمد بک سیلرز

718/20، فیڈرل بی ایریا، کراچی

فون: 021-36364924

باب الحوائج بک سینٹر

ہول سیلرز اینڈ اسٹاکسٹ

دکان نمبر ۱، گلیٹن گارڈن، نزد امام خمینی لائبریری

سولجر بازار کراچی۔ فون: 0333-2154378

انتساب

یہ کتاب میں نہایت عقیدت و انکساری سے خلقت اول، وجہ تخلیق کائنات، نور مجسم، شافع یوم جزاء، افضل الاولین و آخرین ختم المرسلین، منبع علم وحکمت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

احقر

مرزا محمد صابر شکیبؔ

maablib.org

فہرست

O	عرض ناشر	13
O	حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام	15
O	رموز ولادت	19
O	نام و القاب	22
O	لقب قائم کی وجہ تسمیہ	23
O	بشارت و روایات بسلسلہ قائم علیہ السلام	24
O	توریت میں بشارت	26
O	والدہ گرامی	27
O	حضرت حکیمہ خاتون	30
O	شباہت مبارک	32
O	نسب نامہ	33
O	محافظتِ امامؑ	34
O	زمانہ غیبت میں مومنین کے فرائض	35
O	منزلِ ہدایت	42
O	ظہور امامؑ پر اقوال معصومینؑ	45
O	ظہور امامؑ کی دعاؤں کے فوائد	55
O	سورہ کوثر کے مصداق	56
O	بادشاہانِ وقت	61
O	حضرت امام حسن عسکریؑ کی تجہیز و تکفین	65
O	شہادت حضرت امام حسن عسکریؑ کی بابت عقید کا بیان	67

○	ظہور و غیبت	68
○	غیبتِ امام جفر جامع کی روشنی میں	71
○	دلائل برائے طویل عمری	72
○	غیبت پر ایمان کے فوائد	76
○	اصحاب سے ملاقات	79
○	حضرت امام حسن عسکریؑ کی زندگی میں زائرین	79
○	احمد ابن اسحٰق	80
○	یعقوب ابن منقوش	80
○	عمرو آہوزی، محمد ابن عثمان عمروی، محمد ابن ایوب ابن نوح اور معاویہ ابن حکم	81
○	ابراہیم ابن محمد ابن فارس	81
○	سعد ابن عبداللہ قمی	82
○	ابو ہارون	82
○	عبداللہ سوری	82
○	کامل ابن ابراہیم مدنی	83
○	عقید	83
○	حضرت حکیمہ خاتون	83
○	ابو غانم	84
○	ابو نصر	84
○	ابو علی خیزرانی	84
○	ماریہ	85
○	خادمہ نسیم	85
○	ابو سہل اسماعیل ابن علی نوبختی	85
○	مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے زائرین	86

○	غیبتِ صغریٰ کے زائرین	87
○	ابوعلی ابن مطہر	87
○	ابوسعید غانم	87
○	ابوسورہ محمد ابن حسن ابن عبداللہ تمیمی	87
○	ابوالعباس محمد ابن جعفر حمیری	87
○	ابومحمد عیسیٰ ابن مہدی جوہری	88
○	ابومحمد حسن ابن وجنا	88
○	احمد ابن ابراہیم ابن ادریس	88
○	ازدی	89
○	محمد ابن اسماعیل	89
○	زہری	89
○	حسین ابن ہمدان	89
○	علی ابن حسن یمانی	90
○	محمد ابن عبداللہ قمی	90
○	محمد ابن عثمان	90
○	یوسف ابن احمد جعفری	91
○	غیبتِ کبریٰ کے زائرین	91
○	سید رضی الدین	93
○	سید محمد جبل عاملی	93
○	اسماعیل ہرقلی	94
○	سید عطوہ حسینی	94
○	اسحٰق استرآبادی	94
○	ابوالحسین بن ابوالبغلی	94

O	ابو راجح حمائی	95
O	یاقوت الدھانی	95
O	علامہ اردبیلی علیہ الرحمہ	97
O	شیخ محمد حسن النجفی	98
O	آیت اللہ سید محمد مہدی قزوینی	99
O	الحاج علی البغدادی	102
O	آقا سید مہدی طباطبائی بحر العلوم	104
O	زین العابدین سلماسی	105
O	عبد اللہ واعظ	106
O	اعمال رُؤیت	107
O	زیارت جامعہ	111
O	حجت خدا کی امامت	129
O	غیب کے معنی و مفہوم	131
O	علم غیب اور قرآن	138
O	علم غیب اور احادیث	141
O	غیبت حضرت امام زمانہؑ	149
O	منصب سفارت پر فائز اصحاب	151
O	جناب عثمان بن سعید عمروی	151
O	ابو جعفر محمد بن عثمان بن سعید عسکری خلانی	152
O	ابو القاسم حسین بن روح	153
O	علی بن محمد السمری	154
O	غیبت کبریٰ میں زیارت حضرت مہدیؑ	154
O	خصائص حضرت امام زمانہؑ	156

○	حضرت امام مہدیؑ قرآن کی روشنی میں	161
○	حضرت امام مہدیؑ روایات کی روشنی میں	163
○	فضل سے روایت	169
○	فضائل و مناقب	170
○	نسل رسولؐ کا دوام	178
○	حجر اسود نصب فرمانا	181
○	حضرت امام مہدیؑ خانہ کعبہ میں	182
○	ایک اہم مسئلہ میں شیخ مفید علیہ الرحمہ کی رہنمائی	182
○	مسائل کے جوابات	183
○	ابوالحسن خضر بن محمد کے مسائل	184
○	معرفت امام کے بغیر حصول جنت ممکن نہیں	185
○	ابن سورہ کا صاحب معرفت ہونا	186
○	ابو عقیل بن عیسیٰ کا واقعہ	187
○	موت سے امان	187
○	قاصد کے ذریعے مال کا حضرت تک روانہ ہونا	187
○	گرفتاری سے بچنے کی تدابیر فرمانا	188
○	یوسف بن جعفر کا معجزہ کا مشاہدہ	188
○	اطاعت کا انعام عطا ہونا	188
○	فرزند عطا فرمانا	190
○	طے الارض	191
○	انار پر نام	192
○	دیناروں کی برکت	193
○	کاشانی کا شفایاب ہونا	195

O	زیارت کربلا کے اسباب	196
O	اسماعیل ہرقلی کی شفایابی	197
O	قرض سے متعلق احمد بن روح کو ہدایت	199
O	سامان کی نشاندہی فرمانا	200
O	بے سہارا کو منزل مل گئی	201
O	بے آسرا پر نظر کرم فرمانا	203
O	مسائل کے جوابات عنایت فرمانا	204
O	بیٹوں کی بشارت	207
O	اولاد کا عطا فرمانا	207
O	گونگے کو زبان عطا ہونا	207
O	ناقے کا فضاء میں پرواز کرنا	208
O	حق کی وصولی	208
O	مسرور بن طباق کی اعانت	209
O	تلوار کی بابت حضرتؑ کا ارشاد	209
O	گھوڑے اور تلوار کی قیمت دینے کا حکم	209
O	دلی خواہش کا انکشاف	210
O	گھوڑے، تلوار اور پٹکے کی قیمت	210
O	رقم کا چوری سے محفوظ رہنا	211
O	والد کا نام بتانا	211
O	گمشدہ سونے کی اطلاع فرمانا	212
O	چشمہ کے کا ظاہر ہونا اور شرف زیارت	213
O	فالج سے نجات پانا	214
O	بصارت کا واپس آنا	215

○	اعمال برائے حاجت روائی	216
○	امام عصر علیہ السلام سے استغاثہ	218
○	حضرت امام زمانہ کی دعائیں	221
○	دعائے بیعت امام زمانہ اور نماز کے ساتھ پڑھنے والی دعا	224
○	حضرت امام زمانہ کے خطوط	226
○	عمروی اور ان کے فرزند کے نام توقیع	229
○	حضرت امام زمانہ کے فیصلے	231
○	جعفر بن علی کا دعویٰ امامت	232
○	سوالات کے جوابات از طرف امام العصرؑ	234
○	زہری کے سوالات کے جوابات	243
○	خمس کی ادائیگی سے متعلق احکامات	243
○	غیبت صغریٰ میں حضرتؑ کے امور	244
○	صحیفہ کاملہ کے بارے میں حضرتؑ کا ارشاد	247
○	اقوال و ہدایت	248
○	جزیرہ خضراء	250
○	برمودا میں پیش آنے والے واقعات	265
○	میری سلیسٹ جہاز کی داستان	266
○	سینڈامیری کشتی کی داستان	268
○	برطانیہ کا اٹلانٹا جنگی جہاز	268
○	پانچ گمشدہ ہوائی جہاز	268
○	تحقیقاتی کشتیوں کا واقعہ	270
○	دو جیٹ طیاروں کی تباہی	270
○	اچ کرافٹ جنگی کشتی	271

○	حالات رجعت وقیام	272
○	زمانہ ظہور کی علامات	273
○	آثار متوقع	279
○	علامات ظہور معصومینؑ کے مطابق	281
○	اعلان ظہور کے وقت کے حالات	294
○	خطبہ لؤلؤ	296
○	ظہور حضرت امام زمانہؑ	297
○	نصرت امام کے لیے ملائکہ کا نزول	301
○	لحد میں ظہور امامؑ کی مبارک باد	302
○	علم رسولؐ کی فضیلت	303
○	جناب فاطمہؑ پر ہونے والے مظالم کا انتقام	305
○	یمانی کا خروج	305
○	سفیانی کا خروج	307
○	خراسانی کا خروج	309
○	مسجد براثا	309
○	مسجد سہلہ کے فضائل	311
○	دجال کا خروج	312
○	زندیق کا خروج	313
○	یاجوج ماجوج کا خروج	313
○	خروج سید حسنی	315
○	نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام	317
○	خروج عثمان بن عتبہ	317
○	عالمی جنگ کا رونما ہونا	318

O	امام مہدیؑ کے اصحاب اوران کی تعداد	319
O	ظہور قائمؑ کے منتظرین کی اہمیت	323
O	ظہور حضرت امام زمانہؑ	325
O	ندائے آسمانی	326
O	حضرت امام زمانہؑ کی سواری	330
O	علم کے پھریرے اور تلوار کا گویا ہونا	331
O	حضرت امام زمانہؑ کی بیعت	332
O	حضرت امام مہدی علیہ السلام کے خطبات	336
O	وارث تبرکات انبیاءؑ	339
O	حضرت امام مہدیؑ کی حکومت	342
O	روحانی طرز حکومت	348
O	دور امام مہدیؑ میں علم و حکمت	354
O	حضرت امام مہدیؑ بروایت شواہد النبوت	356
O	معروف علماء سے روایت	362
O	شب معراج انوار ائمہ	372
O	معرفت امام	373
O	زمانہ غیبت میں دعا	376
O	حضرت امام زمانہؑ کا واقعہ کربلا بیان فرمانا	380
O	زیارت ناحیہ جز اول	381
O	زیارت ناحیہ جز دوم	390
O	نذرانہ عقیدت	395

عرض ناشر

حضرت صاحب العصر والزمان صلوٰت اللہ علیہ کی ولادت باسعادت کے بارے میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آگاہ فرمادیا تھا کہ میں آخری نبیؐ ہوں اور حضرت امام مہدی علیہ السلام آخری امام ہوں گے۔ آپؑ امام عصر ہیں۔ آپ کی موجودگی سایہ رحمت ہے۔ آپؑ کی غیبت کے زمانے میں صاحبان مودت کا فرض ہے کہ وہ نیک اعمال بجالائیں اور گناہوں سے اجتناب کریں۔

سفینۃ المہدی فی صاحب العصر والزمان مرزا جعفر پبلشنگ ہاؤس اور ادارہ احیاءً تراث اسلامی کی مشترکہ پیش کش ہے جو مستند حوالہ جات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں عنوانات پر سیر حاصل مواد موجود ہے، جس کے سبب اسے حضرت امام مہدی علیہ السلام پر لکھی جانے والی کتابوں میں جامع کتاب شمار کیا جاسکتا ہے۔

مولف کا ایک علمی گھرانے سے تعلق ہے۔ آپ کے والد ماجد مولانا مرزا محمد جعفر مرحوم عالم پارسا اور محقق تھے۔ جنہیں علم حدیث پر دسترس حاصل تھی اور ۱۰۰ سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ محترم مرزا محمد صابر شکیب کے دادا قبلہ وکعبہ فخر الواعظین ملا مرزا محمد طاہر مرحوم ہندو پاک کی معروف شخصیت تھے جن کا شمار اکابر علماء میں کیا جاتا ہے۔ مولف کے چچا خطیب اکبر قبلہ مولانا پروفیسر مرزا محمد اطہر مرحوم اور قبلہ مولانا پروفیسر مرزا محمد اشفاق شوق لکھنوی ہیں۔

مولف نے فقہ وحدیث کی تعلیم اکابر علماء سے حاصل کی۔ آپ نے متعدد کتب تصنیف فرمائیں۔

شہنشاہ علی جعفری (ایڈووکیٹ)
ناظم اعلیٰ جعفر پبلشنگ ہاؤس
و
ادارہ احیاءِ تراث اسلامی، کراچی، پاکستان

maablib.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے

حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام

حضرت امام محمد مہدی صاحب الزمان علیہ السلام کے والد ماجد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور والدہ ماجدہ جناب نرجس خاتون سلام اللہ علیہا تھیں۔ آپ نہایت متقی اور صاحب معرفت خاتون تھیں۔ آپ کا نکاح عالم رویا میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے ہوا جس کی خوشخبری آپ کو خواب میں ملی۔ جب آپ کی عمر ۱۳ رسال تھی اس وقت قیصر روم نے یہ خواہش کی کہ آپ کا عقد اپنے بھتیجے سے کر دے لیکن یہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ قدرت کو یہ بات منظور نہ تھی۔ لہٰذا عالم رویا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت شمعون علیہ السلام، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا قصرِ قیصر روم میں جمع ہوئیں۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے نرجس خاتون کو اسلام کی تلقین فرمائی اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت شمعون سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے لیے حضرت نرجس خاتون کی خواستگاری کی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نوری منبر پر عقد پڑھا اور نہایت مسرت کے ساتھ یہ نورانی محفل برخاست ہوئی۔

تاریخ کامل، تاریخ طبری، ینابیع المودت، کشف الغمہ، اصول کافی، جلا العیون، اعلام الوریٰ، ارشاد مفید، انوار الحسینیہ اور دیگر معتبر کتب میں مرقوم ہے کہ حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کی ولادت باسعادت ۱۵ رشعبان ۲۵۵ ہجری یوم جمعۃ المبارک بوقت طلوع فجر ظہور میں آئی۔ روضۃ الاحباب، شواہد النبوت اور ینابیع المودت کے مطابق آپ کی ولادت بمقام سرمن رائے (سامرہ) میں وقوع پذیر ہوئی۔ شیخ صدوق، شیخ طوسی اور شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اسناد صحیح سے روایت کی ہے کہ حضرت حکیمہ خاتون دختر حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میرے بھائی حضرت علی نقی علیہ السلام نے شہادت فرمائی اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام قائم مقام ہوئے تو میں ان کی زیارت کو جایا کرتی تھی۔ جس طرح آپ کے پدر بزرگوار کی خدمت

میں حاضر ہوا کرتی تھی۔ ایک روز جب حسب معمول پہنچی اور شام کو جب واپسی کا قصد کیا تو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: پھوپھی اماں آپ آج روزہ ہمارے ساتھ افطار فرمائیں اور رات کو یہیں قیام فرمائیں۔ یہ شب نیمہ شعبان ہے، عنقریب ہمارے یہاں وہ فرزند پیدا ہونے والا ہے جو تمام مخلوقات پر حجت خدا ہوگا اور زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد اس طرح زندہ کرے گا کہ وہ ہدایت وایمان سے معمور ہو جائے گی۔ یہ خوشخبری سن کر میں نے دریافت کیا۔ یہ ولادت کس بی بی سے ہوگی۔ آپؑ نے فرمایا۔ نرجس خاتونؑ سے۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا کہ نرجس خاتونؑ میں تو کسی طرح کے آثار ولادت نمایاں نہیں ہیں۔ فرمایا: نرجس خاتونؑ ہی سے یہ ولادت ظہور ہوگی۔ آپؑ کی یہ گفتگو سن کر میں نرجس خاتونؑ کے پاس پہنچی اور آپ کو بغور دیکھا لیکن آپ میں کسی طرح کے آثار ولادت نظر نہ آئے، تو میں حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپؑ نے فرمایا: جب صبح نمودار ہوگی تو یہ بات واضح ہو جائے گی، اس لیے کہ نرجسؑ کی مثال مادر موسیٰؑ کی ہے۔ آپ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت تک کسی کو آپ کی ولادت کا علم نہ ہوا اور نہ مادر موسیٰؑ پر ولادت کے آثار ظاہر ہوئے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جستجو میں فرعون کے حکم سے عورتوں کے شکم چاک کیے جا رہے تھے تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ظہور نہ ہو، اسی طرح میرے فرزند کو قدرت نے دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے انتظام کیا ہے۔

اے پھوپھی ہم گروہ انبیاءؑ اور اوصیاء سے ہیں۔ گروہ انبیاء و اوصیاء کی مائیں اپنے فرزندوں کو اپنے شکموں میں نہیں اٹھاتی ہیں بلکہ وہ اپنے پہلو میں رکھتی ہیں۔ کیونکہ ہم نور خدا ہیں اور خدا کا نور پاک وپاکیزہ ہے کسی قسم کی نجاست ہمارے قریب نہیں آسکتی۔ حضرتؑ کی یہ گفتگو سن کر میں نے حضرت نرجس خاتونؑ سے اس کا ذکر کیا اور آپ کا حال دریافت کیا تو آپ نے بتایا میں ایسی کوئی بات محسوس نہیں کر رہی ہوں جو عورتوں میں ولادت کے وقت ظاہر ہوتی ہیں۔

حضرت حکیمہ خاتون فرماتی ہیں۔ نماز عشاء کے بعد جب میں کھانے سے فارغ ہو کر حضرت نرجس خاتون کے پاس آئی اور وہاں آرام کیا۔ آدھی رات کو اٹھی اور نماز شب ادا کی اور دعاؤں و تعقیبات میں مصروف ہوگئی۔ اس دوران نرجس خاتون بھی بیدار ہوگئیں اور وضو کر کے نماز پڑھی اور تسبیحات کی بجا آوری کے بعد سوگئیں۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں۔ اس وقت میرے دل میں مختلف خیالات آرہے تھے۔ اتنے میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے آواز دی کہ پھوپھی اماں جلدی نہ کریں وقت ولادت قریب ہے۔ یہ خبر سن کر میں مطمئن ہوگئی اور سورہ الم سجدہ اور سورہ یٰسین کی تلاوت شروع کی اسی اثناء میں نے دیکھا

نرجس خاتون کچھ محسوس کر رہی ہیں۔ میں ان کے پاس گئی اور کہا۔ آپ اسم الٰہی کا ورد کریں۔ میں نے دریافت کیا۔ آپ کیا محسوس کر رہی ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھوپھی جان میں وقت ولادت محسوس کر رہی ہوں۔ اس دوران میں نے ان کو اپنے سینے سے لگایا۔ اتنے میں میں نے اپنے آقا کی آمد کو محسوس کیا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک نومولود کی آمد ہوئی جو سجدے کی حالت میں تھا۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے آواز دی۔ اے پھوپھی اماں میرے بیٹے کو میرے پاس لائیں۔ میں بچے کو لے کر آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپؑ نے اپنے دونوں دست مبارک اپنے فرزند کی کمر کے نیچے رکھے اور قدم اپنے سینہ اقدس پر رکھے اور اپنی زبان مبارک دہن میں دے کر اپنا دست مبارک فرزند کی دونوں آنکھوں اور دونوں کانوں اور جوڑوں پر پھیرا اور فرمایا۔ اے فرزند کلام کرو، تو اس وقت تو مولود نے فرمایا۔ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میرے نانا محمدؐ رسول خداؐ اور میرے دادا حضرت امیر المومنین حجت خدا ہیں۔ اس وقت آپ نے حضرت امیر المومنینؑ، اپنے والد اور ائمہ پر درود بھیجا اور نہایت فصیح الفاظ میں حمد بجالائے اپنے فرزند ارجمند کی گفتگو سننے کے بعد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا۔ اے پھوپھی اماں اب اس فرزند کو اس کی والدہ کے پاس لے جائیں۔ اس کے بعد میں فرزند کو حضرت نرجس خاتون کے پاس لائی تو بچے نے ماں کو سلام کیا۔ کچھ دیر بعد میں بچے کو لے کر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؑ کی آغوش مبارک میں بچے کو دیا تو، حضرت نے فرمایا۔ اے پھوپھی اماں آپ ساتویں روز ضرور تشریف لائیں۔ جب صبح ہوئی تو حضرت حکیمہ خاتون فرماتی ہیں، میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو سلام کرنے کی غرض سے حاضر ہوئی، میں نے عرض کیا، میں قربان جاؤں بچہ کہاں ہے۔ آپؑ نے فرمایا۔ ہم نے اسے اس کے سپرد کر دیا جس کے سپرد مادر موسیٰؑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا تھا۔ حضرت حکیمہ خاتون فرماتی ہیں۔ ساتویں روز میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ بعد سلام میں قریب بیٹھ گئی۔ حضرت نے فرمایا۔ میرے پاس میرے فرزند کو لے آو۔ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کو آپ کی خدمت میں لے آئی۔ آپؑ ایک کپڑے میں لپٹے تھے۔ حضرتؑ نے آپؑ کو اپنی آغوش مبارک میں لیا، زبان چسائی، آپؑ اس طرح زبان مبارک چوس رہے تھے جیسے کوئی بچہ دودھ اور شہد سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا۔ اے فرزند کلام کرو۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام نے شہادتین پڑھنے کے بعد اپنے آباؤ اجداد پر درود پڑھا، پھر سورہ قصص کی آیت ۵۔۶ کی تلاوت فرمائی۔ ''اور ہم تو یہ چاہتے تھے کہ جو لوگ روئے زمین پر کمزور کر دیئے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور انہی کو لوگوں کا پیشوا بنائیں اور انہی کو اس

زمین کا مالک بنائیں اور ان کو روئے زمین پر پوری قدرت عطا کریں۔ فرعون و ہامان اور ان دونوں کے لشکروں کو انہی کمزوروں کے ہاتھوں وہ چیزیں دکھائیں جس سے وہ ڈرتے تھے۔"

شواہد النبوت میں مولانا جامی نے آپؑ کی ولادت باسعادت کے باب میں تحریر فرمایا ہے کہ "حکیمہ خاتون جو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی پھوپھی تھیں ان سے روایت ہے کہ ایک دن میں حضرت ابو محمد علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی تو آپؑ نے فرمایا: اے عمہ! آج رات ہمارے یہاں قیام فرمائیں کیونکہ آج رات اللہ تعالیٰ ہمیں ولادت سے نوازے گا۔ میں نے کہا: یہ بچہ کس سے متولد ہوگا جبکہ بی بی نرجس سے تو ولادت کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہوتے۔ حضرتؑ نے فرمایا: اے عمہ! نرجس کی مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی ہے ان سے آثار، ولادت سے قبل ظاہر نہیں ہوں گے۔ جناب حکیمہ خاتون کہتی ہیں۔ میں نے یہ رات وہیں گزاری جب آدھی رات ہوئی تو میں نے اٹھ کر نماز تہجد ادا کی اور بی بی نرجس نے نوافل تہجد پڑھے میں نے دل ہی دل میں کہا، صبح ہونے کو ہے لیکن جو حضرت ابو محمد علیہ السلام نے فرمایا اس کے آثار نظر نہیں آئے۔ حضرت ابو محمد علیہ السلام نے مجھے آواز دی۔ اے عمہ جلدی مت کریں۔ میں اس کے بعد اس کمرہ میں جس میں بی بی نرجس تھیں واپس چلی گئی۔ آپ مجھے راہ میں ملیں میں نے انہیں سینے سے لگایا اور قل ھو اللہ احد، انا انزلنا اور آیت الکرسی پڑھ کر آپ پر دم کی۔ آپ کے شکم سے آواز آئی یعنی جو کچھ میں نے پڑھا تھا۔ آپ کے لیے بچے نے بھی وہی پڑھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ تمام گھر نور علیٰ نور ہو گیا۔ بی بی نرجس کا فرزند تو مولود زمین پر سجدہ ریز ہے، میں نے بچے کو اٹھا لیا۔ حضرت ابو محمد علیہ السلام نے اندر سے آواز دی۔ اے عمہ، میرے بچے کو میرے حوالے فرمائیں۔ میں بچے کو حضرت کی خدمت میں لے گئی۔ آپ نے انہیں اپنی آغوش مبارک میں لیا اور اپنی زبان اقدس ان کے منہ میں دی۔ پھر فرمایا: اے میرے فرزند اللہ کے حکم سے بات کرو۔ پس بچے نے کہا۔ بسم اللہ الرحمن نرید ان نمن علی الذین استعنو افی الارض و نجعلھم ائمۃ و نجعلھم الوارثین۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ سبز پرندوں نے مجھے گھیر لیا ہے۔ حضرت ابو محمد علیہ السلام نے ایک سبز پرندے سے فرمایا۔ اسے لے کر اس کی حفاظت کرو۔ یہاں تک کہ خداوند تعالیٰ ہمیں اس بارے میں حکم دے اللہ ہی اپنے امر کو پہچاننے والا ہے۔ میں نے حضرت ابو محمد علیہ السلام سے پوچھا یہ دوست پرندے کیا ہیں۔ حضرت نے فرمایا: یہ جبرائیلؑ ہیں اور باقی ملائکہ رحمت ہیں۔ پھر فرمایا: اے عمہ! انہیں ان کی والدہ کے پاس لے جائیں۔ جب آپ آغوش مادر میں آئے تو انگلی آسمان کی طرف اٹھائی جس سے تمام فضا معطر ہو گئی اور فرمایا الحمد للہ رب العالمین۔

وقت ولادت آپؑ ناف بریدہ اور مختون تھے۔آپؑ کے دائیں جانب بالشت بھر لمبائی میں جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً کے الفاظ تحریر تھے۔آپؑ پیدائش کے وقت زمین پر دوزانو حالت میں تھے اور انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔جب آپؑ کو چھینک آئی تو آپؑ نے فرمایا۔''الحمدللہ رب العالمین ''نسیم ماریہ سے روایت ہے کہ جب صاحب الزمان علیہ السلام ماں کے شکم سے تشریف لائے تو گھٹنوں کے بل زمین پر جھکے دونوں انگشت شہادتین کو آسمان کی طرف بلند کیا جب چھینک آئی تو فرمایا۔''الحمدللہ غیر مستنکف ولا مستکبر ولا مستخیر۔''

عبدالحق محدث دہلوی کتاب مناقب ائمہ اطہار میں تحریر فرماتے ہیں۔جب حکیمہ خاتون جناب نرجس کی خدمت میں آئیں تو دیکھا مولود مختون ہیں اور نہلانے کی حاجت سے مستثنیٰ ہیں۔حکیمہ خاتون مولود کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس لائیں۔حضرتؑ نے فرزند کو لے کر پشت اقدس اور چشم مبارک پر ہاتھ پھیرا اور اپنی زبان مطہران کے منہ میں دی۔داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی۔کشف الغمہ میں ہے کہ آپؑ کی ولادت کو پوشیدہ رکھا گیا اور پوری سعی کی گئی کہ آپ کی ولادت کے بارے میں کسی کو خبر نہ ہوسکے۔دمعہ ساکبہ میں ہے کہ آپ کی ولادت کو مخفی رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ بادشاہ وقت کی یہ کوشش تھی کہ کسی طرح آپؑ کو تلاش کرے۔

حضرت حکیمہ خاتون سے روایت ہے کہ ولادت سے چند روز بعد میں اپنے بھتیجے کے گھر گئی تو بچے کو نہ پایا۔میں نے بے چین ہو کر اپنے بھتیجے سے بچے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا۔پھوپھی اماں آپ فکر نہ کریں ہم نے اس کو اس طرح اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے جس طرح مادر موسیٰ علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کے سپرد کیا تھا۔جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں۔چند روز بعد میں دوبارہ اپنے بھتیجے کے گھر گئی تو دیکھا کہ وہ فرزند گھر میں چل پھر رہے ہیں۔میں نے حیران ہو کر کہا۔یہ بچہ تو دو برس کا محسوس ہو رہا ہے۔تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ انبیاء اور اوصیاء کے بچوں کی پرورش عام لوگوں کی طرح نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ نے انہی کو امام بنایا اور روئے زمین کا وارث قرار دیا۔

رموزِ ولادت

جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو مخفی رکھا گیا تھا تاکہ دشمن کے شر سے محفوظ رہیں۔اس طرح حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کو دشمنانِ اہل بیت پر

ولادت کو ظاہر نہیں کیا تاکہ پردہ غیبت میں رہنے سے آپ کی موجودگی سے کوئی انکار نہ کر سکے۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام لوگوں کے ارادوں اور انکی نیت سے واقف تھے۔ یہی سبب تھا کہ آپؑ نے اپنے بھائی جعفر سے بھی حضرتؑ کی موجودگی ظاہر نہ کی۔ حکومت وقت کی یہ کوشش تھی کہ کسی بھی طرح حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کی ولادت کو روکا جائے، اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اپنے تمام وسائل بروئے کار لائے اور جاسوسوں کا ایک بڑا گروہ تعینات کیا تاکہ جب آپؑ کی ولادت ہو تو حکومت کو اس کی اطلاع دی جائے۔

آپؑ کی ولادت کے بعد کئی مرتبہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر کی تلاشی لی گئی اور مختلف مقامات پر چھاپے مارے گئے لیکن کہیں حضرت امام عصر علیہ السلام کا سراغ نہ ملا۔ آپؑ کی تلاش کا سلسلہ کافی عرصے تک جاری رہا لیکن پروردگار عالم نے آپ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا۔

پر آشوب حالات کے باوجود حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے دوستداران آل محمدؐ کو ہمیشہ ولی العصر علیہ السلام کی ولادت سے آگاہ فرمایا۔ کمال الدین کی روایت کے مطابق آپ نے اپنے وکیل احمد ابن اسحٰق کو اپنے فرزند ارجمند کی ولادت سے آگاہ فرمایا۔ ان کے نام ایک خط تحریر کیا جس میں مرقوم تھا۔ ''اے احمد ابن اسحٰق اللہ بزرگ و برتر نے ہمیں فرزند دلبند عطا فرمایا ہے۔ میں اس خط کے ذریعہ آپ کو ولادت کی اطلاع دے رہا ہوں تاکہ ہماری اس مسرت میں آپ بھی ہمارے ساتھ شریک ہوں۔ اے احمد بن اسحٰق یہ خیال رہے کہ یہ راز ہمارے دشمنوں تک نہ پہنچے۔ یہ خبر آپ صرف اپنے قابل اعتماد عزیزوں اور ہمارے شیعوں تک محدود رکھیں۔ کمال الدین میں یہ روایت مرقوم ہے کہ حمزہ ابن ابوالفتح نے حسن ابن منذر کو نہایت خوشی و مسرت کے عالم میں یہ کہتے ہوئے خوشخبری سنائی۔ مبارک ہو، مبارک ہو یہ خوشخبری ہے کہ کل رات حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے یہاں فرزند کی ولادت ہوئی ہے اور حکم امام ہے کہ یہ بات صیغہ راز میں رہے۔'' نامناسب حالات کے باوجود جبکہ حضرت امام عصر علیہ السلام کی دشمن تلاش میں تھے کئی مقتدر ہستیوں تک آپؑ کی ولادت کی خبر پہنچ رہی تھی۔ غیبت طوسی کے مطابق ''امام کی ولادت کی خبر جن لوگوں کو دی گئی ان میں اولاد حضرت امام حسن علیہ السلام سے حسن ابن حسین حضرت امام حسن عسکری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مولود باسعادت کی ولادت پر مبارکباد پیش کی۔'' کمال الدین کے مطابق حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے ایک مقرب ترین صحابی عثمان بن سعید کو بلا کر فرمایا ۱۰۰۰۰ رطل (ایک رطل آدھا سیر وزن کا ہوتا ہے) روٹیاں اور ۱۰۰۰۰ رطل گوشت خرید کر بنی ہاشم میں تقسیم کر دو یوم الخلاص کی روایت کے مطابق حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کی ولادت کے موقع پر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے

شیعیان سامرہ کے ہر گھر ایک ذبح شدہ دنبہ بھیجا اور جو لوگ بیرون سامرہ تھے ان کے گھروں میں زندہ دنبے بھیجے تا کہ حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کے عقیقہ کی نیت سے ذبح کریں۔ غیبت طوسی میں روایت ہے کہ دو دنبے ابراہیم ابن ادریس کو بھجوائے اور تحریر فرمایا ان کو اپنے آقا امام مہدی علیہ السلام کے عقیقہ کے عنوان سے ذبح کر کے خود کھائیں اور دیگر برادران مومنین کی دعوت کریں۔ اسی طرح بیرون سامرہ ایک شیعہ کو چار دنبے بھیجے اور خط ارسال فرمایا کہ یہ چاروں دنبے میرے فرزند مہدی کے عقیقہ کے طور پر ذبح کر کے خود بھی کھانا اور مزید یہ کہ جس قدر ہمارے شیعوں تک دسترس ہو ان کی بھی دعوت کرنا۔ کمال الدین میں یہ بھی مرقوم ہے کہ جب محمد بن ابراہیم کوفی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں زیارت سے مشرف ہونے کی غرض سے سامرہ آئے تو آپؑ نے ابراہیم کو ان تمام شیعوں کے نام بتائے جن کو آپ نے امام مہدی علیہ السلام کے عقیقہ کے لیے دنبے روانہ کیے تھے اور گوشت بھجوایا تھا۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے عقیقہ کا اس قدر اہتمام اس لیے فرمایا تھا تا کہ زیادہ سے زیادہ متقی اور صاحبان مودت اس مسرت میں شریک ہوں تا کہ آپؑ کے فرزند حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کی امامت کی گواہی دے سکیں اور منکرین امامت آپؑ کے وجود کے منکر ہونے کی جرأت نہ کریں۔ یہ جملہ اقدام آپ بحکم خدا انجام فرمارہے تھے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے تیسرے دن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے شیعوں کی ایک بااعتماد جماعت کے سامنے آپؑ کو پیش فرمایا تا کہ ولادت کے سلسلہ میں شک وشبہات باقی نہ رہیں۔ کمال الدین کی روایت کے مطابق حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کو اپنی آغوش مبارک میں بٹھا کر اس جماعت سے مخاطب ہوئے "یہ میرا جانشین اور تمہارا آقا ہے۔ میرے بعد یہ تمہارا ہادی ہے، یہی وہ قائم ہے جس کا انتظار کرتے کرتے آنکھیں تھک جائیں گی۔ مگر اس کا ظہور اس وقت ہوگا جب روئے زمین ظلم و جور سے پر ہوگی۔ اس کے ظہور کے بعد عدل و انصاف سے معمور ہوگی۔"

ان جملہ روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے حضرت امام زمانہؑ کی ولادت کو صاحبان مودت کے سامنے ظاہر فرمادیا تھا اور یہ بات بھی بتادی کہ امام زمانہ علیہ السلام حجت خدا ہیں آپ کا وجود دائمی ہے اور آپؑ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ آپ پر ایمان شرط اسلام ہے۔ آپ خاتم الائمہ خاتم الاوصیاء اور وصی رسول اللہ ہیں۔ آپ کو اپنے والد گرامی قدر کے سایہ شفقت میں رہنے کا صرف پانچ سال کا وقت ملا۔ آپ اس وقت غیبت کبریٰ کے مکین ہیں۔ آپ کا سایہ رحمت بقائے دین کا ضامن ہے۔

نام والقاب

حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کا اسم مبارک اور کنیت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام و کنیت پر ابوالقاسم (محمد) ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "میرے خلفاء کا آخری مہدی ہوگا جس کا نام میرے نام اور کنیت میری کنیت کے مطابق ہوگی۔

آپ کے القاب حجت، مہدی، صاحب امر، منتظر، خلفِ صالح ہیں۔ آپ ابوعبداللہ، برہان اللہ، بقیۃ اللہ، خلیفۃ اللہ، خاتم الاوصیاء، نور الاصفیاء، قائم، امام عصر نور آلِ محمد اور صاحب الزمان ہیں۔ سبط جوزی تذکرہ خواص الامۃ میں لکھتے ہیں کہ آپ کا لقب القائم المنتظر الباقی ہے۔ شواہد النبوت کے مطابق آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے اور آپ الامام بالحجۃ، القائم المہدی، المنتظر اور صاحب زمان کے القاب سے بھی ملقب ہیں۔ آپ خاتم دوازدہ ائمہ ہیں۔ مولانا جامی مزید لکھتے ہیں۔ ایک شخص سے روایت ہے کہ میں ابومحمد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے بعد خلیفہ اور امام کون ہوگا؟ آپ اندر تشریف لے گئے اور کندھے پر ایک بچہ جو چودھویں رات کے چاند جیسا تھا لائے، بچے کی عمر تین سال تھی۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا دیکھو! اگر تم خدا کے یہاں معزز نہ ہوتے تو میں تمہیں اپنا یہ فرزند ہرگز نہ دکھاتا۔ اس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اور اس کی کنیت یہ ہے۔ "ھو الذی یملا الارض قسطا کماملئت" تذکرہ خواص الامت، صواعق محرقہ، شواہد النبوت، روضۃ الشہداء، کشف الغمہ اور دیگر کتب میں مرقوم ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مہدی کا نام میرا نام اور ان کی کنیت میری کنیت ہوگی۔ شیخ نوری نے نجم ثاقب میں حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کے ایک سو بیاسی (۱۸۲) نام تحریر فرمائے ہیں۔ مزید براں علامہ شیخ علی یزدی نے الزام الناصب میں حضرت امام زمانہ کے ایک سو چھیاسی (۱۸۶) نام ولقب تحریر فرمائے ہیں۔

ان القاب میں مقبول ومعروف القاب درج ذیل ہیں۔ ابوالقاسم، ابوعبداللہ، ابوصالح، امیر الامراء، بقیۃ اللہ، بقیۃ الانبیاء، برہان اللہ، التالی، (بعد میں آنے والا) الثائر (انتقام لینے والا)، الحجۃ، خلیفۃ اللہ، خاتم الاصفیاء، خاتم الاوصیاء، الصالح، داعی اللہ، السلطان المامول (مرکز امید بادشاہ) الصاحب، صاحب الدار، صاحب الزمان، صاحب العصر، صاحب الامر، صاحب الدولۃ الزہرا، صالح الصمصام الاکبر، الغائب، الغوث (مددگار)، غوث الفقراء، الفتح، الفرج الاعظم، القائم القوۃ، المنتقم، الموعود (جس کے آنے کا وعدہ کیا

گیا) المنصور، الہدیٰ، النہار، النور، نورالاصفیاء، نور آل محمد، میزان الحق، مسیح الزمان۔

آپؑ کے اسمائے حسنہ والقاب مقدسہ میں آپ کو جولقب سب سے زیادہ پسند ہے وہ لقب قائمؑ ہے۔ یہ وہ لقب ہے جس کو پڑھ کر یا سن کر احتراماً کھڑے ہونا ضروری ہے۔ یہ حسن ادب آپ کی عظمت کی سربلندی کے سبب ہے۔

لقب قائمؑ کی وجہ تسمیہ

قائم کے معنی موجود، مقرر کیا ہوا، مضبوط و مستحکم، کھڑا ہونے والا (راہ حق میں) موجود اور پائیدار کے ہیں۔ حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کو اپنے القاب میں سب سے زیادہ جو لقب پسند ہے وہ "قائمؑ" ہے۔ یہ وہ متبرک لقب ہے کہ الزام الناصب کی روایت کے مطابق جب لقب قائم زبان سے ادا ہو تو احترام میں کھڑے ہونا ضروری ہے۔ یہ احترام اس لیے لازم ہے کہ آپؑ امام وقت و حاضر ہیں۔ سیرت معصومینؑ، احسن المقال، علل الشرائع، ملاقات امام، کتاب قائم اور علامات ظہور مہدی علیہ السلام میں لقب قائم کی تشریح کی گئی ہے۔

علل الشرائع میں روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے جب دریافت کیا گیا کہ اے فرزند رسولؐ کیا آپ سب ائمہ اہل بیت قائم بالحق ہیں۔ آپؑ نے فرمایا۔ ہاں ایسا ہی ہے۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا پھر امام حضرت محمد مہدی علیہ السلام کو (خصوصاً) امام قائم کیوں کہتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا۔ جب ہمارے جد حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا تو ملائکہ نے بارگاہ خداوند تعالیٰ میں گریہ کرتے ہوئے فریاد کی۔ اے ہمارے اللہ و مالک جس نے تیرے منتخب ابن منتخب بندے کو قتل کیا تو اس سے غافل نہیں ہے۔ اس وقت پروردگار عالم نے وحی کی: اے میرے ملائکہ مضطرب نہ ہو، مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں ضرور ان سے انتقام لوں گا۔ پھر اللہ بزرگ و برتر نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے جتنے ائمہ ہیں ان سے ملائکہ کے لیے حجاب اٹھایا ملائکہ انہیں دیکھ کر بہت مسرور ہوئے۔ انہی میں سے ایک امام کو حالت نماز میں کھڑا دیکھا۔ اس وقت پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا: اسی قائم (کھڑے ہوئے) کے ذریعہ میں قاتلوں سے انتقام لوں گا۔

حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کے لقب قائم کے ذکر پر احترام میں کھڑا ہونا اس لیے لازم ہے کہ آپ موجود ہیں اور آپ کے سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ مومنین کے اعمال صالح سے آپؑ کو مسرت

حاصل ہوتی ہے اور جب کوئی بد اعمالی میں مبتلا ہو تو آپؑ رنجیدہ خاطر ہوتے ہیں۔ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ لقب قائم کی زبان سے ادائیگی کی صورت میں کھڑے کیوں ہوتے ہیں تو آپؑ نے فرمایا۔ امام محمد مہدی علیہ السلام کی ایک طولانی غیبت ہوگی جس میں وہ لوگوں کے سامنے نہ آسکیں گے۔ لیکن اپنے چاہنے والوں پر شدت سے مہربان ہوں گے اور جو بھی آپؑ کو قائم کے لقب سے پکارے گا آپ اسے دیکھیں گے۔ کیونکہ یہ لقب ان کی حکومت کی یاد دلانے والا ہے۔ لہٰذا تعظیم کا یہ تقاضا ہے کہ جب بھی آقا اپنے غلام کو دیکھ رہا ہو تو وہ کھڑا ہو جائے اور خداوند تعالیٰ سے آپؑ کے ظہور کی دعا کرے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام خراسان کی ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ وہاں کسی نے حضرت حجت علیہ السلام کا ذکر لفظ "قائم" سے کیا تو آپؑ فوراً کھڑے ہو گئے اور اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر فرمایا۔ "پروردگار ان کے خروج میں تعجیل فرما اور ان کے ظہور کی راہ ہموار فرما۔" حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق آپ ایسے قائم ہیں کہ آپؑ کے سامنے تمام عالم کے حالات ظاہر ہیں۔ آپ کے لقب قائم کے احترام میں کھڑا ہونا آپؑ کی موجودگی کو تسلیم کرنا ہے۔ لہٰذا ہر صاحب مودت پر لازم ہے کہ اپنے اعمال پر نظر رکھے اور حضرت صاحب العصر و زمان کے ظہور کا منتظر رہے اور تقویٰ اختیار کرے تا کہ جب آپؑ کے سامنے حاضر ہو تو پاک دامن ہو۔ ہر صورت میں گناہوں سے اجتناب اور پاکیزہ زندگی گزارنا صاحبان ایمان کا فرض ہے۔

بشارت و روایات بسلسلہ قائم علیہ السلام

حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے لقب قائم کے بارے میں متعدد روایات موجود ہیں۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ کی کتاب "سعد السعود سے روایت کی ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں کوئی کسی کو ضرر نہیں پہنچائے گا اور نہ کوئی ایک دوسرے سے خوف زدہ ہوگا، چوپائے اور درندے لوگوں کے درمیان آمد و رفت کرتے نظر آئیں گے لیکن کسی کو گزند نہیں پہنچے گا۔ زہریلے جانوروں کا زہر ختم ہو جائے گا اور زمین و آسمان پر برکتوں کا نزول ہوگا، فرش زمین ہر قسم و انواع کی سبزیوں اور (اناج کی) بالیوں سے بھری ہوگی، روئے زمین کے تمام درخت پھلوں اور پھولوں سے مالا مال اور خوشبو سے مہکیں گے۔ ایک اور حدیث میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے انحصال سے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا۔ ہماری وجہ سے کائنات کی بساط بچھائی جائے گی اور

ہمارے ہی خاطر اسے سمیٹا جائے گا۔ پروردگار عالم ہماری وجہ سے جسے چاہتا ہے باقی رکھتا ہے، ہماری بدولت آسمان سے پانی برستا ہے۔ لہٰذا خدا کے لیے تم میں سے کوئی دھوکہ نہ کھائے، یاد رکھو ایک ایسا وقت آئے گا کہ آسمان سے ایک قطرہ پانی کا نہیں برسے گا، لیکن جب ہمارا قائم قیام کرے گا اس وقت ابر رحمت برسے گا اور زمین پر سبزہ اُگے گا۔ ان دنوں آپس کے بغض وحسد کا خاتمہ ہوگا اور دشمنیاں ختم ہو جائیں گی، درندے اور چوپائے آپس میں صلح وامن سے رہیں گے، کوئی ایک دوسرے کو تکلیف نہیں پہنچائے گا۔ زمین سبزہ زار سے اس قدر بھری ہوگی کہ اگر کوئی عورت عراق تا شام سفر کرے گی تو اس کا پاؤں زمین پر نہیں بلکہ سبزہ پر پڑے گا، وہ اپنے سر پر ٹوکری رکھے ہوئے اطمینان سے راستہ طے کرے گی تو کوئی درندہ اس پر حملہ آور نہ ہوگا اور نہ اسے کسی بات کا خطرہ محسوس ہوگا۔

علامہ شیخ علی یزدی حائری اپنی تالیف ''الزام الناصب'' میں تحریر فرماتے ہیں۔ عبداللہ بن ربیعہ جو مکہ کا رہنے والا تھا، اس نے بیان کیا کہ مجھ سے ایک شخص نے کہا۔ میں تمہیں ایک ایسی حدیث سنا تا ہوں جسے تم حفظ کرلو اور اسے اس وقت تک پوشیدہ رکھنا جب تک میں زندہ ہوں۔ اس کے بعد جب اللہ کی رضا ہو تو بیان کرنا۔ اس کے بعد کہا۔ میری بات سنو! میں مکہ میں عبداللہ بن زبیر کے ساتھ کعبہ کی تعمیر میں مشغول تھا کہ ایک روز عبداللہ بن زبیر نے مزدوروں سے کہا کہ اس جگہ زمین کھودو، ہم نے زمین کھودنا شروع کردی۔ یہاں تک کہ ایک بھاری پتھر نظر آیا جو ایک اونٹ کے برابر تھا۔ اس پتھر کے ایک حصے پر ہم نے ایک تحریر دیکھی جس میں پیغمبر خداؐ کی بعثت اور آپؐ کے بعد ائمہ طاہرین علیہم السلام کے مختصر حالات مرقوم تھے۔ اس پتھر کے آخری حصہ پر تحریر تھا کہ حضرت منتظر ظاہر ہوں گے جن کا اسم گرامی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر ہوگا۔ وہ عدل وانصاف کا حکم دیں گے اور عدل وانصاف سے کام لیں گے، برائیوں سے روکیں گے ان کے ذریعہ مالک کائنات ظلم وستم کی تاریکیاں چھانٹ دے گا اور شک وشبہ کے اندھیرے علم ویقین کی روشنی میں بدل جائیں گے اور ان کے زمانہ میں بھیڑ، بکری اور شیر ایک ساتھ رہیں گے۔ ان سے اہل آسمان پر اور مچھلیاں سمندروں میں مطمئن ہوں گی، وہ کس قدر عظیم ومکرم بندہ ہوگا جس پر اللہ تعالیٰ کی اس قدر عنایت وکرم ہوگا۔ خوش نصیب ہوگا وہ شخص جوان کا اطاعت گزار ہوگا اور بدنصیب ہوگا وہ شخص جوان کا نافرمان ہوگا۔ وہ شخص خوش نصیب ہوگا جوان کے ساتھ جہاد کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوات ورحمت کا نزول ہوگا اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے۔ اس عنوان پر مزید تفصیل اس کتاب میں عنوان ''ظہور امام پر اقوال ائمہ'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

توریت میں بشارت

توریت میں ''اشعیا'' باب ۴۲ر میں حضرت قائم علیہ السلام کے بارے میں مرقوم ہے۔ ''وہ میرا بندہ ہے جس کی میں نے مدد کی، یہ میرا چنیدہ بندہ ہے جس سے میں خوش ہوں اور میں نے اپنی صفات اس میں ودیعت کردی ہیں تاکہ عدل وانصاف اور حقیقت وحق کو تمام امتوں کے لیے ظاہر کرے۔ وہ فریاد نہیں کرے گا اور نہ اپنی آواز بلند کرے گا اور نہ ہی اس کی آواز گلی کوچوں میں سنائی دے گی۔ وہ کچلے ہوئے نرکلوں (نرکل سرکنڈے) کو نہیں کچلے گا، کمزوروں اور مدھم چراغ کی لوؤں کو نہیں بجھائے گا، یہاں تک کہ حق وانصاف اور امن وامان قائم کرے گا، وہ کمزور ہوگا نہ ہی کمزوری کے آثار اس میں رونما ہوں گے، یہاں تک کہ روئے زمین پر حق نافذ کردے گا، اس دنیا کے تمام علاقے اس کے احکام وفرامین کے منتظر ہوں گے۔''

''یہ امر اسی طرح مقدر اور مقرر ہو چکا ہے اس خدا کی طرف سے جو آسمانوں کا خالق اور اس کے شامیانہ کو پھیلانے والا ہے، زمین کا بچھانے والا ہے اور اس پر ہر قسم کی چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ زندگی دینے والا اور ساکنین زمین کو ہر طرح سے راحت واطمینان عطا کرنے والا ہے۔''

توریت کی ان آیات کے معنی ومفہوم کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت قائم عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف پروردگار عالم کی مدد کے ساتھ تشریف لائیں گے۔ جیسا کہ سورہ اسرہ کی آیت ۳۳ر میں ارشاد رب العزت ہے۔ ''جو شخص مظلومانہ قتل کردیا جائے ہم نے اس کے ولی کو انتقام لینے کی قوت عطا کی ہے۔ پس وہ جواباً قتل کرنے میں اسراف نہیں کرے گا۔ اس کی (اللہ کی طرف سے) مدد کی جائے گی۔'' جب اس آیت کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا۔ ''وہ حضرت قائم آل محمد علیہم السلام ہیں جو خروج وظہور فرمائیں گے اور خون حسین علیہ السلام کا بدلہ لیں گے۔ پس اگر وہ خون حسین علیہ السلام کے بدلے میں روئے زمین کے تمام ظالم انسانوں کو قتل کردیں تب بھی اسراف نہ ہوگا۔'' تفسیر برہان کے مطابق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''خدا کی قسم حضرت قائم علیہ السلام قاتلین حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد کو اس لیے قتل کریں گے کہ وہ اپنے آباء واجداد کے عمل سے راضی ہیں۔''

توریت کے یہ الفاظ کہ نہ وہ چلائے گا نہ اپنی اونچی آواز کرے گا۔'' کا مطلب یہ ہے کہ حضرت امام قائمؑ زمانہ غیبت میں کافی مدت تک خاموش رہیں گے جبکہ ظالموں کے ظلم سے واقف ہوں گے لیکن صبر کریں گے۔ آپؑ کا یہ صبر سورہ طارق کی آیت ۱۷ر کے عین موجب ہے۔ ''اے ہمارے رسول! تم کافروں کو کچھ

مہلت دو، ہم بھی ان کو تھوڑی مہلت دے رہے ہیں۔''

توریت کی یہ آیت جس میں کہا گیا ہے کہ ''کچلے ہوئے نرکلوں کو نہیں کچلے گا۔'' کا مفہوم یہ ہے حضرت امام زمانہ علیہ السلام دنیا کے لوگوں کے اعمال وافعال کے برخلاف عمل کریں گے کیونکہ وہ وقت وہ ہوگا جبکہ دنیا کے ظالم انسان اور متکبر حکمران کمزور اور نادار افراد کے اوپر ظلم کر رہے ہوں گے اور درندے انسانوں کو روندتے ہوں گے۔ اس کے برعکس حضرت قائم کمزوروں کی مدد اور فقراء ومساکین کے حقوق کی حمایت کریں گے۔ اس طرح ''امان تک حق کو نکالیں گے۔'' کا مطلب ہے کہ آپؑ ظہور کے بعد اہل زمین کے درمیان حق وانصاف قائم کریں گے اور ظلم وباطل کو نیست ونابود کریں گے پھر اس کے بعد کا زمانہ امن وامان کا ہوگا۔ یہ فرمانا کہ ''نہ وہ کمزور ہوگا نہ کسی کمزوری کے آثار اس میں ظاہر ہوں گے۔'' اس کا مطلب ہے کہ امام کے جہاد میں کسی طرح کی کمزوری کے آثار نہیں ہوں گے، جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ''اس دنیا کے تمام علاقے اس کے احکام کے منتظر ہوں گے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی طرز حکومت اور آپ کے احکام نہایت باعظمت ہوں گے جس کی منتظر تمام قومیں ہوں گی۔ اس لیے کہ اقوام عالم ظالم حکمرانوں کے ظلم وستم سے پریشان ہو چکی ہوں گی۔ توریت کا یہ بیان کہ ''اللہ کا یہی فرمان ہے۔'' کا مطلب یہ ہے کہ پروردگار عالم کے حکم کے مطابق آپؑ کا ظہور ہوگا اور دنیا امن کا گہوارہ بن جائے گا۔

والدہ گرامی

حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کی والدہ گرامی حضرت نرجس خاتون تھیں۔ آپ قیصر روم کی پوتی تھیں۔ آپ کے والد کا نام شیوعا تھا اور والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی شمعون الصفا کی نسل سے تھیں۔ آپ کو خواب میں حضرت قائم علیہ السلام نے مسلمان کیا تھا۔ آپ نہایت متقی اور صاحب علم وبصارت تھیں۔ ہمدردی، طہارت نفس اور حق پرستی جیسی خوبیاں آپ کی سیرت کا حصہ تھیں۔

جب آپ جوانی کی حدود میں داخل ہوئیں تو قیصر روم نے اپنے بھتیجے سے آپ کا رشتہ طے کر دیا لیکن جب پادری رسم شادی کے لیے بیٹھے تو تمام بت اور صلیبیں اوندھے منہ زمین بوس گئیں اور تخت کے پائے ٹوٹ گئے اور دولہا بے ہوش گیا۔ ان حالات کے ظاہر ہونے پر وہاں موجود پادری کانپنے لگے اور ان حالات کو فال بد سے تعبیر کیا۔ لہٰذا فوری طور پر یہ شادی ملتوی ہوگئی۔ اس کے بعد دوسرے شہزادے سے نسبت طے ہوئی اور شادی کے لیے نہایت احتیاط سے کام لیا گیا لیکن وقت عقد پہلے جیسے حالات سے دوچار ہونا پڑا اور صورت حال بگڑتی گئی۔

اسی شب حضرت نرجس خاتون کو خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نظر آئے جن کے پہلو میں حضرت شمعون بیٹھے تھے۔ انہوں نے تخت کی جگہ ایک منبر نصب کرایا، پھر کچھ بزرگ تشریف لائے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام اور ائمہ طاہرین تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بعد عزت و تعظیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر بٹھایا اور آپؐ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: میں اپنے بیٹے حسن عسکری علیہ السلام کے لیے آپ کی دختر کا رشتہ طلب کرنے آیا ہوں۔" جناب عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت شمعون کی طرف نگاہ کی۔ حضرت شمعون نے حضرت نرجس خاتون سے اس بابت دریافت کیا تو آپ نے فوراً اس رشتہ پر اطمینان کا اظہار کیا اور فرمایا۔ "یہ میرے نصیب کی سرفرازی ہوگی۔" اس کے بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت نرجس خاتون کا عقد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے کر دیا۔ اس طرح آپ سیدہ کونین کی بہو ہوگئیں۔

جب صبح نمودار ہوئی تو آپ نہایت مسرور نظر آرہی تھیں لیکن اس خواب کا ذکر کسی سے نہ کیا لیکن آپ اس خواب کے دیکھنے کے بعد سے اپنے آپ کو امامؑ کی امانت سمجھنے لگی تھیں۔ آپ ایک ذہنی کشمکش میں رہنے لگیں۔ یہاں تک کہ شدید بیمار ہوگئیں لیکن طبیبوں کے علاج کے باوجود کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر آپ کے دادا قیصر روم کو بہت زیادہ فکر اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ لہٰذا ایک دن آپ سے پوچھا اگر کوئی خواہش ہو تو بیان کریں۔ آپ نے فرمایا۔ "سارے مسلمان قیدی رہا کر دیں شاید ان کی دعا سے میں صحت یاب ہو جاؤں۔" قیصر روم نے آپ کی خواہش کے مطابق مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اس کے بعد آپ صحت یاب ہوگئیں۔

اس واقعہ کے چار روز بعد آپ نے جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور جناب مریمؑ کو خواب میں دیکھا جناب مریمؑ نے تعارف کراتے ہوئے فرمایا: یہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی دادی ہیں۔ آپ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا دامن تھام کر رونے لگیں اور بولیں۔ "امامؑ مجھے دیکھنے نہیں آتے۔" سیدہ عالمین نے فرمایا: وہ کیسے آتے تم نے ابھی اظہار ایمان تو کیا نہیں۔ اس ارشاد کے بعد کلمہ تعلیم فرمایا اور جب آپ نے کلمہ پڑھ لیا تو آپ کو اپنے سینئہ اقدس سے لگا لیا اور سر پر دست شفقت رکھتے ہوئے فرمایا: اب میرا فرزند تم سے ملنے آئے گا۔" اگلی ہی رات خواب میں امامؑ تشریف لائے۔ آپ نے ان سے بہت شکوہ کیا تو انہوں نے فرمایا۔ "اب تم دائرہ اسلام میں داخل ہوگئی ہو میں آتا رہوں گا۔" پھر آپؑ عالم رویا میں ہر شب زیارت سے مشرف ہوتی

رہیں۔ ایک رات امامؑ نے آپ سے فرمایا۔ "تمہارے دادا چند روز میں مسلمانوں سے لڑنے کے لیے ایک لشکر بھیجیں گے۔ تم بھیس بدل کر کنیزوں میں شامل ہو جانا اور دادا کے پیچھے روانہ ہونا۔" آپ نے امام کے حکم کے بموجب ایسا ہی کیا اور مسلمان مخبروں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئیں۔ آپ کے دادا نے آپ کو کافی تعلیم دی تھی اور آپ کئی زبانیں جانتی تھیں۔ اس موقع پر مختلف زبانوں سے واقفیت بہت کام آئی۔ کنیزوں کی تقسیم میں آپ جس شخص کے حصے میں آئیں اس سے عربی میں گفتگو کی۔ اس لیے آپ کے ساتھ اس کا برتاؤ اچھا رہا۔ آپ نے اس کو اپنا نام ملیکہ کے بجائے نرجس بتایا جو کنیزوں جیسا نام معلوم ہوتا تھا اس طرح آپ نے تقیہ اختیار کیا۔ یہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ ایک دن آپؑ نے بشیر سلیمان بردہ فروش کو طلب کیا اور فرمایا۔ "میں ایک خاص کنیز کی خریداری کے لیے تمہیں بھیجنا چاہتا ہوں۔ بشیر ہمہ تن اس بات پر رضامند ہو گیا۔ امامؑ نے رومی زبان میں تحریر کیا ہوا خط سر بمہر کر کے اس کے حوالے کیا اور ایک سو بیس دینار کی ایک تھیلی اس کو دیتے ہوئے فرمایا۔ "بغداد میں دجلہ کے گھاٹ پر صبح کے وقت اسیروں کی چند کشتیاں آئیں گی ان میں بہت سی کنیزیں ہوں گی جن کا تعلق مختلف ممالک سے ہوگا۔ عمر بن زید نام کا بردہ فروش ریشمی کپڑوں میں ملبوس ایک کنیز کو پیش کرے گا مگر وہ کسی کو اپنا جسم چھونے بھی نہ دے گی، رومی زبان بولتی ہوگی، تم وہی کنیز خرید لینا۔

امامؑ نے مزید تفصیل بیان فرمائی کہ "ایک خریدار اس کی قیمت تین سو دینار لگائے گا اور کہے گا، وہ اس کی پاک دامنی پر زیادہ راغب ہو گیا ہے۔" کنیز جواب دے گی۔ "تو سلیمان بن داؤد کے جاہ و حشم کے ساتھ آئے تب بھی مجھے قبول نہیں۔" اس وقت مالک کنیز کو تنبیہ کرے گا کہ "مجھے سودا کرنا ہے اور تم کسی کو پسند نہیں کرتیں۔" کنیز کہے گی "جلدی نہ کر میرا خریدار آنے ہی والا ہے۔" حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے بشیر کو بتایا اس وقت تم آگے بڑھنا اور کنیز کے مالک عمر بن زید سے اجازت طلب کر کے میرا خط کنیز کو دینا۔ بشیر نے امامؑ کی ہدایت کے مطابق عمل کیا اس نے وہی کچھ دیکھا جو امام نے فرمایا تھا۔ بشیر نے وہ خط کنیز کو دے دیا اور کنیز نے اپنے مالک سے کہہ دیا میں اس شخص کے ہاتھ بکنے کو تیار ہوں۔ عمر بردہ فروش نے کنیز کے راضی ہونے پر زیادہ رقم کا مطالبہ کیا۔ بشیر بھی اسی تجارت برادری سے تعلق رکھتا تھا، آخر ایک سو بیس دینار پر سودا ہوا اور بشیر کنیز کو لے کر اپنی قیام گاہ آ گیا۔ یہاں پہنچتے ہی کنیز کے روپ میں جناب نرجس خاتون نے خط نکالا اور اپنی آنکھوں سے لگا لیا اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے بشیر نے تعجب سے کہا۔ "آپ اس خط کو چوم رہی ہیں جس کے لکھنے والے سے واقف تک نہیں ہیں۔" جناب نرجس خاتون نے کہا۔ اے بشیر تم کو معلوم نہیں کہ میں ان کی بہو ہوں۔ پھر آپ نے تمام حالات سے بشیر کو آگاہ کیا۔ اس وقت سے بشیر کا رویہ آپ کے ساتھ نہایت

سود بانہ ہوگیا۔ اس کے بعد بشیر آپ کو لے کر سامرہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ روم کی شہزادی جناب نرجس خاتون جب حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت عالی میں حاضر ہوئیں تو نہایت احترام کے ساتھ حضرت کے سامنے سر جھکا کر کھڑی ہوئیں اور امامؑ نے آگے بڑھ کر آپ کے سر کو سینے سے لگا لیا اور آپ کو اپنی بہن حکیمہ خاتون کے سپرد فرمایا۔ حضرت حکیمہ خاتون نے آپ کو ارکان دین اور اسلام کی تعلیم دی۔

شیخ طوسی، شیخ طبرسی اور شیخ طرابلسی علیہ الرحمہ نے بشیر بن سلیمان انصاری سے روایت کی ہے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے اپنے غلام کافور کے ذریعے راوی مذکورہ کو طلب فرمایا اور اپنے معتمد خاص کے طور پر ناشتے کے وقت دریا کے گھاٹ پر اسیروں کی کشتی کے کے پاس جا کر نرجس خاتون کو امام کا خط پہنچانے اور امام کی دی ہوئی رقم دیکھ کر انہیں خرید کر بغداد لانے کا ذکر کیا ہے، نیز جناب نرجس خاتون کا جناب سیدہ سلام اللہ علیہا، جناب مریم سلام اللہ علیہا اور حوران بہشتی کو خواب میں دیکھنے اور بعد میں قبول اسلام کے ساتھ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو خواب میں دیکھنے اور قیصر روم کا مسلمانوں پر لشکر کشی کرنا اور جناب ملیکہ (نرجس خاتون) کی مسلمانوں کی جاسوس جماعت کے ہاتھوں گرفتاری کی تفصیل بھی مذکور ہے۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے آپ کے ساتھ بہت کم وقت گزارا تھا کہ اپنے والد محترم حضرت علی نقی علیہ السلام کے سایہ شفقت سے محروم ہوگئے۔ اس کے بعد آپ پر مصائب شروع ہوگئے اور جتلائے زندان ہوگئے۔ لیکن روم کی شہزادی جو قیصر کے پرشکوہ دارالامارہ میں پرورش پا چکی تھیں آپ بارگاہ امامت میں اپنے آپ کو عرش نشین سمجھتی تھیں اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی اطاعت میں ہمہ وقت سر اطاعت خم کیے رہتی تھیں۔ آپ اپنے فرزند حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی سربلندی پر نازاں تھی جن کی پشت اقدس پر مہر امامت ثبت تھی اور داہنے ہاتھ پر جاالحق و زھق الباطل کندہ تھا۔ آپ کا مقام و منزلت بہت بلند تھا اور آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کی قبر منور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی ضریح اقدس کی پشت پر واقع ہے۔ اس طرح امام سے حق وفا کے صلے میں آپ کی قبر مطہر سایہ نور سے مرجع خلائق ہے۔

حضرت حکیمہ خاتون

حضرت حکیمہ خاتون نہایت مقدس بی بی ہیں۔ آپ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی دختر اور حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خواہر ہیں۔ آپ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی پھوپھی تھیں۔ آپ کی مادر گرامی حضرت سمانہ خاتون تھیں۔ حضرت حکیمہ خاتون کی ولادت باسعادت ۲۱۳ ہجری سے ۲۲۰ ہجری کے

درمیان بیان کی جاتی ہے۔ آپ نہایت جلیل القدر معظمہ تھیں۔ آپ رازدار ائمہ میں سے تھیں۔ حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کی ولادت کے موقع پر آپ موجود تھیں اور ولادت کے فرائض نہایت احسن طریقے سے انجام دیئے۔ آپ فرماتی ہیں، بوقت ولادت حضرت امام عصر علیہ السلام تمام گھر نور علیٰ نور ہو گیا اور نومولود نے سجدہ کیا۔ آپ فرماتی ہیں اس کے بعد میں نے بچے کو اٹھالیا۔ اس وقت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے آپ کو آواز دی۔ اے عمہ! میرے فرزند کو میرے حوالے فرمائیں۔ آپ فرماتی ہیں۔ میں بچے کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں لائی، آپ نے انہیں اپنی آغوش مبارک میں لیا اور زبان اقدس ان کے منہ میں دے کر سیراب کیا۔ اس کے بعد اپنے فرزند سے گفتگو فرمائی۔

جناب حکیمہ خاتون نے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی نگرانی میں اہم کردار ادا کیا۔ دشمن ہمہ وقت اس کوشش میں تھے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے نائب کو کسی طرح تلاش کر کے شہید کر دیں لیکن حضرت حکیمہ خاتون نے شمع امامت کی حفاظت کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا اور ساتھ ہی حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا تعارف بھی صاحبان مودت سے کراتی رہیں تاکہ وجود امام سے کوئی انکار نہ کر سکے۔ نہایت پر آشوب حالات میں آپ کی خدمات قابل تحسین تھیں۔

آپ نہایت صاحب بصیرت اور صاحب تقویٰ تھیں۔ آپ متعدد احادیث کی راوی تھیں۔ آپ کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ آپ نے چار ائمہ اہل بیت کا زمانہ دیکھا اور حالات کا مشاہدہ کیا۔ آپ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام، حضرت امام علی نقی علیہ السلام، حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کے اوصاف کی شاہد تھیں اور ان ادوار کے حالات کی راوی بھی تھیں۔ آپ کی عظمت و سربلندی یہ تھی کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے آپ کو مادر حضرت امام زمانہ علیہ السلام نرجس خاتون سلام اللہ علیہا کے لیے معلمہ کے فرائض انجام دینے پر معین فرمایا۔ نیز حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے آپ کو راز الٰہی کے ظہور میں بطور مددگار منتخب فرمایا۔ آپ نے ان فرائض منصبی کو نہایت احسن طریقے سے انجام دیا جس سے آپ کے علم و شعور کا اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت حکیمہ خاتون سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے بلا کر فرمایا۔ اے پھوپھی آج کی شب آپ ہمارے یہاں قیام فرمائیں۔ یہ شب نصف شعبان ہے خداوند عالم اس شب میں اپنی حجت زمین پر ظاہر کرے گا۔ میں نے دریافت کیا یہ ظہور کس کے بطن سے ظاہر ہوگا؟ حضرتؑ نے فرمایا۔ نرجس خاتون سے۔ میں نے عرض کی میں تو نرجس خاتون میں ولادت کے کسی طرح کے آثار نہیں دیکھتی۔ آپ

نے فرمایا۔ جب صبح نمودار ہوگی تو یہ اثرات ظاہر ہوں گے۔ اس لیے کہ ان کی مثال مادر موسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ جن کے یہاں پیدائش کے اثرات عام لوگوں پر ظاہر نہ تھے اور وقت ولادت تک کسی کو اس کا پتہ نہ چلا۔ کیونکہ فرعون جناب موسیٰ علیہ السلام کی جستجو میں بنی اسرائیل کی عورتوں کے شکم چاک کراتا تھا تا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو روک سکے۔ اے پھوپھی! میرا یہ فرزند حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظیر ہے۔ حضرت حکیمہ خاتون نے ظالم و جابر حکمرانوں کے مختلف ادوار میں ائمہ پر ظلم و ستم ہوتے دیکھا اور نہایت پریشانی کے عالم میں بھی ائمہ اطہار کی خدمت میں حاضر رہیں اور احکام شریعت کی پابندی کرتی رہیں۔ آخر ۲۷۴ ہجری کو خالق حقیقی کی بارگاہ سے متصل ہوئیں۔ آپ کی ضریح اقدس سامرہ میں حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی ضریح منور کے قریب واقع ہے۔ اس طرح آپ کی خدمت کا صلہ قدرت نے یہ دیا کہ آپ کی ضریح مرجع خلائق ہے اور حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زائرین آپ کی ضریح پر ضرور حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ آپ کی لحد پر دوائمہ کا سایہ نور تا قیامت قائم رہے گا۔

شباہت مبارک

نور الابصار اور اعلام الوریٰ کے مطابق آپ کا رنگ گندم گوں، قد میانہ، پیشانی کشادہ ابرو گھنے اور باہم پیوستہ، ناک باریک، و بلند، چشم ہائے مبارک نہایت نورانی اور رخسار اقدس پر ایک تل تھا جو مثل ستارہ ضوفشاں تھا۔ آپ کے دندان مبارک مثل گوہر درخشاں تھے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ''مہدی میری اولاد میں سے ہوں گے جن کی صورت چاند کی طرح روشن ہوگی۔'' حضرت ابوسعید جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ ''مہدی علیہ السلام ہم میں سے ہے اس کی پیشانی کشادہ، ناک ستواں ہے۔'' آپ کی پشت مبارک پر مہر امامت ضوفشاں تھی۔ یہ مہر بالکل اس طرح نمایاں تھی جس طرح جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت پر مہر نبوت تھی۔ کمال الدین میں شیخ صدوق تحریر فرماتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''حضرت امام مہدی علیہ السلام شکل و شباہت میں خلق و شمائل و خصائل و اقوال و افعال میں میرے مشابہ ہوں گے۔''

آپ کا سینہ نہایت کشادہ تھا اور دونوں شانوں پر زلفیں مشک بار تھیں۔ روح القدس کی آغوش آپ کا گہوارہ اور عرش الٰہی پالنا تھا۔ آپ والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کا سرور تھے۔ علامہ طبرسی کتاب اعلام الوریٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابو ہارون کا کہنا ہے کہ میں نے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کو دیکھا تھا ان

کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مثل روشن تھا۔ آپ کے رخساروں کا نور ریش مبارک اور سر کے بالوں کی سیاہی پر چھایا ہوا تھا۔ آپ کے شکم سے لے کر پنڈلی تک کا حصہ اپنے جد بزرگوار حضرت امیر المومنینؑ کے مشابہ ہے۔ آپ سراپا نور مجسم ہیں۔ آپ مصور کائنات کا وہ آئینہ ہیں جس میں قدرت الٰہی کا عکس نظر آتا ہے۔ آپ کے داہنے بازو پر سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۸۱ منقوش ہے۔ وقل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ ''(اے رسولؐ) کہہ دیں کہ حق آگیا اور باطل نیست و نابود ہوگیا۔ اس میں شک نہیں کہ باطل مٹنے والا تھا۔'' آپ کے جسم کی بالیدگی حیرت انگیز تھی جس کے سبب دیکھنے والے حیرت زدہ رہ جاتے تھے۔ آپ دو برس کے سن میں پیروں طویل مسافت طے فرماتے تھے اور پانچ برس کے سن میں جوان معلوم ہوتے تھے۔ شیخ طوسی علیہ الرحمہ ان افراد سے روایت کرتے ہیں جنہوں نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا غیبت صغریٰ میں مشاہدہ کیا ہے کہ حضرت ایک خوبصورت جوان خوشبو سے معطر اور باعظمت شخصیت کے حامل تھے، جب وہ گفتگو کرتے تھے تو ان سے بہتر کوئی متکلم نہ تھا۔ (الغیبۃ، طوسی)

نسب نامہ

نسب کے معنی اصل اور نسل کے ہیں۔ سلسلہ نسب کا مطلب باپ کی طرف سے نسلی قرابت داری کے ہیں۔ حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کا نسب و بزرگی کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ، برگزیدہ اور معروف ہے۔ حضرت امام محمد مہدی المنتظر علیہ السلام ابن الامام الحسن عسکریؑ بن امام علی الہادیؑ بن امام محمد الجوادؑ بن امام علی رضاؑ بن امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفر صادقؑ بن امام محمد باقرؑ بن امام زین العابدینؑ بن امام حسینؑ بن امام علی ابن ابی طالبؑ اور ابن فاطمۃ الزہراؑ بنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یہ آپ کا نسب نامہ ہے۔ جو جو احادیث سے ثابت ہے اور واضح ہو کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے والد گرامی حضرت ابوطالب علیہ السلام جن کا نام عمران وعبد مناف تھا جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پدر بزرگوار جناب عبداللہ کے حقیقی بھائی تھے۔ اس طرح آپ کے شجرہ میں حضرت ابوطالبؑ بن ہاشم بن عبد مناف بن قصیٰ قریشی مکی العربی از نسل حضرت اسماعیل ذبیح اللہ بن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام شامل ہیں۔ آپؑ کی والدہ ماجدہ، جلیلہ مکرمہ و معظمہ نرجس، صقیل، ریحانہ اور سوسن کے اسمائے مبارک سے یاد کی جاتی ہیں۔ یہ مختلف نام کئی مناسبتوں اور اسباب کے لحاظ سے ہیں۔ جس طرح دختر رسول جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے آپ کی عظمت و فضیلت کے لحاظ سے کئی نام ہیں۔

محافظتِ امامؑ

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کے ابتدائی حالات و واقعات میں کافی یکسانیت پائی جاتی ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری بہت پہلے انبیاء علیہم السلام نے سنادی تھی۔ اسی طرح حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے بارے میں جناب رسالت مآبؐ نے آگاہ فرمادیا تھا کہ میں آخری نبی ہوں اور حضرت امام مہدیؑ آخری امام ہوں گے۔

البیان فی اخبار صاحب الزمان جس کے مولف حافظ محمد بن یوسف شافعی ہیں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت کی روشنی میں حضرت امام زمانہؑ کی آمد کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ صحاح ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ میں آپ کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت امام زمانہؑ کی ولادت باسعادت جن حالات میں وقوع پذیر ہوئی وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے حالات سے مماثلت تھی۔ فرعون نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی آمد کے خوف سے حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے بچے قتل کر دیے جائیں تاکہ اس کے ظالمانہ اقتدار کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو۔ اسی طرح حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث میں کیونکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کا ذکر کیا گیا ہے لہٰذا عباسی حکمرانوں پر یہ خوف طاری تھا کہ کہیں ان کا دور اقتدار آپؑ کی آمد سے ختم نہ ہو جائے اور ان کے محلات اور تخت و تاج زمیں بوس نہ ہو جائیں۔ یہی وہ سوچ تھی جس کے سبب آپ کی ولادت سے یہ خوف زدہ تھے اور ہر طرح کی کوشش تھی کہ کسی طرح امامت کے بارہویں چراغ عصمت کو گل کر دیں۔ لیکن پروردگار عالم نے مثل جناب موسیٰ علیہ السلام آپؑ کی ولادت کو معجزانہ طور پر مخفی رکھا اور آپ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا۔ آپؑ کی ولادت اور پرورش کی بابت دوستداران اہل بیت کے سوا کسی کو اس کا علم نہ ہو سکا۔

جب معتمد کو اس کے حاشیہ برداروں نے جناب نرجس خاتون سلام اللہ علیہا کے حالات سے باخبر کیا تو اس نے آپ کو طلب کیا اور بارہویں امامؑ کی ولادت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا، میں نے کبھی آثار ولادت محسوس نہیں کیے۔ جناب نرجس خاتون سلام اللہ علیہا کا یہ ایسا قول صادق تھا جس میں جھوٹ کا ذرا بھی شائبہ نہ تھا۔ اس لیے کہ حقیقت امر یہی تھا کہ آپ کو ولادت حضرت امام مہدی علیہ السلام سے کسی قسم کا درد یا تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ آپ کا جواب سن کر وقتی طور پر معتمد خاموش رہا۔ لیکن اس نے اپنی حکومت کے قاضی ابوشوداب کو آپ کی نگرانی کا حکم دیا اور تاکید کی کہ جب بھی جناب نرجس خاتون کے یہاں

ولادت ہو تو بچہ کو فوراً قتل کر دیا جائے۔ اس واقعہ کے بعد معتمد کو اندرونی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور عباسی حکومت کا زوال شروع ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں دارالحکومت بغداد میں افراتفری پھیل گئی۔ لہٰذا یہ جناب نرجس خاتون کی مخالفت سے باز رہا۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کو صیغہ راز میں رکھا لیکن اپنے اصحاب خاص کو آپ کی ولادت سے آگاہ فرمایا تاکہ آئندہ یہ حضرات آپ کے فرزند ارجمند کی بیعت پر اتفاق کریں۔ ولادت کے تیسرے روز حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے مخصوص اصحاب کے روبرو پیش کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا۔ ''یہ میرا جانشین اور آئندہ تمہارا امام ہے۔ یہ وہی قائمؑ ہے جس کے آگے تمہارے سر ادب سے جھک جائیں گے۔ جب دنیا گناہوں اور برائیوں کی آماجگاہ ہوگی تو یہ دوبارہ ظاہر ہو کر اسے برکتوں اور انصاف سے معمور کرے گا۔''

معاویہ ابن حکم، مواہ محمد ابن ایوب اور محمد ابن عثمان کے مطابق حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے چالیس افراد کے ایک وفد کو حضرت امام محمد مہدی السلام کو دکھاتے ہوئے فرمایا۔ ''میرے بعد یہ تمہارا امام ہے۔ تم سب پر لازم ہے کہ بلا استثنا اس کی بیعت کرو اور اس بابت کوئی تنازع نہ کرو۔ کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنے آپ کو خطرے میں مبتلا کرو گے۔ یہ بات یاد رکھو کہ آئندہ تم اسے دیکھ نہ سکو گے۔''

جناب حسن عسکری علیہ السلام کے انتقال کے بعد سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی امامت کا آغاز ہوا اور ساری دنیا کے لیے منبع ہدایت کی حیثیت سے ظاہر ہوئے۔ مشیت الٰہی کے مطابق آپؑ کو امامت کے بارے میں تمام معاملات پس پردہ طے پانا تھے۔ لہٰذا آپؑ نے چند ایسے اشخاص کو جو آپ نے والد بزرگوار کے زمانے سے مذہبی امور کے نگرانی میں مصروف تھے، ان مقتدر ہستیوں کو آپؑ نے اپنے نائبین اور سفراء مقرر فرمایا تاکہ وہ عوام الناس اور امام کے مابین پس پردہ رابطہ قائم رکھیں۔ ان حضرات کے ذمہ جن امور کا تعین فرمایا ان میں خصوصاً لوگوں کی عرض داشتیں اور مسائل امام کے سامنے پیش کرنا تھے اور جو احکام اور جوابات آپ دیتے تھے وہ یہ حضرات لوگوں تک پہنچاتے تھے۔

زمانہ غیبت میں مومنین کے فرائض

زمانہ غیبت میں پیروی امام زمانہؑ واجب ہے۔ آپ کی محبت و مودت کا دل میں قائم رہنا اور آپؑ کے ظہور پر پختہ یقین رکھنا ایمان بالغیب کی علامت ہے۔ آپؑ مومنین کے پیشوا و ہادی ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم

آپ کے ظہور کے ہمہ وقت منتظر رہیں۔ اور بحیثیت ایک پیروکار قرآن مجید کی تعلیمات اور اہل بیت کے بتائے ہوئے راستے پر عمل پیرا ہوں۔ نجم الثاقب میں ہے کہ جب حضرت کا نام لیا جائے تو آپ کے احترام میں کھڑے ہو جانا چاہیے خاص کر جب آپ کے القاب میں قائم کا لقب پکارا جائے تو استقبال کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ مزید یہ کہ آپؑ کی صفات کو سمجھنا ہر حال میں لازم ہے۔ نیز آپؑ کی نصرت اور مدد کے لیے آمادہ رہنا چاہیے اور اگر استطاعت رکھتا ہو تو عید قربان کے موقع پر حضرت امام زمانہؑ کی نیابت میں قربانی کرے۔ (نجم الثاقب) ہم اپنے عمل سے ثابت کریں کہ ہم دوستداران محمدؐ وآل محمدؑ ہیں۔ جن کا ساتھ دیں اور باطل سے برأت اختیار کریں۔ قوانین خداوندی اور محمدؐ وآل محمدؑ کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگی گزاریں۔ ہمارا کردار ایسا مثالی ہو کہ دنیا کے سامنے سر اٹھا کر چل سکیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے جناب جابر بن عبداللہ انصاری سے فرمایا۔ ''اے جابر! کیا ایک شخص کے شیعہ ہونے کے لیے بس اتنا کافی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہل بیت کا صرف موید ہونے کا دعویٰ کرے؟ بخدا ہمارا موید صرف وہ شخص ہے جو متقی ہو اور اللہ کے احکامات تسلیم کرے، ہمارے محبّ کی پہچان یہ تھی کہ وہ حلیم الطبع اور راست باز تھے۔ وہ اللہ کو یاد کرتے تھے روزے رکھتے تھے، ماں باپ سے حسن سلوک کرتے تھے اور ہمسایوں، محتاجوں، یتیموں اور قرضداروں کی مدد کرتے تھے۔ وہ اپنی صداقت اور قرآن کی قرأت کی وجہ سے پہچانے جاتے تھے۔ وہ کبھی کسی کے بارے میں بدگوئی نہیں کرتے تھے۔ ان پر سب اعتماد کرتے تھے۔'' یہ سن کر جابر نے عرض کیا: یا ابن رسول اللہؐ! میں فی زمانہ کسی ایسے شخص سے واقف نہیں جس میں یہ جملہ صفات موجود ہوں۔ حضرت جابر کی اس گفتگو کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے جابر! مختلف اعتقادات کی وجہ سے غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو کیا تم خیال کرتے ہو کہ ایک شخص کی نجات کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اللہ کے احکام کی پیروی کیے بغیر حضرت علی علیہ السلام کا پیروکار ہونے کا دعویدار ہو سکتا ہے؟ اگر کوئی شخص کہے کہ وہ رسول اللہ کا پیروکار ہے لیکن آپ کی تعلیمات پر عمل نہ کرے تو وہ نجات کا حقدار نہ ہوگا۔ ہمارے ماننے والوں کا فرض ہے کہ وہ خوف خدا کریں اور اس کے احکام کے مطابق عمل کریں۔ بلاشبہ اللہ رب العزت کی کسی سے رشتے داری نہیں ہے۔ وہ فقط ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو پرہیزگار ہوں اور اس کے احکام تسلیم کریں۔ واللہ! اللہ کا قرب حاصل کرنے کا اس کے علاوہ کوئی ذریعہ نہیں کہ اس کے ارشادات کی تعمیل کی جائے۔ جو اللہ کے احکام مانے وہ ہمارا دوست ہے اور جو اس کی نافرمانی کرے وہ ہمارا دشمن ہے۔ کوئی شخص تقویٰ اور نیک اعمال کے بغیر ہمارا دوست نہیں بن سکتا۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام امام عصر ہیں۔ آپؑ کی موجودگی میں صاحبان مودت کا فرض ہے کہ وہ نیک اعمال بجالائیں اور گناہوں سے اجتناب برتیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''پرہیزگار اور دیندار بنو، راست گو اور شائستہ بنو، اپنے ہمسایوں سے اچھا سلوک کرو، اپنے نیک کردار اور حسن سلوک کے ذریعے لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف مائل کرو، اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے ہمارے لیے باعث رسوائی نہ بنو، اپنے رکوع و سجود کو طول دو اس لیے کہ جب کوئی شخص رکوع اور سجود کو طول دیتا ہے تو شیطان بے حد ناامید اور پریشان ہوتا ہے اور کہتا ہے کتنی شرم کی بات ہے کہ یہ لوگ اللہ کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں جبکہ میں نے اس کی نافرمانی کی ہے۔ وہ سجدہ بجالاتے ہیں جبکہ میں نے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔

حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کی غیبت کے زمانے میں صاحبان ایمان کا فرض ہے کہ وہ آپ کے ظہور کے منتظر رہیں، احکام خداوندی کی پابندی کریں، اپنے مسائل کا حل قرآن مجید اور محمدؐ و آل محمدؐ کی سیرت کی روشنی میں تلاش کریں، حق و باطل میں امتیاز کریں اور راہ مستقیم سے کبھی انحراف نہ کریں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگرد جوان کے شیعہ تھے لیکن ہمارے شیعوں سے بہتر نہ تھے کیونکہ ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مدد کا وعدہ کیا لیکن انہوں نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا اور اللہ کی راہ میں جہاد سے دوری اختیار کی۔ اس کے برعکس ہمارے شیعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت سے آج تک ہماری پیروی کر رہے ہیں اور ہمارے ساتھ ہیں۔ انہوں نے کبھی معاونت سے پہلوتہی نہ کی اور ہر طرح کی قربانیاں دیتے رہے اور ہر طرح ظلم سہے۔''

حضرات امام جعفر صادق علیہ السلام نے امت پر ظاہر کر دیا کہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کا اصل محب وہ ہے جو راہ مستقیم اختیار کرے اور راہ حق میں ہر طرح کی قربانیاں پیش کرے اور امام عصر کی حمایت میں ہر وقت تیار رہے۔ ہمارا فرض ہے کہ زمانہ غیبت میں ہر وقت امامؑ کے استقبال کے لیے تیار رہیں اور ثابت کریں کہ محبان اہل بیت کا کردار مثالی ہوتا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری کریں توحید پر یقین کریں۔ یہ کہ پروردگار عالم قادر مطلق ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، وہ سمیع و بصیر ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور وہی معبود حقیقی ہے۔ اس کی عبادت کرنا ہمارا اولین فرض ہے۔ اس کے احکامات پر عمل کرنا تقاضہ عدل ہے۔ اللہ کے محبوب جناب رسالت مآبؐ ہیں جو خاتم النبیین ہیں۔ امر دین کی بجا آوری کے لیے پروردگار عالم نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت اطہار کو مخصوص فرمایا۔ غیبت امام میں لازم ہے کہ ان برگزیدہ ہستیوں سے متعلق آگاہی حاصل کی جائے

تا کہ ان کی ہدایت سے فیضاب ہونے کی سعادت نصیب ہو۔ بحارالانوار میں ہے کہ مشکلات میں آپؑ کو وسیلہ قرار دے کر آپ کی خدمت میں اپنی حاجات پر مشتمل عریضہ ارسال کرنا چاہیے۔ مکارم الاخلاق طبری میں مرقوم ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے فضائل و کمالات کو زیادہ سے زیادہ بیان کیا جائے کیونکہ آپ اس زمانے میں ولی نعمت ہیں اور خداوند تعالیٰ کی تمام ظاہری اور باطنی نعمتوں میں آپؑ ہی وسیلہ ہیں۔ یعنی آپ فیض رسانی کا ذریعہ ہیں۔ کمال الدین کی روایت کے مطابق دشمنوں کی جانب سے جو مصائب آئیں ان کو برداشت کیا جائے اور ان کا مقابلہ کیا جائے۔ جناب رسول اکرمؐ کی متفقہ حدیث ہے کہ ''میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔'' یہ حدیث ائمہ اہل بیت کی امامت کا بین ثبوت ہے، یہ صاحبان عصمت و طہارت وارث علم لدنی اور منصوص من اللہ ہیں۔ ان مقدس ہستیوں کے ذریعے جو علوم و معارف دنیا تک پہنچے وہ ان برگزیدہ ہستیوں نے کسی درس گاہ سے حاصل نہیں کیے، اس لیے کہ علم و حکمت ان کی وراثت ہے۔ ائمہ اطہار رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ یہ وہ مقدس ہستیاں ہیں جنہیں خالق ذوالجلال والاکرام نے اپنی تجلیات سے آراستہ فرمایا اور اپنے اسرار و رموز سے روشناس فرما کر ہدایت کے لیے معین فرمایا۔ اتباع محمدؐ و آل محمدؐ کے بغیر حصول دین ممکن نہیں۔ لہٰذا حصول دین کے لیے ہمارا فرض ہے کہ ان بزرگ ہستیوں کی راہ پر قائم رہیں۔

سورہ بقرہ آیت ۱۲۴ میں ارشاد رب العزت ہے۔ ''میں تم کو پیشوا بنانے والا ہوں (حضرت ابراہیم نے) عرض کی اور میری اولاد میں سے، فرمایا: میرے اس عہد پر ظالموں میں سے کوئی شخص فائز نہیں ہو سکتا۔'' امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ عملی نمونہ ہو، اسلام و قرآن کا محافظ ہو، اسلامی معاشرے کا محافظ ہو، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور حرام و حلال کا بیان کرنے والا ہو، عادل و صاحب علم و حکمت ہو اور اس کا ہر عمل رضائے الٰہی کے مطابق ہو۔ امام بنانا امر الٰہی ہے اور امام انسانوں کے لیے بنائے لہٰذا جب تک انسان ہے امام کا وجود لازم ہے۔ جیسا کہ پروردگار عالم کا ارشاد ہے۔ **انی جاعلک للناس اماما** ۔ اس آیت میں اللہ بزرگ و برتر نے بتا دیا کہ امام انسانوں کے لیے بنائے۔ خلافت بھی امامت کا خاصہ ہے۔ ارشاد خالق کائنات ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ ۔ میں بنانے والا ہوں زمین میں خلیفہ۔ معلوم ہوا نائب کے لیے زمین کی شرط ہے۔ حضرت امیرالمومنین ابوتراب اور نائب رسولؐ ہیں۔ زمین کیونکہ قائم ہے۔ لہٰذا حضرت قائم امام عصر علیہ السلام کا موجود ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے۔ پروردگار عالم نے فرمایا امام انسانوں کے لیے بنایا کیونکہ انسان موجود ہیں تو امام کا ہونا بھی لازمی ہے اور امام کی موجودگی میں عمل صالح بجالانا ضروری ہے۔

ان اعمال صالح میں نماز ایسی عبادت ہے جو انسانی روح کو اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات سے مربوط کرتی ہے۔اس لیے کہ یہ دین کا ستون ہے اور تسکین روح کا سبب ہے۔سورہ رعد آیت ۲۸ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔الابذکر اللہ تطمئن القلوب O ''آگاہ ہو کہ یاد خدا سے دل مطمئن ہوتے ہیں۔نماز راہ نجات کا ذریعہ ہے۔''جیسا کہ سورہ مومنون میں ارشاد ہو رہا ہے۔قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خشعون O ''بیشک ان مومنوں نے فلاح پائی جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔''نماز دن میں پانچ وقت واجب ہے جبکہ روزہ ماہ رمضان میں واجب ہے۔لہٰذا غیبت امام میں واجب کو ترک کرنا نہیں چاہیے۔جب حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روزہ کے واجب ہونے کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔اس قسم کی عبادت سے اللہ نے بندوں کا امتحان لیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ خدا کی بارگاہ میں درجات کی بلندی پر فائز ہو سکیں،اور جس فضل و کرم کے مالک نے بندوں پر انعام کیا ہے اسے وہ پہچانیں اور پانی کی لذت اور کھانے سے سیری کی اہمیت کا ان کو اندازہ ہو کہ جب ان کو روزوں میں پیاس لاحق ہو تو وہ آخرت کے دن کی سب سے شدید پیاس کو یاد کریں،اس طرح روزہ دار کو اطاعت الٰہی کی طرف میلان و رغبت زیادہ ہوتی ہے۔حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روزہ کی علت دریافت کی تو آپ نے فرمایا: روزے کے حکم کا سبب یہ ہے کہ فقراء اور دولت مند کم از کم اس وقت تو برابر ہو جائیں یا اس لیے کہ دولت مند تو کبھی یہ جان ہی نہیں سکتا کہ بھوک کیا چیز ہے کہ وہ فقیروں پر ترس کھائے کیونکہ دولت مند جب جس چیز کو چاہتا ہے اس کا مہیا ہونا اس کے بس میں ہوتا ہے تو اللہ نے چاہا کہ روزے کے دوران اپنی مخلوق کو برابر کر دے اور دولت مند بھی بھوک و پیاس کا مزہ چکھے تاکہ وہ ضعیفوں پر مہربانی کرنے اور بھوکوں پر ترس کھائے۔

غیبت امامؑ میں زکوٰۃ کی ادائیگی اہم فریضہ ہے۔جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ دے کر اس کو پاکیزہ بناؤ تاکہ تمہاری نماز مقبول ہو،زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا جہنم کی آگ میں جلے گا،قرآن مجید میں اقامہ صلوٰۃ کے حکم کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارے میں تاکید ہے۔زکوٰۃ کی ادائیگی سے فقر و فاقے میں مبتلا مومنین کی زندگی میں آرام و سکون میسر آتا ہے۔حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں۔مسلمانوں کے لیے نماز کے ساتھ زکوٰۃ کو بھی تقرب الٰہی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔لہٰذا جو شخص اسے برضا و رغبت ادا کرے گا اس کے لیے گناہوں کا کفارہ ہے اور دوزخ سے آڑ اور بچاؤ ہے۔

غیبت امام میں خمس کی ادائیگی بہت بڑی ذمہ داری ہے جو مال کا پانچواں حصہ ادا کیا جاتا ہے،یہ محمدؐ و

آلِ محمد کا حق ہے۔ زکوٰۃ صدقہ ہے لہٰذا پروردگار عالم نے سادات کے لیے زکوٰۃ کو پسند نہیں کیا بلکہ ان کے خاص مالوں میں پانچواں حصہ مقرر فرمایا ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی اس حق کو روکے گا وہ اہل بیت کا غاصب قرار پائے گا اور اس کا یہ فعل ظالمانہ شمار کیا جائے گا۔ سورہ انفال آیت ۴۱ر میں ارشاد پروردگار عالم ہے۔ واعلموآ انما غنمتم من شیءٍ فان لله خمسه وللرسول و لذی القربیٰ و الیتمٰی و المسٰکین و ابن السبیل O اور جان لو جو نفع کسی چیز سے حاصل کرو تو اس میں کا پانچواں حصہ خدا اور رسولؐ اور (رسولؐ کے) قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور پردیسیوں کا ہے۔" اس آیت میں غنیمت غنم سے مشتق ہے۔ جس کے معنی نفع کے ہیں اور چونکہ جنگ میں بھی حاصل ہوتا ہے، اس لیے اس لفظ کو وہاں بھی استعمال کیا گیا ہے، غنیمت صرف اسی مال سے متعلق نہیں ہے جو جنگ میں حاصل ہو بلکہ ہر اس منافع سے تعلق رکھتا ہے جو جائز طریقے سے حاصل ہو جیسا کہ آیت میں "من شیءٍ" سے واضح ہے۔

جملہ عبادات میں فریضہ حج بیت اللہ بہت اہم فریضہ ہے۔ جس کا حکم قرآن مجید میں دیا گیا ہے۔ ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلاً و من کفر فان الله غنی عن العالمین ۔(سورہ آل عمران ۹۷) "جو لوگ استطاعت رکھتے ہیں انہیں خوشنودی خدا کے لیے حج بیت اللہ بجالانا چاہیے اور جو شخص نافرمانی کرے گا اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ خداوند تعالیٰ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔" خانہ کعبہ کا حج کرنا واجب ہے۔ جس وقت حج واجب ہوتا ہے، اس میں بغیر کسی شرعی عذر کے تاخیر کرنا گناہ عظیم ہے۔ حج ایک اجتماعی فریضہ ہے جو امت مسلمہ کے لیے بہت زیادہ نفع بخش ہے۔

دراصل عبادات مقاصد کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا عبادت رضائے رب کے لیے ہونا چاہیے۔ عبادت کے لیے خلوص نیت اور خضوع وخشوع کا ہونا ضروری ہے۔ عبادت میں لالچ وخوف کا عنصر عبادت کو بے اثر بنا دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے۔ "مقصد عبادت اپنے رب کا شکر ادا کرنا ہے، عبادت میں خودنمائی اور ریاکاری عبادت کو بے اثر بنا دیتی ہے۔ عبادت میں خلوص کے ساتھ طہارت جسمانی اور روحانی کا ہونا ضروری ہے۔ عبادت میں نماز، روزہ، زکوٰۃ خمس، حج بیت اللہ اور جہاد کے علاوہ بے شمار اعمال عبادات سے تعبیر کیے جاتے ہیں۔ رزق حلال کا حصول، اولاد کی پرورش، حسن معاشرت، زہد وتقویٰ، حرمت والدین، صلہ رحمی، حاجت روی، مہمان نوازی، لوگوں کی دلجوئی کرنا، سخاوت، احسان، حقوق یتامیٰ عفو ودرگزر، غصہ کا پی جانا، صبر واستقلال، قناعت، امانت داری، توکل الی اللہ، اخلاص، ریاکاری اور عیب جوئی سے اجتناب کرنا، غیبت اور بہتان تراشی سے بچنا، اس کے علاوہ چغل خوری، حسد بخل تعصب، عہد شکنی

جیسی برائیوں سے دور رہنا بھی عبادت ہے۔

ہر حال میں راہ مستقیم پر قائم رہنا، وقت کا صحیح استعمال، جہاد بالنفس، اتحاد باہمی، خدمت خلق، عزیز و اقربا اور ہمسائے کے حقوق ادا کرنا بھی عبادت ہے۔ الغرض عبادت کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ پوری زندگی پر محیط ہے۔ لہٰذا خوشنودی امام عصرؑ کے لیے ہمارا فرض ہے کہ گناہوں سے ہر حال میں اجتناب کریں اور راہ مستقیم پر قائم رہیں۔

منزل ہدایت

قرآن مجید میں ارشاد رب العزت ہے۔ ''ہم نے بنایا امام انسان کے لیے۔'' معلوم ہوا جب تک انسان کا وجود ہے ہادی بھی موجود ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ پروردگار عالم فرمائے ہم نے انسانوں کے لیے امام بنایا اور انسان تو موجود ہو اور امام نہ ہو۔ ابتدا تا انتہا امام کا وجود ہے۔ پروردگار عالم نے دنیا میں پہلے ہدایت کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کو بھیجا تا کہ انسان یہ نہ کہہ سکے کہ ہماری کوئی ہدایت کرنے والا نہ تھا۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔ ان علینا الھدیٰ O ''انسان کو ہدایت دینا ہمارا کام ہے۔'' جب پروردگار عالم نے ہدایت کا ذمہ لیا تو ہادی بھی اسی کے بنائے ہوئے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق سلسلہ ہدایت جاری رہے۔

پروردگار عالم نے انسان کے لیے وہ تمام اشیاء جن کی اسے دنیا میں آنے کے بعد ضرورت پیش آتی ہے عطا فرمائیں۔ خصوصاً ہوا، پانی، روشنی، اور غذا یہ چیزیں مادی ضروریات کو پورا کرنے کا ذریعہ ہیں۔ اس کے علاوہ انسان کی روحانی ضروریات بھی ہیں جو ہادی کے ذریعہ پایہ تکمیل کو پہنچتی ہیں۔ خالق کائنات شکم مادر میں یہ فیصلہ کر دیتا ہے کہ انسان کی آنکھیں کیسی ہوں، ہاتھ پاؤں کی بناوٹ کیسی ہو، شکل و صورت کیسی ہو اور عقل و شعور کا معیار کیسا ہو۔ جب عام انسان کو پروردگار عالم تمام صلاحیتوں کے ساتھ دنیا میں بھیجتا ہے تو جن کو ہدایت کے لیے بھیجا ان میں تمام صلاحیتیں موجود تھیں جو ایک ہادی کے لیے ضروری ہیں۔

دنیا میں تعلیم کا سلسلہ مرحلے وار ہوتا ہے۔ کئی مراحل سے گزر کر انسان تعلیم کی اعلیٰ سند حاصل کرتا ہے۔ اس کے باوجود غلطیوں کا مرتکب ہوتا ہے اور اکثر پڑھی ہوئی باتیں بھول جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جن ہستیوں کو دنیا میں ہدایت کے لیے بھیجا ان کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا تا کہ ان میں کوئی کمی نظر نہ آئے۔ مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام نے برسر منبر فرمایا جو پوچھنا ہو پوچھ لو اس سے قبل میں تمہارے درمیان

نہ رہوں۔ تمام مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام اور علمائے اعلام میں سے کسی نے بھی حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے سوا سلونی ان تفقد ونی ''جو پوچھنا ہے ہو پوچھ لو اس سے قبل کہ میں تمہارے درمیان نہ رہوں۔'' یہ شرف تو ائمہ اہل بیت کو حاصل ہے کہ جب بھی کسی نے کوئی سوال کیا اس کا اس کو فوری طور پر جواب عنایت فرمایا اور اپنے اپنے ادوار میں علم کے دریا رواں کیے۔

پروردگار عالم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ہدایت کے لیے بھیجے جن میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سرتاج الانبیاء کی حیثیت سے بھیجا اور آپ کی زندگی کو قابل تقلید قرار دیا اور آپ پر قرآن نازل کیا جو سرچشمہ ہدایت ہے۔ اور ساتھ ہی ائمہ اہل بیت کو منبع ہدایت بنایا۔ قرآن مجید میں سورہ نحل کی آیت ۷۸ میں ارشاد رب العزت ہے۔ ''اور خدا ہی نے تمہیں تمہاری ماں کے پیٹ سے نکالا (جب) تم بالکل ناسمجھ تھے۔'' معلوم ہوا جب انسان دنیا میں آتا ہے تو وہ ناسمجھ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کو ہدایت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں والدین، اساتذہ اور معاشرہ اس کی معاونت کرتا ہے۔ اس طرح انسان میں بتدریج شعور اجاگر ہوتا ہے۔ انسان کے علاوہ دیگر جانداروں کو پروردگار عالم نے ان کی ضروریات کے مطابق علم عطا فرمایا اور ادراک سے نوازا۔ مثلاً چیونٹی اپنی غذا اور رہائش گاہ کا انتظام اس طرح کرتی ہے کہ انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ اس کی معاشرتی زندگی اور اتحاد مثالی ہے۔ اسی طرح شہد کی مکھی جس انداز میں زندگی گزارتی ہے وہ بھی حیرت انگیز ہے۔ یہ اپنا چھتہ ایک مخصوص انداز میں بناتی ہے۔ نیز شہد کا جمع کرنا، اتحاد و اتفاق سے زندگی گزارنا یہ سب کچھ مالک کائنات کی عطا ہے جہاں اسے ہدایت مل رہی ہے۔ اسی طرح تتلی کی حس کا یہ عالم ہے کہ یہ دور دراز سے پھولوں کی خوشبو محسوس کر لیتی ہے۔ اگر پرندوں کے گھونسلوں پر نظر ڈالیں تو ہر پرندہ اپنے اپنے انداز میں گھونسلے بناتا ہے۔ مکڑی جس انداز میں اور جس سلیقے سے جالا بنتی ہے اس پر انسانی عقل حیران ہے۔ اسی طرح مختلف جانداروں کی اپنی طرز زندگی ہے۔ ان سب میں قدر مشترک یہ ہے کہ یہ جاندار وقت تخلیق سے آج تک وہی انداز اختیار کیے ہوئے ہیں۔ جس میں آج تک کوئی فرق نہیں آیا جبکہ انسان کا طرز زندگی وقت اور حالات کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔

مخلوقات عالم میں نباتات، جمادات اور حیوانات میں سے ہر ایک کے اپنے اصول اور ضابطے ہیں جو پروردگار عالم کی طرف سے معین ہیں جن سے کوئی بھی بغاوت نہیں کرتا جبکہ انسان اکثر راہ مستقیم سے ہٹ جاتا ہے اور برائی میں مبتلا ہو کر آئین الٰہی سے بغاوت کا مرتکب ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے لیے قدم قدم پر ہدایت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے ہر زمانہ میں ہادی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس ضرورت کے پیش

نظر قدرت نے ہادی عصرؑ کو باقی رکھا تا کہ سلسلہ ہدایت منقطع نہ ہونے پائے۔

آج کا مسلمان جس قدر اسلامی اقدار سے دوری اختیار کرتا جا رہا ہے، اسی قدر اخلاقی پستی اور بے راہ روی کا شکار ہوتا جا رہا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ قوم قول و فعل میں تضاد کا شکار ہے۔ بے عملی کے سبب آج کے مسلمانوں میں خلوص نظر نہیں آتا بلکہ ظاہر داری کا پوری معاشرتی زندگی پر سایہ ہے۔ مذہبی رجحانات تو نظر آتے ہیں لیکن ان میں خلوص اور روحانیت کا فقدان ہے۔ مساجد کو فن تعمیر اور جواہر نگاری کے تحت باعظمت قرار دیا جاتا ہے جبکہ اسلام میں ہر مسجد کا مقام بلند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بلحاظ احترام مسجد کا رقبہ بڑا ہو یا چھوٹا، تعمیر میں مٹی اور کھجور کے پتوں اور شہتیر کا استعمال ہو یا قیمتی پتھروں کا، مسجد میں تیل کا دیا روشن ہو یا قیمتی فانوس، چٹائی بچھی ہو یا قیمتی قالین ہر جگہ احترام شرط ہے۔ بادشاہ کے محل میں تو جوتوں سمیت داخل ہو سکتے ہیں لیکن مسجد میں جوتے اتار کر داخل ہوتے ہیں۔ جملہ مساجد میں مسجد نبوی کی تعمیر تاریخ اسلام کا بہت اہم واقعہ ہے جس کی تعمیر میں جملہ شرعی ضروریات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیش نظر تھیں۔ آپؐ نے مدینہ میں قیام کے سات ماہ بعد اسعد ابن زرارہ کے زیر کفالت دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی زمین دس دینار میں خریدی جس کی قیمت حضرت ابوایوب انصاری نے ادا کی۔ یہ مسجد نہایت سادگی سے تعمیر ہوئی۔ تعمیر مسجد کے ساتھ ہی حجرے بھی تیار ہوئے۔ یہاں ایک چبوترہ بنایا گیا جسے صفہ کہتے تھے۔ جہاں نومسلم ٹھہرتے تھے ان کو اصحاب صفہ کہا جاتا تھا۔ ان کی پرورش صدقات سے کی جاتی تھی۔ اکثر ان کی تعداد ستر سے چار سو تک ہو جاتی تھی، جو بے گھر تھے اور یہاں ٹھہرتے تھے۔ جناب رسول اکرمؐ ہر روز بعد نماز ان لوگوں کے پاس ضرور کچھ دیر کو تشریف فرما ہوتے تھے۔ جب یہ لوگ اپنے پھٹے پرانے لباس اور پسینے کے سبب آپؐ سے ذرا بچ کر بیٹھتے تھے تو جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ گوارا نہ تھا بلکہ آپؐ ان کا زانو اپنی طرف کر کے فرماتے تھے۔ قریب آؤ غریب غریب کے پاس بیٹھا ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرز عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں کوئی عمل دکھاوے کے لیے نہیں ہونا چاہیے۔ نماز، روزہ، حج اور تمام عبادات میں روحانیت اور خلوص نیت کا عنصر ہونا ضروری ہے۔ خصوصاً غیبت امام میں اجر رسالت ادا کرنے والوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ خلاف شرعی امور کی انجام دہی سے اجتناب برتیں اور محمدؐ و آل محمدؑ کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل پیرا ہوں اور یہ بات ذہن نشین ہو کہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے سامنے روزانہ کی بنیاد پر آپ کے ماننے والوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ نیکیوں اور اعمال صالح پر آپ کو مسرت حاصل ہوتی ہے اور اعمال بد پر رنجیدہ خاطر ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں اپنے اعمال پر نظر رکھنا چاہیے اور

امام کی غیبت کے زمانے میں ہر برائی سے دوری اختیار کرنا چاہیے اور امام عصرؑ کی غیبت پر اور بعد غیبت ظہور پر پختہ یقین ہونا چاہیے۔ ہمیں حضرت قائمؑ کا منتظر رہنا چاہیے۔ کمال الدین اور اتمام النعمہ میں شیخ صدوق سے روایت ہے کہ امامؑ فرماتے ہیں۔ جو شخص ہمارے لیے غمناک ہو اور ہماری مظلومیت پر ٹھنڈی سانس لے، افسردہ خاطر ہو اس کی ہر سانس لینے کا ثواب تسبیح کا ثواب ہے۔ کیونکہ ہدایت کا تعلق روحانیت سے ہے لہٰذا ہادی کا بھی روحانی ہونا ضروری ہے جو ہر برائی سے پاک ہو اور منبع ہدایت ہو ہادی کا جملہ صفات سے مزین ہونا ضروری ہے تاکہ اس کی سیرت مثالی ہو اور اس کی ذات پر کسی طرح کی تنقید کی گنجائش نہ ہو۔ سورہ احزاب میں پروردگار عالم کا ارشاد ہے۔ ''اے پیغمبرؐ کے اہل بیتؑ خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دور رکھے اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا ہی پاک و پاکیزہ رکھے۔'' اس طرح نص قرآنی سے ثابت ہے کہ جو ہادی اللہ رب العزت نے بھیجے وہ پاک و پاکیزہ ہیں۔ اللہ رب العزت نے انسان کو عقل وشعور کی دولت سے مالا مال کیا تاکہ یہ ہدایت کو قبول کر سکے، اچھے اور برے میں تمیز کرے اور ہادی برحق پر ایمان لائے اور ان کی ہدایت سے استفادہ حاصل کرے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی۔ ''میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنے اہل بیتؑ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر تک نہ پہنچ جائیں۔'' اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرآن اور اہل بیتؑ کا ساتھ لازم وملزوم ہے۔ اس لیے کہ یہ دونوں ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ یہاں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ کتاب قرآن مجید موجود ہے تو اس کو سمجھانے والا ہادی بھی موجود ہے۔

جہاں تک عقل کا تعلق ہے یہ انسانی ہدایت کے تابع ہے۔ انسانی عقل اس کے علم اس کی فکر اور اس کے مشاہدات کے تحت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان عقل ہوتے ہوئے بھی غلطیوں کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا پروردگار عالم نے اپنے بنائے ہوئے ہادی دنیا کی ہدایت کے لیے بھیجے جو انسان کو عقل کے فطور سے بچا سکیں اور صراط مستقیم پر چلنے کی تلقین کریں اور انسان کو ٹھوکر کھانے سے بچائیں۔ کچھ ذہنوں میں یہ بات آتی ہے کہ پردہ غیبت میں رہ کر ہدایت کس طرح ممکن ہے۔ اس لیے کہ ہادی کا تو نظر آنا ضروری ہے۔ یہاں صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ پروردگار عالم ہادی ہے۔ نظر نہیں آتا جب سب سے بڑا ہادی پردہ میں رہ کر ہادی ہے تو حضرت امام مہدی علیہ السلام بھی بحیثیت اللہ بزرگ و برتر کے نمائندہ کی حیثیت سے ہادی برحق ہیں۔

ظہور امامؑ پر اقوال معصومینؑ

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگاہ فرمادیا تھا کہ میں آخری نبیؐ ہوں اور حضرت امام مہدیؑ آخری امام ہوں گے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اولی الامر کے بارے میں حضرت امیر المومنینؑ سے فرمایا۔ اے علیؑ ان میں سب سے اول تم ہو اس کے بعد حضرت امام حسن عسکریؑ تک تمام ائمہ کے نام لیے اور فرمایا کہ ان کا فرزند قائم خاتم اوصیاء اور میرا آخری خلیفہ ہوگا۔ یہ میرے دشمنوں سے انتقام لے گا اور وہ زمین کو ویسا ہی عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسی وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔ بارہ اماموں کو پروردگار عالم نے منبع ہدایت بنایا اوصیائے معصومین میں سب سے اول وصی حضرت امیر المومنین مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام ہیں اور آخری اوصی حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام ہیں۔ جب گیارہ ائمہ اہل بیت کو دشمنان اہل بیت نے شہید کردیا تو پروردگار عالم نے بارہویں امام کو پردہ غیبت میں رکھ کر آپؑ کو طولانی عمر عطا فرمائی تاکہ آخر وقت میں آپؑ ظہور فرما کر زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔ جیسا کہ سورہ انبیاء میں ارشاد ہورہا ہے۔ ”اور ہم نے تو نصیحت کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔“ تفسیر مجمع البیان میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نیک بندے سے مراد حضرت امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام ہیں۔ مجمع البیان کے مولف کہتے ہیں اس مطلب پر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جس کو فریقین نے اس طرح بیان کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ”اگر عمر دنیا سے ایک دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو طولانی کردے گا کہ میرے اہل بیت میں سے ایک ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا، جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔“ یہ حدیث ظہور امام زمانہ پر نص ہے۔ قرآن وحدیث سے جو روایت ثابت ہو اس میں شک کی گنجائش نہیں رہتی۔ لہٰذا امام حجت کی پردہ غیبت میں موجودگی پر کوئی عذر باقی نہیں رہتا۔ یہ بات مسلم ہے کہ آپؑ زندہ وغائب ہیں۔

حضرت ام سلمیٰ فرماتی ہیں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ”مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ایسی عدالت قائم کریں گے کہ زندہ افراد آرزو کریں گے کہ کاش ہمارے مردے زندہ ہوتے اور اس عدالت سے فیض یاب ہوتے۔“ کمال الدین، ینابیع المودۃ اور بحار الانوار میں اس آیت ”جان لو کہ خداوند عالم زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرے گا۔“ کی تفسیر میں مرقوم ہے کہ خداوند

عالم زمین کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ زندہ کرے گا۔ آپؑ زمین پر عدالت قائم کر کے زمین کو زندہ کریں گے۔ اسے اس طرح عادلانہ طرز پر زندہ کریں گے جبکہ یہ ظلم و جور سے مردہ ہو چکی ہو گی۔"

پروردگار عالم نے دین کی نصرت اور مسلمانوں کی مدد کا جو وعدہ کیا ہے وہ ضرور پایہ تکمیل تک پہنچے گا۔ آپؑ کی غیبت میں پروردگار عالم کی حکمتیں ہیں۔ آپؑ کے ظہور کے سلسلے میں جو احادیث ہیں۔ ان کی روشنی میں اس وقت کا انتظار ہے جب زمین گہوارہ امن بن جائے گی اور ظلم و جور کی آندھیاں ختم ہو کر امن کا پرچم بلند ہو گا۔ نہج البلاغہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ "تمہیں یہ بات معلوم ہونا چاہیے کہ آل محمد آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں۔ جب ایک ڈوبتا ہے تو دوسرا ظاہر ہوتا ہے۔ گویا ہم پر اللہ کی مکمل نعمتیں تمام ہو گئی ہیں اور جس کی تم آس لگائے بیٹھے ہو وہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دکھا دیا۔" ایک اور خطبے میں آپ نے فرمایا۔ "وہ خواہشات کو ہدایت کی طرف موڑے گا جبکہ لوگوں نے ہدایت کو خواہشوں کی طرف موڑ دیا ہو گا اور ان کی رائے کو قرآن کی طرف پھیرے گا جبکہ انہوں نے قرآن کو (توڑ مروڑ کر) قیاس و رائے کے ڈھیر پر لگایا ہو گا اور زمین کے سامنے اپنے خزانے انڈیل دے گا اور اپنی چابیاں اس کے سامنے ڈال دے گی۔ چنانچہ وہ تمہیں دکھائے گا کہ حق و عدالت کیا ہوتی ہے اور وہ دم توڑتی کتاب و سنت کو پھر سے زندہ کرے گا۔" ایک اور خطبہ میں مولائے کائنات نے فرمایا۔ "وہ اللہ کی باقی ماندہ حجتوں کا بقیہ اور انبیاء کے جانشینوں میں سے ایک وارث اور جانشین ہے۔"

بحار الانوار میں سدیر الصیرفی سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے قائمؑ میں اپنے تین انبیاء کے زمانے کو دہرایا ہے۔ آپ کی ولادت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی طرح، غیبت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غیبت کی طرح اور آمد کے طولانی ہونے کو حضرت نوح علیہ السلام سے مشابہت دی ہے۔ پھر اپنے نیک بندے حضرت خضر علیہ السلام کو لمبی عمر دے کر حضرت امام قائم علیہ السلام (حضرت امام مہدیؑ) کی لمبی عمر پر دلیل قرار دی ہے۔ سدیر نے عرض کی۔ یا بن رسول اللہ ان مطالب کی تفسیر سے ہمیں آگاہ فرمائیں تو آپ نے فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا اس سے تعلق اس طرح ہے کہ جب فرعون کو پتہ چلا کہ اس کے ملک و سلطنت کا زوال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ہو گا تو اس نے اپنے نجومیوں کو بلوایا تو انہوں نے اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نسب سے آگاہ کیا کہ وہ بنی اسرائیل سے ہوں گے۔ یہ خبر سن کر فرعون نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کی حاملہ عورتوں کے شکموں کو پارہ پارہ کر دیں تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو روکا جا سکے۔ اس طرح حضرت موسیٰ

علیہ السلام کی تلاش میں بیس ہزار (۲۰۰۰۰) سے زیادہ بچے قتل کیے گئے اس کے باوجود وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تک رسائی حاصل نہ کرسکا اور پروردگار عالم نے آپؑ کی حفاظت فرمائی۔ اسی طرح جب بنی امیہ اور بنی عباس کو یہ معلوم ہوا کہ ان کی مملکت کا زوال حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہاتھوں ہوگا تو یہ دشمنی پر اتر آئے اور آپؑ کے قتل پر آمادہ ہوئے۔ ان کی یہ کوشش تھی کہ آل محمد علیہم السلام کی نسل کو ختم کر دیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کے امر سے کوئی بھی ظالم آپؑ سے آگاہ نہ ہوسکا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اب اس نور کو ظاہر کرے گا۔ اگرچہ مشرکین اسے کتنا ہی ناپسند کیوں نہ کریں۔

آپ کی آمد میں تاخیر حضرت نوح علیہ السلام سے اس طرح مشابہ کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خواہش کی کہ ان کی قوم پر عذاب نازل ہو تو حضرت جبرائیل امین اللہ کی طرف سے کھجور کی سات گٹھلیاں لے کر آئے اور کہا کہ اے اللہ کے نبی! اللہ کا پیغام آپ کے لیے یہ ہے کہ یہ لوگ میری مخلوق اور بندے ہیں میں انہیں آسمانی بجلی سے ختم نہیں کرنا چاہتا، مگر یہ کہ اتمام حجت ہو جائے، پس تم دوبارہ کوشش کرو اور اپنی قوم کی ہدایت کرو۔ اس امر پر میں تمہیں ثواب عظیم عطا کروں گا۔ تم ان گٹھلیوں کو زمین میں بو دو جب یہ اُگ جائیں اور درخت پھل دینے لگیں تو اس وقت تمہیں کشادگی حاصل ہوگی اور تم ان سے چھٹکارا حاصل کرو گے، اور جو تم پر ایمان لائے ہیں انہیں بھی یہ خوشخبری سنا دو۔

جب درخت پھل دینے لگے تو حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس کے وعدے کی بابت عرض کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ان درختوں کے پھلوں سے جو گٹھلیاں حاصل ہوں، انہیں دوبارہ بو دو جب وہ درخت بن کر پھل دیں گی تو اس وقت تم کامیاب ہوگے، صبر کرو اور کوشش جاری رکھو، قوم کی ہدایت کرتے رہو اور ہماری حجت کا اتمام کرو، اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے انہیں اللہ کا پیغام پہنچایا جو آپ پر ایمان لا چکے تھے۔ یہ پیغام سن کر ان لوگوں میں سے تین سو (۳۰۰) افراد مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ اگر نوح علیہ السلام کا وعدہ سچا ہوتا اور ان کی بات اللہ کی طرف سے ہوتی تو اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اسی طرح پروردگار عالم حضرت نوح علیہ السلام کو درختوں کی گٹھلیاں بونے اور ان میں پھل آنے تک انتظار کرنے کا حکم دیتا رہا اور یہ سلسلہ جاری رہا اور ہر دفعہ آپ پر ایمان لانے والے لوگوں میں کمی آتی رہی۔ یہاں تک کہ ستر کے قریب باقی رہ گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت وحی بھیجی کہ اے نوحؑ! تمہاری طویل رات گزر گئی اور صبح نور طلوع ہوئی، جب خالص حق آگیا اور گدلا پن سے شفاف جدا ہوگیا اور خالص و کھرا باقی رہ گیا۔ کیونکہ جتنے افراد کی طینت میں کھوٹ تھا وہ سب فرار ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

نے فرمایا۔اسی طرح قائم کی غیبت کے دن طولانی ہوں گے تاکہ خالص حق باقی رہ جائے اور ایمان گدلے پن سے صاف ہو جائے تمام کھرے سکے آجائیں اور کھوٹے یا خراب ختم ہو جائیں۔آپ نے تاکید فرمائی کہ ہمارا اصل محب وہ ہے جو راہ مستقیم اختیار کرے اور ہمہ وقت امام عصر علیہ السلام کی حمایت میں تیار و آمادہ رہے۔

ینابیع المودت میں ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ایمان بالغیب سے مراد حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیبت پر ایمان ہے۔ نیک بخت اور مبارک کے مستحق ہیں وہ لوگ جو ان کی غیبت پر صبر کریں گے۔مزید براں حضرت قائم علیہ السلام کی غیبت کی زمانے میں آپ کا انتظار کرنا افضل اعمال میں ہے۔حضرت امام محمد تقی علیہ السلام فرماتے ہیں۔" ہمارے قائم کے غائب ہونے کے دوران ان کا انتظار کرنا واجب ہے۔" (تحف العقول) بحارالانوار میں حضرت امیر المومنین فرماتے ہیں۔"تمام عبادتوں سے افضل انتظار امام مہدی علیہ السلام کی آمد کا منتظر رہنا ہے۔کمال الدین کی روایت کے مطابق حضرت امیر المومنین اپنے سینے منور کی طرف اشارہ فرما کر سرد آہ بھرتے اور حضرت امام مہدیؑ سے ملاقات کے شوق کا اظہار فرماتے تھے۔کمال الدین میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔"خدا کی قسم ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ کہیں گے کہ وہ یا تو مر گئے یا کسی وادی میں چلے گئے ہیں۔مومنین کی آنکھیں اس پر گریاں ہوں گی۔" کمال الدین میں مرقوم ہے۔حضرت امام محمد تقی علیہ السلام فرماتے ہیں:"میرے بعد میرا بیٹا امام ہے جس کا حکم میرا حکم ہے۔اس کی بات میری بات ہے، اس کی اطاعت میری اطاعت ہے۔اس کے بعد اس کا بیٹا امام حسن عسکریؑ ہے۔اس کا حکم اس کے والد کا حکم ہے۔اس کی بات اس کے والد کی بات ہے۔اس کی اطاعت اس کے والد کی اطاعت ہے۔"اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے۔راوی کہتا ہے میں نے کہا یابن رسول اللہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد امام کون ہے؟ آپ نے فرمایا۔امام حسن عسکریؑ کے بعد امام ان کے بیٹے قائم منتظر ہیں۔راوی نے عرض کیا۔یابن رسول اللہ ان کو قائم کیوں کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ان کو قائم اس لیے کہتے ہیں کہ جب ان کا ذکر ختم ہو جائے گا (جب پردہ غیبت میں ہوں گے) تو بہت سے لوگ جو امامت کے قائل ہوں گے، اپنے عقیدہ سے پھر جائیں گے، تو اس وقت آپ قائم ہوں گے۔یعنی قیام کریں گے۔راوی نے سوال کیا۔آپ کو منتظر کیوں کہتے ہیں۔تو آپ نے فرمایا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو غیبت میں رہنا ہے۔آپ کی غیبت کا زمانہ طولانی ہوگا۔آپ کے جو مخلصین ہوں گے۔وہ آپ کا انتظار کریں گے اور شک کرنے والے آپ کا انکار کریں گے۔جو آپ کے ظہور کا وقت مقرر کریں گے وہ جھوٹے ہوں گے اور جو جلدی کریں گے وہ ہلاک ہوں گے

اور جو آپ کے امر کو تسلیم کریں گے وہ نجات یافتہ ہوں گے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی کے نزدیک امام کی راہ میں مال خرچ کرنے سے زیادہ محبوب چیز اور کوئی نہیں ہے۔ اصول کافی میں یہ حدیث مرقوم ہے کہ جو مومن اپنے مال سے ایک درہم حضرت کی خدمت میں خرچ کرے گا خداوند تعالٰی بہشت میں اس کا اجر احد پہاڑ کے برابر عطا فرمائے گا۔ کمال الدین میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا جب ان کا امام ان سے غائب ہوگا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ہمارے امر پر اس زمانے میں ثابت قدم رہیں گے۔ کم ترین ثواب اور بدلہ جو اللہ ان کو دے گا وہ یہ ہوگا کہ خداوند تعالٰی کی طرف سے ان کو ندا آئے گی۔ اے میرے بندوں اور اے میری کنیزوں! تم میرے راز پر ایمان لے آئے ہو اور میری غائب حجت کی تم نے تصدیق کی ہے تم کو اچھے بدلے اور ثواب کی بشارت ہو۔ میں تمہارے اچھے اعمال کو قبول کروں گا اور تمہارے برے اعمال سے عفو و درگزر کروں گا۔ تمہارے گناہ بخش دوں گا اور تمہاری برکتوں سے اپنے بندوں پر ابر رحمت برساؤں گا اور ان کی مصیبتوں کو ٹالوں گا اگر تم لوگ نہ ہوتے تو میں ان پر عذاب نازل کرتا۔ راوی نے سوال کیا کہ اس زمانے میں کون سا عمل تمام اعمال سے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور گھروں میں رہو۔

کمال الدین میں یہ حدیث مرقوم ہے کہ دشمنوں کی طرف سے جو مصائب آئیں ان کو برداشت کیا جائے اور مشکلات کا حوصلہ مندی سے مقابلہ کیا جائے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جو مومن بارہویں امامؑ کی غیبت کے زمانے میں دشمنوں کی اذیت اور ان کے حقائق کو جھٹلانے پر صبر کرے اور گھبرائے نہیں اس کو جناب رسول خدا کی ہمراہی میں جہاد کا ثواب ملے گا۔

جب عراق میں سفیانی لشکر آئے گا باوجود یہ کہ اس لشکر کے حجاز کی زمین میں دھنس جانے کا معجزہ ظاہر ہو چکا ہوگا اور عراق اہواز کے مقام پر شکست کھا چکا ہوگا۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے۔ ''پھر حضرت امام مہدی علیہ السلام روانہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ قادسیہ پہنچیں گے، جب کہ لوگ کوفہ میں جمع ہو کر سفیانی کی بیعت کر چکے ہوں گے۔'' بحار الانوار کی روایت کے مطابق پھر آپؑ ایک شخص کو طلب کریں گے اور اس کے ذریعہ یہ مہم کریں گے۔ وہ آپ کی طرف سے روانہ ہوگا اور ان سب کو قتل کر دے گا اور ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑے گا۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے جب صاحب الامر بعض احکامات کا حکم فرمائیں گے اور بعض سنتوں کی بات کریں گے اور مسجد سے کچھ لوگ اٹھیں گے جو

آپ کے خلاف خروج کرنا چاہیں گے۔ پس حضرت اپنے اصحاب سے فرمائیں گے جاؤ اوران کو محلّہ تمادین سے پکڑ کر لے آؤ اس کے بعد آپ کے اصحاب ان کو قیدی بنا کر لے آئیں گے۔ یہ آخری خارجی گروہ ہوگا جو حضرت قائمؑ کے خلاف خروج کرے گا اور یہ سب ہلاک ہوں گے۔ کمال الدین، کفایۃ الاثر، اعلام الوریٰ، کشف الغمہ، ینابیع المودۃ، احقاق الحق اور بحارالانوار میں حضرت امام رضا علیہ السلام کا ارشاد مرقوم ہے۔ "جب حضرت قائمؑ ظہور فرمائیں گے تو معاشرہ میں ایسی میزان عدالت قائم کریں گے جسکے بعد پھر کوئی ظلم نہیں کرے گا۔"

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے۔ "ہمارا اول بھی محمدؐ، ہمارا اوسط بھی محمد، ہمارا آخر بھی محمد۔" مطلب یہ ہے کہ جملہ ائمہ اہل بیت بلحاظ سیرت و کردار جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آئینہ نور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان مقدس ہستیوں کے اقوال و سیرت میں تضاد نہیں پایا جاتا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا۔ "میرا یہ فرزند سید و سردار ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ عنقریب اس کی اولاد میں وہ فرزند ہوگا جس کا نام میرا نام ہوگا، یہ صورت و سیرت میں مجھ سے مشابہ ہوگا اور لوگوں کی غفلت، حق کے مردہ ہو جانے اور ظلم و جور کے ظاہر ہونے پر اس کا ظہور ہوگا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے معاویہ ابن ابوسفیان سے صلح کے موقع پر ناگواری کے عالم میں فرمایا تھا تمہیں نہیں معلوم ہم میں سے (ائمہ اہل بیت میں سے) کوئی ایسا نہیں جس کی گردن میں سرکشوں نے بیعت کا طوق ڈالنے کی کوشش نہ کی ہو، سوائے اس قائم کے جس کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم نماز پڑھیں گے۔ خداوند عالم اس کی ولادت کو پوشیدہ رکھے گا وہ نظر سے غائب رہے گا تا کہ بیعت کا سوال ہی پیدا نہ ہو یہ میرے بھائی حسینؑ کا نواں فرزند ہوگا۔ اس کی بیعت طویل ہوگی، جب ظہور ہوگا تو چالیس سال کے جوان کی صورت ہوگی تا کہ دنیا جان لے کہ خداوند عالم ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ہمدان کے ایک شخص سے فرمایا تھا۔ "اس امت کا قائم میرا نواں بیٹا ہوگا۔ وہ پردہ غیبت میں رہے گا اور ان کی میراث تقسیم کی جائے گی۔ حالانکہ وہ زندہ ہوں گے۔" کتاب عقد الدرر میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب مہدیؑ لوگوں کے پاس آئیں گے تو لوگ ان کا انکار کریں گے کیونکہ وہ ان کی طرف چالیس سال کے نوجوان ہو کر آئیں گے جبکہ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ حضرت امام مہدیؑ تو بوڑھے ہیں۔"

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے قائم کی ولادت لوگوں پر پوشیدہ رہے گی۔

یہاں تک کہ یہ کہنے لگیں گے کہ وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے اور ایسا اس لیے ہوگا کہ گردن جھکانے کے لیے ان پر کسی جابر و ظالم سلطنت کا سوال ہی پیدا نہ ہوگا۔ کتاب کمال الدین میں ہے کہ حضرت امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا۔ ''قائمؑ ہم میں سے ہے۔ ان کی ولادت مخفی ہوگی تا کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ انہیں پیدا نہ ہونے دیں۔ وہ اپنے وقت پر خروج فرمائیں گے اور ان کی گردن پر کسی کی بیعت نہیں ہوگی۔''

شیخ صدوق نے کتاب اکمال الدین و تمام النعمۃ میں اپنی سند سے سعید بن جبیب سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی بن الحسین (حضرت امام زین العابدینؑ) کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''ہمارے قائمؑ میں انبیاءؑ کے طریقے ہیں، ہمارے باپ حضرت آدمؑ کا طریقہ، حضرت نوحؑ کا طریقہ، حضرت ابراہیمؑ کا طریقہ، حضرت موسیٰؑ کی سنت، حضرت عیسیٰؑ کی سنت، حضرت ایوبؑ کی سنت اور حضرت محمدؐ کی سنت۔''

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: خداوند تعالیٰ نے خلقت عالم سے ۱۴ ہزار سال پہلے چودہ نور پیدا کیے جو ہماری ارواح ہیں۔ پوچھنے والے نے عرض کیا وہ ۱۴ نور کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور اولاد حسینؑ سے نو امام ہیں، جن میں سب سے آخری قائمؑ ہیں جو طولانی غیبت کے بعد قیام کریں گے، دجال کو قتل کریں گے اور زمین کو ظلم سے پاک کریں گے۔

بحار الانوار میں الغیبہ سے منقول ہے کہ حضرت ابو حمزہ الثمالی سے روایت ہے کہ ایک دن وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے۔ جب آپؑ کے پاس سے لوگ اٹھ کر چلے گئے تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو حمزہ! جس امر کو خدا نے حتمی قرار دیا ہے، وہ ہمارے قائمؑ کا قیام ہے، جو میری بات میں شک کرے وہ خدا کے سامنے کافر پیش ہوگا۔

ابو الجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اے ابو الجارود! جب آسمان گھومے گا اور لوگ کہیں گے کہ قائمؑ مر گئے، نہیں معلوم کہاں چلے گئے، ان کا ظہور کہاں ہوگا؟ ان کی ہڈیاں بھی گل گئی ہیں تو اس وقت مجھے ان کے ظہور کی امید ہے۔ پس جب تم ان کا سنو تو تمہیں ان کی طرف آنا چاہیے خواہ تمہیں برف پر چل کر آنا پڑے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص تمام ائمہؑ کی امامت کا اقرار کرے لیکن امام مہدیؑ کا منکر ہو تو وہ مثل اس کے ہے جو سب انبیاءؑ کا اقرار کرے لیکن حضرت محمدؐ کی نبوت کا انکار کرے۔ کسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپ کی اولاد میں مہدیؑ کون ہوگا۔ آپؑ نے

فرمایا۔ جو تم سے غائب ہوگا اور اس وقت اس کا نام لینا ممنوع ہوگا۔ پوچھا کہ غیبت کی وجہ کیا ہوگی۔ آپؑ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے یہ چاہا ہے کہ اس میں انبیاء کے وہ طریقے رائج ہوں جو ان کی غیبتوں میں رہے ہیں۔ اس کے لیے سب کی غیبتوں کا پورا ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے۔ ''جو لوگ تم سے پہلے تھے ان کے راستوں پر تم منزل بہ منزل ضرور چلو گے۔'' بحار الانوار میں امالی شیخ صدوقؒ سے منقول ہے کہ شیخ امین نے اپنی اسناد سے ابن ابی عمیر سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا۔ ''ہر بندے کی ایک دولت ہوتی ہے اور وہ اس کی حفاظت کرتا ہے اور ہماری دولت آخری زمانے میں ظاہر ہوگی۔'' اکمال الدین میں شیخ صدوق نے اپنی اسناد سے صفوان بن مہران سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص تمام ائمہؑ کا اقرار کرے اور امام مہدی علیہ السلام کا انکار کرے تو وہ ایسا ہی ہے جسے تمام انبیاءؑ کا اقرار کیا اور حضرت محمدؐ اور ان کی نبوت کا انکار کیا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ اے فرزند رسولؐ مہدیؑ کون ہیں؟ کیا یہ آپؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: وہ میرے ساتویں امام بیٹے کے پانچویں فرزند ہیں۔ وہ تمام لوگوں سے غائب ہوں گے اور تمہارے لیے ان کا نام لینا جائز نہ ہوگا۔ اکمال الدین میں حضرت ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا۔ ''کہ انبیاءؑ کی غیبت کی سنتیں ہم اہل بیت کے قائم میں جاری ہوں گی، بالکل اسی طرح، بغیر کسی ردوبدل کے۔''

کتاب اکمال الدین میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی اسناد سے محمد بن زیاد ازدی سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے مولا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے خدا کے اس قول وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ○ کے بارے میں دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا: نعمت ظاہری، امام ظاہر ہے اور نعمت باطن امام غائب ہے۔ میں نے پوچھا: ائمہ میں سے بھی کوئی ہوگا جو غائب ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں وہ خود ہماری آنکھوں سے غائب ہوں گے لیکن مومنوں کے دلوں میں ان کی یاد ختم نہ ہوگی۔ وہ ہم میں سے بارہویں ہیں۔ خدا ان کے لیے ہر مشکل آسان کر دے گا۔'' ان کے لیے زمین کے خزانے ظاہر کر دے گا، ہر دور کو ان کے قریب کر دے گا، ان کے ذریعے ہر جابر و سرکش کو ہلاک کر دے گا اور ان کے ہاتھوں شیطان مردود کو ہلاک کر دے گا۔ وہ تمام ماؤں کے سردار کے فرزند ہیں، ان کی ولادت لوگوں سے مخفی رکھی جائے گی اور ظہور تک لوگوں کے لیے ان کا نام لینا جائز نہ ہوگا۔ پس وہ زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ کتاب اکمال میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی اسناد سے

یونس بن عبدالرحمٰن سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت موسیٰ بن جعفر کے پاس گیا تو میں نے عرض کیا۔ اے فرزند رسولؐ! آپؑ القائمؑ بالحق ہیں؟ آپؑ نے فرمایا۔ میں حق کو قائم کرنے والا ہوں لیکن قائمؑ وہ ہیں جو زمین کو اللہ کے دشمنوں سے پاک کریں گے اور عدل سے یوں بھر دیں گے جیسے وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی۔ اس زمانے میں کچھ لوگ مرتد ہو جائیں گے اور دوسرے ثابت قدم رہیں گے۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: ہمارے شیعوں کے لیے خوشخبری ہے کہ جو ہماری رسی کو تھامے ہوئے ہیں، وہ ہمارے ساتھ تولی اور ہمارے دشمنوں سے تبرا پر ثابت قدم ہیں۔ وہ ہم سے ہیں اور ہم ان سے ہیں۔ وہ ہمیں اپنا امام مان کر راضی ہیں اور ہم ان کو اپنا شیعہ مان کر راضی ہیں، ان کے لیے خوشخبری ہے، خدا کی قسم وہ بروز قیامت ہمارے ساتھ ہمارے درجہ میں ہونگے۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے دوست میرے تیسرے فرزند کے بعد چراگاہ تلاش کریں گے مگر نہ پائیں گے، عرض کیا ایسا کیوں؟ فرمایا کہ اس لیے کہ ان کا امام ان سے غائب ہوگا، پوچھا غیبت کی وجہ کیا ہوگی۔ فرمایا اس لیے کہ جب وہ تلوار لے کر کھڑے ہوں گے تو کسی کی بیعت کا ان سے سوال ہی پیدا نہ ہوگا۔ اکمال الدین اور فرائد السمطین کے مطابق حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ میرے آباء نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپؐ کی ذریت میں سے قائمؑ کب خروج کریں گے؟ تو آپؐ نے فرمایا: ان کی مثال قیامت کی طرح ہے، وہ وقت سے پہلے خروج نہیں فرمائیں گے، یہ آسمانوں اور زمین پر گراں ہے اور یہ اچانک ہوگا۔

اکمال الدین میں ابوا لصلت الھروی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ آپؑ کے قائمؑ کی کیا نشانی ہے، جس وقت وہ خروج کریں گے؟ آپؑ نے فرمایا: وہ عمر کے لحاظ سے بزرگ اور دیکھنے میں جوان ہوں گے۔ یہاں تک کہ دیکھنے والا انہیں چالیس سال یا اس سے کم سمجھے گا اور ان کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ دن رات گزرنے کے باوجود وہ بوڑھے نہیں ہوں گے۔ یہاں تک کہ ان کا وقت مقررہ آجائے گا۔

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد میرا فرزند علی نقی امام ہوگا۔ اس کا حکم باپ کا حکم ہوگا، اس کا قول باپ کا قول ہوگا، اس کی اطاعت باپ کی اطاعت ہوگی، اس کے بعد اس کا فرزند حسن عسکری امام ہوگا۔ اس کا حکم باپ کا حکم ہوگا، اس کا قول باپ کا قول ہوگا، اس کی اطاعت باپ کی اطاعت ہوگی۔ یہ فرما کر آپؑ خاموش ہو گئے۔ کسی نے پوچھا کہ اے فرزند رسول حسن کے بعد کون امام

ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا کہ حسن عسکری علیہ السلام کے بعد اس کا بیٹا قائمؑ بالحق منتظرؑ، دریافت کیا کہ قائمؑ نام کیوں ہوگا۔ فرمایا کہ اس لیے کہ اس کا ذکر قائم رہے گا۔ عرض کیا منتظر کس لیے فرمایا: اس لیے کہ غیبت طویل ہوگی اور مخلصین اس کا انتظار کریں گے۔ اکمال الدین اور شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی سند سے عبدالعظیم الحسنی علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا جب حضرت امام زمانہ کا ظہور ہوگا تو زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دیں گے جیسے وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔ خداوند عالم ان کے امر کو ایک رات میں درست کر دے گا۔ جس طرح اس نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے لیے کیا تھا۔ جب وہ اپنے گھر والوں کے لیے آگ لینے گئے تو وہ نبی اور رسول بنکر پلٹے پھر فرمایا۔ ''ہمارے شیعوں کا افضل عمل اس کشادگی کا انتظار ہے۔''

حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا میرے بعد میرا قائم مقام بیٹا حسن عسکریؑ ہوگا۔ لیکن اس کے بعد قائم مقام فرزند کے بارے میں تمہاری عجیب حالت ہوگی۔ عرض کیا مولا ہم آپؑ پر قربان ایسا کیوں ہوگا۔ فرمایا: اس لیے کہ تم اس کو نہیں دیکھو گے اور تمہارے لیے اس کا نام لینے کی ممانعت ہوگی۔ پوچھا پھر ہم ذکر کس طرح کریں۔ فرمایا: آل محمدؐ میں سے حجت خدا کہنا۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اکمال الدین میں ابودلف سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا۔ ''بے شک میرے بعد امام میرے بیٹے حسن عسکریؑ ہیں اور حسن عسکریؑ کے بعد ان کے بیٹے القائمؑ ہیں، جو زمین عدل وانصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔''

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: ''ظالموں کے ملک کا زوال ہمارے قائمؑ کے ہاتھ سے ہوگا، اس لیے کہ انہوں نے اہل بیتؑ رسولؐ کے قتل اور رسولِ خدا کی نسل ختم کرنے کی کوشش کی تاکہ قائم کی پیدائش نہ ہو اور پیدا ہوں تو انہیں قتل کر دیا جائے اور ملک وسلطنت ہاتھ سے نہ جائے لیکن خداوند عالم نے یہ امر کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا وہ تو اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ کفار کو ناگوار ہو۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی اسناد سے کتاب اکمال الدین میں احمد بن اسحٰق سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابو محمد الحسن عسکری علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا۔ ''اس خدا کی حمد کہ جس نے مجھے دنیا سے نہیں اٹھایا اور مجھے میرے وارث کی زیارت کرائی جو خلقت اور اخلاق میں رسول اللہؐ سے دوسروں کی نسبت زیادہ ملتا ہے۔ خدا ان کی غیبت میں ان کی حفاظت کرے گا۔ پھر انہیں ظاہر کرے گا تو وہ زمین کو عدل سے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔''

ظہور امامؑ کی دعاؤں کے فوائد

حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے شوق زیارت میں آپ کے ظہور فرمانے کی دعا مانگنا اجر وثواب کا موجب ہے۔ کتاب الخصال میں مرقوم ہے کہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے لیے دعا کرنے والے کو جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔ مکارم الاخلاق کے مطابق ظہور کی خاطر دعا طلب کرنا عمر طولانی کا سبب ہے۔ کافی کے مطابق دعا مانگنا آپؑ کے ظہور کے لیے ہم پر حق ہے، جسے ادا کرنا چاہیے۔ جو شخص آپؑ کے ظہور کی دعا مانگتا ہے پروردگار عالم اس کی مدد فرماتا ہے اور اسے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔ مزید یہ کہ جو ظہور امام زمانہ علیہ السلام کی دعا طلب کرتا ہے۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام اس سے راضی ہوتے ہیں اور آپؑ کی رضامندی سے بڑا کوئی انعام نہیں۔ حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص امام عصرؑ کے لیے دعا مانگتا ہے تو امامؑ بھی اس کے لیے دعا مانگتے ہیں۔ آپ کے لیے دعا کا اجر اس قدر ہے جس طرح کسی نے تمام مومنین و مومنات کے حق میں دعا طلب کی اور خدا کے فرشتے اس شخص کے لیے دعا مانگتے ہیں۔ اس لیے کہ مومن کا آپ کے لیے دعا کرنا آپؑ سے محبت اور دوستی کا اظہار ہے اس لیے زمانہ غیبت میں آپؑ کے لیے دعا کرنے سے مصائب دور ہو جاتے ہیں۔

الخصال میں ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے لیے دعا کرنا در اصل اللہ تعالیٰ اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اور خدا کے لیے اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے لیے دعا کرنا ہے۔ حضرت کے ظہور کی دعا کا مطلب خدا کے نام کی سربلندی پیغمبر اسلام کے مقصد کی سرفرازی، دین کا غلبہ، کفار کے شر سے نجات اور کتاب خدا قرآن مجید کے قوانین کے نفاذ کی خواہش کا اظہار ہے۔ اس دعا کا اجر وثواب اتنا ہے کہ اس کو پیغمبر اسلام اور حضرت امیر المومنینؑ کے ہمراہ جہاد کا ثواب ہے۔ آپؑ کے ظہور کی دعا کرنا ایک ایسے عمل میں شریک ہونا ہے جس کا اجر وثواب ایسا ہے جیسے حضرت امام حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینا اور حضرت امام زمانہ کی نصرت کا اعلان ہے اور راہ مستقیم پر چلنے کا عزم ہے اس لیے کہ جب آپ کا ظہور ہوگا تو دنیا امن کا گہوارہ بن جائے گی اور دنیا سے ظلم کا خاتمہ ہو جائے گا اور جب ظہور کی دعا مستجاب ہوگی تو آپؑ کے محب آپؑ کے انصار قرار پائیں گے اور نصرت امام میں اپنے آپ کو وقف کر دیں گے اور آپؑ کی نیابت میں صراط مستقیم پر گامزن ہوں گے۔ لہٰذا آپؑ کی غیبت پر پختہ یقین ہونا چاہیے۔ مفضل سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے گفتگو کے دوران سوال کیا کہ جب آپؑ امام زمانہ کی غیبت کا

تذکرہ فرما رہے تھے کہ ہم غیبت کے زمانے میں کیا کریں؟ تو آپؑ نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص اس دوران صاحب الامر ہونے کا دعویٰ کرے تو اس سے ایسی چیزوں کا سوال کرو جو سوائے امام الحجت خدا کے کوئی نہیں بتا سکتا۔ یعنی وہ مطالب سوال کرو جن تک عام لوگوں کی رسائی نہیں ہو۔ جیسے حیوانات سے بات کرنا، نباتات و جمادات سے بات کرنا وغیرہ۔ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ امام زمانہ وارث علم لدنی ہیں۔ آپؑ کے سامنے حجابات قدرت اٹھے ہوئے ہیں اور آپ کل کے حاجت روا ہیں۔ ہماری دعا کو سنتے ہیں اور آپ کے ظہور کی دعا سے آپؑ سے محبت کا اظہار ہوتا ہے جو آپؑ کی خوشنودی کا سبب ہونے کی وجہ سے آپؑ کے محبّ کو پروردگار عالم اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

سورہ کوثر کے مصداق

انا اعطینک الکوثر O فصل لربک وانحر O ان شانئک ھو الابتر O ''اے رسول ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کوثر عطا کیا تو آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھا کریں اور قربانی دیا کریں۔ بیشک آپ کا دشمن بے اولاد رہے گا۔ (یقیناً آپ کا دشمن بے نام ونشان رہے گا)'' سورہ کوثر کے نزول کے سلسلے میں مفسرین نے یہ روایت تحریر کی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحن کعبہ سے باہر تشریف لا رہے تھے کہ عاص بن وائل سہمی سے ملاقات ہوئی۔ یہ آپؐ سے گفتگو کرنے کے بعد خانہ کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے سرداران قریش کے پاس گیا تو انہوں نے کہا تم کس سے باتیں کر رہے تھے۔ اس نے کہا اس لاولد سے تو اللہ رب العزت نے سورہ کوثر نازل فرمائی جس میں آپؐ کی نسل کی کثرت کا اعلان کیا ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل کو پروردگار عالم نے بقاء بخشی جس کی کثرت میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ مٹانے کی بہت کوشش کی۔ آپ کی نسل قائم رہی اور قیامت تک قائم رہے گی اور اس کے سر پر ہمیشہ امامت کا سایہ رحمت رہے گا۔ دنیا کے بنائے ہوئے ہادی ورہنما ختم ہو گئے لیکن جس کو اللہ نے ہادی بنایا اور وہ امام قائم موجود ہے جن کی آمد سے دنیا گہوارہ امن بن جائے گی۔

کچھ روایات میں ہے کہ ابوجہل، ابولہب، عقبہ بن معیط آپ کو بے اولادی کا طعنہ دیتے تھے اور ابتر کہتے تھے۔ آج ان لوگوں کا کوئی نام لینے والا بھی نہیں ہے جبکہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل دنیا کے ہر گوشے میں موجود ہے اور آپ کا نمائندہ ہادی برحق ہے۔ تفسیر کبیر کے مطابق انا اعطینک الکوثر ''یقیناً ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا'' انا یقیناً ''ہم'' اعطینا ''ہم نے عطا کیا'' ،''تمہیں'' انا

اعطینک ''یقیناً ہم نے عطا کیا'' اعطینا فعل ماضی ہے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پروردگار عالم نے جس انعام واکرام کا اس سورہ میں ذکر کیا ہے وہ زمانہ ماضی سے ہے جو اس نے اپنے حبیب کو عطا کر دیا ہے۔ یعنی بتا دیا کہ اے حبیب تم ہمیشہ سے میرے محبوب ہو اور پہلے ہی سے ہم نے سب کچھ عطا کر دیا ہے۔ نبوت وعبدیت، علم وعصمت اور امامت ولایت غرض تمام کمالات پہلے ہی عطا کر دیئے گئے ہیں جن کا ظہور وقت گزرنے کے ساتھ دنیا میں ہوتا رہے گا۔

صواعق محرقہ میں کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں چونکہ کفار مکہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹا نہ ہونے کی وجہ سے طعنہ دیا کرتے تھے۔ جس کا آپ کو رنج ہوتا تھا۔ اس کے جواب میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشفی کے لیے یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم نے آپ کو کثرت سے اولاد عطا کی۔ یہی وجہ ہے کہ اب کوئی ایسا مقام نہیں جہاں آپ کی اولاد یعنی سادات نہ ہوں۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''اللہ رب العزت نے میری اولاد میری بیٹی کے صلب میں قرار دی۔'' (شرح مسلم ملا مبین) الکوثر کے معنی نسل کی کثرت، حوض کوثر اور خیر کثیر کے ہیں۔ شرح ملا مبین بحث آل کے مطابق جو شے مقدار اور قدر و قیمت میں زیادہ ہو، اہل عرب اسے کوثر کہتے ہیں۔ کفایت الطالب مستدرک اور حلیۃ الاولیاء، اور کئی روایات کے مطابق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ''بروز قیامت ہر نسبی وصلبی رشتہ ٹوٹ جائے گا، سوائے میرے نسبی وصلبی رشتے کے اور ہر بیٹی کا سلسلہ نسب اس کے باپ کی طرف سے ہوتا ہے۔ سوائے اولاد فاطمہؑ کے کیونکہ اولاد فاطمہؑ کا میں باپ ہوں اور ان کا سلسلہ نسب میں ہوں۔'' پروردگار عالم نے محمدؐ وآل محمدؐ کو دنیا وآخرت کے تمام کمالات سے نوازا ہے۔ گزشتہ انبیاء کو فرداً فرداً جتنے کمالات عطا فرمائے وہ سب محمدؐ وآل محمدؐ کو عطا فرمائے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے فرمایا۔ ''اے علی تم اور تمہارے شیعہ حوض کوثر پر سیر و سیراب نورانی صورت ہوں گے اور دشمن پیاس زدہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔''

سورہ کوثر کی تفسیر میں مرقوم ہے کہ ''فصل لربک والنحر'' ''پس اپنے رب کی نماز پڑھو اور قربانی دو اللہ تعالیٰ نے آپ کو کوثر عطا فرمایا۔ لہٰذا شکر وتعظیم لازمی ہے اس لیے انعام عطا کرنے کے بعد نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے کہ نماز شکر جامع واکمل کا طریقہ ہے لہٰذا نماز کی ادائیگی اور قربانی کا حکم صادر ہوا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جو فرائض ونوافل میں سورہ کوثر کی تلاوت کرے گا تو خداوند

عالم بروز قیامت اسے کوثر سے سیراب کرے گا، وہ شجر طوبیٰ کے پاس پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی قربت میں ہوگا اور جو شخص شب جمعہ سونے سے قبل سو مرتبہ سورہ کوثر پڑھے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ اسے خواب میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوگی۔ بشرطیکہ اس نے حلال طعام کھایا ہو۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''جو شخص سورہ کوثر کی تلاوت کرے گا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت کے دن اسے بہشت کی نہر سے سیراب کرے گا۔'' آپ کا ارشاد ہے۔ سورہ کوثر کی تلاوت کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کی تعداد سے دس گناہ زیادہ دے گا جو عید الاضحیٰ میں کی جاتی ہیں۔ طبرانی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''سوائے اولاد فاطمہؑ کے ہر عورت کے بیٹے کا عصبہ باپ کی طرف سے ہوتا ہے جو فنا ہونے والا ہے۔ پس میں ہی ان کا عصبہ اور میں ہی ان کا باپ ہوں۔'' اس حدیث کی روشنی میں حضرت امام قائمؑ کی موجودگی ظاہر ہوتی ہے اس لیے کہ آپ کا وجود مسلم ہے۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ''ہر ایک نبی کی نسبت الکوثر ایک عصبہ کی طرف جاتی ہے مگر فاطمہؑ کی اولاد کے لیے میں ولی اور عصبہ ہوں۔ صواعق محرقہ اور ارجح المطالب میں روایت تحریر ہے کہ حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر ایک نبی کی ذریت کو خاص اسی کی صلب سے قرار دیا ہے اور میری ذریت کو علیؑ کی صلب سے قرار دیا ہے۔ اسد الغابہ میں علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں۔ سوائے جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ہر نسل منقطع ہو جائے گی۔ اس قول صادق کی دلیل حضرت حجت ہیں۔

ارجح المطالب میں ہے کہ جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا۔ ''ہر ایک حسب ونسب قیامت کے دن منقطع ہو جائے گا مگر میرا حسب ونسب باقی رہے گا اور ہر ایک ماں کے بیٹوں کا عصبہ باپ کی جانب سے ہوتا ہے اور اولاد فاطمہؑ کا باپ اور عصبہ میں ہوں۔'' اس حدیث میں حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کے لیے یہ حدیث نص کی حیثیت رکھتی ہے اس لیے کہ آپ کی جدہ بزرگوار جناب فاطمۃ الزاہر سلام اللہ علیہا ہیں۔

شواہد التنزیل ابو القاسم حسکانی میں ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ اللہ نے انبیاء کو مختلف شجرہ نسب سے خلق کیا ہے۔ میں اور علی ایک شجرہ سے ہیں، اس شجرہ کی اصل میں ہوں اور علیؑ اس کی شاخ اور فاطمہؑ اس کا شگوفہ اور حسن وحسینؑ اس کے پھول اور ہمارے شیعہ اس کے پتے ہیں اور جس نے درخت سے رخ پھیر لیا وہ جہنم میں جائے گا اور اگر صفا و مروہ کے درمیان عبادت کرتے کرتے شاخ خرما کی طرح جھک جائے اور ہماری محبت نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے اوندھے منہ جہنم میں ڈالے گا، پھر آپؐ نے یہ

آیت پڑھی۔ ''قبل کلمتہ طیبہ شجرۃ طیبۃ'' پروردگار عالم نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل کو دوام بخشا حالانکہ کربلا میں آپ کی نسل کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی لیکن جناب زین العابدین علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے محفوظ فرمایا تا کہ نسل رسول اللہ قائم رہے۔ واقعہ کربلا کے بعد پیش آنے والے مظالم جو سادات پر ہوئے اس کی ایک طویل فہرست ہے جس کا سلسلہ صدیوں پر محیط ہے۔ لیکن مشیت الٰہی یہ تھی کہ نسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت تک باقی رہے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام جب ظہور فرمائیں گے تو دنیا کا دامن امن وامان سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجبر سے پہلے بھری ہوگی۔

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کو نہ صرف یہ کہ پروردگار عالم نے دوام بخشا بلکہ ائمہ اہل بیت کی صورت میں ہدایت کے لیے معین ومعمور فرمایا۔ جن کی تعداد کے بارے میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو آگاہ فرمادیا تھا۔ کفایۃ الائمہ میں سہل بن سعد انصاری سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے ائمہ اہل بیت اطہار کے بارے میں سوال کیا تو جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر المومنینؑ سے فرمایا: یا علیؑ تم میرے بعد جانشین وامام ہو۔ تم مومنین پر ان سے زیادہ ان کے نفسوں پر صاحب اختیار اور لائق ہو تمہارے بعد تمہارے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ ان کے ولی اور با اختیار ہوں گے، حضرت امام حسنؑ کے بعد حضرت امام حسینؑ مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ ان کے ولی اور صاحب اختیار ہوں گے، حضرت امام حسینؑ کے بعد ان کے بیٹے حضرت علی بن الحسینؑ (حضرت امام زین العابدینؑ) مومنین کے نفسوں سے زیادہ ان کے ولی وصاحب اختیار ہوں گے۔ حضرت امام زین العابدینؑ کے بعد ان کے فرزند حضرت امام محمد باقرؑ مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ ان کے ولی وصاحب اختیار ہوں گے۔ حضرت امام محمد باقرؑ کے بعد ان کے فرزند حضرت امام جعفر صادقؑ مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ ان کے ولی وصاحب اختیار ہوں گے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ کے بعد ان کے فرزند حضرت امام موسیٰ کاظمؑ مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ ولی وصاحب اختیار ہوں گے۔ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کے بعد ان کے فرزند حضرت امام علی رضاؑ مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ صاحب اختیار وولی ہوں گے، حضرت امام علی رضاؑ کے بعد ان کے فرزند حضرت امام محمد تقیؑ مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ ولی وصاحب اختیار ہوں گے اور حضرت امام محمد تقیؑ کے بعد ان کے فرزند حضرت امام علی نقیؑ مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ ولی وصاحب اختیار ہوں گے، حضرت امام علی نقیؑ کے بعد ان کے فرزند حضرت امام حسن عسکریؑ مومنین پر ان کے نفسوں سے

زیادہ ولی و صاحب اختیار ہوں گے اور حضرت امام حسن عسکریؑ کے بعد ان کے فرزند حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ ان کے ولی و صاحب اختیار ہوں گے۔ پروردگار عالم ان کے ذریعہ مشرق و مغرب اور ساری دنیا کو فتح فرمائے گا۔ یہ امام حق ہیں جو ان کے نصرت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی نصرت کرے گا اور جو ان کی بے حرمتی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے گا۔

شیخ مفید علیہ الرحمہ امالی میں تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا۔ اے علیؑ: کیسے آنا ہوا؟ تمہاری حاجت کیا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ آپ کا چچازاد بھائی ہوں، میں نے سب سے پہلے اعلان اسلام کیا اور ہمیشہ اس دین پر جان قربان کرنے کا عزم کیا اور جہاد کیا۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ تم نے جو کہا تم اس سے زیادہ باعظمت ہو۔ فضائل امیر المومنینؑ میں ایک عظمت و وقار جناب فاطمہؑ سے عقد ہے، جس کے بعد جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ تیری تمام مخلوق میں علیؑ و فاطمہؑ دونوں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ اے اللہ انہیں دوست رکھ۔ اے پروردگار ان کی اولاد میں برکت کا نزول اور ان کی حفاظت فرما۔ انہیں اور ان کی اولاد کو شیطان کے شر سے محفوظ فرما۔ جناب رسالت مآب کی اس حدیث میں یہ الفاظ کہ ان کی اولاد کو برکت عطا فرمانا سورہ کوثر کی تفسیر کے مترادف ہے۔ اس لیے کہ نسل جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہر طرح کی نسل کشی و شدائد کے باوجود قائم و دائم ہے اور اس میں قیامت تک اضافہ ہوتا رہے گا۔ اولاد جناب فاطمہؑ کی یہ فضیلت منجاب اللہ و رسول عطا ہوئی ہے۔ حاکم اور ابن عساکر نے جناب جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا۔ "اولاد فاطمہؑ میری طینت سے پیدا ہوئی ہے۔" اس حدیث کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ جس طرح جناب رسالت مآبؐ کے فضائل وقت گزرنے کے ساتھ دنیا پر نمایاں ہوتے رہیں گے اور ذکر میں اضافہ ہوتا رہے گا، اسی طرح آپ کی طینت سے پیدا ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ ایک وقت آئے گا جب امام حضرت محمد مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا اور ایک ایسی اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آئے گا جہاں مکمل امن و سکون ہوگا اور تمام فیصلے رضائے الٰہی کے مطابق کیے جائیں گے۔ یہ علم و آگہی کا زمانہ ہوگا ہر شخص صاحب علم ہوگا اور امن و امان اور سکون میسر ہوگا۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ "اس زمانے میں ایک بوڑھی عورت مشرق سے مغرب کا سفر کرے گی مگر اسے راستے میں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اس زمانے میں بھیڑ اور بھیڑیا ایک جگہ کھائیں گے، بچے

سانپ اور بچھوؤں کے ساتھ کھیلیں گے کوئی انہیں نقصان نہیں پہنچائے گا، شرک کا خاتمہ ہوگا اور خیر باقی رہ جائے گا۔'' اس زمانے میں نیک اعمال کی کثرت ہوگی اور مکمل طور سنت محمدؐ و آل محمدؐ پر عمل کیا جائے گا اور دین اسلام اپنی اصل حالت میں قیام پذیر ہوگا۔

بادشاہان وقت

تاریخ ابوالفدا کے مطابق ۲۳۲ ہجری میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت ہوئی اور اس وقت واثق باللہ بن معتمد کا عہد اقتدار تھا، تاریخ ابن الوری کے مطابق متوکل خلیفہ ہوا۔ حیاۃ الحیوان اور تاریخ کامل کے مطابق متوکل حضرت علی علیہ السلام اور اولاد علیؑ سے سخت بغض رکھتا تھا اور ان کی برائی کرتا تھا۔ تاریخ کامل میں مرقوم ہے کہ متوکل نے ۲۳۶ ہجری میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت جرم قرار دی اور آپ کے مزار اقدس کو ختم کرنے کی سعی کی۔ تاریخ ابوالفدا کے مطابق ۲۴۷ ہجری میں مستنصر بن متوکل خلیفہ ہوا۔ اس کے بعد ۲۴۸ ہجری میں مستعین خلیفہ بنا۔ اس کے بعد ۲۵۲ ہجری میں معتز باللہ خلیفہ ہوا۔ نورالابصار کے مطابق ۲۵۲ ہجری میں مہدی باللہ خلیفہ ہوا۔ تاریخ ابوالفدا کے مطابق ۲۵۶ ہجری میں معتمد باللہ خلیفہ ہوا۔ تاریخ کامل میں ہے کہ اسی کے زمانہ میں ۲۶۰ھ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا گیا۔

عباسی عہد میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے نہایت سخت وقت گزارا۔ ان حکمرانوں کی یہ کوشش کی تھی کہ حکومتی امور کو مذہبی رنگ دے کر اپنی حکومت کے لیے استحکام کی راہ ہموار کریں، اسی عہد میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو کئی بار معتمد کے قید خانے میں قید کیا گیا۔ آپ کو عالم اسیری میں سخت نگرانی میں رکھا گیا۔ جہاں کسی کو ملنے کی اجازت نہ تھی۔ مسعودی نے مروج الذہب میں معتمد کے دور حکومت میں مقتولین کی تعداد کا تخمینہ پانچ لاکھ افراد سے زیادہ لگایا ہے۔

حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کے والد گرامی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے میں خلفائے عباسیہ میں معتز باللہ اور معتمد نے آپ کو سخت تکالیف پہنچائیں۔ آپ کی تمام عمر قید میں گزری۔ معتز بڑا سنگ دل بادشاہ تھا۔ اس نے مختلف طریقوں سے آپ کو ستایا۔ آپ کو گھر سے بے دخل کر کے علی بن یارش کی حراست میں رکھا جو بہت بڑا دشمن اہل بیت اور ناصبی تھا۔ لیکن امام کے عادات و اطوار، عبادت و تقویٰ دیکھ کر اس کی حالت بدل گئی اور آپ کا معتقد ہوگیا اور آپ کی راحت و آرام کا سامان مہیا کرنے لگا۔ معتز نے ہر چند آپ پر مظالم ڈھائے جب اس نے آپ کو گھر سے نہایت ظالمانہ طریقہ سے نکال کر علی بن یارش کی

حراست میں دیا اور اس کے چند روز بعد معتز معزول کر دیا گیا اور مہدی باللہ تخت پر بیٹھا، یہ بھی اہل بیت رسولؐ کی عداوت میں پیش پیش تھا۔ گو کہ اس نے صرف گیارہ ماہ حکومت کی لیکن اس مدت میں اس نے آپؑ کو علی بن یارش کی حراست سے نکال کر صالح بن وصیف کی نگران میں دیدیا۔ اس نے حضرت کی ایذا رسانی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ یہ بد بخت نہ تو مناسب غذا فراہم کرتا تھا اور نہ پانی۔ یہی سبب تھا کہ آپ نہایت کمزور ہو گئے تھے، تیمم کر کے نماز ادا فرماتے تھے۔ آپؑ کے پینے کے لیے جو پانی مہیا کیا جاتا تھا وہ نہایت گرم ہوتا تھا۔ آپ کے حالات دیکھ کر صالح کے ملازمین جو نگرانی پر متعین تھے بہت متاثر ہوئے اور آپؑ کا زہد و تقویٰ دیکھ کر آپ کے معتقد ہو گئے تھے۔ لہٰذا آپ کو راحت پہنچانے لگے۔ مہدی باللہ کو اس کی بد اعمالیوں کی وجہ سے ترکوں نے قتل کر دیا اور اس کی جگہ معتمد خلیفہ ہوا۔ اس نے بجائے سامرہ کے بغداد کو دار الخلافہ قرار دیا۔ معتمد گو کہ حکومت کے جھگڑوں میں پھنسا ہوا تھا لیکن اس کے باوجود امامؑ کی نظر بندی اور قید کے متعلق احکام پابندی سے جاری کرتا تھا۔ اس نے آپ کو صالح کی حراست سے نکال کر اپنے غلام عزیز کے سپرد کیا۔ یہ غلام شقاوت اور عداوت اہل بیت میں یکتائے زمانہ تھا۔ اس نے حضرتؑ کو بہت زیادہ اذیتیں پہنچائیں۔ معتمد نے حضرتؑ کی کرامات دیکھ کر بجائے آپؑ کی عظمت کا اعتراف کرنے کے آپؑ پر زیادہ شدائد روا رکھے۔ جب اس نے دیکھا کہ آپؑ کو درندوں میں ڈالنے کے باوجود آپؑ کو کوئی گزند نہیں پہنچا تو اس منکر ولایت و امامت نے ان کو خود اپنی نگرانی میں قید کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ اپنے محل سے متصل ایک تہہ خانے میں آپؑ کو قید کیا۔ یہ قید خانہ سابقہ قید خانوں سے زیادہ سخت ترین تھا۔ اول تو یہ قید تنہائی تھی۔ اس میں کسی ملازم تک کو آپؑ سے بات کرنے کی اجازت نہ تھی۔ یہاں ہوا اور روشنی کے لیے کوئی روشن دان یا سوراخ نہ تھا۔ صرف ایک دروازہ تھا جو دن رات میں دو وقت چند دقیقوں کے لیے کھولا جاتا تھا۔ آپ کو اس طرح قید کیا گیا کہ رہائی کی کوئی مدت کا تعین نہ تھا۔ جبکہ ہر قیدی کے لیے ایک خاص مدت ہوتی ہے۔

عالم اسیری میں آپؑ سارا وقت یاد الٰہی میں بسر کرتے تھے۔ مسلسل دو سال تک قید میں سختیاں برداشت کرتے کرتے آپ بالکل لاغر ہو گئے تھے۔ معتمد کا آپؑ کے ساتھ یہ ظالمانہ رویہ آپؑ کے لیے بہت تکلیف دہ تھا۔ یہ اپنے ہمنواؤں کے ہمراہ آتا اور آپؑ کی شان میں ہتک آمیز جملے ادا کرتا اس کے ساتھ اس کے ہمنوا بھی اس عمل قبیح میں شریک ہوتے تھے۔

اصول کافی، ارشاد مفید اور مناقب شہر آشوب کے مطابق آپ اپنے والد گرامی حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی شہادت کے بعد بحکم خدا منصب امامت پر فائز ہوئے۔ آپ نے ظالمانہ عہد میں نہایت سخت نظر

بندی کی زندگی گزاری۔ اعلام الوریٰ کی روایت کے مطابق معتمد نے جب آپؑ کو قید کیا تو آپؑ پر علی بن اوتاش نامی ایک ناصبی کو مسلط کر دیا، یہ آل محمد کا سخت دشمن تھا اور حضرت کو طرح طرح کی اذیتیں دیتا تھا لیکن جب اس نے حضرتؑ کی عبادت کا مشاہدہ کیا تو آپؑ کی عظمت کا معترف ہوا اور جب اسے بصیرت قلب حاصل ہوئی تو آپؑ کا معتقد ہو گیا۔

معتمد نے جہاں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو ہر طرح کی اذیت پہنچائی، حضرت امام زمانہ علیہ السلام جو ائمہ اہل بیتؑ کی آخری نشانی ہیں ان کی نشانی کو بھی مٹانے کی کوشش کرتا رہا۔ معتمد کی یہ کوشش تھی کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے وارث و وصی کو کسی طرح سے شہید کر دیا جائے تا کہ امامت کے آخری چراغ کی روشنی نہ پھیل سکے۔ علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی تدفین کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تلاش میں آپ کے گھر کی تلاشی لی گئی اور ظلم کی انتہا یہ کہ عورتوں کو گرفتار کیا گیا۔ معتمد کی یہ کوشش تھی کہ حضرتؑ کو گرفتار کر کے خاندان رسالت کا خاتمہ کیا جا سکے۔ ۲۷۹ ہجری میں معتمد ہلاک ہوا اور متوکل کا پوتا اور معتمد کا بھتیجا تخت نشین ہوا۔ اس کا سارا وقت خانہ جنگیوں اور قرامطہ کے فتنوں میں گزرتا رہا، اس کے باوجود اس نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تلاش جاری رکھی۔ ایک بار معتمد کو یہ پتا چلا کہ امام ایک مکان میں قیام پذیر ہیں تو اس لعین نے اپنے ایک معتبر دوست اشیق کو چند سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ نصف شب کے قریب یہ سب اس جگہ پہنچے باہر دربان موجود تھا۔ اشیق نے اس سے پوچھا اس مکان میں کون رہتا ہے۔ دربان نے بے پرواہی سے جواب دیا۔ اس مکان میں مالک مکان کا قیام ہے۔ یہ لوگ مکان میں داخل ہوئے لیکن دربان نے کوئی مداخلت نہ کی۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ کشادہ اور عالیشان مکان کے اندر تھوڑے فاصلے پر ایک خوشنما مکان ہے جس کے متصل دریا بہہ رہا ہے۔ دریا کی سطح پر ایک بزرگ چٹائی بچھائے مصروف عبادت ہیں۔ اشیق کے ایک آدمی نے پانی میں اتر کر ان کی طرف بڑھنے کی کوشش کی تو وہ آگے بڑھتے ہی ڈوبنے لگا۔ اس کو اشیق نے ہاتھ بڑھا کر کھینچ لیا۔ پھر دوسرے آدمی نے پانی میں اتر کر بڑھنے کی کوشش کی وہ بھی بڑی مشکل سے بچ سکا۔ لیکن بے ہوش ہو گیا۔ ان لوگوں نے ان بزرگ کی بہت منت سماجت کی تا کہ وہ ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوں لیکن وہ محویت سے مصروف عبادت رہے۔ اشیق نے اس واقعہ کی خبر معتمد کو دی لیکن وہ اپنے ظالمانہ ارادوں سے باز نہ آیا۔ دوسری مرتبہ اس نے ایک اور کوشش کی لیکن جب اس کے فوجی وہاں پہنچے تو مکان میں ایک بزرگ خوش الحانی سے تلاوت قرآن مجید میں مشغول پائے گئے، پھر ان فوجیوں کے درمیان سے روانہ ہو گئے اور کسی کو ان کی

طرف بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی۔

صحیح ترمذی، صحیح ابی داؤد، صحیح ابن ماجہ، ینابیع المودت، بحارالانوار، نورالابصار، مشکوۃ، المصابیح، صواعق محرقہ، ارشاد مفید، الخروج المھدی اور دیگر کتب وتفاسیر میں مرقوم ہے کہ معتمد کو گزشتہ ائمہ کی احادیث سے یہ پتہ چل گیا تھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند حضرت امام مہدی علیہ السلام ہوں گے، جن کو محبان اہل بیت آخری امام مانتے ہیں۔ لہٰذا خلیفہ وقت نے پختہ ارادہ کرلیا تھا کہ جس طرح ممکن ہو انہیں شہید کر کے باب امامت کو ہمیشہ کے لیے بند کر دے۔

معتمد نے ایک دن اپنے خاص فوجیوں کی بڑی جماعت کو حکم دیا کہ وہ سامرہ پہنچ کر حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے مکان کا محاصرہ کریں اور جس کو بھی وہاں پائیں گرفتار کر کے لے آئیں۔ چنانچہ یہ سپاہی روانہ ہوئے اور مکان کا محاصرہ کرلیا، تمام آمد و رفت کے راستے بند کر دیے، کچھ فوجی مع افسران کے اندر داخل ہوئے اور حسب ہدایت اس سرداب مقدس کے قریب پہنچ گئے جو مکان کے آخری حصہ میں ایسے پوشیدہ مقام پر واقع تھا جہاں کسی کے رہنے کا احتمال تک نہیں ہوسکتا تھا۔ اس میں ایسا اندھیرا تھا کہ یکایک کسی کو اس میں جانے کی جرأت نہ ہوئی۔ سرداب اس تہہ خانے کو کہتے ہیں جو گرمی کے زمانے کے لیے مکان کے اندر بنایا جاتا ہے وہاں پانی ٹھنڈا رہتا ہے۔ جب یہ سپاہی وہاں پہنچے تو ان کو وہاں نہایت خوش الحانی سے قرآن مجید کی تلاوت کی آواز سنائی دی۔ جس کو سن کر سب عالم محویت میں دم بخود رہ گئے اور اس لشکر کے افسر نے مکان سے باہر والے سپاہیوں کو بھی اس خیال سے اندر بلالیا کہ جو مقصد ہے اس سرداب میں پورا ہو۔ اس لیے کہ جن کو گرفتار کرنا ہے وہ اسی سرادب میں موجود ہیں۔ لہٰذا محاصرے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب سب مل کر پوری قوت کے ساتھ گرفتاری عمل میں لائیں۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ یکایک حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام سرداب سے باہر تشریف لائے اور ان لوگوں کے سامنے سے سب کی نگاہوں سے غائب ہو گئے، بہت سے فوجیوں نے حضرتؑ کو نکلتے دیکھا مگر جب فوجی افسر نے سرداب کے اندر داخل ہونے کا سپاہیوں کو حکم دیا تو دیکھنے والوں نے کہا کہ ایک شخص ابھی برآمد ہوئے تھے اور اس طرف چلے گئے۔ افسر نے کہا ہم نے تو کسی کو نکلتے نہیں دیکھا۔ جب تم نے دیکھا تھا تو گرفتار کیوں نہ کیا۔ سپاہیوں نے کہا۔ ہم آپ کے حکم کے منتظر تھے۔ جب آپ نے کچھ نہ کہا تو ہم نے بھی توجہ نہ کی۔ اس صورت حال سے سب دنگ رہ گئے، پھر ہر چند کوشش کی ہر جگہ تلاش کیا لیکن کوئی پتہ نہ ملا، آخر کار ندامت و شرمندگی کے عالم میں واپس جانے پر مجبور ہوئے اور معتمد کو تمام صورتحال سے باخبر کیا۔ یہ حضرتؑ کا دوسرا معجزہ تھا جو دشمنوں نے دیکھا اور سننے والوں نے سنا اور قدرت

نے آگاہ کر دیا کہ حجت خدا کا حافظ و نگہبان اللہ تعالیٰ ہے اور منافقین کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی۔

حضرت امام حسن عسکریؑ کی تجہیز و تکفین

مناقب ابن شہر آشوب، اصول کافی، ارشاد مفید، دلائل الامامات اور فصول المہمہ کے مطابق ''معتمد نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو قید خانہ میں زہر دلوایا۔'' جب زہر کا اثر شروع ہوا تو معتمد نے اپنے خاص طبیب عبداللہ کو علاج کے لیے بھیج دیا تاکہ کوئی دوسرا معالج علاج نہ کر سکے۔ تین روز و شب نہایت کرب و بے چینی میں گزرے پھر صبح ہوتے ہی اپنے فرزند امام مہدی کو وصیت کی اس وقت ان کی عمر دنیاوی صرف پانچ سال تھی۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے آپ کو اپنے سینے سے لگایا۔ جلاء العیون میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے باب میں لکھا ہے کہ ایک دن آپ نے اپنے خادم ابوالادیان سے ارشاد فرمایا: جب پندرہ دن بعد مدائن سے تمہاری واپسی ہوگی تو میرے گھر سے گریہ وزاری کی آوازیں سنائی دیں گی۔ علامہ مجلسی لکھتے ہیں۔ جب ابوالادیان سفر سے لوٹے تو یہی دیکھا جو حضرتؑ نے فرمایا تھا۔ صواعق محرقہ، جلاء العیون، فصول المہمہ اور انوار الحسینیہ کے مطابق آپ ۸/ ربیع الاول ۲۶۰/ ہجری کو بروز جمعہ بوقت نماز فجر شہادت عظمیٰ سے سرفراز ہو کر دار فانی سے منزل جاودانی کی جانب منتقل ہوئے۔ صواعق محرقہ، جلاء العیون، فصول المہمہ، ارجح المطالب اور انوار الحسینیہ کے مطابق بوقت شہادت آپ کی عمر ۲۸/ سال تھی۔ شواہد النبوت کے مطابق آپ کی شہادت سر من رائے میں ۲۶۰/ ہجری میں ہوئی۔ دمعہ ساکبہ کے مطابق حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے وفات سے قبل حضرت امام مہدی علیہ السلام کے سپرد تبرکات کر دیئے تھے۔ نور الابصار اور ارجح المطالب کے مطابق آپ کی شہادت کی خبر سن کر سامرہ میں ہر طرف رونے کی صدائیں بلند تھیں۔ دکانیں بند ہو گئیں، تمام بنی ہاشم، ارکان سلطنت، منشی، قاضی اور عوام الناس آپ کے جنازے میں شرکت کے لیے گھروں سے روانہ ہوئے اس دن قیامت کا منظر تھا۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت نے اس شب میں، جس کی صبح کو رحلت فرمائی متعدد خطوط اہل مدینہ کو تحریر فرمائے اور اپنے خادم کے ذریعہ انہیں بھیجا۔ اس وقت حضرت کی خدمت میں سوائے ان کے چند نفر کے کوئی دوسرا شخص نہ تھا۔ ان میں (۱) آپ کی کنیز خاص جن کا نام صیقل تھا۔ (۲) آپ کے خادم خاص (۳) حضرت امام عصر اعلیٰ و مقتدر جن کے بارے میں بارے میں لوگ آگاہ نہ تھے۔

حکومت کی یہ کوشش تھی کہ کسی پر یہ راز عیاں نہ ہو سکے کہ آپ کو زہر سے شہید کیا گیا۔ لہٰذا سرکاری طور پر

سوگ کا اعلان کیا گیا۔ عمائدین سلطنت بھی جنازے میں شریک ہوئے۔ اتنا بڑا مجمع اس سے قبل کسی کی تدفین کے وقت دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ تذکرۃ المعصومینؑ کے مطابق جب نماز جنازہ پڑھانے کا وقت آیا تو معتمد کے حکم سے عیسیٰ بن متوکل جو نماز جنازہ پڑھانے پر مقرر تھا۔ آگے بڑھا اور حضرت کے سر سے کفن ہٹا کر بنی ہاشم علوی و عباسی اور حکومت کے تمام عہدے داروں اور منصب نشینوں کو دکھاتے ہوئے کہا دیکھو یہ طبعی موت مرے ہیں۔ دراصل یہ جرم پر پردہ ڈال رہا تھا اور یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ انہیں زہر نہیں دیا گیا ہے۔ جلاء العیون کے مطابق اس کے بعد جعفر تواب نماز پڑھانے کو بڑھے ابھی تکبیرۃ الاحرام نہ کہنے پائے تھے کہ محمد بن حسن القائم (حضرت امام مہدیؑ) برآمد ہوئے اور اپنے چچا کو ہٹا کر نماز جنازہ پڑھائی۔ ارجح المطالب کے مطابق نماز ادا ہونے کے بعد آپ کو حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے روضہ مبارک کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ شواہد النبوت کے مطابق آپ اپنے والد گرامی کے پہلو میں دفن ہوئے۔ صواعق محرقہ میں ہے کہ آپ نے سر من رائے میں شہادت پائی اور اپنے والد اور چچا کے پاس دفن ہوئے۔

کمال الدین میں ابوالادیان سے روایت ہے کہ بعد شہادت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے جنازہ کی تیاری ہو رہی تھی، آپ کو غسل دیا جا رہا تھا اور کفن بھی تیار تھا۔ آپ کے بھائی جعفر مکان کے ایک گوشہ میں جنازہ اٹھانے کے انتظار میں غمزدہ تھے۔ لوگ گروہ در گروہ آکر ان کو تعزیت پیش کر رہے تھے اور ساتھ ہی مسند نشینی کی مبارک بادبھی دے رہے تھے۔ ابوالادیان کہتے ہیں، میں اگر چہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا خادم تھا لیکن جعفر کے حالات سے بھی لاتعلق نہ تھا۔ میں ان کی شب و روز کی مصروفیات سے بخوبی واقف تھا۔ میں ان کے باطن سے بھی ظاہر کی طرح واقف تھا۔ میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ انکی آنکھوں سے بوقت تعزیت آنسو کم ظاہر ہوتے تھے لیکن مسند نشینی کی مبارکباد پر چہرے کی مسرت کسی طرح چھپائے نہ چھپتی تھی۔

میں اس بات سے بے چین تھا۔ اس لیے کہ مجھ سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت مخفی نہ تھی۔ میں آپ کی مسند نشینی اور امامت پر ثابت قدم تھا۔ لیکن عوام الناس اور نا آشنا سادہ لوح شیعوں پر مجھے بڑا ترس آ رہا تھا۔ میں بار بار یہی سوچ رہا تھا کہ اگر منصب امامت جعفر کے ہاتھ میں آتا ہے تو پھر انا اللہ و انا الیہ راجعون پڑھنا چاہیے۔ اسی دوران حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا خادم عقید سامنے آکر جعفر کی خدمت میں مودبانہ کہنے لگا۔ آقا جنازہ تیار ہے۔ اس اثناء جعفر کے قدم آگے بڑھے اور صفیں بندھنا شروع ہو گئیں۔ جب صفیں بندھ چکیں تو جعفر نے تکبیر کہنے کے ارادے سے ہاتھ بلند ہی کیے تھے کہ پردہ غیب سے اچانک ایک ہاتھ برآمد ہوا اور جعفر کے سینے پر اس زور سے آیا کہ جعفر اپنے کو سنبھال نہ سکا۔ ابھی یہ

سنبھل بھی نہ پایا کہ مکان کے ایک گوشہ سے آفتاب درخشاں طلوع ہوا اور مکان کے افق سے تاریکی چھٹ گئی۔ دیکھنے والوں نے چشم حیرت سے دیکھا کہ ایک کمسن بچہ، کھلتا ہوا گندمی رنگ، شانوں پر لہراتی سیاہ زلفیں، مثل خورشید تاباں پر نور چہرہ، عظمت الٰہی کا کوہ گراں، ہیبت الٰہی کا پیکر، عزت وسکون و شرف کا آسمان انتہائی وقار سے ظاہر ہوا اور نہایت سنجیدگی اور متانت سے جعفر کے قریب آیا اور جعفر کو دامن عبا سے پکڑ کر فرمایا۔ ''چچا جان! یہ میرے باپ کا جنازہ ہے، آپ کی نسبت جنازہ پڑھانے کا میں زیادہ مستحق ہوں۔ آپ پیچھے پہلی صف میں تشریف لے جائیں۔ اس وقت جعفر کو بڑی حیرت ہوئی اور پشیمانی شرمندگی سے پسینے سے شرابور ہوگئی اور پسینہ پونچھتے ہوئے پیچھے ہٹنا پڑا اور حجت خدا نے آگے بڑھ کر نماز جنازہ پڑھائی۔

بحار الانوار میں احمد ابن عبداللہ ہاشمی جو بنی عباس سے جنازہ میں شریک تھا، اس سے روایت ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام پاکبازوں کا کعبہ اور شرفا کا گوہر مقصود تھے۔ آپؑ اس طرح حاضر ہوئے کہ حاضرین جنازہ کے دل غیر شعوری طور پر اس کمسن کی عظمت وجلالت کے سامنے جھک گئے اور سر تسلیم بے قرار ہو کر خم ہو گئے۔

بحار لانوار اور کمال الدین میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے جنازہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد تو بے شمار تھی لیکن مورخین کو صرف انتالیس خوش نصیبوں کے نام مہیا ہو سکے اور یہ وہ خوش نصیب ہیں جن کے مقدر نے انہیں دو سعادتوں سے مشرف کیا۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے جنازہ میں شمولیت کی سعادت اور حضرت حجت کے بچشم خود دیدار پر انوار کی سعادت حاصل کرنے والوں میں یہ نام بھی شامل ہیں۔

ابراہیم ابن محمد تبریزی، ابو الادیان، احمد ابن عبداللہ ہاشمی، حاجز وشاء، حسن ابن علی اور سلمان۔

شہادت حضرت امام حسن عسکریؑ کی بابت عقید کا بیان

جناب عقید حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے خاص خادم تھے جو وقت شہادت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس موجود تھے۔ آپ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت پر زہر کا اثر ظاہر ہوا تو آپؑ نے مجھ سے آب مصطگی طلب فرمایا۔ میں نے یہ پانی حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؑ نے یہ پینا چاہا لیکن زہر کے اثر کے سبب ہاتھ لرز رہے تھے۔ لہٰذا پانی نہ پی سکے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا۔ حجرہ میں ایک کمسن بچہ ہے اسے بلا کر لے آؤ۔ جناب عقید نے حجرہ میں داخل ہو کر دیکھا ایک کم سن صاحبزادہ سربسجود

مصروف دعا ہیں۔ ان کی خدمت میں سلام کیا اور عرض کیا۔ آپ کو حضرت حسن عسکری علیہ السلام طلب فرما رہے ہیں۔ آپ جواب سلام دیکر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؑ سے حضرتؑ نے فرمایا۔ فرزند مجھے پانی پلاؤ اب میں اپنے رب کی بارگاہ میں جا رہا ہوں۔ آپ نے آب مصطگی پلایا اور حضرتؑ نے فرمایا۔ میرے بعد تم حجت خدا ہو۔ تمہارے بارے میں رسول اللہؐ نے یہ خبر دی ہے کہ میرے اس فرزند کا نام میرا نام ہوگا اور اس کی کنیت میری کنیت ہوگی۔ حضرت رسول اکرمؐ کا اسم مبارک حضرت محمدؐ اور کنیت ابوالقاسم تھی۔ حضرت امام زمانہ کا بھی اسم مبارک حضرت محمد مہدی علیہ السلام اور کنیت ابوالقاسم ہے۔ اتنا فرمانے کے بعد آپؑ کی شہادت ہوگئی۔

ظہور و غیبت

حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کی امامت مسلم و یقینی ہے۔ منقول ہے کہ ایک روز ایک شخص حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ یا ابن رسول اللہؐ! آپؑ کے بعد آپؑ کا خلیفہ و امام کون ہوگا؟ آپؑ گھر میں تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد ایک بچے کو اپنے کاندھے پر اٹھا کے لائے جس کا سن مبارک تین سال تھا اور جس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ اس موقع پر آپؑ نے فرمایا۔ ”اے شخص اگر تجھ کو حق سبحانہٗ تعالیٰ کو فضیلت دینا مقصود نہ ہوتی تو اس فرزند دلبند کو تجھے کبھی نہ دکھاتا۔ اس فرزند کا نام رسول اللہؐ کے نام پر ہے اور اس فرزند کی کنیت بھی آنحضرتؐ کی کنیت پر ہے۔“ صواعق محرقہ، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی کے مطابق آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ”میری عترت سے محمد مہدی ہوگا اور وہ اولاد فاطمہ سلام اللہ علیہا سے ہوگا۔“ ترمذی، احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایک دن ایسا آئے گا جس میں حق سبحانہٗ تعالیٰ میری عترت سے جبکہ زمانہ ظلم سے بھر جائے گا، ایک شخص کو ظاہر کرے گا جو تمام عالم کو عدل سے بھر دے گا۔ احمد، ابوداؤد، اور ترمذی سے روایت ہے۔ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی تا وقتیکہ مالک دنیا نہ ظاہر ہو جائے۔ میرے اہل بیت میں سے ایک فرد ایسا ہوگا جس کا نام میرے نام کی طرح ہوگا۔ ابوداؤد اور ترمذی میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ایک روز پروردگار عالم میرے اہل بیت میں سے ایک فرد کو ظاہر کرے گا۔ اس کا اسم مبارک میرے نام پر ہوگا اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے موافق ہوگا۔ وہ اس دنیا کو عدل سے بھر دے گا جبکہ دنیا ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ احمد سے روایت ہے کہ آپؑ کا ظہور ہوگا تو یہ دنیا آپؑ کے نور سے منور ہو جائے گی اور شب قدر آپؑ کی زلف سیاہ کی وجہ سے

شب تار میں بدل جائے گی۔ آپؑ کے وجود سے ہر طرف نور پھیل جائے گا اور امن و امان کا دور ہوگا۔ آپ کے پیچھے ابن مریم نماز ادا کریں گے۔ آپ اپنے رایت سے سارے عالم کو منور فرمائیں گے۔ آپؑ کی آمد سے باب رحمت کھل جائے گا اور دنیا امن کا گہوارہ بن جائے گی۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور و غیبت کے بارے میں مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی نے شواہد النبوت میں یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ ''جامع الاصول میں قیامت کی علامات کے ذکر میں حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا! اگر دنیا میں سے صرف ایک دن باقی رہا تو اللہ اس دن کو اتنا طویل کردے گا کہ یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے اللہ ایک کو پیدا فرمائے گا جو میرا ہم نام ہوگا اور جو روئے زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسا کہ اس سے پیشتر روئے زمین ظلم و جور سے مملو تھی۔'' ابی داؤد سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ دنیا اس وقت تک اختتام پذیر نہیں ہوگی جب تک کہ میرا ایک ہم نام اہل بیت سے پوری مملکت عرب کا مالک و مختار نہ ہو جائے۔ جامع الاصول میں ابو اسحٰق سے مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیکھ کر فرمایا کہ ''میرا بیٹا سردار ہوگا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا اور ان کی اولاد سے ایک ایسا فرزند ہوگا جو تمہارے نبی کا ہم نام ہوگا اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ ابن عربی صاحب فتوحات مکیہ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ذکر میں یہ کہا ہے کہ حق اپنے نائب کو ایسے وقت میں ظاہر فرمائے گا جبکہ تمام روئے زمین ظلم و جور سے مملو ہوگی تو یہ خلیفہ اس کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ (اللہ تعالیٰ تمہیں اور ہمیں موید کرے)۔ اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی ہو تو حق تعالیٰ اس دنیا کو اتنا طویل کرے گا کہ یہ خلیفہ جو آل رسولؐ سے ہوگا اور اولادِ فاطمہؑ اور میرے ہم نام ہوگا، اس کی کنیت حضرت امام حسن بن علیؑ کے ساتھ ملتی ہوگی۔ وہ لوگوں سے مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان میں بیعت لے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ خلقت میں مشابہ ہوگا۔ پھر فرمایا: ان کے ہاتھ پر عرفاء، ابن حقائق اور اہل کشف و شہود بیعت کریں گے اور ان کی دعوت کو عام کریں گے اور آپ کے مدد و معاون ہوں گے۔ یہ لوگ حقیقتاً عارف ہوں گے۔ آپؑ خلیفہ برحق ہوں گے۔ اس لیے کہ حیوانات تک کی زبان سمجھ لیں گے اور آپ کا عدل و انصاف جن و انس میں جاری و ساری ہوگا۔''

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ان کے شیعہ ان کی غیبت میں بھی فائدہ اٹھائیں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: ہاں اس کی قسم جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ لوگ ان کی غیبت کے زمانے میں ان کے نور سے روشنی حاصل کریں گے

اور ان کی ولایت سے مستفید ہوں گے۔ اس طرح جیسے سورج سے نفع حاصل کیا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ بادلوں میں ڈھپا ہوا ہو۔ اے جابر یہ باتیں خدا کے اسرار مکنونہ اور علوم مخزونہ میں سے ہیں۔ پس تم بھی اسے پوشیدہ رکھنا۔ سوائے ان لوگوں کے جو ان کے سننے کے اہل ہوں ورنہ کسی سے نہ کہنا۔

کافی، من لایحضرہ، تہذیب اور استبصار کے مطابق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ''میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔'' یہی روایت صحیح بخاری، کتاب الاحکام، صحیح مسلم، صحیح ترمذی، فتح الباری، کنز العمال، صواعق محرقہ اور تاریخ الخلفاء میں تواتر سے بیان کی گئی ہے۔ تفسیر ترجمان القرآن میں بحوالہ فتح البیان حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ یوم ندعو کل اناس با مامھم میں امام سے مراد امام عصر ہیں۔ اہل ہر عصر اپنے اس امام کے ہمراہ ملائے جائیں گے جس کے امر و نہی پر چلتے تھے۔ (ترجمان القرآن) اس طرح نص قرآنی سے واضح ہوا کہ اس زمانے میں بھی امام کی ضرورت ہے جو موجود ہیں۔

''تجدید احیائے دین'' میں مولانا مودودی تحریر فرماتے ہیں۔ ''عقل چاہتی ہے، فطرت مطالبہ کرتی ہے اور دنیا کے حالات کی رفتار متقاضی ہے کہ ایسا رہنما پیدا ہو۔ (احادیث میں وارد ہوا ہے کہ ہر عصر میں امام زمانہ کا وجود ضروری ہے) خواہ اس دور میں پیدا ہو یا زمانہ کی ہزار گردشوں کے بعد پیدا ہو۔ اسی کا نام ''الامام مہدیؑ'' ہے، جس کے بارے میں صاف پیش گوئیاں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں موجود ہیں۔ جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا: یہ دین قیامت تک باقی رہے گا، یہاں تک کہ اس پر بارہ خلیفہ ہوں گے۔ (کنز العمال)

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے وقت آپؑ کا سن مبارک پانچ سال تھا اور آپؑ اپنے مکان کے سرداب میں غیبت میں روانہ ہوئے۔ صاحب الفصول المہمہ لکھتے ہیں کہ آپؑ ۲۶۶ رہجری میں حالت نماز میں پوشیدہ ہوئے۔ ابن حجر مکی کا قول ہے کہ آپؑ القائم المنتظر کے نام سے موسوم ہیں اور شہر میں کہیں پوشیدہ ہو گئے اور کسی کو معلوم نہ ہوا کہ آپؑ کہاں تشریف لے گئے۔ شیخ محمد ابن بطوطہ لکھتے ہیں کہ اہل حلہ جو امامیہ اثناعشری ہیں۔ حلہ میں ایک مسجد میں حضرت امام مہدی علیہ السلام داخل ہوئے اور غیبت میں چلے گئے۔ تاریخ ابن الوردی میں ہے کہ آپؑ ۲۵۵ رہجری میں پیدا ہوئے اور جب آپؑ کے والد گرامی قید میں تھے تو آپ گھر کے سرداب میں پوشیدہ ہو گئے اور پھر تشریف نہیں لائے۔ اس وقت آپ کی عمر ۹ رسال تھی۔ شیخ ابو عبداللہ محمد بن گنجی نے اپنی کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان میں دلائل کے ساتھ آپؑ کا زندہ اور قائم رہنا بیان کیا ہے۔ شیخ محی الدین العربی کتاب الفتوحات میں لکھتے ہیں۔ یہ جان لو تحقیق کہ جب حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں گے تو تمام خاص و عام مسرور ہوں گے اور ان کے ہمراہ کچھ لوگ جو ان کی

دعوت کو قبول کریں گے اور ان کی مدد کریں گے اور جوان کے وزراء ہوں گے، وہ ان کی حکومت کا بار ہلکا کریں گے اور اس امر میں خدا جس پر انہیں مامور کرے گا وہ ان کی اعانت کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں ایک سفید مینار پر نازل ہوں گے۔ ایسی حالت میں کہ تکیہ کیے ہوں گے۔ دو فرشتوں پر جوان کے داہنے اور بائیں بازو ہوں گے۔ لوگ اس وقت نماز عصر کی تیاری میں مصروف ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھانا چاہیں گے لیکن حضرت امام مہدی علیہ السلام تشریف لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے سے نماز پڑھائیں گے۔ آپؑ صلیب کو توڑیں گے، سور کو ہلاک کریں گے اور بالآخر حالت طہارت و پاکیزگی میں انتقال فرمائیں گے۔

ابوداؤد اور ترمذی لکھتے ہیں کہ ابوسعید الخدری راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مہدی مجھ سے ہوں گے جب دنیا ظلم و جور سے بھر جائے گی تو وہ عدل و انصاف جاری فرمائیں گے اور سات سال ان کی حکومت رہے گی۔ ترمذی کے مطابق یہ حدیث ثابت و صحیح ہے۔ اس روایت کو طبرانی نے معجم میں بیان کیا ہے۔ ابن شیرویہ الفردوس میں اپنی اسناد کے ساتھ لکھتے ہیں کہ حذیفہ یمانی سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا فرزند مہدی ایسا ہوگا کہ چہرہ مثل چاند چمکتا ہوگا۔ یہ عربی اور بلند قامت ہوں گے۔ جب دنیا میں ظلم و جور عام ہو جائے گا تو وہ عدل و انصاف قائم کریں گے اور ان کی خلافت سے اہل آسمان، چرند پرند راضی ہوں گے۔ ان کی حکومت دس سال رہے گی۔ عبداللہ ابن مسعود بیان فرماتے ہیں کہ جناب امیر المومنینؑ سے مروی ہے کہ جناب رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ "اگر دنیا ختم ہو جانے میں ایک دن بھی باقی رہے گا تو خداوند تعالیٰ ظاہر کرے گا ایک کو میرے اہل بیت سے جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ جبکہ یہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

غیبت امامؑ جفر جامع کی روشنی میں

جعفر جامع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اسرار علوم پر مشتمل ہے۔ اس کا تذکرہ حضرت امام علی بن موسیٰ علیہ السلام کے ملفوظات میں بزرگوں کے کلام میں صریحاً کیا جاتا ہے۔ اس کتاب میں وہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں جن سے لوگوں کا واسطہ رہتا ہے۔ علامہ شیخ سلیمان قندوزی بلخی حنفی تحریر فرماتے ہیں کہ سدیر صیرانی سے روایت ہے کہ ہم اور مفضل بن عمر ابوبصیر امان بن تغلب ایک روز حضرت صادق آل محمدؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپؑ زمین پر تشریف فرما ہیں اور گریہ کر رہے ہیں۔ آپؑ فرما رہے تھے۔

''اے محمدؐ تمہاری غیبت کی خبر نے میرا دل بے چین کر دیا ہے۔ میں نے حضرت سے عرض کی، حضور خدا آپ کی آنکھوں کو کبھی نہ رلائے حضور کس لیے گریہ فرما رہے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا۔ اے سدیر! میں نے آج صبح کتاب ''جفر جامع'' میں حضرت امام مہدی کی غیبت کا مطالعہ کیا ہے۔ اے سدیر! یہ وہ کتاب ہے جس میں ''علم ماکون و یکون'' مرقوم ہیں اور جو کچھ قیامت تک پیش آنے والا ہے اس میں سب کچھ تحریر ہے۔ اے سدیر! میں نے اس کتاب میں دیکھا ہے کہ ہماری نسل سے امام مہدی ہوں گے، پھر وہ غیبت میں چلے جائیں گے اور ان کی غیبت کی مدت بہت طویل ہوگی۔ ان کی غیبت کے زمانے میں مومنین مصائب میں مبتلا ہوں گے اور یہ امتحانات سے گزرتے رہیں گے۔ غیبت میں تاخیر کی وجہ سے ان کے دلوں میں شکوک پیدا ہوں گے۔ پھر فرمایا: اے سدیر سنو حضرت امام مہدی کی ولادت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی طرح ہوگی اور ان کی غیبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل ہوگی اور ان کے ظہور کا حال حضرت نوح علیہ السلام کے مانند ہوگا اور ان کی عمر حضرت خضر علیہ السلام کی عمر جیسی ہوگی۔ (ینابیع المودت)

دلائل برائے طویل عمری

مناقب میں سدیر صیرفی سے روایت ہے کہ میں فضل بن عمر، ابو بصیر اور ابان بن تغلب آقا ابو عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم لوگوں نے حضرت کو اس حال میں دیکھا کہ آپؑ زمین پر تشریف فرما تھے اور شدت سے گریہ فرما رہے تھے اور فرماتے تھے۔ اے میرے آقا آپؑ کی غیبت نے میری نیند ختم کر دی ہے اور چین چھین لیا ہے۔ سدیر نے کہا افراط اندوہ سے ہمارے دل پھٹنے لگے۔ ہم نے عرض کیا: اے تمام کائنات سے افضل کے فرزند اللہ آپؑ کی آنکھوں کو نہ رلائے۔ حضرت نے ایک لمبی سانس کھینچی اور فرمایا۔ صبح کے وقت کتاب جفر میں دیکھا ہے اور یہ کتاب ہے جو قیامت تک کے علم کان و مایکون پر مشتمل ہے۔ یہ وہ علم ہے جس کے ساتھ پروردگار عالم نے حضرت محمدؐ اور آپؐ کے بعد ہونے والے ائمہ کو مخصوص کیا ہے اور میں نے اس کتاب میں ہمارے مہدی کی پیدائش اور آپؑ کی طویل غیبت اور طویل عمر کے متعلق دیکھا ہے۔ آپ کی غیبت کے زمانے میں مومنین کا امتحان ہوگا اور آپؑ نے ظہور کے بارے میں دیر ہونے کی وجہ سے ان کے دلوں میں شکوک پیدا ہوں گے اور لوگ اسلام کی رسی کو اپنی گردنوں سے اتار پھینکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ امام کی ولایت اس کی گردن میں لازم قرار دی ہے۔ لہٰذا مجھ پر رقت طاری ہوگئی تھی اور غم و حزن کا اندوہ مجھ پر طاری

ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی ولادت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی مانند قرار دیا اور آپؑ کی غیبت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مانند قرار دیا ہے۔ آپؑ کا دیر سے تشریف لانا حضرت نوح علیہ السلام کے دیر سے تشریف لانے کی مانند ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا یہ واقعہ ہے کہ جب فرعون کو اس بات کا علم ہوا تو بنی اسرائیل کے ہر بچے کے قتل کا حکم دیا تھا۔ حتیٰ کہ بیس ہزار سے زیادہ بچوں کو قتل کر دیا تھا لیکن پروردگار عالم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حفاظت فرمائی تھی اسی طرح جب بنوامیہ اور بنو عباس کو اس بات کا پتہ چلا کہ ان کے جابرانہ دور کا زوال ہمارے قائمؑ کے ہاتھ سے ہوگا تو ان لوگوں نے آپؑ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کا انتظام کیا کہ امر الٰہی کسی ظالم پر ظاہر نہ ہو اللہ اپنے نور کو تمام کر کے رہے گا۔ آپؑ کی غیبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہے۔ اللہ نے ان کی تصدیق اس قول کے ساتھ کی۔ **وما قتلوہ وما صلبوہ و لکن شبہ لھم** ۔ اسی طرح قائمؑ کی غیبت کا معاملہ ہے۔ لوگوں نے طولانی ہونے کی وجہ سے غیبت کا انکار کر دیا ہے۔ بعض بغیر ہدایت کے کہتے ہیں کہ آپ پیدا نہیں ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ پیدا تو ہو چکے ہیں لیکن مر گئے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ہمارے گیارہویں امام سے اولاد نہ تھی۔

جن کو اللہ نے طویل عمریں عطا فرمائیں ان میں جناب لقمان کی عمر ۳۵۰۰ رسال، عوج بن عنق کی عمر ۲۳۰۰ رسال اور بعض روایات کے مطابق ۲۶۰۰ رسال تھی۔ متوشلخ کی عمر ۹۶۹ رسال تھی، ذوالقرنین کی عمر ۳۰۰۰ رسال، طھمورث کی عمر ۱۰۰۰ ارسال، ان کے علاوہ تاریخ میں بے شمار لوگوں نے طویل عمریں پائیں۔ جناب نوح علیہ السلام نے طویل عمر پائی نوسو سال سے زیادہ عرصہ تبلیغ میں صرف فرمایا۔ موت و حیات پروردگار عالم کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے طویل عمر عطا کرے۔ صاحبان موَدت ۲۵۵ رہجری سے اب تک حضرت امام مہدی علیہ السلام پر پختہ اعتقاد رکھتے ہیں یہ ایمان کا حصہ ہے۔ لیکن بعض لوگ اس امر پر یقین نہیں رکھتے اور کہتے ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص نے اتنی طویل عمر پائی ہو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت امام زمانہ کی طویل عمری عقلی اور فکری دلائل کے عین مطابق ہے۔ یہاں تک کہ اہل شعور کے لیے اس مسئلہ میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ جیسا کہ علم کلام میں یہ بات واضح ہے کہ خداوند عالم ہر شے پر قادر ہے۔ جس طرح وہ ہر شے کا عالم ہے لہٰذا یہ محال نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی مصلحت کی بنا پر ایک شخص کی عمر طولانی کر دے اور اسے موت سے محفوظ رکھے۔ اس کی قدرت میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔ جس طرح آگ کی فطرت جلانا ہے لیکن پروردگار عالم کے حکم سے

جناب ابراہیم علیہ السلام کے لیے ٹھنڈی ہوگئی، اسی طرح پانی میں زمینی راستے نہیں بنتے لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعقب میں فرعون حد سے گزرنے لگا تو دریائے نیل پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے راہیں استوار ہوگئیں اور آپ بآسانی بمعہ اپنے ساتھیوں کے گزر گئے۔ جبکہ فرعون جب اس منزل تک پہنچا تو مع اپنے لشکر کے غرق ہوگیا۔ دراصل دین کی بقاء کے لیے معجزات کا سرزد ہونا قدرت الٰہی کا اظہار ہوتا ہے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ صرف پانچ سال کی عمر میں حضرت امام مہدی علیہ السلام منصب امامت پر فائز و مامور ہوئے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام حالت شیر خواری میں کلام کر سکتے ہیں کہ ''میں نبی ہوں اور کتاب خدا لایا ہوں۔'' تو حضرت قائم بھی بحکم خدا امامت پر فائز ہیں۔ آپؑ وارث علم لدنی ہیں۔ امام کے علم کی فضیلت پر عمر اثر انداز نہیں ہوتی۔ تمام ائمہ اہل بیت نے ہمہ وقت پروردگار عالم کی وحدانیت کا اقرار کیا۔ تسبیح خداوندی بجالائے اور سجدہ ادا کیا جبکہ یہ امور بچوں کو والدین کے سکھانے کے بعد حاصل ہوتے ہیں۔

محمد بن یوسف گنجی شافعی تحریر فرماتے ہیں۔ وجود حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بقاء میں کسی قسم کا مانع (رکاوٹ) موجود نہیں ہے۔ اس دلیل سے کہ حضرت عیسیٰؑ، حضرت الیاسؑ اور حضرت خضرؑ اولیاء خدا میں طویل عمر ہیں۔ دشمنان خدا سے شیطان مردود باقی ہے۔ تمام کی طولانی عمر کتاب وسنت سے ثابت ہے اور علماء بھی اس بات پر متفق ہیں لیکن عجیب بات ہے کہ اس کے باوجود حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مسئلہ میں طولانی عمر پر اعتراض کرتے ہیں۔

کفایت الطالب، کامل ابن اثیر، تاریخ طبری، مصباح الزائر، کتاب الغیبۃ، مروج الذہب، کنز الفوائد، بحار الانوار، الاصابۃ، کمال الدین، نفس الرحمٰن، اخبار الاول، المطرف، حیات القلوب، غیبت طوسی میں مختلف ادوار میں طویل العمر افراد کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ تقریباً دوسو سال، حضرت اسماعیل ذبیح اللہ ۱۳۷ رسال، حضرت سارۃ ۱۲۷ رسال، حضرت اسحٰقؑ ۱۶۰ رسال، حضرت یعقوبؑ ۱۴۷ رسال، حضرت یوسفؑ ۱۲۰ رسال، حضرت عمرانؑ ۱۳۷ رسال، منوچہر نے اپنی بادشاہت کے ساتھ ۱۲۰ رسال، حضرت موسیٰ بن عمرانؑ ۱۲۰ رسال، حضرت ہارون تقریباً ۱۲۳ رسال، حضرت یوشع بن نون ۱۲۶ رسال، ضمیرۃ بن سعید بن سہم ۲۳۰ رسال، عامر بن طرب غدونی ۲۰۰ رسال، صفی بن ریاح ۲۷۰ رسال، حرث ابن کعب مذحجی ۲۶۰ رسال، اقوت ابن مالک ۲۳۰ رسال، خثیم ابن عوف ابن حذیفہ ۲۵۰ رسال، اوس ابن ربیعہ ابن کعب ابن امیہ مسلمہ ۲۱۴ رسال، دریدہ ابن حمہ جسی ۲۰۰ رسال، ثعلبہ بن

عبدالاشھل ۲۳۳ سال، زہیر ابن جناب ابن ھبل حمیری ۲۰۰ سال اور بعض روایات کے مطابق ۲۵۰ سال، عامر بن صالح ۲۴۰ سال، ذوجدن حمیری ۳۰۰ سال، اکثم ابن سیفی اسدس تمیمی ۳۰۰ سال، عبید ابن ابرص ۳۰۰ سال شریح ابن عبداللہ جعفی ۳۰۰ سال، عبدا، عبدابن عوف ابن کنانہ کلبی ۳۰۰ سال، سوی ابن کاہن ۳۰۰ سال، ذواصبغ عمدونی ۳۰۰ سال، شرید جرہمی ۳۱۳ سال، عمرابن جمہ دوی ۴۰۰ سال، حرث ابن مضاض جرہمی ۴۰۰ سال، سلمان فارسی ۴۰۰ سال شائخ ۴۹۳ سال، فریدون ابن اثغیان ۵۰۰ سال، سام ابن نوح ۶۰۰ سال ھبل ابن عبداللہ ۶۰۰ سال فرعون بادشاہ مصر ۶۲۰ سال، ماریان ابن اوس ۶۶۰ سال، قیس ابن ساعدہ ۷۵۰ سال لمک ابن متوشلخ ابن ادریس ۷۰۰ سال، سطیح ۷۰۰ سال، حضرت سلیمان ۷۱۲ سال، جمشید ۷۱۶ سال، عمرابن عامر مملکت سبا کا حاکم ۸۰۰ سال، حضرت ادریس ۸۶۲ سال، مہلائیل ابن قینان ۸۹۵ سال، شیث ابن آدم ۹۱۲ سال، حضرت آدم صفی اللہ ۹۳۰ سال، قینان ۹۲۰، عدیم جو شہنشاہ مصر میں سے تھا ۹۲۶ سال، انوش ۹۶۵ سال، شداد ابن عاد ابن عوص ابن ارم سام بن نوح ۹۹۰، ضحاک ۱۰۰۰ سال، بیوراسف ابن اروندسف ۱۰۰۰ سال، صاحب مہرجان ۱۵۰۰ سال بخت نصر ۱۵۰۷ سال، حضرت نوحؑ ۲۵۰۰ سال، لقمان حکیم ۴۰۰۰ سال، لقمان ابن عاد ۳۵۰۰ سال۔

مندرجہ بالا طویل العمر افراد کی فہرست سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انسان کی عمر کی معیاد کا پیمانہ کیا ہے۔ اس لیے کہ مختلف لوگوں کی عمر مختلف ہوتی ہے۔ کیونکہ موت و حیات کا تعلق پروردگار عالم کے اختیار میں ہے۔ لہٰذا وہ جسے چاہے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور تک زندہ رکھے جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی طویل زندگی پر اعتراض دراصل اللہ رب العزت کی ربوبیت پر اعتراض کے مترادف ہے۔ اس لیے کہ کوئی کام اس کی رضا کے بغیر انجام نہیں پاتا۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نار نمرود میں محفوظ رہے۔ جناب یونس علیہ السلام بطن ماہی میں بفضل خدا محفوظ رہے۔ اصحاب کہف کی نیند طویل ہوگئی تھی۔ اسی طرح جناب عزیز سو سال کے عرصے تک مردہ حالت میں رہے اور جب دوبارہ ظاہر ہوئے تو بالکل پچھلی حالت میں تھے۔ نہ جسم پر بڑھاپے کے اثرات تھے، نہ توانائی میں کوئی کمی تھی۔ اس لیے کہ امر الٰہی میں کسی کو دخل نہیں ہے۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "اگر دنیا حجت خدا سے خالی ہوجائے تو اس کی بقاء ممکن نہیں اور زمین مع اہل زمین دھنس جائے۔"

غیبت پر ایمان کے فوائد

غیبت میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مخفی رہنے کے لازمی طور پر فوائد ہیں۔ جس کی وجہ سے پروردگار عالم نے آپؑ کو پردہ غیبت میں رکھا ہے۔ سورہ الحمد میں پروردگار عالم کی حمد کے ساتھ دعا ہے کہ اے پروردگار عالم ہمیں صراط مستقیم پر قائم رکھ ان کی راہ پر جن پر تیری نعمتوں کا نزول ہے۔ جن برزگزیدہ ہستیوں پر پروردگار عالم کی نعمتیں نازل ہوئیں وہ محمدؐ و آل محمدؐ ہیں اور ان کی راہ پر چلنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ وہ ظاہر ہوں یا مخفی ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جیسا کہ ارشاد پروردگار عالم عالم ہے۔ ''یہ وہ کتاب ہے جس کی کتاب الٰہی ہونے میں کوئی شک نہیں، یہ ان پرہیزگاروں کے لیے رہنما ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔'' اس آیت میں غائب پر ایمان لانے کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ ایمان غائب کی صورت میں سامنے ہونا یا نظر آنا ضروری نہیں۔ جس طرح پروردگار عالم کو اس کی نشانیوں اور قدرت کے سبب مانتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے ہیں اور اس کی ذات پر اس طرح ایمان رکھتے ہیں کہ یقین و صدق دل کے ساتھ اس کے حکم کی تعمیل کی جاتی ہے۔ اگر انسان ایمان بالغیب پر ایمان سے محروم ہو تو وہ دنیا کے برائیوں میں مبتلا ہو کر راہ مستقیم سے ہٹ جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت کے بہت سے فوائد ہیں اور آپؑ پر ایمان رکھنے سے انسان صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق حاصل کرتا ہے اور بہت سی برائیوں سے بچ جاتا ہے۔

اگر ایمان بالغیب نہ ہوتا تو نہ جنت کا تصور ہوتا اور نہ دوزخ کا اس طرح انسان اپنے نفس کا تابع ہو کر خوف الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے اور معاشرے میں برائیوں کا سلسلہ انسان کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ایمان بالغیب پر صدق دل سے ایمان نہ لانے والوں کا رویہ گناہ آلود زندگی سے ہم آہنگ نظر آتا ہے۔ جس طرح جنت، دوزخ، قیامت پر ایمان کے بغیر زندگی میں نیکی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح حضرت امام زمانہ علیہ السلام پر ایمان کے بغیر راہ مستقیم پر چلنا محال نظر آتا ہے۔

اللہ کی بنائی ہوئی جنت کو انسان نے دیکھا نہیں لیکن صاحبان ایمان اس حسین نظاروں اور ثمرات سے آگاہ ہیں جبکہ ائمہ اہل بیت نے دیکھا بھی اور ان کے وجود کے ثمرات بھی حاصل کیے اور آج تک ان کی ہدایات اور احکامات راہ مستقیم پر چلنے کا اہم ذریعہ ہیں اور آج تک ان کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور عقیدت مندوں کی راحت و سکون کا سبب ہیں۔ ان مقتدر ہستیوں کی عظمت پروردگار عالم کی عطا ہے، ان پر کوئی ایمان لائے یا نہ لائے ان کی ذات پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ پروردگار عالم نے ان کو اپنا نائب بنا کر ہدایت

کے لیے بھیجا ان کو جو عہدہ و امامت عطا فرمایا اس میں دنیا کی مخالفت سے کوئی فرق نہیں آتا۔ یہ عہدہ دنیا والوں کے دیئے ہوئے اعزازات سے مختلف ہے۔ دنیا کے عہدے اور مراتب عارضی ہوتے ہیں جبکہ پروردگار عالم کے عطا کیے ہوئے منصب دائمی ہوتے ہیں۔ دنیا کے اقتدار یافتہ زوال پذیر ہو جاتے ہیں اور ان کا نام و نشان تک باقی نہیں رہتا جبکہ اللہ تعالی نے جنہیں منصب و توقیر عطا فرمائی ان کا منصب دائمی اور یہ فلاح و بہبود کے ضامن ہوتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہو رہا ہے۔ "اے رسولؐ جب تک تم ان میں موجود ہو خدا ان پر عذاب نازل نہیں کرے گا اور نہ ایسی حالت میں عذاب نازل فرمائے گا کہ لوگ استغفار کرتے ہیں۔" اس آیت کی روشنی میں ایمان بالغیب کے ثمرات ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ یہ کہ جناب رسالت مآبؐ بظاہر سامنے نہیں لیکن آپؐ کی رحمت کا نزول جاری ہے اور دنیا اس طرح کے عذاب الٰہی سے محفوظ ہے جو گزشتہ قوموں پر اجتماعی عذاب نازل ہوتے تھے۔ اسی طرح حضرت امام زمانہؑ کا وجود پردہ غیبت میں رہتے ہوئے انسانی بقا کا سبب ہے۔ اس نظریہ کو عارف اکبر آبادی نے اپنے اس شعر میں نہایت خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے:

ہٹ جائیں گر امام زماں درمیان سے
لاکھوں بلائیں ٹوٹ پڑیں آسمان سے

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "جس طرح ستارے اہل آسمان کے لیے امن و امان کا سبب ہیں اسی طرح میرے اہل بیت زمین والوں کے لیے باعث امن و امان ہیں۔" آپؐ نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا۔ "اگر ایک ساعت کے لیے بھی روئے زمین حجت خدا سے خالی ہو جائے تو ساری زمین تباہ و برباد ہو جائے گی اور حجت خدا نہ ہونے کی صورت میں زمین اس طرح موجیں مارے گی جس طرح سمندر موجزن ہوتا ہے۔"

ایک مرتبہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری نے جناب رسالت مآبؐ سے سوال کیا یا رسولؐ! کیا زمانہ غیبت میں قائم آل محمدؑ سے دوستوں کو فیض پہنچے گا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں اے جابر! اس خدا تعالی کی قسم جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ یقیناً ان کی غیبت میں وہ ان سے مستفید ہوں گے اور ان کے نور ولایت سے اسی طرح روشنی حاصل کریں گے جس طرح لوگ آفتاب سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اگرچہ اس پر بادل چھپایا ہو۔" معلوم ہوا بادل میں آفتاب کے آنے سے اس کا وجود قائم رہتا ہے اور جب بادل چھٹ جاتے ہیں تو آفتاب کی آب و تاب اور فوائد پوری طرح ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح حضرت امام زمانہؑ پردہ غیبت سے جب ظہور فرمائیں گے تو دنیا عدل و انصاف اور امن و امان کا گہوارہ بن جائے گی۔ اس

حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ آفتاب بادلوں میں ہوتے ہوئے بھی فیض رسانی کا عمل جاری رکھتا ہے۔اسی طرح حضرت امام زمانہؑ غیبت میں ہوتے ہوئے بھی فیض پہنچا رہے ہیں جس سے صاحبان ایمان مستفید ہو رہے ہیں۔لیکن جو لوگ بصیرت ایمانی سے محروم ہیں۔وہ گناہوں کے اندھیرے میں زندگی گزار رہے ہیں۔آپؑ خلیفہ ارض وسما ہیں۔آپؑ کا اقتدار دائمی ہے۔آپ پر ایمان زندگی کی علامت ہے۔حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے۔"ظہور کے منتظر رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین عمل انتظار ظہور ہے اور ہمارے امر کا منتظر اس شخص کی مانند ہے جو اللہ کی راہ میں شہید ہو اور اپنے لہو میں لوٹے۔"لہٰذا حضرت امام زمانہؑ کے ظہور کا انتظار کرنا چاہیے اور آپ کے منتظر کی حیثیت سے اعمال صالح بجالانا چاہیے۔جہاں تک امامؑ کی طویل عمری کا تعلق ہے تو یہ بات سمجھنا چاہیے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی روئے زمین پر موجودگی ثابت ہے۔ذوالقرنین کو معلوم تھا کہ جو شخص چشمہ آب حیات کا پانی پیتا ہے اس کو اس وقت تک موت نہیں آتی جب تک کہ صور کی آواز سے یا خود موت کا خواہش مند نہ ہو۔لہٰذا ذوالقرنین چشمہ آب حیات کی تلاش میں روانہ ہوئے بارہ برس تک طویل سفر کیا لیکن چشمہ نہ ملا لیکن ان کے ہمراہی حضرت خضر علیہ السلام کو یہ چشمہ مل گیا اور آپ نے اس کا پانی پیا اور اس سے غسل بھی کیا اور آج تک زندہ ہیں۔قابل غور یہ بات ہے کہ جب قدرت نے آب حیات میں یہ اثر دیا ہے تو حضرت حجت علیہ السلام کی طولانی زندگی پر تعجب کیسے کیا جا سکتا ہے جو تمام عالم کی حیات کے ضامن ہیں۔اسی طرح حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک زندہ ہیں جن کو پروردگار عالم کی طرف سے رزق ملتا ہے۔مزید یہ کہ اصحاب کہف پر نیند کا غلبہ ہے اور زندہ ہیں نہ صرف یہ زندہ ہیں بلکہ وہ کتا بھی زندہ ہے جو ان کے ہمراہ تھا۔(طویل عمری کے سلسلے میں گزشتہ صفحات پر "دلائل برائے طویل عمری" کے عنوان میں تفصیل سے تحریر کیا گیا ہے)

آپؑ غیبت میں ہوتے ہوئے بھی متصرف عالم ہیں اور فیض رسانی کا سبب ہیں۔آپؑ مصیبت زدہ اور پریشان حال مومنین کی دستگیری فرماتے ہیں اور منصب امامت کی ذمہ داریوں کو انجام دیتے ہیں اور وقت ضرورت اپنے مخلص عقیدت مندوں کو ہدایت دیتے ہیں اور صاحبان مودت کو ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوتا ہے۔غیبت پر ایمان ایک ایسی حقیقت ہے جس کے فوائد کا احاطہ نہایت وسیع ہے۔حضرت امام مہدی علیہ السلام سے دعاؤں میں توسل اور آپؑ سے مدد طلب کرنا ایمان کامل کا حصہ ہے اور آپؑ کی غیبت فیوض الٰہیہ کا واسطہ ہے اور آپؑ کی محبت کے سبب رحمت باری تعالیٰ کا نزول ہوتا ہے کیونکہ آپؑ متصرف عالم ہیں۔لہٰذا آپؑ کے مبارک وجود سے نظام عالم متحرک ہے۔جب انسان کو کوئی مونس و غم خوار نظر نہ آئے تو اس

پریشانی کے عالم میں آپؑ کو پکارنا اطمینان قلب کا سبب ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؑ کے نام عریضہ لکھ کر وہ حاجات جو دوسروں سے بیان نہیں کی جاسکتیں آپؑ کی خدمت اقدس میں پیش کی جاتی ہیں کیونکہ عریضہ لکھنے والوں کا یہ پختہ یقین ہے کہ امام وقت کی بارگاہ سب سے بڑا سہارا اور وسیلہ ہے جہاں سے دامن مراد بھر جاتا ہے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے واسطے سے استغاثہ و حاجات پیش کرنے کے لیے جو مخصوص دن اور اوقات ہیں ان میں ہر جمعہ کا دن، ہر پنجشنبہ (جمعرات) کو عصر کا وقت، ۱۵ رشعبان کی شب، ماہ رمضان کی شب ہائے قدر اور نوروز کا مخصوص وقت ان ایام اور اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت آپ کو آواز دینا صاحبان ایمان کے لیے جائز ہے کیونکہ آپؑ امام عصرؑ ہیں۔ لہٰذا حاجت روائی آپؑ کے مخصوص امور میں ہے۔

اصحاب سے ملاقات

کشف الغمہ اور شواہد النبوت کے مطابق یعقوب بن منقوش، محمد بن عثمان عمری، ابی ہاشم جعفی، موسیٰ بن جعفر اور وہب بغدادی کہتے ہیں کہ ہم حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی مولا آپؑ کے بعد امر امامت کس کے سپرد ہوگا اور حجت خدا کون قرار پائے گا؟ آپؑ نے فرمایا میرے بعد میرا فرزند محمد حجت اللہ فی الارض ہوگا۔ ہم نے عرض کی مولا حضرت کی زیارت سے مشرف فرمائیں۔ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: پردہ جو سامنے آویزاں ہے، اسے اٹھاؤ، ہم نے پردہ اٹھایا تو ایک نہایت خوبصورت فرزند جن کی عمر پانچ سال تھی ظاہر ہوئے اور آ کر حضرتؑ کی آغوش مبارک میں بیٹھ گئے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ یہی میرے فرزند میرے بعد حجت خدا ہوں گے۔ محمد بن عثمان کہتے ہیں۔ اس وقت ہم چالیس افراد تھے اور ہم سب نے آپؑ کی زیارت کی۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے حضرت امام مہدی علیہ السلام سے فرمایا کہ وہ واپس چلے جائیں اور ہم سے فرمایا کہ آج کے بعد اب پھر تم انہیں نہ دیکھ سکو گے۔ اس کے بعد ہم حضرت کی زیارت نہ کر سکے، اس لیے کہ اس کے بعد غیبت کا آغاز ہو گیا۔

حضرت امام حسن عسکریؑ کی زندگی میں زائرین

وہ خوش نصیب افراد جنہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی زندگی میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا ان میں سے جن حضرات کا ذکر کثرت سے ملتا ہے قابل ذکر ہیں۔

احمد ابن اسحٰق

بحارالانوار اور کشف الغمہ کے مطابق احمد ابن اسحٰق حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے میں آپؑ کے وکیل خاص تھے۔ آپ حضرتؑ کے نہایت قریب اور بااعتماد شخصیت کے حامل تھے۔ ایک روز جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تو خدمت امامؑ میں عرض کیا کہ ''آپؑ کے بعد آپ کے وصی اور امت کے ہادی و رہنما کون ہوں گے؟'' حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اندر تشریف لے گئے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کو اپنی آغوش مبارک میں احمد ابن اسحٰق کے سامنے لائے اور فرمایا۔''میرے بعد یہ خاتم الائمہ تمہارے ہادی و رہنما ہوں گے۔''

احمد ابن اسحٰق کہتے ہیں، جب میں نے فخر یوسف کو دیکھا تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے تین سال کی عمر ہو اور رخ انور چودھویں کے چاند کی مثل جگمگا رہا تھا۔

یعقوب ابن منقوش

اثبات الہداۃ میں یعقوب ابن منقوش سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ کے بعد مسند امامت کا حقدار کون ہوگا۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا۔ برابر والے کمرے پر جو پردہ پڑا ہے۔ اس کمرے میں میرا وصی موجود ہے جو امامت کا حقدار ہے۔ یعقوب ابن منقوش کا بیان ہے جب میں نے پردہ ہٹایا تو دیکھا کہ جائے نماز پر قبلہ رخ ایک شہزادے تشریف فرما ہیں جن کی پیشانی اقدس کشادہ ہے اور آنکھیں نہایت پر کشش، بازو بھرے ہوئے اور رخسار مبارک پر تل نمایاں تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے آپؑ کا سن مبارک آٹھ سال ہو۔

کمال الدین میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ میرے بعد یہ میرا جانشین اور تمہارا امام ہوگا۔ اتنا کہنے کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام سے فرمایا۔ اے فرزند گھر میں چلے جاؤ۔ یعقوب ابن منقوش کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام گھر میں داخل ہو گئے۔ اسی اثناء حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا۔ ذرا اندر جا کر دیکھو کہ کوئی ہے۔ میں جب اندر داخل ہوا تو مجھے وہاں کوئی بھی نظر نہ آیا۔

عمرو آہوزی، محمد ابن عثمان عمروی، محمد ابن ایوب ابن نوح اور معاویہ ابن حکم

بحارالانوار اور کشف الغمہ میں عمرو آہوازی کا بیان ہے کہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے حضرت امام حجت کی زیارت کا شرف عطا فرمایا اور فرمایا۔ میرے بعد یہ تمہارا امام ہوگا۔ ارشاد مفید، غیبت طوسی اور بحارالانوار کی روایت کے مطابق محمد ابن عثمان عمروی، محمد ابن ایوب ابن نوح اور معاویہ ابن حکم کا بیان ہے کہ ہم چالیس افراد کا ایک وفد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپؑ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت حجت کی زیارت سے ہمیں باریاب فرمایا اور ارشاد فرمایا۔ تم دیکھ لو میرے بعد یہی تمہارا امام اور میرا جانشین ہوگا۔ ہر حکم اس سے لینا اور دین میں کسی قسم کا اختلاف نہ کرنا ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔ پھر فرمایا۔ اب دوسری مرتبہ اسے کبھی نہ دیکھ سکو گے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہونے کے چند روز بعد ہم نے سنا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام درجہ شہادت پر فائز ہو کر اپنے آبائے طاہرین کے پاس جنت الفردوس کو روانہ ہو گئے۔

ابراہیم ابن محمد ابن فارس

منتخب الاثر میں ابراہیم ابن محمد ابن فارس نیشاپوری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حاکم وقت میرا دشمن ہو گیا اور اس قدر طیش میں آیا کہ میرے قتل پر آمادہ ہو گیا۔ میں نے جب یہ محسوس کیا کہ بچنے کی اب کوئی امید نہیں ہے تو اپنے اہل خانہ سے رخصت ہو کر ایسی جگہ روپوش ہونا چاہتا تھا کہ کسی کو میری موجودگی کا وہم وگمان تک نہ ہو۔ میں نے یہ سوچا کہ اہل خانہ سے رخصت ہونے کے بعد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو بھی آخری سلام پیش کروں۔ اگر زندگی نہ رہے پھر بھی اس الوداع کو اپنی بقیہ زندگی کا اثاثہ قرار دوں۔ یہ سوچ کر میں حضرتؑ کی خدمت میں روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ آپ کے دردولت پر آکر دق الباب کر کے اندر جانے کی اجازت ملی، میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور میں آپ کی خدمت عالی میں قدم بوسی کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے پہلو میں نہایت حسین وجمیل شہزادے کو دیکھا جن کا چہرہ مبارک چودھویں کے چاند کی مثل دمک رہا تھا۔ میں نے سلام کیا اور بعد قدم بوسی ایک طرف بیٹھ گیا۔ شہزادے نے مخاطب ہو کر فرمایا: اے ابراہیم! اب تم اپنے گھر لوٹ جاؤ۔ تمہیں کہیں روپوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ تمہیں حاکم کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

میں امام کے یہ الفاظ سن کر مطمئن ہوگیا کہ مصیبت یقیناً ٹل گئی اور اب امن وسکون سے اپنے گھر قیام کرسکوں گا۔ مجھے اس کمسن شہزادہ کی اس بات نے حیرت میں ڈال دیا۔ لہٰذا میں نے بیتابی کے عالم میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے سوال کیا۔ آقا آپ پر قربان جاؤں یہ شہزادہ عالی جناب کون ہیں؟ جنہوں نے میرے دل کا پوشیدہ راز عیاں کردیا۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: یہ میرا فرزند وجانشین ہے، طویل عرصہ تک لوگوں کی نظروں سے غائب رہے گا۔ جب یہ دنیا ظلم وجور سے پر ہوجائے گی تو یہ باذن خدا ظہور کرے گا اور دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ میں نے حضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا، ان شہزادے کا اسم گرامی کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا۔ یہ رسول عالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم نام اور ہم کنیت ہے، لیکن اس کے ظہور تک اس کا نام اور کنیت لینا درست نہیں۔ لیکن اے ابراہیم یہ خیال رہے کہ آج جو کچھ تم نے دیکھا اور سنا ہے اس کا ذکر کسی بھی نااہل کے سامنے ہرگز نہ کرنا۔

سعد ابن عبداللہ قمی

کمال الدین اور بحار الانوار کے مطابق سعد ابن عبداللہ قمی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیکھا کہ حضرت حجتؑ اپنے والد گرامی کے پہلو میں تشریف فرما ہیں۔ سعد ابن عبداللہ نے اس بزم میں حضرت حجتؑ کے بے انتہا معجزات دیکھے اور آپ کی جو عظمت کا مشاہدہ کیا وہ بیان سے باہر ہے۔ سعد ابن عبداللہ نے حضرت امام حجتؑ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد دوبارہ آپؑ کی زیارت نہ کرسکے۔

ابوہارون

بحار الانوار میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔ ابوہارون کا بیان ہے کہ میں ان خوش نصیبوں میں سے ہوں جس نے حضرت حجتؑ کی زیارت آپؑ کے ابتدائی ایام میں کی۔ جب میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپؑ کا چہرہ مبارک جو چودھویں کے چاند کی مانند درخشاں تھا اور نور کی کرنیں ساطع ہو رہی تھیں جس کے سبب ماحول روشن ومنور تھا۔

عبداللہ سوری

کمال الدین اور بحار الانوار میں عبداللہ سوری سے روایت ہے کہ "میں نے حضرت امام مہدی علیہ

السلام کو کمسنی میں باغیچہ بنی عامر میں دیکھا۔

کامل ابن ابراہیم مدنی

بحارالانوار کے مطابق کامل ابن ابراہیم کا بیان ہے کہ جب میں بارگاہ امام حسن عسکری علیہ السلام میں بحیثیت ایک نمائندہ چند سوالات کے ساتھ حاضر ہوا تو میں دروازہ کے قریب ایک جانب بیٹھ گیا۔ دروازہ پر پردہ پڑا تھا۔ اتفاقاً ہوا کا ایک جھونکا آیا اور پردہ ایک طرف ہٹ گیا۔ اس وقت تک میں نے حضرتؑ سے اپنا مدعا بیان نہیں کیا تھا کہ جونہی پردہ ہٹا غیر شعوری طور پر میری نگاہ پس پردہ گئی۔ میں نے دیکھا کہ ایک شہزادہ مصلہ عبادت پر تشریف فرما ہیں اور آپ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مثل چمک رہا ہے۔ اندازاً آپ کی عمر چار برس ہوگی۔ آپؑ نے میری طرف دیکھا اور میرا نام لے کر مخاطب کیا: اے کامل! حجت خدا سے تم فلاں مسئلہ پوچھنے آئے ہو؟ کامل کا بیان ہے کہ اس کمسنی میں شہزادہ کی عظمت اور رعب سے میں مجسم حیرت بن گیا۔ اس وقت میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور بے ساختہ میرے منہ سے نکلا۔ جی ہاں میرے آقا و مولا! جب میں نے ارادہ کیا تو میرے بتائے بغیر آپؑ نے ایک ایک مسئلہ کا جواب عنایت فرمایا۔ اس کے بعد پردہ برابر ہوگیا اور میں دوبارہ آپؑ کو نہ دیکھ سکا، میں حیرت زدہ تھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے تبسم کیا اور فرمایا: "اب دیکھتے کیا ہو اور انتظار کس بات کا ہے۔ تمہارے سوالات کے جوابات حجت خدا نے دے دیئے ہیں اور یہی میرے بعد تمہارے لیے منجانب اللہ حجت خدا ہیں۔

عقید

کمال الدین اور بحارالانوار میں مرقوم ہے کہ عقید وہ نیک بخت ہیں جنہیں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضری کا شرف حاصل ہوا اور بحیثیت آپؑ کے ایک خادم کے آپ کے در سے وابستہ رہے اور متعدد بار شرف زیارت حاصل ہوتا رہا اور یہ شرف بھی عقید کے لیے مخصوص تھا کہ جب کبھی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے فرزند ارجمند حضرت امام مہدی علیہ السلام کو اپنے پاس بلانا چاہتے تو وہ عقید ہی کو حکم دیتے تھے کہ جا کر میرے پاس لے آؤ۔

حضرت حکیمہ خاتون

جناب حکیمہ خاتون وہ مقدس ہستی ہیں جن کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی شب ولادت حضرت

امام حسن عسکری علیہ السلام نے حضرت نرجس خاتون کے ساتھ شب گزارنے کے لیے کہا تھا۔ جناب حکیمہ خاتون کی وہ پہلی آغوش تھی جس میں حضرت امام مہدی علیہ السلام سب سے پہلے جلوہ افروز ہوئے۔ آپ وہ برگزیدہ ہستی ہیں جنہیں ہر چالیسویں روز زیارت حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہونے کی اجازت تھی۔ جس قدر آپ کو شرف زیارت حاصل ہوا یہ فضیلت کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔

کشف الغمہ اور بحار الانوار کی روایت کے مطابق حضرت حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ جب بھی میں نے حضرت امام حجت علیہ السلام سے کوئی سوال پوچھنا چاہا تو علم لدنی کے اس کمسن وارث نے میرے سوال کرنے سے قبل سوال کا جواب دیا اور یہ کہ جب بھی کوئی حادثہ پیش آنے والا ہوتا تھا تو قبل از وقت آپؑ رہنمائی فرما دیتے تھے۔ (اس مضمون کی تفصیل کے لیے پچھلے صفحات پر عنوان "حضرت حکیمہ خاتون" کا مطالعہ فرمائیں)

ابو غانم

کمال الدین کی روایت کے مطابق ابو غانم وہ خوش نصیب تھے جنہیں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے دولت کدہ عصمت میں رہنے کا شرف حاصل تھا۔ ابو غانم کے سپرد گھر کی خدمات انجام دینا تھا۔ یہ نہایت با اعتماد خادم تھے۔ انہوں نے ولادت باسعادت حضرت حجتؑ کے تیسرے روز کے بعد سے واقعات کو تفصیل سے روایت کیا اور حضرتؑ کے اوصاف کا نہایت خوبصورت انداز میں ذکر کیا۔

ابو نصر

غیبت طوسی اور کشف الغمہ میں مرقوم ہے کہ ابو نصر جن کو خادم خانہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا شرف حاصل تھا، یہ وہ خوش نصیب تھے جنہیں حضرت حجت کے گہوارے کے پاس کھڑے ہونے کا موقع ملا اور شب و روز میں اکثر ایسے مبارک مواقع بھی آئے جن میں ابو نصر کو آپؑ کی گہوارہ جنبانی کا شرف بھی حاصل ہوا اور حضرت امام حجت کی زبان اقدس سے علم لدنی کے بہتے دریا کی لہروں کو بھی نگاہ فکر سے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔

ابو علی خیزرانی

ابو علی خیزرانی کا شمار حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے محبوں میں ہوتا ہے۔ ان کی ایک کنیز تھی جو انہوں نے حضرت کی خدمت گزاری کے لیے پیش کی تھی۔ یہ کنیز گھر میں رہنے کے سبب یہاں پیش آنے

والے واقعات سے باخبر رہتی تھی۔ یہ کنیز ہمہ وقت خدمت امام میں آپؑ کے حکم کی منتظر رہتی اور نہایت عقیدت و دل جمعی سے خدمت انجام دیتی۔

جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد عباسی لشکر نے آپؑ کے گھر میں حضرت امام حجتؑ کی تلاش کی غرض سے یلغار کر کے فرزند رسولؐ کے گھر کو تباہ و برباد کر دیا اور خادموں کو گرفتار کیا تو اس کنیز نے اپنے مالک ابوعلی کے گھر پناہ لی اور ابوعلی کو حضرت امام عصر علیہ السلام کے ولادت کے حالات سے باخبر کیا اور بتایا کہ ملائکہ کس طرح گہوارہ جنبانی کیا کرتے تھے اس باشرف خاتون نے حضرت کی اعلیٰ سیرت و صفات کو بیان کیا۔

ماریہ

کشف الغمہ میں مرقوم ہے کہ ماریہ کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی کنیزی کا شرف حاصل ہوا۔ آپ اندرون خانہ تمام خدمات نہایت سلیقے سے انجام دیتیں۔ آپ وہ خوش قسمت خاتون تھیں جن کو وقت شب ولادت جناب حکیمہ خاتون کے ساتھ حضرت حجت کی والدہ جناب نرجس خاتون کے پاس رہنے کا شرف نصیب ہوا اور یہ روایت بیان کی کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کے موقع پر میں نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا کہ ولی العصر نے دو زانو ہو کر انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا:

الحمدللہ رب العالمین و صلی اللہ علیہ محمد و آلہ الطاھرین۔

خادمہ نسیم

اثبات الھداۃ کی روایت کے مطابق نسیم حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خادمہ تھیں۔ یہ وہ خاتون نیک بخت تھیں جنہیں حضرت امام عصر علیہ السلام کی ولادت کی ایک رات بعد شرف زیارت حاصل ہوا۔ یہ وہ خوش نصیب خاتون تھیں جس نے امام حجت کے واقعات کی تفصیل بیان کی۔ یہ نہایت پر اعتماد کنیز تھیں۔ آپ نے اس وقت راز داری سے کام لیا جب حاکم وقت امام عصر علیہ السلام سے خوف زدہ ہو کر ولادت باسعادت کو روکنے کی ناکام کوشش میں مصروف تھا۔

ابوسہل اسماعیل ابن علی نوبختی

بحار الانوار اور کمال الدین کی روایت کے بموجب ابوسہل اسماعیل وہ آخری افراد میں سے خوش قسمت

انسان تھے جنہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی زندگی میں حضرت حجت علیہ السلام کی زیارت کا شرف خانہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام میں حاصل کیا۔ ابو سہل کہتے ہیں کہ میں ایسے وقت میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس پہنچا جب زہر جفا اپنا کام کر چکا تھا، اس وقت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے بستر پر تھے اور چاہتے تھے، پانی میں جوش دی ہوئی مصطگی نوش فرمائیں (مصطگی گوند کی صورت میں ایک دوا کا نام ہے) لیکن نہایت نقاہت کے سبب آپؑ اٹھ نہیں سکتے تھے۔ آپ نے اپنے دل بند حضرت حجت علیہ السلام سے فرمایا کہ مصطگی پلانے میں میری مدد کرو۔ لہٰذا آپؑ نے پیالہ ہاتھ میں لیا اور اپنے والد گرامی قدر کے دہن مبارک سے لگا دیا۔ آپؑ نے وہ پانی نوش کیا۔ پھر فرمایا۔ نماز پڑھنے میں میرے ساتھ تعاون کرو۔ اس وقت حضرت حجت علیہ السلام نے سہارا دیا اور حضرت نے وضو کیا اور فرمایا۔ ''بیٹے تمہیں بشارت ہو کہ تم ہی صاحب الزمان، مہدی امت اور روئے زمین پر حجت خدا ہو اور میرے جانشین ہو۔ یہ فرمانے کے بعد آپ ہمیشہ کے لیے خالق حقیقی کی بارگاہ سے متصل ہو گئے۔

مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے زائرین

وہ مومنین جنہوں نے حضرت امام زمانہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ ان کے اسمائے گرامی جو مختلف علاقوں اور قبائل سے تعلق رکھتے تھے۔ غایۃ المقصود میں مرقوم ہیں۔ وہ حضرات گرامی جن کا تعلق بغداد سے تھا۔ ان میں شامل ہیں۔ ابو القاسم بن جلیس، ابو عبداللہ بن فروخ، مسرور طباخ، احمد بن حسن، محمد بن حسن، اسحٰق کاتب، ازنو بخت صاحب الفداء، صاحب الصرۃ المختومہ، ابو القاسم بن ابی جلیس، ابو عبداللہ الکندی، ابو عبداللہ الجنیدی، ہارون القرانہ اور نیلی۔ وہ اشخاص جن کا تعلق ہمدان سے تھا۔ وہ یہ ہیں۔ محمد بن کشمرد، جعفر بن ہمدان۔ دینور کے رہنے والوں میں حسن بن ہراون، احمد بن ہراون۔ اصفہان سے متعلق ابن باذشالہ۔ میمرہ سے متعلق زیدان۔ قم سے متعلق حسن بن نصر، محمد بن محمد، علی بن محمد بن اسحٰق، حسین بن یعقوب۔ علاقہ رے سے متعلق قاسم بن موسیٰ فرزند قاسم بن موسیٰ، ابو محمد بن ہارون، صاحب الحصاۃ، علی بن محمد، محمد بن یعقوب کلینی، ابو جعفر رفاء۔ قزوینی سے متعلق مرداس، علی بن احمد۔ فارس سے متعلق محروخ، شہزور سے متعلق ابن الخال۔ مرو سے متعلق صاحب الالف دینار، صاحب المال والرقعۃ البیضا، ابو ثابت۔ نیشاپور سے متعلق محمد بن شعیب بن صالح۔ یمن سے متعلق فضل بن یزید، حسن بن فضل جعفری، ابن العجمی، شمساطی۔ مصر سے متعلق صاحب المولودین، صاحب المال۔ مکہ سے متعلق ابو رجاء، نصیبین سے متعلق ابو محمد ابن وجناء۔ اہواز سے متعلق حسینی۔

غیبت صغریٰ کے زائرین

ابو علی ابن مطہر

ابو علی ابن مطہر اوصاف حمیدہ کے حامل وہ خوش نصیب انسان تھے جن کو حضرت حجت علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ بحار الانوار کی روایت کے مطابق ابو علی ابن مطہر وہ خوش نصیب ہیں جن کو حضرت حجت علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ یہ وہ زائر امام زمانہ علیہ السلام ہیں جنہوں نے حضرت کے اوصاف بھی بیان کیے۔ اس طرح ان کو ایک راوی کی حیثیت حاصل ہے۔

ابو سعید غانم

کمال الدین اور اثبات الہداۃ کے مطابق ابو سعید غانم کا تعلق ہندوستان کے علاقہ کشمیر سے تھا۔ آپ شوق زیارت کی غرض سے بعد ادائیگی حج بیت اللہ سامرہ آئے اور یہاں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ ابو سعید نے حضرت کے معجزات کا چشم دید مشاہدہ کیا۔ یہ شرف حاصل کرنے کے بعد وطن واپس آئے۔

ابو سورہ محمد ابن حسن ابن عبداللہ تمیمی

ابو سورہ کا شمار ان با عظمت مومنین میں ہوتا ہے جن کو حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ بحار الانوار میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔ ابو سورہ محمد ابن حسن ابن عبداللہ تمیمی وہ خوش نصیب ہیں جن کو حیرہ (ایک جگہ کا نام ہے) میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ ملاقات کے دوران حضرتؑ نے ابو سورہ کو گرانقدر ہدیہ عنایت فرمایا۔

ابو العباس محمد ابن جعفر حمیری

ابو العباس محمد ابن جعفر حمیری ایک قافلہ لے کر روانہ ہوئے جہاں نہایت مشکلات سے گزرنا پڑا لیکن جب راہ عشق میں گزرتے ہوئے منزل مقصود پائی تو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وسیلے سے

تمام مشکلات ختم ہو گئیں۔ کمال الدین کی روایت کے مطابق ابو العباس قم مقدسہ سے ایک قافلہ لے کر سامرہ روانہ ہوئے جہاں راہ گزر میں بے انتہا دشواریوں اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ آخر کار اس خوش نصیب مرد حق کو حضرت امام عصر علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اس طرح منزل مقصود سے ہم آہنگ ہو کر اطمینان قلب نصیب ہوا اور جملہ مصائب سے نجات حاصل ہوئی۔ ابو العباس نے حضرت کے کئی معجزات کا بھی مشاہدہ از خود کیا۔ اس طرح ایمان میں مزید اضافہ ہوا۔ جب ابو العباس بعد زیارت وہاں سے روانہ ہوئے اور قم پہنچے تو شیعیان قم کو گزرنے والے حالات سے باخبر کیا اور زیارت کے دوران معجزات سے آگاہ کیا۔

ابو محمد عیسیٰ ابن مہدی جوہری

ابو محمد عیسیٰ وہ خوش بخت مرد مومن تھے جو حضرت امام عصر علیہ السلام کی زیارت بابرکت سے فیض یاب ہوئے اور جنتی طعام بھی حضرت کی برکت و عنایت سے حاصل ہوا۔ اس واقعہ کی روایت میں کمال الدین میں مرقوم ہے کہ ۲۶۸ ہجری کے ایام حج میں ابو محمد کو خوش قسمتی سے حضرت حجتؑ کا دیدار نصیب ہوا اور زہے نصیب یہ کہ حضرتؑ کے دستر خوان پر آپؑ کے ساتھ بیٹھ کر جنتی طعام سے بھی فیض یاب ہوئے جو ایک خاص شرف تھا۔

ابو محمد حسن ابن وجنا

ابو محمد حسن ابن وجنا وہ خوش نصیب ہیں جن کو حج کی ادائیگی کے دوران حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ کمال الدین میں مرقوم ہے کہ نصیبین سے تعلق رکھنے والے خوش نصیب ابو محمد حسن ابن وجنا کو ایام حج بیت اللہ کے موقع پر حضرت امام عصر علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ ابو محمد کے دادا کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد جب عباسی فوج نے حضرت حجت کی تلاش میں روانہ کیا تو وہاں حضرت حجت کی زیارت نصیب ہوئی۔

احمد ابن ابراہیم ابن ادریس

احمد ابن ابراہیم وہ خوش نصیب تھے جن کو حضرت امام عصر علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ زیارت کے موقع پر حضرتؑ کے دست مبارک و جبین انور کا بوسہ لینے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔ اس واقع

کی روایت بحارالانوار میں اس طرح مرقوم ہے کہ ابو محمد کا بیان ہے کہ جب حضرت امام زمانہ علیہ السلام تقریباً بیس سال کے تھے میں نے نہ صرف حضرتؑ کی زیارت کا شرف حاصل کیا بلکہ آپؑ کے دست مبارک حق پرست اور جبین مبین کا بوسہ لینے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔

ازدی

ازدی وہ خوش نصیب ہیں جن کو ایام حج کے دوران طواف بیت اللہ کرتے وقت حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ کمال الدین کی روایت کے مطابق ازدی کا بیان ہے کہ جب میں ایام حج میں حج کی ادائیگی کی غرض سے خانہ کعبہ پہنچا تو دوران طواف بیت اللہ میں نے حضرت امام عصر علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور آپؑ کا معجزہ بھی دیکھا۔

محمد ابن اسماعیل

محمد ابن اسماعیل حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پوتے تھے۔ آپ کو نہایت عمر رسیدہ حالت میں مکہ اور مدینہ کے درمیان حضرت امام عصر علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ ارشاد مفید کے مطابق امام کی غیبت کے دوران علویوں میں سے نہایت سن رسیدہ بزرگ محمد ابن اسماعیل کو مکہ اور مدینہ کے دوران حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

زہری

زہری حضرت امام عصر علیہ السلام کے محب تھے۔ انکی یہ تمنا تھا کہ کسی طور حضرت سے ملاقات کا شرف حاصل ہو جائے۔ بحارالانوار کی روایت کے مطابق کافی عرصہ تک آپ حضرت امام مہدیؑ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کی تمنا کرتے رہے آخر کار انکی یہ تمنا عثمان ابن سعید کی وساطت سے پوری ہوئی اور زیارت امامؑ سے فیضیاب ہوئے اور ملاقات کے موقع پر چند مسائل بھی دریافت کیے۔ اس طرح انکے دل مضطر کو قرار آیا۔

حسین ابن ہمدان

حسین ابن ہمدان نے زیارت حضرت امام مہدی علیہ السلام کا شرف حاصل کیا۔ کشف الغمہ کے

مطابق حسین ابن ہمدان نے حضرت امام مہدی علیہ کی زیارت کے ساتھ آپؑ کا معجزہ بھی دیکھا۔

علی ابن حسین یمانی

علی ابن حسین یمانی کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت کا بہت اشتیاق تھا۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے سفر کی دقتیں بھی برداشت کیں۔ آخر کار ملاقات امام عصر سے فیض یاب ہوئے۔ اثبات الہداۃ کی روایت کے مطابق علی ابن حسین یمانی کہتے ہیں کہ میں امامت کے بارہویں اور آخری ماہ کامل کی زیارت کی غرض سے یمن سے روانہ ہوا۔ سفر کے حوصلہ شکن و شوار گزار مراحل سے گزرتا ہوا سامرہ پہنچا اور تین دن تک مسلسل حضرتؑ کے در اقدس کی چوکھٹ کے بوسے لیتا رہا۔ آخر دامن مراد سے دل کو سکون قلب حاصل ہوا اور زیارت کے شرف سے فیض یاب ہوا۔

محمد ابن عبداللہ قمی

محمد ابن عبداللہ قمی کو حضرت امام عصر علیہ السلام کی زیارت کا بے حد اشتیاق تھا، اس مقصد کے حصول کے لیے بے انتہا کوشش کی۔ آخر آپ کی تمنا بر آئی۔ بحار الانوار میں مرقوم ہے کہ محمد ابن عبداللہ قمی کا بیان ہے کہ میں نے مسلسل تیس سال اس جدو جہد میں بسر کیے کہ کسی طور پر امام حجت علیہ السلام کی زیارت نصیب ہو جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے بیس سال بیت اللہ میں بیٹھ کر گزارے۔ اس دوران جو مل جاتا کھا لیتا اور جیسا لباس ملتا پہن لیتا ان دنوں میں نے مزدوری بھی کی اور فاقے بھی کیے۔ آخر کار ۲۹۳ ہجری میں گوہر مقصود حاصل ہوا۔ اس طرح میری دلی مراد پوری ہوگئی۔

محمد ابن عثمان

محمد ابن عثمان وہ خوش نصیب تھے کہ آپ کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے میں اور آپؑ کی شہادت کے بعد بھی حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ کمال الدین کے مطابق محمد ابن عثمان وہ خوش نصیب ہیں جو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے میں اور آپؑ کی شہادت کے بعد دسیوں بار شرف زیارت سے مشرف ہوئے۔ محمد ابن عثمان کا بیان ہے کہ آخری مرتبہ جب زیارت نصیب ہوئی تو اس وقت آپؑ نے پردہ بیت اللہ کو ہاتھ میں تھاما ہوا تھا اور عرض کر رہے تھے۔ ”بارالہا

تو میرے دشمنوں سے میرا انتقام لے"

یوسف ابن احمد جعفری

یوسف ابن احمد جعفری وہ خوش نصیب تھے جن کو بیت اللہ سے واپسی کے موقع پر زیارت امام زمانہؑ کا شرف حاصل ہوا۔ بحار الانوار میں مرقوم ہے کہ یوسف ابن احمد جعفری نے حج بیت اللہ کا قصد کیا۔ حج کی ادائیگی کے بعد جب وہاں سے روانہ ہوئے تو راستے میں حضرتؑ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور اس منزل پر معجزہ بھی دیکھا۔

غیبت کبریٰ کے زائرین

احادیث میں مرقوم ہے کہ اس زمانہ میں بھی حضرت امام مہدی علیہ السلام ہر جگہ پہنچتے ہیں اور اپنے ماننے والوں کی مشکلات حل فرماتے ہیں۔ آپؑ مومنین سے ملاقات فرماتے ہیں اور ان کی رہنمائی فرماتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ کوئی آپؑ کو پہچان سکے۔ کئی ایسے افراد گزرے ہیں جن کی زمانہ غیبت میں آپؑ سے ملاقات ہوئی ہے۔ آپؑ کی موجودگی اور بقا کے بارے میں ارشاد رب العزت ہے۔ وجعلها کلمة باقیه فی عقبه O "ابراہیم کی نسل میں کلمہ باقیہ کو قرار دیا گیا ہے۔" اس آیت میں کلمہ باقیہ سے مراد حضرت امام مہدی علیہ السلام کی موجودگی ہے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کا سبب یہ بھی ہے کہ جناب ابراہیم کی نسل دو فرزندوں سے چلی حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام۔ نسل جناب اسحٰق علیہ سے پروردگار عالم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو باقی رکھا اور آسمان پر زندہ اٹھالیا اور نسل حضرت اسماعیل علیہ السلام میں سے حضرت امام مہدی علیہ السلام باقی وحیات ہیں۔ روایت میں یہ بات متعدد بار واضح ہوئی ہے کہ زمین کسی بھی دور میں حجت خدا اور امام زمانہ سے خالی نہیں رہ سکتی۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ "امام مہدیؑ کو اس لیے قائم رکھا جائے گا تا کہ خداوند عالم اپنی ساری مخلوق کا امتحان لے کر آزمائے کہ نیک بندے کون ہیں اور باطل پرست کون ہیں۔ جہاں تک ظہور امام کا تعلق ہے تو اس کی علامات میں ایک تو وہ علامات ہیں جن کا تعلق انسانی تمدن اور حالات سے ہے۔ دوسری علامات وہ ہیں جو ظہور جناب حجتؑ سے چند برس قبل رونما ہوں گی۔ لیکن اس کا کوئی وقت متعین نہیں ہے اور تیسری علامات وہ ہیں جو ان دنوں رونما ہوں گی جب آپؑ کا غیبت کبریٰ سے ظہور قریب ہوگا۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے خروج کی کچھ علامات ہیں جو یکے بعد دیگرے ظاہر ہوں گی۔ یہ وہ وقت ہوگا جب لوگ نماز کو ماردیں گے، (مطلب یہ ہے کہ نماز سے بالکل غافل ہو جائیں گے) امانت کو ضائع کردیں گے، سود کھائیں گے، رشوت لیں گے اور دنیا کے عوض دین کو فروخت کریں گے۔ یہ غیبت کبریٰ کا زمانہ ہوگا۔

ان تمام برائیوں میں مبتلا ہونے کے باوجود کچھ صاحبان ایمان اپنے تقویٰ پر قائم رہیں گے۔ یہ وہی خوش نصیب ہونگے جو غیبت کبریٰ کے زمانے میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوں گے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کے عہد میں غیبت صغریٰ جس کی مدت بعض مورخین نے ۷۳رسال اور کچھ نے ۷۵رسال لکھی ہے۔ غیبت صغریٰ کے بعد غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع ہوگا اس کی مدت کا علم پروردگار عالم کے سوا دنیا میں کسی پر عیاں نہیں۔ غیبت کبریٰ میں جن حضرات نے حضرت کی زیارت کا شرف حاصل کیا وہ لاتعداد ہیں۔ شیخ طبرسی اور محمد بن جریر طبری اور شیخ صدوق نے علی ابن مہریار اہوازی سے حضرت امام زمانہ علیہ السلام سے ملاقات اور گفتگو کی تفصیل لکھی ہے۔ سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ نے تنزیہ الانبیاء میں اور شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے کتاب غیبت میں اور سید علی ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے کشف المحجہ میں، علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحارالانوار میں اور بحرالعلوم نے کتاب الرجال میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام سے ملاقات ہوتی ہے اور ہوسکتی ہے۔ مختلف روایات کے مطابق کربلائے معلی میں روضہ انور جناب سیدالشہداء علیہ السلام میں چالیس شب جمعہ شب بیداری یا مسجد کوفہ میں چالیس شب جمعہ اور مسجد سہلہ میں چالیس شب چہارشنبہ، حضرت حجت علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہونے کا بڑا مشہور عمل ہے۔ جو مومنین یہ عمل بجالاتے ہیں وہ زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ مولانا عبدالحمید قزوینی نجفی سے امام زمانہ علیہ السلام کی ملاقات کا حال سید محمد صاحب مجتہد امروہوی نے اپنی کتاب ملاقات امام میں تحریر فرمایا ہے۔ اس کتاب میں کئی خوش نصیب لوگوں کی زیارت کی تفصیل درج ہے۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام نے جو خط شیخ مفید کو ۴۱۲رہجری میں تحریر کیا اس کے مطابق حضرت امام زمانہ علیہ السلام سے ملاقات کی راہیں آج بھی کھلی ہیں۔ احتجاج طبرسی میں اس خط کی تفصیل میں تحریر ہے۔ ''کاش ہمارے شیعہ اگر قلبی ہم آہنگی کے ساتھ ہمارے چاروں طرف جمع ہو جاتے اور اس معاہدے کو پورا کرتے جو ان سے لیا گیا تھا تو بہت جلد ہماری ملاقات کے مرتبہ تک پہنچتے اور ہمیں دیکھنے کے نتیجے میں سعادت ان کی طرف بڑھ کر پہنچتی اور جس چیز کی وجہ سے ہم ان سے پوشیدہ ہیں وہ ان کے وہ اعمال ہیں جو ہم تک پہنچتے ہیں۔ جن

سے ہمیں کراہت و ناگواری ہوتی ہے اور جو ہمیں ناپسند ہیں۔ ہم شیعوں کے ایسے بداعمال کے لیے انتظار نہیں کرتے (کیونکہ ایمانی معاہدہ ہم سے کیا اسکے باوجود غیر معصوم سے تعلق دینی رکھتے ہیں) لہٰذا ہم پروردگار عالم سے مدد کے خواستگار ہیں۔ اللہ ہمیں کافی ہے وہ بہترین وکیل ہے اور اللہ ہمارے سید و سردار بشیر و نذیر رسولؐ پر اور ان کی پاک و پاکیزہ آل پر درود بھیجے۔"

حضرت امام زمانہ علیہ السلام سے رابطہ اور ملاقات کی راہیں آج بھی کھلی ہیں۔ اس راہ میں رکاوٹ وہی ہے جو غیبت کبریٰ کے اعلان کا سبب ہے۔ یعنی شیعوں کا جان بوجھ کر حضرت امام زمانہ سے لاتعلقی ہے۔

جن حضرات نے حضرت کی زیارت کا شرف حاصل کیا ان کے بارے میں شیخ عباس قمی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے۔

سید رضی الدین

سید رضی الدین محمد بن محمد آوی کے بارے میں علامہ حلی علیہ الرحمہ نے منہاج الصلاح میں ابن طاؤس علیہ الرحمہ سے روایت نقل کی ہے کہ سید رضی الدین کو جب حکومت وقت نے گرفتار کیا تو آپ نے حضرت امام زمانہ کی خدمت میں فریاد کی تو حضرت نے ان کو دعائے عبرت پڑھنے کا حکم فرمایا۔ سید رضی الدین نے عرض کیا مجھے اس دعا کا علم نہیں ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ یہ دعا کتاب مصباح میں مرقوم ہے۔ اس کے بعد جب آپ نے دیکھا تو کتاب میں ایک رقعہ رکھا ہوا تھا۔ جس میں یہ دعا تحریر تھی۔ میں نے اسکی تلاوت کی تو حاکم کی زوجہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت امیر المومنین فرما رہے ہیں کہ اگر میرے فرزند کو رہا نہ کیا تو تیرے شوہر کو ختم کر دیا جائے گا۔ جب اس نے اپنے شوہر سے یہ خواب بیان کیا تو خوف زدہ ہو کر رہا کر دیا۔

سید محمد جبل عاملی

سید محمد جبل عاملی کو حکومت نے جبری فوج میں بھرتی کرنا چاہا تو یہ لبنان سے نکل کر پانچ سال تک دربدری زندگی گزارتے رہے۔ اسکے بعد نجف اشرف آ گئے۔ آپ نہایت پریشان حال ہو گئے تھے۔ آپنے دعائیں طلب کیں اور روزانہ دریا میں عریضہ ڈالنا شروع کیا۔ ۳۹ دن کے بعد راستہ میں ایک ایسی ہستی سے ملاقات ہوئی جن کا لباس عراقی تھا اور لہجہ لبنانی انہوں نے دریافت کیا کہ ۳۹ روز سے کیوں عریضہ ڈال رہے ہو کیا امام تمہارے حالات سے باخبر نہیں! میں نے حیرت زدہ ہو کر مصافحہ کیا۔ مصافحہ کی کیفیت سے

مجھے محسوس ہوا کہ یہ حضرت امام عصر علیہ السلام ہیں کیونکہ آپؑ کے دست مبارک کی نورانی صفات کے بارے میں سن چکا تھا۔لہٰذا میں نے چاہا کہ آپؑ کے دست مبارک کا بوسہ لوں ابھی ارادہ کیا ہی تھا کہ آپؑ پھر نظر نہ آئے۔

اسماعیل ہرقلی

اسماعیل ہرقلی کے پیروں میں ناسور ہوگیا تھا جو علاج کے باوجود کسی دوا سے ٹھیک نہیں ہوا۔یہاں تک کہ لاعلاج ہوگیا۔یہ سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت امام عصر علیہ السلام سے توسل کیا۔انہوں نے دست مبارک پھیرا اس لحہ ایسا شفایاب ہوئے کہ جلد پر کوئی زخم کا نشان تک باقی نہ رہا۔

سید عطوہ حسینی

صاحب کشف الغمہ نے سید عطوہ حسینی کے فرزندوں سے روایت کی ہے کہ میرے باپ زیدیہ مذہب پر تھے اور ہم سے امامیہ مسلک کی بنا پر بیزار تھے۔ایک دن حالت مرض میں کہا: جب تک تمہارے امام ہمیں شفا نہیں دیں گے میں ان پر ایمان نہیں لاؤں گا۔جب رات کچھ گزر گئی تو پکار کر کہا آؤ اپنے امام سے ملاقات کرو۔ہم لوگ تیزی میں گئے لیکن کوئی نظر نہ آئے۔میرے باپ نے صرف اتنا بتایا کہ ایک بزرگ تھے اور اپنا دست مبارک مقام مرض پر پھیر کر شفا دے کر چلے گئے۔اس کے بعد انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ رہی۔

اسحٰق استرآبادی

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ میر اسحٰق کا بیان ہے کہ میں راہ مکہ میں قافلہ سے بچھڑ گیا تو حالت پریشانی میں حضرت امام مہدی علیہ السلام سے استغاثہ کیا۔حضرت مدد کو تشریف لائے اور مجھے حرز یمانی پڑھنے کا حکم فرمایا۔مجھ پر پیاس کا غلبہ تھا۔آپؑ نے پانی پلایا اور میری تلاوت کی اصلاح فرمائی اور اپنے ساتھ سوار فرما کر قافلہ سے نو روز قبل مکہ پہنچا دیا۔میرے اہل خانہ نے یہ دیکھ کر مشورہ کیا میں صاحب کرامت ہوں اور طے الارض کے ذریعہ مکہ آیا ہوں۔

ابوالحسین بن ابوالبغلی

سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے مزج الھموم میں ابوجعفر محمد بن ہارون بن موسیٰ تلعکبری کے حوالے سے

ابوالحسین بن ابوالبغلی کا بیان نقل کیا ہے کہ میرا ایک معاملہ ابو منصور بن ابو صاصحان سے تھا۔ اس میں اختلاف پیدا ہو گیا اور میں خوف سے روپوش ہو گیا۔ اس پریشانی کے عالم میں ایک دن میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے روضہ مبارک پر گیا اور ابوجعفر سے گزارش کی کہ آج حرم کے دروازے بند کر دینا میں حضرت سے تنہائی میں فریاد کرنا چاہتا ہوں۔ دروازے بند کر دیے گئے اور نماز، دعا، زیارت اور مناجات میں مصروف ہو گیا کہ اچانک ایک جوان کو دیکھا جنہوں نے حضرت امام زمانہ کے سواسب کو سلام کیا۔ میں حیران تھا کہ یہ کون سا مذہب ہے، میں یہ دریافت ہی کرنا چاہتا تھا کہ انہوں نے فرمایا دعائے فرج پڑھو اور ساتھ ہی دعائے فرج کی تعلیم دی۔ میں نے پڑھنا شروع کی۔ اس کے بعد جب ان نوجوان کو تلاش کیا تو کوئی نظر نہ آیا۔ جب اس کا ذکر ابوجعفر سے کیا تو انہوں نے فرمایا دروازے بند ہیں یہ تمہارے امام زمانہ تھے جو تمہاری مشکل کشائی کے لیے تشریف لائے تھے۔

ابوراجح حمائی

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ابوراجح حلہ میں حمام کا کاروبار کرتے تھے۔ حلہ کا حاکم مرجان صغیر بہت بڑا ناصبی تھا، جو دشمن اہل بیت تھا۔ اس کے پاس کچھ حاسدوں نے ان کی شکایت کر دی کہ یہ اصحاب کو برا کہتے ہیں۔ اس نے انہیں طلب کیا اور انہیں مارنے کا حکم دیا۔ سرکاری کارندوں نے انہیں اس قدر مارا کہ ان کا سارا چہرہ لہولہان ہو گیا اور تمام دانت ٹوٹ گئے اور ناک میں نکیل ڈال کر کھینچتے ہوئے حاکم کے سامنے حاضر ہو گیا۔ اس نے ان کے قتل کا حکم دیا تو لوگوں نے کہا یہ بوڑھا اپنی موت آپ مر رہا ہے، اس کے قتل کی کیا ضرورت ہے۔ لہٰذا ان کو دربار سے باہر پھینک دیا۔ رات کو ابوراجح نے حضرتؑ سے فریاد کی۔ ان کی اس وقت یہ حالت تھی کہ گھر والے ان کی زندگی سے ناامید ہو کر ان کی زندگی کے لمحات گن رہے تھے۔ دیکھا کہ اچانک گھر نور سے معمور ہو گیا اور ایک بزرگ تشریف لائے ان کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو انہیں مکمل صحت ہو گئی اور دانت دوبارہ واپس آ گئے، اور بیس سالہ نوجوان نظر آنے لگے۔ صبح کو جب لوگوں نے ان کو اس حالت میں دیکھا تو بہت حیران ہوئے اور حاکم کے پاس لے گئے لیکن وہ یہ معجزہ دیکھنے کے باوجود راہ راست پر نہ آیا۔

یاقوت الدھان

بزرگ عالم دین شیخ علی الرشتی کا بیان ہے کہ میں کربلا سے نجف اشرف طویرج کے راستے گیا۔ ہم کشتی پر

سوار ہوئے اور کشتی میں کچھ لوگ ہنسی مذاق اور لہولعب میں مصروف تھے اور خلاف اخلاق حرکات کر رہے تھے۔ میں نے ان لوگوں کے درمیان ایک ایسے شخص کو دیکھا جو ان کی حرکات میں شریک نہ تھا۔ بلکہ نہایت عزو وقار کے ساتھ موجود تھا۔ صرف کھانا کھاتے وقت ان کے ساتھ شریک ہوتا، دیگر لوگ اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔ خلاف ادب باتیں کرتے اور اس کے مذہب کا مذاق اڑاتے اور طعن کرتے تھے۔ میں نے دریافت کیا تم ان لوگوں سے کیوں دور ہو اور ان کے لہولعب میں کیوں شریک نہیں ہو۔ اس شخص نے جواب دیا یہ میرے عزیز و اقربا ہیں، یہ غیر شیعہ ہیں اور میرے والد بھی ان ہی میں سے ہیں لیکن میری والدہ شیعہ ہیں پہلے میں بھی غیر شیعہ تھا لیکن پروردگار عالم نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی برکت سے شیعہ مذہب کی طرف ہدایت دی۔

میں نے اس شخص سے دریافت کیا یہ مذہب قبول کرنے کی کیا وجہ تھی۔ اس نے کہا: میرا نام یاقوت ہے۔ میں حلہ شہر میں تیل کی تجارت کرتا ہوں۔ اس نے مزید بتایا کہ ایک مرتبہ میں حلہ سے باہر خشکی کے راستے تیل خریدنے گیا اور کافی مقدار میں تیل خریدا اور واپس حلہ کی طرف روانہ ہوا۔ میرے ہمراہ کچھ اور لوگ بھی تھے، راستے میں ہم نے ایک گھر میں رات گزاری، جب میں بیدار ہوا تو یہ لوگ جا چکے تھے۔ میں ان کے قدموں کے نشان دیکھتا ہوا ان کے پیچھے چل دیا۔ یہ راستہ صحرائی اور ویران تھا۔ یہاں بھیڑیے اور درندوں کا قیام تھا۔ میں راہ بھٹک گیا اس وقت میں شدید پیاس اور درندوں کے خوف سے نہایت پریشان حال تھا، میں نے خلفاء سے استغاثہ کیا جب کچھ بن نہ پڑی تو مجھے یاد آیا کہ میری ماں نے کہا تھا، ہمارے ایک امام زندہ ہیں، ان کی کنیت ابوصالح ہے، وہ راستہ بھولے ہوئے کو راہ دکھاتے ہیں، غم زدہ کی فریاد سنتے ہیں اور ضعیف وناتواں کی مدد فرماتے ہیں۔ اس وقت میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ اگر امام میری مدد فرمائیں گے تو میں اپنی والدہ کا دین اختیار کرلوں گا۔ یہ خیال آتے ہی میں نے باآواز بلند کہا: اے اباصالح! یہ کہنا تھا کہ میں نے اچانک دیکھا کہ ایک شخص میرے پہلو میں ہیں اور میرے ساتھ چل رہے ہیں۔ انہوں نے سبز رنگ کا عمامہ پہنا ہوا ہے۔ انہوں نے مجھے راہ دکھائی اور حکم دیا کہ اپنی ماں کے مذہب میں داخل ہو جاؤ اور فرمایا کچھ دیر میں تم ایک بستی میں پہنچو گے جس کے رہنے والے تمام لوگ شیعہ ہیں۔

میں نے عرض کیا کیا آپ میرے ساتھ اس بستی میں نہیں آئیں گے۔ آپ نے فرمایا کیونکہ مجھے مختلف مقامات پر ہزاروں لوگوں نے مدد کے لیے بلایا ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ انکی مدد کروں۔ یہ فرما کر آپ غائب ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد میں ابھی کچھ چلا ہی تھا کہ اپنے گاؤں پہنچ گیا۔ یہ اس مقام سے کافی فاصلہ پر تھا جہاں ہم نے رات بسر کی تھی، وہ لوگ جو مجھ سے پہلے روانہ ہوئے تھے میرے پہنچنے کے ایک دن بعد پہنچے۔

میں حلہ میں پہنچ کر سید مہدی قزوینی کے گھر گیا اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا اور ان سے دینی تعلیم حاصل کی۔

علامہ اردبیلی علیہ الرحمہ

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ میں نے کچھ لوگوں سے یہ روایت سنی جو انہوں نے سید فاضل امیر علام کے حوالے سے بیان کی کہ سید امیر علام فرماتے ہیں کہ میں امیر المومنین علیہ السلام کے حرم کے صحن میں تھا کہ رات کے آخری حصے میں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جو امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے روضہ کی طرف آ رہے تھے۔ جب میں ان کے قریب آیا تو یہ علامہ احمد مقدس اردبیلی تھے۔ میں خاموشی سے انہیں دیکھنے لگا۔ وہ امیر المومنین علیہ السلام کے روضے کے پاس آئے تو روضے کے دروازے کے پٹ ان کے لیے خود بخود کھل گئے اور وہ روضے میں داخل ہو گئے۔ میں نے سنا کہ وہ کسی سے راز کی باتیں کر رہے تھے۔ پھر وہ باہر نکلے اور روضے کا دروازہ بند ہو گیا۔ وہ مسجد کوفہ کی طرف روانہ ہوئے میں بھی ان کے پیچھے چل دیا۔ پس وہ مسجد میں داخل ہوئے اور اس محراب کی جانب گئے جہاں امیر المومنین علیہ السلام شہید ہوئے تھے۔ کافی دیر وہاں رہے، پھر نجف اشرف آ گئے اور میں ان کے پیچھے تھا۔ راستہ میں مجھے کھانسی آ گئی تو وہ میری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ میر علام آپ ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے پوچھا آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا جب سے آپ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حرم میں داخل ہوئے ہیں میں آپ کے ساتھ ہوں۔ میں آپ کو صاحب قبر حضرت علی علیہ السلام کی قسم دیتا ہوں۔ آپ شروع سے آخر تک جو کچھ ہوا بتائیں۔ علامہ اردبیلی نے فرمایا۔ میں تمہیں اس شرط پر بتاؤں گا کہ جب تک میں زندہ ہوں اس بات کا تم کسی سے ذکر نہیں کرو گے۔ میں نے ان کی یہ شرط تسلیم کر لی۔

علامہ اردبیلی نے فرمایا۔ ''میں چند مشکل فقہی مسائل کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ میں نے طے کیا کہ میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے حرم پر جا کر ان سے پوچھوں گا۔ جب میں دروازے پر آیا تو بغیر چابی کے روضے کے دروازے کھل گئے۔ میں روضے میں داخل ہو گیا اور خدا سے دعا کی مولا امیر المومنین علیہ السلام مجھے ان مسائل کے بارے میں سمجھائیں، مجھے قبر سے ایک آواز آئی کہ مسجد کوفہ میں جاؤ اور القائم علیہ السلام سے پوچھو، وہ تمہارے زمانے کے امام ہیں۔ میں مسجد کوفہ کے محراب کے پاس پہنچا۔ امام مہدی علیہ السلام سے سوالات کیے تو مولا نے مجھے جوابات دیے اور اب میں گھر واپس جا رہا ہوں۔

شیخ محمد حسن النجفی

جنۃ الماویٰ میں محدث نوری نے نجف اشرف کے علماء سے نقل کیا ہے کہ نجف میں ایک دینی طالب علم تھا جس کا نام شیخ محمد حسن سریر تھا۔ اس کو تین پریشانیاں لاحق تھیں۔ اول یہ کہ اس کے سینے سے خون بہتا رہتا تھا۔ دوئم یہ کہ وہ بہت تنگ دست تھا۔ تیسرے یہ کہ وہ جہاں شادی کرنا چاہتا تھا لڑکی کے گھر والے اس کی غربت کے سبب رشتہ دینے پر رضامند نہ تھے۔ جب یہ بہت مایوس ہو گیا تو اس نے چالیس راتیں چار بار مسجد کوفہ میں جانے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ مومنین میں یہ بات مشہور تھی کہ جو بھی چالیس راتیں چار بار مسجد کوفہ جائے تو اس کی حضرت امام زمانہ کے ساتھ ملاقات ضرور ہوتی ہے۔

اس طالب علم نے پابندی سے یہ عمل شروع کر دیا کہ جب اس کی حضرت امام مہدی علیہ السلام سے ملاقات ہوگی تو وہ اپنی تینوں حاجتیں آپ کی خدمت میں پیش کرے گا۔ جب چالیسویں رات آئی تو یہ بہت تاریک اور سرد تھی۔ تیز ہوا چل رہی تھی اور یہ مسجد کے دروازے کے قریب بیٹھ گیا۔ کیونکہ کھانسی کی وجہ سے اس کے سینے سے خون بہہ رہا تھا۔ لہٰذا وہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ فکرمند تھا کہ اسے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوگی بھی یا نہیں اور یہ اس کے اربعین کا آخری ہفتہ تھا۔ وہ قہوہ پینے کا عادی تھا۔ اس نے قہوہ بنانے کے لیے آگ جلائی۔ اچانک اس نے دیکھا کہ ایک شخص اس کی طرف آرہے ہیں۔ اسے یہ بات اچھی نہ لگی اور دل ہی دل میں کہنے لگا۔ یہ اعرابی تو میرا سارا قہوہ پی جائیں گے اور میرے لیے کچھ نہیں بچے گا۔ اس طالب علم کا کہنا ہے کہ وہ شخص میرے قریب آئے اور میرا نام لے کر مجھے سلام کیا تو میں حیران رہ گیا کہ میرا نام انہیں کس نے بتایا اور میں ان سے پوچھنے لگا۔ آپ کس خاندان سے ہیں؟ کیا آپ کا تعلق فلاں خاندان سے ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ حتیٰ کہ میں نے بہت سے خاندانوں اور قبیلوں کے نام لیے لیکن نہیں نہیں کی آواز آتی رہی۔ آخر میں انہوں نے پوچھا۔ تم یہاں کیوں آئے ہو؟ میں نے کہا۔ آپ مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اگر تم مجھے بتا دو تو اس میں کیا نقصان ہے؟ میں نے ایک پیالی میں ان کے لیے قہوہ ڈالا اور پیش کیا۔ انہوں نے تھوڑا سا پی کر پیالی مجھے دے دی اور فرمایا۔ یہ تم پی لو۔ میں نے یہ بچا ہوا قہوہ پی لیا۔ پھر میں نے اپنی حاجات ان صاحب کو بتانا شروع کیں اور کہا۔ میں بہت تنگ دست ہوں اور محتاج ہوں۔ کئی برسوں سے میرا خون بہہ رہا ہے اور میرا دل ایک رشتہ کی طرف مائل ہے لیکن اس کے گھر والے مجھے رشتہ دینے پر تیار نہیں ہیں۔

کچھ دینی لوگوں نے مجھے دھوکا دیا اور کہا۔ اپنی حاجت کے لیے امام زمانہ علیہ السلام کی طرف رجوع کرو اور مسجد کوفہ میں چالیس راتیں چار بار جاؤ تو تمہاری حاجات پوری ہو جائیں گی، میں نے ان راتوں میں بڑی مشقت اٹھائی ہے۔ یہ آخری رات ہے اور میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ انہوں نے فرمایا۔ تمہارا سینہ شفایاب ہو چکا ہے اور اس جگہ جہاں تم چاہتے ہو عنقریب تمہاری شادی ہو جائے گی مگر مرتے دم تک فقر و تنگ دستی تم سے دور نہیں ہو گی۔ جب صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ میرا سینہ ٹھیک ہو چکا ہے۔ چند ہفتوں بعد میری شادی بھی مطلوبہ جگہ ہو گئی مگر فقر و فاقہ و تنگدستی دور نہ ہوئی۔

آیت اللہ سید محمد مہدی قزوینی

جنۃ الماویٰ میں شیخ نوری نے سید مہدی قزوینی علیہ الرحمہ کی حضرت امام مہدی علیہ السلام سے ملاقات کا یہ واقعہ تحریر فرمایا ہے۔ سید مہدی کے بیٹے سید مرزا صالح نے حلہ کے ایک شریف انسان جن کا نام علی تھا سے بیان کیا۔ علی سے روایت ہے کہ میں سید مہدی قزوینی علیہ الرحمہ سے ملاقات کی غرض سے ان کے گھر جا رہا تھا۔ میں سید محمد المعروف ذی الدمعہ بن زید بن علی بن الحسینؑ کی قبر مطہر کے اس طرف سے گزرا کہ قبر کی جالی راستے پر تھی کہ میں نے ایک جلیل القدر اور خوب رو عالم کو دیکھا۔ وہ جالی کے قریب کھڑے تھے اور صاحب مزار کے لیے سورہ فاتحہ پڑھ رہے تھے۔ میں نے بھی سورہ فاتحہ پڑھی۔ اس کے بعد ان عالم کو سلام عرض کیا تو انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھ سے کہا: اے علی! تم سید محمد مہدی قزوینی سے ملنے جا رہے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے کہا: آؤ ہم ساتھ چلتے ہیں۔ راستے میں چلتے ہوئے انہوں نے کہا: اے علی! اس سال جو تمہیں مال کا خسارہ ہوا ہے اس کے بارے میں فکر نہ کرو۔ تم ایک انسان ہو اور خدا نے مال کے ذریعے تمہارا امتحان لیا ہے اور تمہیں حق ادا کرنے والا پایا اور تم نے خدا کا فرض ادا کر دیا ہے۔ مال تو آتا جاتا رہتا ہے۔ علی کا کہنا ہے، اس سال مجھے تجارت میں کافی خسارہ اٹھانا پڑا تھا لیکن میں نے اس بارے میں کسی کو بتایا نہیں تھا۔ جب میں نے دیکھا کہ یہ شخص نقصان کے بارے میں باخبر ہیں تو میں غمزدہ اور پریشان ہو گیا کہ میرے تجارتی خسارے کی خبر لوگوں میں پھیل گئی ہے کہ اس اجنبی شخص کو بھی اس بارے میں معلوم ہے۔

میں نے جواباً کہا: ہر حال میں خدا کی حمد ہے۔ تو انہوں نے کہا: تمہارا جو مال ضائع ہوا ہے عنقریب وہ واپس آ جائے گا اور تمہارے قرضے اتر جائیں گے۔ جب ہم سید مہدی علیہ الرحمہ کے گھر کے پاس پہنچے تو میں رک گیا اور ان سے کہا: مولا! آپ اندر تشریف لے جائیں۔ میں اس گھر کا ایک فرد ہوں۔ انہوں نے کہا: تم

داخل ہو جاؤ۔ میں اس کا مالک ہوں! جب میں نے گھر میں داخل ہونے میں پہل نہ کرنا چاہی تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھر لے گئے۔ سید مہدی کے گھر کے ساتھ ایک مسجد تھی اور اس کا ایک دروازہ سید مہدی کے گھر کی طرف تھا۔ ہم اس دروازے سے مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں کچھ طالبعلم موجود تھے جو اس انتظار میں تھے کہ سید مہدی آئیں اور وہ ہمیں درس پڑھائیں۔ وہ شخص سید مہدی کی جگہ تشریف فرما ہوئے جہاں سید مہدی درس پڑھاتے تھے۔ اس جگہ محقق حلی علیہ الرحمہ کی کتاب شرائع الاسلام رکھی تھی اس میں سید مہدی قزوینی نے کچھ مسائل تحریر کیے تھے۔ وہ شخص اس کتاب کو اٹھا کر ورق الٹنے لگے اور مسائل پڑھنے لگے۔

اسی اثناء سید مہدی داخل ہوئے اور اپنی جگہ موجود شخص کو سلام کیا تو وہ شخص سید مہدی کی جگہ سے ایک طرف ہو گئے لیکن سید مہدی نے اصرار کیا کہ وہ اسی جگہ تشریف فرمائیں۔ سید مہدی نے ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے انہیں خوب صورت اور پرکشش شکل میں دیکھا ہے۔ میں ان سے ان کے حال احوال کے بارے میں پوچھنے لگا لیکن مجھے شرم آئی کہ میں ان سے کس طرح ان کا نام و پتہ پوچھوں۔ یہ کہہ کر سید مہدی نے درس پڑھانا شروع کیا تو وہ شخص بحث کے دوران سوالات کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر سید مہدی کے شاگردوں میں سے ایک نے کہا۔ آپ خاموش ہو جائیں خود کو دیکھیں اور ان جلیل القدر عالم کو دیکھیں، تو وہ شخص مسکرا کر خاموش ہو گئے۔

بحث سے فارغ ہونے کے بعد سید مہدی نے ان سے پوچھا آپ کس جگہ سے حلہ تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: مملکت سلیمانی سے۔ سید مہدی نے پوچھا: آپ سلیمانیہ سے کب روانہ ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا شام کو وہاں سے روانہ ہوا تھا۔ "نجیب بادشاہ" اسے فتح کرنے کے لیے آیا تھا اور بغاوت کرنے والے احمد پاشا کو پکڑ لیا گیا ہے۔ (یہ وہ دن تھا جب احمد پاشا نے عراق میں حکومت عثمانیہ کے خلاف بغاوت کی تھی) سید مہدی کا بیان ہے کہ میں یہ گفتگو سن کر فکر مند ہو گیا کہ سلیمانیہ کی فتح کی خبر حلہ کے حکمرانوں تک کیوں نہیں پہنچی؟ اور میرے ذہن میں یہ نہ آیا کہ میں ان سے پوچھوں کہ کل شام سلیمانیہ سے نکلے اور اتنی جلدی حلہ پہنچ گئے۔ کیونکہ سلیمانیہ سے حلہ تک دس فرسخ کی مسافت ہے، جو تقریباً ۴۰۰ کلومیٹر بنتے ہیں۔

پھر انہوں نے پانی مانگا تو ایک خادم پانی لانے کے لیے چینی مٹی کے ایک برتن کی طرف گیا تو انہوں نے آواز دی کہ وہاں سے پانی نہ لانا اس میں ایک جانور مرا پڑا ہے۔ جب خادم نے اس میں دیکھا تو وہاں ایک سیم کوڑھی کی میت پڑی تھی۔ اس کے بعد خادم دوسری جگہ سے پانی لایا تو انہوں نے پیا اور جانے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ سید مہدی قزوینی نے اٹھ کر انہیں وداع کیا۔ جب وہ روانہ ہو گئے تو سید نے وہاں

موجود لوگوں سے کہا: تم نے ان کی سلیمانیہ کی فتح کے بارے میں خبر کا انکار کیوں نہیں کیا؟

علی نے حاضرین کو وہ باتیں بتانا شروع کر دیں جو اس نے راستے میں ان سے سنی تھیں۔ یہ سن کر سب حیران ہوئے اور کھڑے ہو گئے اور گھر سے باہر آ کر انہیں ڈھونڈنے لگے لیکن ان کا کہیں پتہ نہیں ملا۔ پھر سید مہدی قزوینی نے ان سے کہا: میری روح ان پر فدا ہو وہ صاحب الامر ہیں۔ اس واقعے کے دس دن بعد سلیمانیہ کی فتح کی خبر آ گئی۔

اس واقعہ کے علاوہ ایک اور واقعہ جو آیت اللہ سید مہدی قزوینی سے حضرت امام مہدی علیہ السلام سے متعلق ہے جسے شیخ نوری سے سید مہدی کے صاحبزادے نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم کو یہ فرماتے سنا کہ وہ چودہ شعبان کو حلہ شہر سے روانہ ہوئے تا کہ پندرہ شعبان کو کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کریں۔ جب وہ نہر ہندیہ (طویرج) پہنچے تو دیکھا کہ بہت سے زائرین جمع ہیں اور انہیں یہ خبر ملی ہے کہ راہ میں کچھ چور ڈاکو موجود ہیں جو زائرین سے مال و اسباب لوٹ رہے ہیں۔ لوگ پریشان حال کھڑے تھے کہ اتنے میں بارش شروع ہو گئی اور انہوں نے زائرین کی مدد اور سلامتی کے لیے خداوند تعالیٰ، حضرت محمدؐ و آل محمدؑ کی بارگاہ میں دست دعا بلند کیے۔ اسی دوران ایک گھوڑ سواران کے پاس تشریف لائے اور سلام عرض کیا۔ میرے والد نے جواب سلام دیا تو انہوں نے میرے والد کا نام لے کر مخاطب کیا: زائرین آ جائیں ڈاکو راستے سے جا چکے ہیں اور راستہ پر امن ہے۔

یہ سننا تھا کہ والد زائرین کو لے کر روانہ ہوئے وہ اجنبی ساتھ تھے اور اور نہایت وجاہت و جرأت کے ساتھ آگے چل رہے تھے۔ پھر اچانک ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے تو والد نے اپنے ساتھ موجود لوگوں سے کہا: کیا اب بھی کوئی شک باقی ہے کہ وہ صاحب الزمان ہیں یا نہیں؟ لوگوں نے کہا کہ خدا کی قسم اب کوئی شک نہیں۔ سید مہدی نے کہا میں ان کی طرف بڑے غور سے دیکھتا رہا۔ ایسا لگتا تھا کہ میں نے انہیں پہلے بھی دیکھا ہے، میں اب سمجھ گیا یہ وہی شخص تھے جنہیں میں نے حلہ میں دیکھا تھا۔ اس وقت فضا میں شدید گرد و غبار اڑ رہا تھا اور تین گھنٹوں کی مسافت ایک گھنٹے میں طے ہو گئی۔ جب ہم سے شہر کے دروازے پر موجود محافظوں نے پوچھا: تم کہاں سے آ رہے ہو اور یہاں کیسے پہنچے؟ اور ڈاکوؤں کا کیا ہوا؟ تو وہاں موجود کسانوں میں سے ایک کسان نے کہا: ڈاکو اپنے خیمے میں موجود تھے کہ ایک گھوڑے سوار نیزہ اٹھائے ڈاکوؤں کے قریب آئے تو ان سب نے علاقہ چھوڑ دیا۔ سید قزوینی نے جب اس کسان سے اس گھوڑے سوار کے حلیہ کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے بالکل ویسا ہی بتایا۔ جیسا کہ میں نے انہیں نہر ہندیہ کے پاس دیکھا تھا۔

الحاج علی البغدادی

یہ روایت شیخ نوری نے نجم الثاقب میں بیان کی ہے کہ بغداد میں ایک شخص مجھے جن کا نام الحاج علی البغدادی تھا۔ یہ نہایت نیک و صالح تھے۔ انہوں نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ الحجاج علی بغدادی بغداد سے کاظمیہ کی طرف سفر کیا کرتے تھے تاکہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور حضرت امام محمد بن علی الجواد کی زیارت کا شرف حاصل کریں۔ الحاج علی البغدادی کہتے ہیں مجھ پر خمس اور شرعی حقوق واجب تھے۔ میں نے نجف اشرف کی طرف سفر کیا اور اپنے مال سے بیس تومان شیخ مرتضیٰ انصاری کو دیئے، بیس تومان باقی بچے تو میں نے فیصلہ کیا کہ یہ بیس تومان بغداد واپسی پر شیخ محمد حسن آل یاسین کو دوں گا۔ اتوار کے دن میں بغداد واپس آیا تو پہلے میں امامین حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور حضرت امام جواد علیہ السلام کی زیارت کو گیا۔ پھر شیخ آل یاسین کے گھر گیا اور باقی خمس انہیں پیش کر دیا تاکہ وہ یہ مال اسلامی فقہ میں مقررہ امور میں استعمال کریں۔ اس کے بعد میں نے اجازت طلب کی کہ اس مال کو تھوڑا تھوڑا کر کے ان کے حوالے کروں یا جو اس مال کا مستحق ملے اسے دے دوں۔ شیخ نے اصرار کیا کہ میں ان کے پاس رہوں۔ میں نے اپنی مصروفیات کا ذکر کرتے ہوئے ان سے معذرت کی اور انہیں خدا حافظ کہہ کر بغداد روانہ ہو گیا۔ جب میں نے ایک تہائی راستہ طے کر لیا تو میری ملاقات ایک جلیل القدر اور عظیم سید سے ہوئی۔ ان کے پیکر نورانی سے جلال و وقار عیاں تھا۔ وہ سبز امامہ پہنے تھے اور ان کے رخسار منور پر تل تھا۔ وہ زیارت کے ارادے سے کاظمیہ تشریف لے جا رہے تھے۔ وہ میرے پاس تشریف لائے اور سلام کیا۔ مصافحہ کیا اور گرم جوشی سے مجھے سینے سے لگایا اور خوش آمدید کہہ کر مجھ سے پوچھا خیر تو ہے؟ کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا میں کاظمین کی زیارت کی لیے گیا تھا اور اب بغداد واپس جا رہا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: آج شب جمعہ ہے کاظمین واپس چلو۔ میں نے کہا یہ میرے بس میں نہیں۔

انہوں نے فرمایا: یہ تمہارے بس میں ہے۔ جاؤ اور واپس جاؤ تاکہ میں تمہارے بارے میں گواہی دوں کہ تم میرے جد حضرت امیر المومنین کے موالیوں میں سے ہو اور شیخ بھی تمہارے حق میں گواہی دیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ گواہ دو ہونا چاہیے۔ میں نے شیخ آل یاسین سے کہا تھا کہ وہ مجھے ایک سند لکھ کر دیں جس میں وہ میرے بارے میں گواہی دیں کہ میں اہل بیت کے موالیوں میں سے ہوں تاکہ میں اسے اپنے کفن میں رکھوں۔ میں نے ان سے پوچھا: آپ مجھے کس طرح جانتے ہیں اور کیوں گواہی دیں گے؟

انہوں نے فرمایا وہ بندہ اس شخص سے کیسے نا آشنا ہو سکتا جو اس کا حق ادا کرتا ہو۔ میں نے پوچھا: حق سے مراد آپ کا مطلب کس حق سے ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ حق جو تم نے میرے وکیل کو دیا ہے۔ میں نے پوچھا وہ وکیل کون ہیں؟ انہوں نے کہا شیخ محمد حسن۔ میں نے پوچھا کیا وہ آپ کے وکیل ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں وہ میرے وکیل ہیں۔ میں نے ان کی باتوں سے حیران ہو گیا مجھے خیال ہوا شاید یہ میرے کوئی پرانے دوست ہیں جنہیں میں بھول چکا ہوں۔ کیونکہ پہلی ہی نظر میں انہوں نے مجھے نام لے کر بلایا تھا اور ممکن ہے وہ اس بات کی امید رکھتے ہیں کہ میں انہیں خمس میں سے کچھ حصہ دوں۔ کیونکہ وہ بھی آل رسولؐ ہیں۔ میں نے ان سے کہا: اے میرے سید آپ کا کچھ حق مجھ پر باقی ہے اور میں نے شیخ محمد آل حسن سے اجازت لی ہے کہ میں وہ مال اس مستحق شخص کو دوں گا جسے میں چاہوں۔ وہ مسکرائے اور فرمایا۔ ہاں تم نے ہمارے حق میں سے کچھ حصہ نجف اشرف میں ہمارے وکلا کے سپرد کیا ہے۔ میں نے دریافت کیا کیا میرا وہ عمل قبول ہو گیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ قبول ہو گیا ہے۔ پھر میں نے توجہ کی کہ یہ شخص بزرگ علما کو اپنا وکیل کہہ رہے ہیں تو میں نے ان کی تعظیم شروع کر دی کیونکہ میں سمجھ گیا کہ یہ حضرت امام زمانہؑ ہیں۔ لیکن میں پھر غافل ہو گیا اور اس طرف خیال نہ رہا اس کے بعد ان بزرگ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا واپس میرے دادا کی زیارت کو چلو۔ میں فوراً آمادہ ہو گیا اور ہم کاظمیہ کی جانب روانہ ہوئے، اس وقت میرا بائیاں ہاتھ ان کے دائیں ہاتھ میں تھا اور ہم دونوں باتیں کرنے لگے۔ میں ان سے مختلف سوالات کر رہا تھا اور وہ مجھے ان کے جوابات فرما رہے تھے۔ میں نے ان سے سوال کیا کہ اے میرے سید و سردار! منبر حسینی پر آپ خطبہ دیتے ہیں۔ فرمایا سلیمان اعمش کا حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے بارے میں مناظرہ ہوا تو اس نے کہا: زیارت حضرت امام حسینؑ بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا انجام جہنم ہے۔ پھر اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان ایک محمل ہے جب اس نے اس کے بارے میں سوال کیا تو بتایا گیا کہ اس میں سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا موجود ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ مخدرات کہاں جا رہی ہیں؟ تو بتایا کہ آج شب جمعہ ہے اور یہ زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے جا رہی ہیں۔ اس نے دیکھا کہ اس محمل سے چند رقعے زمین پر گرے اور ان پر لکھا ہے "شب جمعہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والوں کو قیامت کے دن آگ سے امان ملے گی۔ میں نے پوچھا میرے سردار! یہ جو کہا جاتا ہے کہ جو بھی شب جمعہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے گا وہ امان میں ہوگا۔ سید نے فرمایا ہاں اس وقت انہوں نے گریہ کیا۔ ہم کچھ دیر میں کاظمین پہنچ گئے، ہم گلیوں اور سڑکوں کو دیکھے بغیر حرم

مقدس میں داخل ہو گئے۔ سید نے مجھ سے فرمایا۔ زیارت پڑھو میں نے عرض کیا میری قرأت درست نہیں ہے آپ پڑھا دیں۔ انہوں نے فرمایا: میں زیارت پڑھتا ہوں، تم میرے ساتھ پڑھو سید نے زیارت پڑھنا شروع کی اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور تمام آئمہ پر درود سلام بھیجا۔ یہاں تک کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام پر درود وسلام بھیجا پھر مجھ سے پوچھا کیا تم اپنے زمانے کے امام کو جانتے ہو، میں نے کہا کیوں نہیں۔ سید نے فرمایا۔ ان پر درود وسلام بھیجو میں نے کہا۔ آپ پر سلام ہو اے حجت خدا! اے زمانے کے امام! اے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند امام مسکرائے اور فرمایا: تم پر بھی اللہ کا سلام، رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ پھر ہم حرم میں داخل ہوئے تو ضریح اقدس کا بوسہ لیا تو سید نے مجھ سے فرمایا: یہ زیارت پڑھو۔ میں نے عرض کیا میں صحیح طرح سے زیارت نہیں پڑھ سکتا۔

آپؑ نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے زیارت پڑھوں۔ میں نے کہا جی ہاں! تو آپؑ نے زیارت امین اللہ پڑھنا شروع کی، زیارت ختم ہونے کے بعد مجھ سے فرمایا کیا تم میرے دادا حسین ابن علی علیہ السلام کی زیارت پڑھو گے۔ میں نے کہا! جی ہاں وہ شب جمعہ تھی۔ آپؑ نے زیارت وارثہ پڑھی اور نماز مغرب کا وقت قریب تھا تو آپؑ نے مجھے نماز پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا: جماعت کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ میں نماز کے لیے کھڑا ہو گیا اور جب میں نماز سے فارغ ہوا تو آپؑ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں ان کی تلاش میں باہر گیا لیکن وہ مجھے نہ ملے، تب میں حالت غفلت سے بیدار ہوا اور مجھے یاد آیا کہ انہوں نے مجھے میرے نام سے بلایا، مجھے کاظمیہ کی طرف واپس لائے اور فقہائے کرام کو اپنا وکیل کہا، پھر اچانک میری نظروں سے غائب ہو گئے تو میں سمجھ گیا کہ وہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام تھے۔

آقا سید مہدی طباطبائی بحر العلوم

جنۃ الماویٰ کے مولف روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے فاضل صالح مرزا حسین لاھجی نے جو علما میں بڑے معتمد اور معروف تھے۔ عالم ربانی مولانا زین العابدین سلماسی سے نقل کیا ہے کہ ایک روز علامہ بحر العلوم اعلی اللہ مقامہ جب حرم حضرت امیر المومنین علیہ السلام میں آئے تو لحن کے ساتھ اس مصرعہ کو پڑھا۔ ''چہ خوش است صورت قرآن زتو دلربا شنیدن'' اس مصرعہ کا اردو ترجمہ یہ ہے۔ ''مولا آپ کے قرآن پڑھنے کی کتنی دل آویز آواز آرہی ہے۔'' جب آپ سے اس مصرعے کے پڑھنے کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ حرم اقدس میں آکر میں نے دیکھا کہ حضرت حجت علیہ السلام قبر مبارک کے سرہانے

تشریف فرما با آواز بلند قرآن پڑھ رہے ہیں جسے سنکر میں نے فوراً یہ مصرعہ پڑھا۔ حضرت اس وقت تلاوت ختم فرما کر تشریف لے گئے۔

ایک اور روایت جو بحر العلوم علیہ الرحمہ سے متعلق ہے جسے متورع متقی صالح صفی شیخ احمد نجفی نے نقل کیا ہے کہ ان کے دادا مولانا محمد سعید صد تومانی جو جناب بحر العلوم علیہ الرحمہ کے شاگردوں میں تھے ان کا بیان مجھ تک پہنچا ہے کہ ایک دن بحر العلوم علیہ الرحمہ کی مجلس میں واقعات ملاقات حضرت حجت علیہ السلام کا ذکر ہو رہا تھا۔ منجملہ دیگر لوگوں کے بیانات کے خود بحر العلوم علیہ الرحمہ نے بھی فرمایا کہ ایک دن میرا دل چاہا کہ مسجد سہلہ میں جا کر نماز پڑھوں اس وقت مسجد خالی ہونے کا امکان تھا۔ میں اسی خیال سے روانہ ہوا جب وہاں پہنچا تو مسجد کو بھرا ہوا پایا۔ ذکر و قرأت کی آوازیں بلند تھیں۔ حالانکہ میرا یہ خیال تھا کہ اس وقت یہاں کوئی نہ ہوگا۔ میں نے دیکھا کہ نماز با جماعت کے لیے صفیں درست ہونے لگیں۔ اس قدر مجمع تھا کہ کہیں جگہ خالی نہ تھی۔ تب میں ایک کنارہ پر دیوار سے مل کر کچھ اونچے مقام پر کھڑا ہوا تا کہ دیکھوں کہ کہیں کوئی گنجائش نظر آئے۔ صرف ایک صف میں اتنی جگہ دکھائی دی جہاں ایک شخص کھڑا ہو سکے۔ چنانچہ میں اس جانب گیا اور وہاں کھڑا ہو گیا۔ یہاں تک کہ بحر العلوم نے فرمایا جو حاضرین مجلس میں سے ایک شخصیت نے کہا: یہ بھی تو فرمایئے کہ میں نے حضرتؑ کو دیکھا۔ اس آواز کے سنتے ہی بحر العلوم علیہ الرحمہ ساکت ہو گئے اور ایسے خاموش ہوئے گویا سو رہے ہوں اس کے بعد ہر چند کوشش کی گئی لیکن آپ نے اس بیان سے آگے کچھ نہ فرمایا۔

زین العابدین سلماسی

نجم الثاقب میں آقا سلماسی تحریر فرماتے ہیں کہ نہایت عادل و معتمد آقا محمد نے جو کاظمین کے مجاور ہیں اور چالیس سال سے روضہ انور میں روشنی کے مہتمم ہیں۔ اپنی والدہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ عالم ربانی و موید سبحانی مولانا آقا زین العابدین سلماسی ان کے اہل و عیال کا اور میرا سرداب مقدس میں روز جمعہ ساتھ ہو گیا۔ وہاں موصوف اس طرح دعائے ندبہ پڑھنے میں مصروف ہوئے کہ مسلسل رقت طاری تھی اور بے قراری کے عالم میں گریہ کی آواز بلند تھی ہم سب بھی ان کے ساتھ دعا پڑھ رہے تھے اور ساتھ ہی گریہ کر رہے تھے۔ اس وقت سوائے ہمارے وہاں کوئی اور نہ تھا۔ اسی اثناء اچانک مشک کی خوشبو سرداب مقدس میں ایسی پھیلی کہ تمام فضا معطر ہو گئی اور ہماری یہ کیفیت ہوئی کہ اپنی حالت پر قابو نہ تھا۔ کلام کی قدرت نہ تھی اور نہ ہم حرکت کر سکتے تھے۔ سب بالکل خاموش اور محوئے حیرت تھے لیکن کچھ دیر بعد یہ خوشبو

آنا بند ہو گئی۔ جس کے بعد ہم سنبھلے اور پھر اسی طرح دعا میں مصروف ہو گئے۔ جب واپسی کے لیے گھر لوٹے تو میں نے آقا سلماسی سے اس خوشبو کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا۔ تمہیں اس سوال کی ضرورت کیوں پیش آئی اور آپ نے جواب دینے سے اعراض کیا۔ یہ بھی تحریر ہے کہ مولانا علی رضا جو آقا سلماسی کے ہم راز اور دوست تھے ان سے حضرت حجت علیہ السلام کی ملاقات کے متعلق اس خیال سے ایک مرتبہ سوال کیا کہ ان کو بھی اپنے استاد بحرالعلوم کی طرف شرف ملاقات حاصل ہوا تو جواب میں انہوں نے حرف بحرف یہ واقعہ بیان فرمایا تھا۔

عبداللہ واعظ

صاحب جنۃ الماوی تحریر فرماتے ہیں کہ فاضل جلیل عالم دین نبیل مولانا سید محمد رضوی نجفی معروف بہ ہندی نے جو اتقیاء علماء وائمہ جماعت حرم حضرت امیر المومنین علیہ السلام میں سے تھے مجھ سے فرمایا کہ مرد صالح عبداللہ واعظ جن کی آمد و رفت مسجد سہلہ کوفہ میں بہت زیادہ رہتی تھی ان کے متعلق عالم معتمد شیخ باقر بن شیخ ہادی کاظمی مجاور نجف اشرف نے شیخ مہدی زریجاوی سے روایت نقل کی ہے کہ میں ایک مرتبہ مسجد کوفہ میں تھا وہاں حاجی عبداللہ کو دیکھا کہ وہ نصف شب کے بعد نجف روانہ ہونے کا ارادہ کر رہے تھے تا کہ علی الصبح وہاں پہنچ جائیں۔ میں بھی ان کے ہمراہ شامل ہو گیا۔ جب ہم اس کنوئیں پر پہنچے جو وسط راہ میں واقع ہے تو ایک شیر نظر آیا جس کو دیکھتے ہی میں رک گیا۔ اس موقع پر حاجی عبداللہ نے کہا: کیا بات ہے، میں نے جواب دیا کہ وہ سامنے شیر بیٹھا ہے۔ انہوں نے کہا آؤ آگے بڑھو اور بالکل خوف نہ کرو۔ میں نے کہا: میری تو ہمت نہیں لیکن ان کا چلنے پر اصرار تھا اور میں مسلسل انکار کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ کہنے لگے۔ میں بڑھتا ہوں، شیر کے سامنے کھڑا ہو جاؤں گا تم چلو گے یا نہیں۔ اس وقت میں نے اقرار کیا کہ ہاں یہ ممکن ہے۔ اب وہ آگے بڑھتے ہوئے شیر کے پاس پہنچ گئے اور اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ دیا۔ یہ دیکھ کر میں خوف کے عالم میں دوڑتا ہوا آگے نکل گیا اور حاجی عبداللہ واعظ چلتے ہوئے میرے پاس آ گئے اور شیر وہیں بیٹھا رہا۔

حاجی عبداللہ واعظ کے متعلق ایک واقعہ آغا شیخ باقر نے بیان کیا وہ کہتے ہیں۔ میرے ماموں قاری شیخ محمد علی جو فن قرأت میں تین کتابوں کے مصنف اور واقعات کربلا کے بارے میں ایک ایسی کتاب کے مولف ہیں جس کو بڑی خوبی سے ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ کتاب احادیث منتخبہ پر مشتمل ہے۔ ایک مرتبہ میں ایام جوانی میں ان کے ہمراہ مسجد سہلہ گیا تھا یہ وہ زمانہ تھا جب رات کے وقت سفر بہت وحشت ناک ہوتا

تھا، یہ علاقہ غیر آباد تھا۔ آخر ہم نے مسجد میں پہنچ کر مقام حضرت حجت علیہ السلام میں نماز تحیہ پڑھی اس کے بعد وہاں سے روانہ ہوگئے۔ ماموں وہاں ایک تھیلی اٹھانا بھول گئے جس میں کچھ معمولی سامان تھا۔ جب چلتے چلتے مسجد کے دروازے پر انہیں یاد آیا تو مجھ کو یہ لانے کے لیے بھیجا۔ عشاء کا وقت تھا۔ میں وہاں پہنچا تو تھیلی مل گئی۔ اس وقت میں نے وہاں درمیانی حصہ میں ایسی چمک دیکھی جسے میں دیکھ کر ڈر گیا میں نے ماموں کے پاس جا کر یہ کیفیت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم ابھی مسجد کوفہ چلتے ہیں وہاں حاجی عبداللہ سے دریافت کریں گے، وہ ضرور اس صورتحال سے آگاہ ہوں گے۔ وہ یہاں آتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ہم مسجد کوفہ پہنچے اور ماموں نے اس روشنی کے متعلق حاجی عبداللہ واعظ سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ میں کئی مرتبہ ایسا ہی دیکھتا رہا ہوں، جملہ زیارت مقامات کے حضرت حجت علیہ السلام کے مقام زیارت کی یہ خصوصیت ہے کہ وہاں ایسی روشنی نظر آتی ہے۔

اعمالِ رویت

رویت کے معنی دیکھنا، جاننا، دیدار، نظارہ اور زیارت کے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص کربلائے معلی میں مشرف ہو اور چالیس شب جمعۃ المبارک زیر قبہ حضرت امام حسین علیہ السلام شب داری کرے اور مصروف عبادت ہو تو حضرت امام عصر والزمان علیہ السلام کی زیارت باسعادت کا شرف حاصل کرے گا۔

علامہ حلی طاب سراہ علیہ الرحمہ کتاب تذکرہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے حدیث میں دیکھا کہ جو شخص چالیس شب جمعہ تحت قبہ مولا ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام اَحیاء شب عبادت و دعا کرے اس کو حضرت امام عصر کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ میں ہر شب جمعہ کو مقام حلہ سے کربلا معلی آنے لگا اور اس چلہ (چلہ چالیس روز حصول مقاصد کے لیے کیا جاتا ہے) میں مصروف ہوگیا۔ جب انتالیس شب جمعہ گزر گئیں اور چالیسویں شب جمعہ کے لیے حلہ سے کربلا روانہ ہوا۔ اس وقت میں اس شبہ میں مبتلا تھا کہ بکثرت احادیث اس مضمون کی وارد ہوئی ہیں کہ جو شخص غم حسین علیہ السلام میں روئے، اگرچہ آنسو کا ایک قطرہ بھی اس کی آنکھ سے برآمد ہو تو اس رونے والے کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ امر مجھ کو تعجب خیز معلوم ہوا، دوسری فکر مجھ کو یہ تھی کہ آج چالیسواں روز ہے لیکن ابھی تک حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ میں اسی فکر میں چلا جا رہا تھا کہ نعلین میرے پیر سے گر گئی۔ ناگاہ ایک صحرائی عرب نے میرے خچر کی لگام تھام لی اور گری ہوئی نعلین فراہم کر دی اور پوچھا کہ کس فکر میں غوطہ زن ہو اس سوال سے مجبور ہو کر میں نے اپنے

شکوک کا اظہار کردیا۔ یہ سن کران بزرگ نے فرمایا کہ اے شخص پہلے میں تم کو قطرہ اشک عزا کے متعلق جواب دیتا ہوں، اب تم غور کرو۔ ایک سلطان ہفت اقلیم شکارگاہ میں اپنے لشکر سے چھوٹ کر جنگل میں جانکلا، جہاں صرف ایک ضعیفہ ایک جھونپڑی میں رہتی تھی۔ بادشاہ نے اس سے پیاس کی شکایت کی۔ اس بڑھیا نے جس کے پاس مال دنیا سے صرف ایک بکری تھی اس بکری کا دودھ بادشاہ کو پلا دیا۔ پھر اس بادشاہ نے بھوک کا اظہار کیا تو اس نے بکری کے کباب بنا کر اسے کھلائے۔ بادشاہ واپس چلا جائے۔ اب اگر یہ بڑھیا اس بادشاہ کے دربار میں جائے اور بادشاہ اس بڑھیا کو اپنی ساری سلطنت دے دے پھر بھی یہ زیادہ نہ ہوگی، کیونکہ بڑھیا نے اپنا سب کچھ بادشاہ کو دیدیا۔ یہی مثال حضرت امام حسین علیہ السلام اور مالک ارض وسما کی ہے۔ اگر وہ حسین علیہ السلام کو خدائی کا اختیار عطا فرمائے تو بڑی بات نہیں۔ قطرہ اشک پر خیال نہ کرو بلکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی عظمت کی طرف غور کرو۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ تمہارا امامؑ اس وقت تمہارے ساتھ ہے۔ یہ سن کر میں نے اپنے آپ کو سواری سے گرادیا اور حضرتؑ کے قدم چومے اتنے میں آپؑ غائب ہوگئے۔

زیارت "جامعہ" کی ہر شب جمعہ پڑھنے کی بڑی تاکید ہے۔ زیارت جامعہ کے متعلق علامہ مجلسی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ بہترین زیارت ہے۔ بلحاظ متن وسند وفصاحت کے اور تمام زیارتوں سے اکمل ہے۔ علامہ مجلسی الرحمہ کے والد گرامی ملاتقی مجلسی علیہ الرحمہ جب بھی عتبات مقدسہ (مقام مقدسہ کی چوکھٹ) میں مشرف ہوتے تھے تو اس زیارت جامعہ کے علاوہ کوئی دوسری زیارت نہیں پڑھتے تھے۔ صاحب نجم الثاقب سے اس کے متعلق ایک حکایت نقل کی ہے جس سے اس کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

سید احمد بن سید ہاشم موسوی رشتی تاجر بیان کرتے ہیں کہ ۱۲۸۰ ہجری میں میں نے حج بیت اللہ کے ارادے سے اپنے وطن مالوف رشت سے روانہ ہوا اور وہاں سے چل کر شہر تبریز میں حاجی صفرعلی تبریزی کے مکان پر پہنچا، پھر وہاں سے حاجی جبار جلودار کی سرکردگی میں مکہ کی طرف راہ اختیار کی۔ اس وقت میرے ساتھ قافلہ میں منجملہ دیگر افراد قافلہ کے حاجی ملاباقر تبریزی وحاجی سید حسین تبریزی تاجر اور حاجی علی خدمت گار بھی تھے۔ جب ہم لوگ مقام اور زنۃ الروم اور طربوزن کی ایک درمیانی منزل میں پہنچے تو حاجی جبار جلودار میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا چونکہ آگے آنے والی منزل خطرناک ہے۔ اس لیے اپنا سامان جلدی بار کرو۔ تاکہ قافلہ سے پیچھے نہ رہ جاؤ۔ یہ بات انہوں نے اس لیے کہی کہ میں بالعموم قافلہ سے فاصلہ پر چلا کرتا تھا۔ صبح ہونے میں ابھی ڈھائی تین گھنٹے باقی تھے کہ ہم لوگوں نے ایک

ساتھ کوچ کیا۔ ابھی ہم مشکل سے ایک فرسخ بھی اپنی منزل سے دور نہ گئے ہوں گے کہ یکا یک تاریکی چھا گئی اور برف پڑنے لگی۔ اہل قافلہ نے اپنے سروں سے چادریں لپیٹ لیں اور تیزی سے چلنے لگے۔ میں نے بھی بہت کوشش کی کہ ان لوگوں کے ساتھ بھاگوں لیکن مجھے ان لوگوں کے ساتھ چلنا ممکن نہ تھا۔ یہاں تک کہ قافلہ نکل گیا اور میں یکا یک وتنہا رہ گیا۔ آخر تھک کر گھوڑے سے پیادہ ہوا اور راستہ کے ایک طرف بیٹھ گیا۔ اس وقت میں نہایت پریشانی کے عالم میں تھا کیونکہ چھ سو تومان میرے پاس تھے۔ بالآخر میں نے طے کیا کہ اسی جگہ صبح ہونے تک ٹھہرا رہوں گا۔ سورج نکلنے پر دوبارہ اسی منزل کی طرف مراجعت کروں گا۔ جہاں قافلہ چلا تھا۔ پھر وہاں سے کسی راہبر کو لے کر اگلی منزل پر اپنے قافلے سے جا ملوں گا، ابھی ان ہی تفکرات میں مبتلا تھا کہ میں نے نظروں کے سامنے ایک باغ دیکھا جہاں ایک باغبان نے ہاتھ میں بیلچہ لیے اپنے بیلچے سے بار بار درختوں کو جھٹکے دیے تا کہ برف ان کے برگ و بار سے گر جائے، پھر وہ باغبان میرے پاس آئے اور دریافت کیا، تم کون ہو؟ میں نے کہا میں ایک مسافر ہوں، قافلہ سے رہ گیا ہوں۔ راستہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے بے حد پریشان ہوں کہ کہاں جاؤں۔ باغبان نے زبان فارسی میں مجھ سے خطاب کیا اور فرمایا۔ نافلہ پڑھو تا کہ راستہ مل جائے۔ یہ سن کر میں نے نافلہ پڑھنا شروع کی۔ جب میں تہجد پڑھ چکا تو وہ پھر میرے پاس آئے اور پوچھا۔ ''نہیں گئے'' میں نے کہا باخدا مجھے راستہ نہیں معلوم۔ انہوں نے کہا جامعہ پڑھو۔ سید رشتی کہتے ہیں کہ مجھ کو زیارت جامعہ اس وقت زبانی حفظ نہ تھی اور نہ اب حفظ ہے۔ یہ سن کر میں کھڑا ہوا اور میں نے زیارت جامعہ پوری کی پوری زبانی پڑھی۔ جب زیارت ختم ہو گئی تو وہ شخص جن کو میں باغبان سمجھ رہا تھا، میرے پاس سامنے آئے اور پوچھا۔ ''ابھی تک نہیں گئے، یہاں موجود ہو!'' اس وقت میں بے اختیار رونے لگا اور میں نے کہا۔ میں ابھی تک یہیں ہوں کیونکہ راستہ نہیں معلوم۔ انہوں نے کہا کہ زیارت عاشورا پڑھو، مجھے ابھی زیارت عاشورا حفظ نہ تھی، مگر ان کے کہنے کے بعد کھڑا ہوا اور زیارت عاشورا زبانی پڑھنا شروع کر دی، یہاں تک کہ لعن و سلام ختم کر کے میں نے دعائے علقمہ ختم کی۔ اس کے بعد وہ شخص پھر آئے اور پوچھا ابھی تک نہیں گئے۔ میں نے کہا میں ابھی نہیں جاؤں گا کل صبح چلا جاؤں گا۔

انہوں نے کہا کہ۔ میں ابھی تم کو تمہارے قافلے سے ملائے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک خچر پر سوار واپس آئے اور اپنے بیلچے کو اپنے کندھے پر رکھ لیا۔ مجھ سے کہا: میرے پیچھے آؤ۔ میں اپنے خچر پر سوار ہو گیا اور اپنی سواری کی لگام میں نے ایک ہاتھ میں تھام لی۔ مگر میرے خچر نے چلنے سے انکار

کیا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے لگام میرے ہاتھ سے لی، تب میری سواری بہت آسانی سے چلنے لگی۔ اس وقت انہوں نے اپنا ہاتھ میرے زانو پر رکھ کر کہا کہ تم نافلہ کیوں نہیں پڑھتے۔ پھر تین دفعہ فرمایا۔ نافلہ، نافلہ، نافلہ (نافلہ سے مراد نماز تہجد) پھر فرمایا تم زیارت عاشورا کیوں نہیں پڑھتے پھر تین دفعہ فرمایا۔ عاشورا، عاشورا، عاشورا، جامعہ، جامعہ، جامعہ (تین بار نافلہ، زیارت عاشورا اور جامعہ فرمانے کا مطلب یہ تھا کہ ان کی اہمیت بہت زیادہ ہے) ابھی ہم کچھ فاصلہ ہی چلے تھے کہ ایک مرتبہ انہوں نے پلٹ کر فرمایا: وہ دیکھو تمہارے رفقائے سفر نہر کے کنارے نماز صبح کے لیے وضو کر رہے ہیں۔ میں نے اپنی سواری پر سوار ہونا چاہا لیکن سوار نہ ہو سکا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے اپنا بیلچہ زمین میں گاڑا اور مجھ کو اپنی سواری پر سوار کر کے قافلہ کی طرف رخ موڑ دیا۔ اس وقت میں نے خیال کیا کہ یہ شخص کون ہو سکتے ہیں، جنہوں نے اس آسانی سے فارسی میں کلام کیا، حالانکہ یہ ترکستانی علاقہ ہے۔ جہاں کوئی بھی فارسی نہیں جانتا، اور مجھ کو اتنی جلدی قافلہ سے ملا دیا۔ اس کے بعد میں نے دوبارہ پلٹ کر دیکھا تو ان کا کوئی پتہ نہ تھا۔

دار السلام اور روضۃ المتقین میں علامہ محمد تقی مجلسی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ میں نے نجف اشرف میں خواب و بیداری کے درمیان دیکھا کہ میں روضہ مبارکہ سامرہ میں مشرف ہوں۔ حضرت امام علی نقی علیہ السلام وحضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی ضریحوں پر حریر سبز جنت کی پوشش (غلاف) پڑی ہے اور حضرت امام العصر والزمان علیہ السلام قبر اقدس پر تکیہ کیے تشریف فرما ہیں۔ آپؑ کا روئے مبارک دروازے کی جانب ہے میری نگاہ جونہی حضرتؑ پر پڑی میں نے زیارت جامعہ پڑھنا شروع کی۔ جب زیارت ختم ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ خوب زیارت ہے۔ میں نے عرض کی مولا یہ زیارت آپؑ کے جدامجد حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی ہے۔ فرمایا سچ ہے۔ کیفیت اس زیارت کی اس طرح ہے کہ اگر عتبات مقدسہ میں مشرف ہو تو پہلے غسل کرے پھر دروازہ پر حاضر ہو کر پہلے کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ○ پھر اندر داخل ہو۔ جب ضریح اقدس پر نظر پڑے تو تیس دفعہ کہیں اللہ اکبر پھر چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے اطمینان و وقار کے ساتھ آگے بڑھیں۔ پھر ٹھہر کر تیس دفعہ کہو اللہ اکبر پھر قبر مطہر کے نزدیک اسی طرح جا کر کھڑے ہوں اور چالیس دفعہ کہیں اللہ و اکبر، جب سو تکبیریں پوری ہو جائیں تو زیارت خضوع وخشوع سے پڑھیں۔ اگر عتبات عالیہ میں مشرف نہ ہو تو قدم اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ پورا عمل ایک ہی جگہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر کیا جا سکتا ہے۔ بہتر ہے یہ زیارت کھڑے ہو کر پڑھیں۔

زیارت جامعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَمَوْضِعَ الرِّسَالَةِ
وَمُخْتَلَفَ الْمَلَائِكَةِ وَمَهْبِطَ الْوَحْيِ وَمَعْدِنَ الرَّحْمَةِ وَخُزَّانَ
الْعِلْمِ وَمُنْتَهَى الْحِلْمِ وَاُصُوْلَ الْكَرَمِ وَقَادَةَ الْاُمَمِ وَاَوْلِيَاۤءَ
النِّعَمِ وَعَنَاصِرَ الْاَبْرَارِ وَدَعَاۤئِمَ الْاَخْيَارِ وَسَاسَةَ الْعِبَادِ
وَاَرْكَانَ الْبِلَادِ وَاَبْوَابَ الْاِيْمَانِ وَاُمَنَاۤءَ الرَّحْمٰنِ وَسُلَالَةَ
النَّبِيِّيْنَ وَصِفْوَةَ الْمُرْسَلِيْنَ. وَعِتْرَةَ خِيَرَةِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلٰى اَئِمَّةِ الْهُدٰى وَمَصَابِيْحِ
الدُّجٰى وَاَعْلَامِ التُّقٰى وَذَوِي النُّهٰى وَاُولِي الْحِجٰى وَكَهْفِ الْوَرٰى
وَوَرَثَةِ الْاَنْبِيَاۤءِ وَالْمَثَلِ الْاَعْلٰى وَالدَّعْوَةِ الْحُسْنٰى وَحُجَجِ اللّٰهِ
عَلٰى اَهْلِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ.
اَلسَّلَامُ عَلٰى مَحَالِّ مَعْرِفَةِ اللّٰهِ وَمَسَاكِنِ بَرَكَةِ اللّٰهِ وَمَعَادِنِ
حِكْمَةِ اللّٰهِ وَحَفَظَةِ سِرِّ اللّٰهِ وَحَمَلَةِ كِتَابِ اللّٰهِ وَاَوْصِيَاۤءِ نَبِيِّ اللّٰهِ
وَذُرِّيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ.
اَلسَّلَامُ عَلَى الدُّعَاةِ اِلَى اللّٰهِ وَالْاَدِلَّاۤءِ عَلٰى مَرْضَاتِ اللّٰهِ
وَالْمُسْتَقِرِّيْنَ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ وَالتَّامِّيْنَ فِيْ مَحَبَّةِ اللّٰهِ وَالْمُخْلِصِيْنَ فِيْ

تَوْحِيْدِ اللهِ وَالْمُظْهِرِيْنَ لِاَمْرِ اللهِ وَنَهْيِهِ وَعِبَادِهِ الْمُكْرَمِيْنَ

الَّذِيْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهِ يَعْمَلُوْنَ وَرَحْمَةُ اللهِ

وَبَرَكَاتُهُ. اَلسَّلَامُ عَلَى الْاَئِمَّةِ الدُّعَاةِ وَالْقَادَةِ الْهُدَاةِ وَالسَّادَةِ

الْوُلَاةِ وَالذَّادَةِ الْحُمَاةِ وَاَهْلِ الذِّكْرِ وَاُولِى الْاَمْرِ وَبَقِيَّةِ اللهِ

وَخِيَرَتِهِ وَحِزْبِهِ وَعَيْبَةِ عِلْمِهِ وَحُجَّتِهِ وَصِرَاطِهِ وَنُوْرِهِ وَبُرْهَانِهِ

وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ. اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ

كَمَا شَهِدَ اللهُ لِنَفْسِهِ وَشَهِدَتْ لَهُ مَلَائِكَتُهُ وَاُولُو الْعِلْمِ مِنْ

خَلْقِهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ

الْمُنْتَجَبُ وَرَسُوْلُهُ الْمُرْتَضٰى اَرْسَلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ وَاَشْهَدُ اَنَّكُمُ

الْاَئِمَّةُ الرَّاشِدُوْنَ الْمَهْدِيُّوْنَ الْمَعْصُوْمُوْنَ الْمُكَرَّمُوْنَ

الْمُقَرَّبُوْنَ الْمُتَّقُوْنَ الصَّادِقُوْنَ الْمُصْطَفَوْنَ الْمُطِيْعُوْنَ لِلّٰهِ

الْقَوَّامُوْنَ بِاَمْرِهِ الْعَامِلُوْنَ بِاِرَادَتِهِ الْفَائِزُوْنَ بِكَرَامَتِهِ

اصْطَفَاكُمْ بِعِلْمِهِ وَارْتَضَاكُمْ لِغَيْبِهِ وَاخْتَارَكُمْ لِسِرِّهِ

وَاجْتَبَاكُمْ بِقُدْرَتِهِ وَاَعَزَّكُمْ بِهُدَاهُ وَخَصَّكُمْ بِبُرْهَانِهِ

وَانْتَجَبَكُمْ لِنُوْرِهِ وَاَيَّدَكُمْ بِرُوْحِهِ وَرَضِيَكُمْ خُلَفَاءَ فِيْ اَرْضِهِ

وَحُجَجًا عَلٰى بَرِيَّتِهِ وَاَنْصَارًا لِدِيْنِهِ وَحَفَظَةً لِسِرِّهِ وَخَزَنَةً لِعِلْمِهِ

وَمُسْتَوْدَعًا لِّحِكْمَتِهٖ وَتَرَاجِمَةً لِّوَحْيِهٖ وَاَرْكَانًا لِّتَوْحِيْدِهٖ

وَشُهَدَآءَ عَلٰى خَلْقِهٖ وَاَعْلَامًا لِّعِبَادِهٖ وَمَنَارًا فِيْ بِلَادِهٖ وَاَدِلَّآءَ

عَلٰى صِرَاطِهٖ عَصَمَكُمُ اللّٰهُ مِنَ الزَّلَلِ وَاٰمَنَكُمْ مِّنَ الْفِتَنِ

وَطَهَّرَكُمْ مِّنَ الدَّنَسِ وَاَذْهَبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَكُمْ

تَطْهِيْرًا فَعَظَّمْتُمْ جَلَالَهٗ وَاَكْبَرْتُمْ شَاْنَهٗ وَمَجَّدْتُمْ كَرَمَهٗ

وَاَدَمْتُمْ ذِكْرَهٗ وَوَكَّدْتُمْ مِيْثَاقَهٗ وَاَحْكَمْتُمْ عَقْدَ طَاعَتِهٖ

وَنَصَحْتُمْ لَهٗ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَدَعَوْتُمْ اِلٰى سَبِيْلِهٖ بِالْحِكْمَةِ

وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَبَذَلْتُمْ اَنْفُسَكُمْ فِيْ مَرْضَاتِهٖ وَصَبَرْتُمْ

عَلٰى مَا اَصَابَكُمْ فِيْ جَنْبِهٖ وَاَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ

وَاَمَرْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَيْتُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَجَاهَدْتُمْ فِي اللّٰهِ

حَقَّ جِهَادِهٖ حَتّٰى اَعْلَنْتُمْ دَعْوَتَهٗ وَبَيَّنْتُمْ فَرَائِضَهٗ وَاَقَمْتُمْ

حُدُوْدَهٗ وَنَشَرْتُمْ شَرَائِعَ اَحْكَامِهٖ وَسَنَنْتُمْ سُنَّتَهٗ وَصِرْتُمْ فِيْ

ذٰلِكَ مِنْهُ اِلَى الرِّضَا وَسَلَّمْتُمْ لَهُ الْقَضَاءَ وَصَدَّقْتُمْ مِنْ رُسُلِهٖ

مَنْ مَضٰى فَالرَّاغِبُ عَنْكُمْ مَارِقٌ وَاللَّازِمُ لَكُمْ لَاحِقٌ

وَالْمُقَصِّرُ فِيْ حَقِّكُمْ زَاهِقٌ وَالْحَقُّ مَعَكُمْ وَفِيْكُمْ وَمِنْكُمْ

وَاِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ اَهْلُهٗ وَمَعْدِنُهٗ وَمِيْرَاثُ النُّبُوَّةِ عِنْدَكُمْ

وَاِيَابُ الْخَلْقِ اِلَيْكُمْ وَحِسَابُهُمْ عَلَيْكُمْ وَفَصْلُ الْخِطَابِ

عِنْدَكُمْ وَآيَاتُ اللّٰهِ لَدَيْكُمْ وَعَزَائِمُهُ فِيكُمْ وَنُورُهُ وَبُرْهَانُهُ

عِنْدَكُمْ وَأَمْرُهُ إِلَيْكُمْ مَنْ وَالَاكُمْ فَقَدْ وَالَى اللّٰهَ وَمَنْ

عَادَاكُمْ فَقَدْ عَادَى اللّٰهَ وَمَنْ أَحَبَّكُمْ فَقَدْ أَحَبَّ اللّٰهَ وَمَنْ

أَبْغَضَكُمْ فَقَدْ أَبْغَضَ اللّٰهَ وَمَنِ اعْتَصَمَ بِكُمْ فَقَدِ اعْتَصَمَ

بِاللّٰهِ أَنْتُمُ الصِّرَاطُ الْأَقْوَمُ وَشُهَدَاءُ دَارِ الْفَنَاءِ وَشُفَعَاءُ دَارِ

الْبَقَاءِ وَالرَّحْمَةُ الْمَوْصُولَةُ وَالْآيَةُ الْمَخْزُونَةُ وَالْأَمَانَةُ

الْمَحْفُوظَةُ وَالْبَابُ الْمُبْتَلَى بِهِ النَّاسُ مَنْ أَتَاكُمْ نَجَا وَمَنْ لَمْ

يَأْتِكُمْ هَلَكَ إِلَى اللّٰهِ تَدْعُونَ وَعَلَيْهِ تَدُلُّونَ وَبِهِ تُؤْمِنُونَ وَلَهُ

تُسَلِّمُونَ وَبِأَمْرِهِ تَعْمَلُونَ وَإِلَى سَبِيلِهِ تُرْشِدُونَ وَبِقَوْلِهِ

تَحْكُمُونَ سَعَدَ مَنْ وَالَاكُمْ وَهَلَكَ مَنْ عَادَاكُمْ وَخَابَ مَنْ

جَحَدَكُمْ وَضَلَّ مَنْ فَارَقَكُمْ وَفَازَ مَنْ تَمَسَّكَ بِكُمْ وَأَمِنَ مَنْ

لَجَأَ إِلَيْكُمْ وَسَلِمَ مَنْ صَدَّقَكُمْ وَهُدِيَ مَنِ اعْتَصَمَ بِكُمْ مَنِ

اتَّبَعَكُمْ فَالْجَنَّةُ مَأْوَاهُ وَمَنْ خَالَفَكُمْ فَالنَّارُ مَثْوَاهُ وَمَنْ

جَحَدَكُمْ كَافِرٌ وَمَنْ حَارَبَكُمْ مُشْرِكٌ وَمَنْ رَدَّ عَلَيْكُمْ فِي

أَسْفَلِ دَرْكٍ مِنَ الْجَحِيمِ، أَشْهَدُ أَنَّ هٰذَا سَابِقٌ لَكُمْ فِيمَا مَضَى

وَجَارٍ لَكُمْ فِيمَا بَقِيَ ،وَأَنَّ أَرْوَاحَكُمْ وَنُورَكُمْ وَطِينَتَكُمْ

وَاحِدَةٌ طَابَتْ وَطَهُرَتْ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ خَلَقَكُمُ اللّٰهُ أَنْوَارًا

فَجَعَلَكُمْ بِعَرْشِهٖ مُحْدِقِيْنَ حَتّٰى مَنَّ عَلَيْنَا بِكُمْ فَجَعَلَكُمْ فِيْ
بُيُوْتٍ اَذِنَ اللهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَجَعَلَ
صَلٰوتَنَا عَلَيْكُمْ وَمَا خَصَّنَا بِهٖ مِنْ وِلَايَتِكُمْ طِيْبًا لِخَلْقِنَا
وَطَهَارَةً لِاَنْفُسِنَا وَتَزْكِيَةً لَنَا وَكَفَّارَةً لِذُنُوْبِنَا فَكُنَّا عِنْدَهٗ
مُسَلِّمِيْنَ بِفَضْلِكُمْ وَمَعْرُوْفِيْنَ بِتَصْدِيْقِنَا اِيَّاكُمْ فَبَلَغَ اللهُ
بِكُمْ اَشْرَفَ مَحَلِّ الْمُكَرَّمِيْنَ وَاَعْلٰى مَنَازِلِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَاَرْفَعَ
دَرَجَاتِ الْمُرْسَلِيْنَ حَيْثُ لَا يَلْحَقُهٗ لَاحِقٌ وَّلَا يَفُوْقُهٗ فَائِقٌ
وَّلَا يَسْبِقُهٗ سَابِقٌ وَّلَا يَطْمَعُ فِيْ اِدْرَاكِهٖ طَامِعٌ حَتّٰى لَا يَبْقٰى
مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ وَّلَا صِدِّيْقٌ وَّلَا شَهِيْدٌ وَّلَا عَالِمٌ
وَّلَا جَاهِلٌ وَّلَا دَنِيٌّ وَّلَا فَاضِلٌ وَّلَا مُؤْمِنٌ صَالِحٌ وَّلَا فَاجِرٌ طَالِحٌ
وَّلَا جَبَّارٌ عَنِيْدٌ وَّلَا شَيْطَانٌ مَرِيْدٌ وَّلَا خَلْقٌ فِيْمَا بَيْنَ ذٰلِكَ
شَهِيْدٌ اِلَّا عَرَّفَهُمْ جَلَالَةَ اَمْرِكُمْ وَعِظَمَ خَطَرِكُمْ وَكِبَرَ
شَاْنِكُمْ وَتَمَامَ نُوْرِكُمْ وَصِدْقَ مَقَاعِدِكُمْ وَثَبَاتَ مَقَامِكُمْ
وَشَرَفَ مَحَلِّكُمْ وَمَنْزِلَتِكُمْ عِنْدَهٗ وَكَرَامَتَكُمْ عَلَيْهِ
وَخَاصَّتَكُمْ لَدَيْهِ وَقُرْبَ مَنْزِلَتِكُمْ مِنْهُ بِاَبِيْ اَنْتُمْ وَاُمِّيْ
وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ وَاُسْرَتِيْ اُشْهِدُ اللهَ وَاُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ مُؤْمِنٌ بِكُمْ
وَبِمَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ كَافِرٌ بِعَدُوِّكُمْ وَبِمَا كَفَرْتُمْ بِهٖ مُسْتَبْصِرٌ

بِشَأْنِكُمْ وَبِضَلَالَةِ مَنْ خَالَفَكُمْ مُوَالٍ لَكُمْ وَلِأَوْلِيَائِكُمْ

مُبْغِضٌ لِأَعْدَائِكُمْ وَمُعَادٍ لَهُمْ سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَكُمْ وَحَرْبٌ

لِمَنْ حَارَبَكُمْ مُحَقِّقٌ لِمَا حَقَّقْتُمْ مُبْطِلٌ لِمَا اَبْطَلْتُمْ مُطِيعٌ

لَكُمْ عَارِفٌ بِحَقِّكُمْ مُقِرٌّ بِفَضْلِكُمْ مُحْتَمِلٌ لِعِلْمِكُمْ مُحْتَجِبٌ

بِذِمَّتِكُمْ مُعْتَرِفٌ بِكُمْ مُؤْمِنٌ بِإِيَابِكُمْ مُصَدِّقٌ بِرَجْعَتِكُمْ

مُنْتَظِرٌ لِأَمْرِكُمْ مُرْتَقِبٌ لِدَوْلَتِكُمْ ءَاخِذٌ بِقَوْلِكُمْ عَامِلٌ

بِأَمْرِكُمْ مُسْتَجِيرٌ بِكُمْ زَائِرٌ لَكُمْ لَائِذٌ عَائِذٌ بِقُبُورِكُمْ

مُسْتَشْفِعٌ اِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ بِكُمْ وَمُتَقَرِّبٌ بِكُمْ اِلَيْهِ

وَمُقَدِّمُكُمْ اَمَامَ طَلِبَتِيْ وَحَوَائِجِيْ وَاِرَادَتِيْ فِيْ كُلِّ اَحْوَالِيْ

وَاُمُوْرِيْ مُؤْمِنٌ بِسِرِّكُمْ وَعَلَانِيَتِكُمْ وَشَاهِدِكُمْ وَغَائِبِكُمْ

وَاَوَّلِكُمْ وَاٰخِرِكُمْ وَمُفَوِّضٌ فِيْ ذٰلِكَ كُلِّهِ اِلَيْكُمْ وَمُسَلِّمٌ فِيْهِ

مَعَكُمْ وَقَلْبِيْ لَكُمْ مُسَلِّمٌ وَرَاْيِيْ لَكُمْ تَبَعٌ وَنُصْرَتِيْ لَكُمْ

مُعَدَّةٌ حَتّٰى يُحْيِيَ اللهُ تَعَالٰى دِيْنَهُ بِكُمْ وَيَرُدَّكُمْ فِيْ اَيَّامِهِ

وَيُظْهِرَكُمْ لِعَدْلِهِ وَيُمَكِّنَكُمْ فِيْ اَرْضِهِ فَمَعَكُمْ مَعَكُمْ لَامَعَ

غَيْرِكُمْ اٰمَنْتُ بِكُمْ وَتَوَلَّيْتُ اٰخِرَكُمْ بِمَا تَوَلَّيْتُ بِهِ اَوَّلَكُمْ

وَبَرِئْتُ اِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ اَعْدَائِكُمْ وَمِنَ الْجِبْتِ

وَالطَّاغُوْتِ وَالشَّيَاطِيْنِ وَحِزْبِهِمُ الظَّالِمِيْنَ لَكُمُ الْجَاحِدِيْنَ

لِحَقِّكُمْ وَالْمَارِقِيْنَ مِنْ وِلَايَتِكُمْ وَالْغَاصِبِيْنَ لِاِرْثِكُمْ
الشَّاكِّيْنَ فِيْكُمُ الْمُنْحَرِفِيْنَ عَنْكُمْ وَمِنْ كُلِّ وَلِيْجَةٍ دُوْنَكُمْ
وَكُلِّ مُطَاعٍ سِوَاكُمْ وَمِنَ الْاَئِمَّةِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ
فَثَبَّتَنِيَ اللهُ اَبَداً مَا حَيِيْتُ عَلٰى مُوَالَاتِكُمْ وَمَحَبَّتِكُمْ
وَدِيْنِكُمْ وَوَفَّقَنِيْ لِطَاعَتِكُمْ وَرَزَقَنِيْ شَفَاعَتَكُمْ وَجَعَلَنِيْ
مِنْ خِيَارِ مَوَالِيْكُمُ التَّابِعِيْنَ لِمَا دَعَوْتُمْ اِلَيْهِ وَجَعَلَنِيْ مِمَّنْ
يَقْتَصُّ آثَارَكُمْ وَيَسْلُكُ سَبِيْلَكُمْ وَيَهْتَدِيْ بِهُدَاكُمْ وَيُحْشَرُ
فِيْ زُمْرَتِكُمْ وَيَكِرُّ فِيْ رَجْعَتِكُمْ وَيُمَلَّكُ فِيْ دَوْلَتِكُمْ وَيُشَرَّفُ
فِيْ عَافِيَتِكُمْ وَيُمَكَّنُ فِيْ اَيَّامِكُمْ وَتَقَرُّ عَيْنُهُ غَداً بِرُؤْيَتِكُمْ
بِاَبِيْ اَنْتُمْ وَاُمِّيْ وَنَفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ مَنْ اَرَادَ اللهَ بَدَاَ بِكُمْ
وَمَنْ وَحَّدَهُ قَبِلَ عَنْكُمْ وَمَنْ قَصَدَهُ تَوَجَّهَ بِكُمْ مَوَالِيَّ لَا
اُحْصِيْ ثَنَائَكُمْ وَلَا اَبْلُغُ مِنَ الْمَدْحِ كُنْهَكُمْ وَمِنَ الْوَصْفِ
قَدْرَكُمْ وَاَنْتُمْ نُوْرُ الْاَخْيَارِ وَهُدَاةُ الْاَبْرَارِ وَحُجَجُ الْجَبَّارِ بِكُمْ
فَتَحَ اللهُ وَبِكُمْ يَخْتِمُ وَبِكُمْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَبِكُمْ يُمْسِكُ
السَّمَاءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَبِكُمْ يُنَفِّسُ الْهَمَّ
وَيَكْشِفُ الضُّرَّ وَعِنْدَكُمْ مَا نَزَلَتْ بِهٖ رُسُلُهٗ وَهَبَطَتْ بِهٖ
الْمَلَائِكَتُهٗ وَاِلٰى جَدِّكُمْ

(اور اگر تم زیارت امیر المومنینؑ پڑھو تو جئ کُم کی جگہ یوں کہو:۔)

وَاِلٰى اَخِيْكَ بُعِثَ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ اٰتَاكُمُ اللهُ مَا لَمْ يُؤْتِ
اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ طَاْطَاَ كُلُّ شَرِيْفٍ لِشَرَفِكُمْ وَبَخَعَ كُلُّ
مُتَكَبِّرٍ لِطَاعَتِكُمْ وَخَضَعَ كُلُّ جَبَّارٍ لِفَضْلِكُمْ وَذَلَّ كُلُّ
شَيْءٍ لَكُمْ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِكُمْ وَفَازَ الْفَائِزُوْنَ
بِوِلَايَتِكُمْ بِكُمْ يُسْلَكُ اِلَى الرِّضْوَانِ وَعَلٰى مَنْ جَحَدَ
وِلَايَتَكُمْ غَضَبُ الرَّحْمٰنِ بِاَبِيْ اَنْتُمْ وَاُمِّيْ وَنَفْسِيْ وَاَهْلِيْ
وَمَالِيْ ذِكْرُكُمْ فِي الذَّاكِرِيْنَ وَاَسْمَاؤُكُمْ فِي الْاَسْمَاءِ
وَاَجْسَادُكُمْ فِي الْاَجْسَادِ وَاَرْوَاحُكُمْ فِي الْاَرْوَاحِ
وَاَنْفُسُكُمْ فِي النُّفُوْسِ وَاٰثَارُكُمْ فِي الْاٰثَارِ وَقُبُوْرُكُمْ فِي
الْقُبُوْرِ فَمَا اَحْلٰى اَسْمَاۤئَكُمْ وَاَكْرَمَ اَنْفُسَكُمْ وَاَعْظَمَ
شَاْنَكُمْ وَاَجَلَّ خَطَرَكُمْ وَاَوْفٰى عَهْدَكُمْ وَاَصْدَقَ
وَعْدَكُمْ كَلَامُكُمْ نُوْرٌ وَاَمْرُكُمْ رُشْدٌ وَوَصِيَّتُكُمُ
التَّقْوٰى وَفِعْلُكُمُ الْخَيْرُ وَعَادَتُكُمُ الْاِحْسَانُ وَسَجِيَّتُكُمُ
الْكَرَمُ وَشَاْنُكُمُ الْحَقُّ وَالصِّدْقُ وَالرِّفْقُ وَقَوْلُكُمْ حُكْمٌ
وَحَتْمٌ وَرَاْيُكُمْ عِلْمٌ وَحِلْمٌ وَحَزْمٌ اِنْ ذُكِرَ الْخَيْرُ كُنْتُمْ
اَوَّلَهٗ وَاَصْلَهٗ وَفَرْعَهٗ وَمَعْدِنَهٗ وَمَاْوَاهُ وَمُنْتَهَاهُ. بِاَبِيْ اَنْتُمْ

وَاُمِّي وَنَفْسِيْ كَيْفَ اَصِفُ حُسْنَ ثَنَائِكُمْ وَاُحْصِيْ جَمِيْلَ
بَلَائِكُمْ وَبِكُمْ اَخْرَجَنَا اللهُ مِنَ الذُّلِّ وَفَرَّجَ عَنَّا غَمَرَاتِ
الْكُرُوْبِ وَاَنْقَذَنَا مِنْ شَفَا جُرُفِ الْهَلَكَاتِ وَمِنَ النَّارِ.
بِأَبِي أَنْتُمْ وَاُمِّي وَنَفْسِيْ بِمُوَالَاتِكُمْ عَلَّمَنَا اللهُ مَعَالِمَ
دِيْنِنَا وَاَصْلَحَ مَا كَانَ فَسَدَ مِنْ دُنْيَانَا وَبِمُوَالَاتِكُمْ تَمَّتِ
الْكَلِمَةُ وَعَظُمَتِ النِّعْمَةُ وَائْتَلَفَتِ الْفُرْقَةُ وَ بِمُوَالَاتِكُمْ
تُقْبَلُ الطَّاعَةُ الْمُفْتَرَضَةُ وَلَكُمُ الْمَوَدَّةُ الْوَاجِبَةُ
وَالدَّرَجَاتُ الرَّفِيْعَةُ وَالْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ وَالْمَكَانُ
الْمَعْلُوْمُ عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالْجَاهُ الْعَظِيْمُ وَالشَّأْنُ
الْكَبِيْرُ وَالشَّفَاعَةُ الْمَقْبُوْلَةُ رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ
وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ رَبَّنَا لَا تُزِغْ
قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ
اَنْتَ الْوَهَّابُ سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا. يَا
وَلِيَّ اللهِ اِنَّ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ ذُنُوْباً لَا يَأْتِيْ عَلَيْهَا اِلَّا
رِضَاكُمْ فَبِحَقِّ مَنِ ائْتَمَنَكُمْ عَلٰى سِرِّهٖ وَاسْتَرْعَاكُمْ اَمْرَ
خَلْقِهٖ وَقَرَنَ طَاعَتَكُمْ بِطَاعَتِهٖ لَمَّا اسْتَوْهَبْتُمْ ذُنُوْبِيْ
وَكُنْتُمْ شُفَعَائِيْ فَاِنِّيْ لَكُمْ مُطِيْعٌ مَنْ اَطَاعَكُمْ فَقَدْ

اَطَاعَ اللهَ وَمَنْ عَصَاكُمْ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَمَنْ اَحَبَّكُمْ فَقَدْ اَحَبَّ اللهَ وَمَنْ اَبْغَضَكُمْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللهَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَوْ وَجَدْتُ شُفَعَاءَ اَقْرَبَ اِلَيْكَ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاَهْلِ بَيْتِهِ الْاَخْيَارِ الْاَئِمَّةِ الْاَبْرَارِ لَجَعَلْتُهُمْ شُفَعَائِيْ فَبِحَقِّهِمُ الَّذِيْ اَوْجَبْتَ لَهُمْ عَلَيْكَ اَسْاَلُكَ اَنْ تُدْخِلَنِيْ فِيْ جُمْلَةِ الْعَارِفِيْنَ بِهِمْ وَبِحَقِّهِمْ وَفِيْ زُمْرَةِ الْمَرْحُوْمِيْنَ بِشَفَاعَتِهِمْ اِنَّكَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا وَّحَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

ترجمہ: سلام ہو آپ حضرات پر اے اہل بیتؑ نبوت و موضع رسالت اور محل (جگہ) نزول ملائکہ اور اترنے کی جگہ وحی کے اور کان رحمت اور خزانہ علم اور نہایت حلم اور مصدر کرم اور رہروان امم اور نعمتوں کے ولی اور نیکیوں کے اصول اور اہل خیر کے ستون اور بندگان خدا کے رہنما اور مستحکم ستون شہروں کے لیے اور دروازہ ہائے ایمان اور ایمان اور امین خداوندی اور رسولوں کی ذریت (اولاد) اور اللہ کے برگزیدہ رسولؐ اور عترت منتخب پروردگار عالمین اور رحمت خدا ہو اور اس کی برکتیں ہوں۔ سلام ہو ہدایت کے اماموں پر اور چراغوں پر اندھیرے کے اور نشانات پر تقویٰ کے اور عظیم عقل مندوں پر اور صاحبان مخلوق کامل اور پناہ گاہ عالم پر اور وارثان انبیاء اور اللہ کی بہترین مثال پر اور دعوت دینے والے نیکیوں کی طرف اور حجت ہائے خدا اوپر اہل دنیا و آخرت کے اور دونوں کے لیے اور رحمت ہو اللہ کی اور اس کی برکتیں ہوں۔ سلام ہو اوپر مقامات معرفت خدا کے اور مسکنوں پر برکت خدا کے اور خزانہ ہائے حکمت خدا پر اور محافظان رازہائے خدا پر اور حاملان کتاب خدا پر اور نبی خدا کے جانشینوں پر (سلام ہو) اور ذریت (اولاد) پر رسول خدا کی (درود ہو اللہ کا آنحضرت اور ان کی آل پر) اور رحمت خدا ہو اور اس کی برکتیں ہوں۔ سلام ہو بلانے والے پر اللہ کی طرف اور جو رہنمائی کرنے والے ہیں پر خوشنودیٔ خدا کی طرف اور جو ثابت قدم رہنے والے ہیں حکم خدا پر اور جو حدِ کمال تک پہنچنے والے ہیں محبت خدا میں اور بیحد خلوص رکھنے والے ہیں تو وحدتِ خدا پر اور جو ظاہر کرنے والے ہیں اللہ کی امر و نہی کو اور ان مکرم بندوں پر جو ہرگز ہرگز سبقت نہیں کرتے اس کے حکم پر بلکہ وہ اس کے حکم کے عین مطابق عمل کرتے ہیں اور رحمت نازل ہو اللہ کی اور اسکی برکتیں ہوں۔ سلام ہو ان اماموں پر جو حق کی طرف بلانے والے اور رہبر و رہنما اور سردار و ولی ہیں اور محافظ دین خدا اور حامیٔ دین ہیں اور ذکر کرنے والے اور صاحبان امر (حاکم) ہیں اللہ کی باقی رہنے والی نشانیاں اور اس کے منتخب اور اس کے گروہ اور خزانہ ہیں اس کے علم کا اور اس کی حجت، اور اس کا بتایا ہوا راستہ، اور اس کا نور اور اس کی دلیل ہیں اور رحمت نازل ہو اللہ کی اور برکتیں ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے جو یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں جیسا کہ گواہی دی ہے اللہ نے خود اپنی ذات کی اور گواہی دی اس کے لیے اس کے ملائکہ نے اور صاحبان علم نے اس کی مخلوق میں سے نہیں ہے، کوئی معبود سوائے اس غالب

حکمت والے کے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک حضرت محمدؐ اُس کے بندۂ برگزیدہ ہیں اور اور اس کے رسول پسندیدہ ہیں جن کو اُس نے بھیجا ہے ہدایت اور دین حق کے لیے تاکہ وہ ظاہر و غالب کر دیں اُس کو تمام ادیان پر خواہ یہ امر مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ حضرات امام، رہنما ہدایت یافتہ معصوم، بزرگ، مقرب، پرہیزگار، صادق، منتخب، (اور) اطاعت گزار ہیں اللہ کے لیے قائم رہنے والے ہیں اس کے حکم پر، عمل کرنے والے ہیں اس کی منشاء پر، فائز ہیں۔ اس کے لطف و کرم پر منتخب کیا ہے آپ حضرات کو اپنے علم کی بناء پر، اور پسند کیا ہے آپ حضرات کو اپنے (علم) غیب کے لیے، اور پسند کیا ہے آپ حضرات کو اپنے رازوں کے لیے، اور آپ حضرات کا انتخاب کیا ہے اپنی طاقت سے، اور آپ حضرات کو عزت بخشی اپنی ہدایت سے اور مخصوص فرمایا آپ حضرات کو اپنی دلیل سے اور منتخب فرمایا آپ حضرات کو اپنے نور کے لیے اور آپ حضرات کی مدد فرمائی اپنے روح القدس کے ذریعے سے، اور آپ حضرات کو منتخب فرمایا اپنی زمین پر خلافت کے لیے اور اپنی مخلوقات پر حجت کے لیے، اور اپنے دین کی نصرت کے لیے اور حفاظت کے لیے اور اپنے راز کی، اور اپنے علم کا خازن بنانے کے لیے اور اپنی حکمت سپرد کرنے کے لیے اور اپنی وحی کی ترجمانی کے لیے اور اپنی توحید کا ستون بنانے کے لیے اور اپنی مخلوق پر گواہی کے لیے، اور اپنی نمائندگی کے لیے اپنے بندوں کے لیے اور اپنے شہروں میں منارۂ نور بنانے کے لیے، اور اپنے راستے کی رہنمائی کے لیے۔ (نیز) آپ حضرات کو بچایا اللہ نے لغزشوں سے اور اپنی پناہ میں رکھا آپ حضرات کو فتنوں سے اور پاک رکھا آپ حضرات کو نجاست سے اور دور رکھا آپ حضرات سے رجس و پلیدگی کو اور ایسا پاکیزہ رکھا جیسا پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔ چنانچہ آپ حضرات نے بتایا کہ اُس کی ذات عظیم و بزرگ ہے اور اُس کی شان بہت بڑی ہے اور وہ بزرگی و کرامت والا ہے اور آپ حضرات نے اس کے ذکر کو دوام بخشا اور اور اس کے عہد و میثاق کو مضبوط اور اس کے عہد و پیمان اور اطاعت کو مستحکم کیا اور مخلوق کو نصیحت کی پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر انہیں بلایا انہیں اس کی راہ کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ اور اپنی جانیں تک قربان کر دیں اُس کی خاطر اور صبر سے کام لیا ان مصائب پر جو آپ حضرات پر اس کی راہ میں وارد ہوئے اور آپ حضرات نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور حکم دیا نیکی کا اور روکا برائی سے اور جہاد کیا اللہ

کی راہ میں اور پورا پورا حق جہاد ادا کیا یہاں تک کہ لوگوں کو دعوت دی کھلم کھلا اور ظاہری طور پر اس کے احکامات بیان کیے اور اُس کی حدود کو قائم کیا اور نشر کیا اس کی شریعت کے احکامات کو اور جاری کیا اُس کی سنت کو اور ہو گئے آپ حضرات اس سلسلے میں اُس کی رضا خوشنودی کے مستحق اور سر تسلیم خم کیا اُس کے حکم کے سامنے اور تصدیق کی آپ حضرات نے گزشتہ رسولوں کی، پس جس نے منہ پھیر لیا آپ حضرات کی طرف سے وہ دین خدا سے خارج ہو گیا اور جو آپ کے دامن سے وابستہ رہا وہ آپ سے ملحق ہو گیا اور جس نے آپ کو آپ کے مرتبے سے گھٹایا وہ خود مٹ گیا، اور حقیقتاً حق آپ کے ساتھ ہے اور آپ کے خاندان میں ہے اور اس کی ابتداء آپ حضرات سے ہے اور انتہا بھی آپ حضرات پر ہے اور آپ ہی اہل حق اور اس کے خزانے ہیں اور میراث نبوت آپ حضرات کے پاس ہے اور مخلوق کی بازگشت آپ حضرات کی طرف ہے اور ان کا حساب آپ حضرات کے ذمے ہے اور حق و باطل کا فیصلہ بھی آپ حضرات ہی کریں گے اور آیات الٰہی آپ حضرات کے پاس ہیں اور اسرار نبوت آپ کے خاندان میں ہیں اور اُس کا نور اور اُس کی برہان و دلیل آپ حضرات کے پاس ہیں اور اُس کا حکم بھی آپ حضرات کی طرف آتا ہے، جس نے آپ حضرات سے دوستی رکھی پس اُس نے اللہ سے دوستی رکھی اور جس نے آپ حضرات سے دشمنی رکھی پس اس نے اللہ سے دشمنی رکھی اور جس نے آپ حضرات سے محبت کی پس اُس نے اللہ سے محبت کی، اور جس نے آپ حضرات سے بغض رکھا، پس اُس نے اللہ سے بغض رکھا، اور جو آپ حضرات سے وابستہ ہو گیا، پس وہ وابستہ ہو گیا اللہ سے۔ آپ حضرات ہی صراط مستقیم ہیں اور گواہ ہیں دنیائے فانی میں اور شفیع ہیں آخرت میں اور رحمت سرمدی و ابدی ہیں اور آیات ربانی کے خزانے ہیں اور اللہ کی محفوظ امانت ہیں اور دروازۂ آزمائش ہیں لوگوں کے لیے جو آپ حضرات کے پاس آ گیا اس نے نجات حاصل کی اور جو آپ حضرات کے پاس نہ آیا وہ ہلاک ہو گیا۔ اللہ کی طرف آپ حضرات بلانے والے ہیں اور اس کی ذات پر دلیل ہیں اور اُس پر مکمل ایمان رکھتے ہیں اور اس کے لیے سر تسلیم خم کرتے ہیں اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ اور اس کی طرف ہدایت کرتے ہیں اور اس کے کلام (قرآن) سے فیصلہ کرتے ہیں خوش نصیب ہے وہ جو آپ حضرات کو دوست رکھے اور ہلاکت ہے اس کے لیے جو آپ سے دشمنی رکھے اور ناکام

و نامرد اہے وہ جس نے آپ حضرات کے حق سے انکار کیا اور گمراہ ہے وہ جس نے آپ حضرات کو چھوڑ دیا اور کامیاب ہے وہ جو آپ کے دامن سے وابستہ رہا۔ اور امن پایا اُس نے جس نے آپ حضرات کے دامن میں پناہ لی اور سلامت رہا وہ جس نے آپ حضرات کی تصدیق کی اور ہدایت پائی اُس نے جس نے آپ حضرات کا دامن پکڑ لیا۔ جس نے آپ حضرات کی پیروی کی پس اس نے جنت میں منزلت پائی اور جس نے آپ حضرات کی مخالفت کی پس جہنم ہی اُس کا ٹھکانہ ہے اور جس نے آپ حضرات کا انکار کیا وہ کافر ہے اور جس نے آپ حضرات سے جنگ کی وہ مشرک ہے۔ اور جس نے آپ حضرات کے حکم کو رد کیا وہ نچلے طبقے میں جا پہنچا۔ جہنم کے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ حضرات فائز تھے اس منزلت پر زمانہ گزشتہ میں، اور آئندہ زمانے میں بھی اسی پر فائز رہیں گے اور بیشک آپ حضرات کی ارواح اور آپ حضرات کا نور اور آپ حضرات کی طینت ایک ہی ہے پاکیزہ ہیں آپ سب اور پاک ہیں ایک دوسرے سے، آپ حضرات کو خلق فرمایا اللہ نے بشکل نور پھر قرار دیا آپ حضرات کے نور کو اپنے عرش کے چاروں طرف حتیٰ کہ اُس نے ہم پر احسان فرمایا آپ حضرات کے ذریعے سے یعنی پیدا کیا آپ حضرات کو ایسے گھروں میں کہ حکم دیا اللہ نے ان کو بلند کرنے کا اور جن میں اُس کا نام لیا جائے، اور لازم کیا ہمارے لیے درود بھیجنا آپ کے اوپر اور ہمیں مخصوص فرمایا آپ حضرات کی ولایت سے تاکہ پاک رہے ہماری خلقت اور طہارت ہو جائے ہمارے نفسوں کی اور تزکیہ ہو جائے ہمارا اور کفارہ ہو جائے ہمارے گناہوں کا کیونکہ اُس کے علم میں تھا کہ ہم تسلیم کرنے والے ہوں گے آپ حضرات کی فضیلت کو اور آپ حضرات کے مراتب کی تصدیق کرنے والے ہوں، آپ حضرات کو پہنچا دے اللہ سب سے زیادہ شرافت کے مقام پر اپنے مکرم بندوں میں اور سب سے بہترین مراتب مقرب بندوں میں اور سب سے بلند درجے پر پیغمبر رسولوں میں۔ جہاں نہ کوئی اس سے ملحق ہو سکے اور نہ کوئی اس سے فوقیت حاصل کر سکے اور نہ کوئی اُس پر سبقت حاصل کر سکے اور نہ کوئی طمع کرنے والا اُس تک پہنچنے کی طمع کر سکے۔ یہاں تک کہ نہ کوئی ملک مقرب اور نہ کوئی نبی مرسل اور نہ کوئی صدیق اور نہ کوئی شہید اور نہ کوئی عالم اور نہ کوئی جاہل اور نہ کوئی پست اور نہ کوئی بلند اور نہ کوئی مومن صالح اور نہ کوئی فاجر شریر اور نہ کوئی ظالم سرکش اور نہ کوئی شیطان گمراہ و مردود اور نہیں

ہے کوئی مخلوق ایسی ان کے درمیان کہ جس کو (اللہ نے) آپ حضرات کی جلالتِ قدر، عظمتِ مقام کو اور علوِ شان کو اور کمالِ نور کو اور صدقِ کل کو اور ثبات مقام کو اور شرفِ محل اور آپ کی منزلت کو اپنے نزدیک نہ بتا دیا ہو۔ اور یہ کہ آپ حضرات اس کی نظر میں کتنے مکرم اور کتنی خصوصیات کے حامل ہیں اور قرب منزلت کتنی ہے فدا ہوں میرے باپ اور میری ماں آپ پر اور میرے اہل اور میرا مال اور میرا پورا خاندان (فدا ہو)۔ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور آپ حضرات کو گواہ بناتا ہوں کہ یقیناً میرا ایمان آپ حضرات پر ہے اور اس پر بھی جس پر آپ کا ایمان ہے۔ منکر ہوں آپ کے دشمنوں کا اور اس کا بھی منکر ہوں جس کا آپ کو انکار ہے۔ میں واقف ہوں آپ حضرات کی شان سے اور آپ حضرات کے مخالفین کی ضلالت سے بھی واقف ہوں۔ دوستدار ہوں آپ حضرات کا آپ کے دوستوں کا بھی اور بغض رکھتا ہوں آپ حضرات کے دشمنوں سے اور ان سے عناد رکھتا ہوں۔ میری صلح اس سے ہے جسکی صلح آپ حضرات سے ہے اور جنگ ہے اس سے جس سے آپ حضرات کی جنگ ہے۔ حق جانتے ہیں جس کو آپ حضرات میں بھی حق جانتا ہوں اس کو۔ میں بھی باطل جانتا ہوں جس کو آپ باطل جانتے ہیں۔ میں مطیع ہوں آپ کا پہچانتا ہوں آپ حضرات کے حق کو، اقرار کرتا ہوں آپ حضرات کی فضیلت کا، معتقد ہوں آپ حضرات کے علم کا حجاب میں ہوں (پناہ میں ہوں) آپ کے عہد کے ساتھ۔ آپ کا معترف ہوں ایمان رکھتا ہوں آپ حضرات کی رجعت پر، تصدیق کرنے والا ہوں آپ کی دنیا میں واپسی کا۔ منتظر ہوں آپ کی حکومت کا، امیدوار ہوں آپ کی دولت کا، لینے والا ہوں آپ کے قول کا عمل کرتا ہوں آپ حضرات کے حکم پر، پناہ چاہتا ہوں آپ کی، زائر ہوں آپ حضرات کا دامن تھامنے والا ہوں، پناہ چاہنے والا ہوں آپ کے مرقد کے ذریعے سے، شفاعت چاہنے والا ہوں اللہ عزت وجلال والے کی طرف بذریعے آپ کے۔ اور تقرب کا خواہاں ہوں بذریعے آپ کے اور پیش پیش رکھتا ہوں آپ کو اپنے مطلب اور تمام کاموں میں، حاجتوں، اور اپنی مرادوں اور اپنے ہر حال میں اور تمام کاموں میں، ایمان رکھتا ہوں آپ حضرات کے پوشیدہ وظاہر اور حاضر اور غائب پر اور آپ حضرات کے اول و آخر پر اور سپرد کرتا ہوں یہ تمام امور سب کے سب آپ کی طرف اور اس میں تسلیم کرتا ہوں آپ کے حکم کو آپ کے ساتھ اور میرا دل آپ حضرات کو تسلیم کرتا ہے اور

میری رائے آپ حضرات کی تابع ہے اور میں آپ حضرات کی نصرت کے لیے بالکل تیار ہوں۔ تاکہ زندہ کردے اللہ بلند و بالا اپنے دین کو آپ حضرات کے ذریعے سے اور پھر واپس کرے آپ حضرات کو ان دنوں میں اور آپ حضرات کو پھر ظاہر فرمادے اپنے عدل کے لیے اور آپ حضرات کو غلبہ عطا فرمادے اپنی زمین میں پس میں آپ حضرات کے ہی ساتھ ہوں یقیناً۔ نہیں ہوں آپ کے غیر کے ساتھ، میں ایمان رکھتا ہوں آپ حضرات پر اور میں ولیٔ (امر) مانتا ہوں آپ کے آخری کو جس طرح ولیٔ (امر) مانا ہے میں نے آپ کے اول کو اور بیزاری چاہتا ہوں اللہ کی بارگاہ میں جو صاحب بزرگی و اجلال ہے آپ کے دشمنوں میں سے اور بت سے اور معبود باطل سے اور شیاطین اور ان کے گروہ سے۔ ظلم کیا جنہوں نے آپ حضرات پر انکار کیا جنہوں نے آپ کے حق کا اور جو باہر ہو گئے آپ حضرات کی ولایت سے اور جنہوں نے غصب کیا آپ کی وارثت کو جنہوں نے شک کیا آپ کے بارے میں جو منحرف ہو گئے آپ حضرات سے اور ہر اس بھیدی سے بیزار ہوں جو آپ کا غیر ہے اور ہر اس حاکم سے جو آپ کے سوا ہے اور پیشواؤں سے بھی جو بلاتے ہیں جہنم کی طرف۔ پس اللہ مجھے ثابت قدم رکھے ہمیشہ جب تک میں زندہ ہوں آپ حضرات کی ولایت پر اور محبت پر اور آپ کے دین پر اور مجھے توفیق دے آپ حضرات کی اطاعت کی اور مجھے نصیب فرمائے آپ حضرات کی شفاعت اور مجھے قرار دے ان برگزیدہ دوستوں میں جنہوں نے آپ کی پیروی کی جب بھی آپ نے انہیں بلایا اس کی طرف اور قرار دے مجھے ان لوگوں میں جو آپ حضرات کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہیں اور گامزن ہیں آپ حضرات کی راہ پر اور ہدایت پاتے ہیں آپ حضرات کی رہبری میں۔ اور جو آپ حضرات کے گروہ میں محشور ہوں گے اور مشرف ہوں گے آپ کی رجعت کے وقت اور حکمراں ہوں گے آپ حضرات کے عہد حکومت میں اور ٹھنڈی ہوں گی جن کی آنکھیں کل کے دن آپ حضرات کے دیدار سے۔ فدا ہوں آپ حضرات پر میرے باپ، میری ماں، میری جان، میرے اہل وعیال اور میرا مال، جس نے بھی ارادہ کیا معرفتِ خدا حاصل کرنے کا اُس نے آپ حضرات کی پیروی شروع کی اور جس نے بھی اس کی توحید کا اقرار کیا وہ آپ حضرات کی تعلیمات کی وجہ سے اور جس نے اُس کا قصد کیا اس نے آپ کی طرف توجہ کی، اے میرے آقا! میں حد مقرر نہیں کر سکتا آپ حضرات کی تعریف کی اور

نہ پہنچ سکتا ہوں آپ حضرات کی مدح سے آپ حضرات کی حقیقت تک اور نہ آپ کی تعریف سے آپ حضرات کے مرتبے تک اور آپ حضرات نور ہیں نیک لوگوں کے لیے اور ہدایت ہیں نیکوکاروں کے لیے اور حجت ہیں خدائے جبار کی طرف سے، آپ ہی سے اللہ نے ابتدائے عالم کیا اور آپ ہی پر اس کو ختم کرے گا اور آپ ہی کے ذریعے سے پانی برساتا ہے (رحمت کا) اور آپ ہی کے سبب سے روکے ہوئے ہے آسمان کو زمین پر گرنے سے مگر سوائے اُس کی اجازت کے اور آپ ہی کے سبب سے اللہ رنج وغم کو دور کردیتا ہے اور آپ ہی کی وجہ سے مصائب کو دور کردیتا ہے اور آپ کے پاس وہ سب کچھ ہے جو اُس نے اپنے رسولوں پر نازل فرمایا اور جو کچھ اس کے ملائکہ لے کر اُترے اور طرف آپ حضرات کے جد کے۔

اور اگر تم زیارت امیر المومنین پڑھو تو جدِّ کُم کی جگہ یوں کہو:

اور آپ کے بھائی کے پاس بھیجے گئے روح الامین، درحقیقت عطا کیا آپ حضرات کو اللہ نے وہ سب کچھ جو کچھ جو کسی کو بھی نہیں عطا کیا عالمین میں سے، پیچ ہے ہر صاحب شرف آپ حضرات کے فضل وشرف کے سامنے اور زیر ہے ہر متکبر آپ حضرات کے سامنے اور گردن جھکائے ہوئے ہے ہر ظالم جبار آپ حضرات کی فضیلت کے سامنے اور ذلیل ہے ہر شے اور فرمانبردار ہے آپ کے لیے اور چمک اٹھے گی زمین آپ ہی کے نور سے اور کامیاب ہونے والے ہوں گے آپ ہی کی ولایت کے سبب سے، آپ ہی کے ذریعے سے راہ ملے گی بہشت بریں کی اور جس نے انکار کیا آپ حضرات کی ولایت کا اس پر خدا رحمٰن کا غضب نازل ہوگا، آپ ہی حضرات کا ذکر ہے ذکر کرنے والوں میں اور آپ حضرات کے اسمائے مبارکہ تمام ناموں میں ممتاز ہیں اور آپ حضرات کے جسم محترم ہیں تمام جسموں میں اور آپ حضرات کی روحیں اعلیٰ و پاکیزہ ہیں تمام روحوں میں اور آپ کے نفوس قدسیہ ہیں تمام نفسوں میں اور آثار نمایاں ہیں آپ حضرات کے تمام آثار ہیں اور آپ حضرات کی قبریں محل زیارت ہیں تمام قبروں میں۔ پس کتنے شیریں ہیں آپ حضرات کے اسماء اور کتنے بزرگ ہیں آپ حضرات کے نفوس اور کتنی بلند ہے آپ حضرات کی شان اور کتنی جلیل ہے آپ کی منزلت اور کتنا پورا و پکار ہے آپ حضرات کا عہد اور کتنا سچا ہے آپ حضرات کا وعدہ، آپ حضرات کا کلام سراپا نور ہے اور آپ حضرات کا حکم سراپا ہدایت ہے اور آپ حضرات کی نصیحت تقویٰ ہے

اور آپ حضرات کا عمل خیر ہی خیر ہے اور آپ کی عادت لوگوں پر احسان کرنا ہے اور آپ حضرات کی سیرت کرم ہی کرم ہے اور آپ حضرات کی شان حق اور صدق اور رفق (نرمی) ہے اور آپ حضرات کا قول آخری فیصلہ ہے جو ہو کر رہے گا اور آپ حضرات کی رائے عین علم اور مکمل حلم اور دانشمندی ہے۔ اگر ذکر کیا جائے خیر کا تو آپ حضرات اس کے اول ہوں گے اور اس کی اصل اور اسکی فروع اور اس کی کان ہوں گے اور اس کی ابتداء بھی ہیں اور اس کی انتہا بھی ہیں۔ فدا ہوں آپ حضرات پر میرے باپ اور میری ماں اور میری جان، جیسے میں بیان کرسکتا ہوں آپ حضرات کی ثناء اور کس طرح احصار کرسکتا ہوں آپ حضرات کے جمیل امتحانات کا اور آپ حضرات کی وجہ سے نکالا ہمیں اللہ نے ذلت سے اور دور کر دیا ہم سے شدید غم واندوہ کو اور بچالیا ہمیں گرنے سے ہلاکتوں کے گڑھے میں اور (بچالیا) جہنم سے۔ فدا ہوں آپ حضرات پر میرے باپ اور میری ماں اور میری جان۔ آپ کی دوستی کے طفیل اللہ نے ہمیں علم عطا فرمایا ہمارے دین کے بارے میں اور اصلاح فرمائی جو تھیں خرابیاں ہماری دنیا کے بارے میں اور آپ ہی کی دوستی کے طفیل کلمہ توحید مکمل ہوا اور بڑی عظیم ہوئی نعمت اور الفت سے بدل گئی جدائی اور آپ ہی کی محبت کی وجہ سے قبول ہوئی وہ اطاعت جو فریضہ قرار دی گئی تھی اور آپ ہی کی محبت کو واجب قرار دیا گیا اور درجات بلندی ہیں اور مقام بہترین ہے اور منزلت معلوم ہے بارگاہ میں اللہ عزت وجلال والے کی اور مرتبہ عظیم ہے اور شان (آپ حضرات کی) بزرگ اور شفاعت مقبول ہے، اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے اس چیز پر جو تو نے نازل فرمائی اور پیروی کی ہم نے رسول کی پس تو ہمیں لکھ لے گواہی دینے والوں کے ساتھ اے ہمارے پروردگار نہ ٹیڑھا ہونے دے ہمارے دلوں کو بعد اس کے کہ تو نے ہماری ہدایت فرمادی اور عطا فرما ہمیں اپنی بارگاہ سے رحمت بیشک تو ہی عطا کرنے والا ہے۔ پاک ومنزہ ہے ہمارا پروردگار ہر طرح سے بیشک وعدہ ہمارے پالنے والے کا پورا ہو کر رہے گا۔ اے ولی خدا! بیشک میرے درمیان اور درمیان اللہ عزت و بزرگی والے کے کچھ گناہ ایسے ہیں جنہیں وہ بغیر آپ کی رضا کے معاف نہ کرے گا۔ پس واسطہ اُس کے حق کا جس نے آپ حضرات کو امین بنایا ہے اپنے رازوں پر اور آپ حضرات کو نگراں بنایا ہے امور پر اپنی مخلوق کے اور ملا دیا ہے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ، آپ حضرات بن

جائیے میرے گناہوں کی بخشش کے لیے میرے شفیع۔ کیونکہ میں آپ حضرات کا مطیع ہوں۔ جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے اطاعت کی اللہ کی، اور جس نے آپ کی نافرمانی کی اس نے نافرمانی کی اللہ کی اور جس نے آپ حضرات سے محبت کی اس نے محبت کی اللہ سے۔ اور جس نے آپ حضرات سے بغض رکھا پس اُس نے بغض رکھا اللہ سے۔ یا اللہ! بیشک اگر مجھے مل جائیں ایسے شفاعت کرنے والے جو تجھ سے بہت قریب ہوتے علاوہ حضرت محمدؐ اور ان کے صاحب خیر اہل بیتؑ اور نیکوکار اماموں کے تو میں یقیناً انہیں اپنی شفاعت کے لیے پیش کرتا۔ لہذا انہیں حضرات کے حق کا واسطہ کہ واجب کرلیا ہے تو نے جن کی بات کو ماننا اپنے اوپر۔ تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے داخل فرما ان لوگوں کے گروہ میں جو پہچاننے والے ہیں ان حضرات کے حق کو اور لوگوں کے ساتھ شامل کرلے کہ جن پر رحم کیا جائے گا ان حضرات کی شفاعت کی وجہ سے۔ یقیناً تو رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحیم ہے اور اللہ رحمت نازل فرمائے حضرت محمدؐ اور ان کی آلِ پاکیزہ پر اور سلام ہو بہت زیادہ۔ اور کافی ہے اللہ ہمارے لیے اور اچھا کفایت کرنے والا ہے۔

حجت خدا کی امامت

شواہد النبوت میں مولانا جامی تحریر فرماتے ہیں۔ ''ایک شخص کا بیان ہے کہ میں ابو محمد زکی (حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی ابو محمد کنیت اور زکی لقب ہے) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ اے ابن رسول اللہؐ آپ کے بعد خلیفہ اور امام کون ہوگا۔ آپؑ اندر تشریف لے گئے پھر کندھے پر ایک بچہ جو چودھویں رات کے چاند سا حسین تھا لے کر باہر تشریف لائے۔ بچہ کی عمر تین سال تھی۔ آپؑ نے فرمایا۔ دیکھو! اگر تم خدا کے یہاں معزز نہ ہوتے تو میں تمہیں اپنا یہ بچہ ہرگز نہ دکھاتا۔ اس کا نام رسول اللہؐ کا نام ہے۔ ایک اور شخص کا بیان ہے کہ دائیں جانب ایک گھر دیکھا جس پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ میں نے کہا! اے آقا! آپؑ کے بعد صاحب امر کون ہوگا۔ آپ نے فرمایا ذرا پردہ اٹھاؤ۔ میں نے پردہ اٹھایا تو ایک چھوٹا بچہ نہایت پاکیزہ و مطہر جن کے دائیں رخسار پر تل تھا، گیسو کندھے پر عیاں تھے۔ باہر تشریف لائے اور حضرت ابو محمدؑ کی آغوش مبارک میں بیٹھ گئے۔ حضرت ابو محمد نے فرمایا: یہ تمہارا صاحب امر ہے اس کے بعد وہ فرزند آپؑ کے زانو سے اٹھے۔ حضرت نے بچے سے فرمایا۔ ''یا بنی ادخلوا الی الوقت المعلوم'' وہ فرزند گھر چلے گئے

میں انہیں دیکھتا رہا، کچھ دیر بعد حضرت ابو محمد علیہ السلام نے فرمایا: اٹھو اور دیکھو گھر میں کوئی ہے، میں نے دیکھا تو گھر میں کوئی بھی نہیں تھا۔

جلاالعیون، صواعق محرقہ، فصول المہمہ، ارجح المطالب اور انوار الحسینیہ کے مطابق حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو بتاریخ یکم ربیع الاول ۲۶۰ ہجری کو معتمد عباسی نے زہر دلوایا۔ جس کے سبب ۸ ربیع الاول ۲۶۰ ہجری بروز جمعہ بوقت نماز صبح آپؑ ملک جاودانی کی جانب سفر فرما ہو گئے۔ دمعہ الساکبہ کے مطابق حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے وفات سے قبل حضرت امام مہدی علیہ السلام کے سپرد تبرکات فرما دیئے تھے۔ مستند روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے ساتھ ہی حضرت امام حجت علیہ السلام کی امامت کا آغاز ہوا۔ آپ کی امامت کے متعلق حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے حیاتِ دنیائے فانی کے دوران بتا دیا تھا۔ علامہ اربلی کشف الغمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ احمد بن اسحٰق اور سعد الاشعری ایک روز امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دل میں یہ خیال ہوا کہ آج حضرت سے دریافت کریں گے کہ آپؑ کے بعد حجت اللہ فی الارض کون ہو گا۔ جب سامنا ہوا تو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اے احمد تم جو دل میں لے کر آئے ہو میں اس کا جواب تمہیں دیتا ہوں۔ اتنا فرما کر حضرتؑ اپنی نشست گاہ سے اٹھے اور اندرون خانہ سے اس طرح تشریف لائے کہ آپؑ کے دوش مبارک پر نہایت خوبصورت فرزند تھے جن کی عمر تین سال تھی۔ آپؑ نے فرمایا۔ اے احمد! میرے بعد حجت خدا یہ ہوں گے۔ ان کا اسم محمد اور کنیت ابوالقاسم ہے۔ آپؑ جناب خضر علیہ السلام کی طرح زندہ رہیں گے، اور ذوالقرنین کی مانند ساری دنیا پر حکمرانی فرمائیں گے۔ یہ سن کر احمد بن اسحٰق نے عرض کی! مولا! کوئی ایسی علامت بتا دیجئے جس سے میرے دل کو اطمینان حاصل ہو۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ بیٹا احمد بن اسحٰق کے سوال کا جواب تم دو۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے کم سنی کے باوجود بہ زبان فصیح فرمایا۔ ''میں ہی حجت خدا اور حکم خدا سے قائم رہنے والا ہوں، ایک دن آئے گا جب میں دشمنان خدا سے انتقام لوں گا۔'' یہ سن کر احمد مطمئن ہو گئے۔ اعلام الوریٰ کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام جب ظہور فرمائیں گے تو آپؑ مثل چالیس سالہ جوان کے ہوں گے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرح صاحب السیف ہوں گے۔

اصول کافی میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی امامت کے باب میں یہ روایات مرقوم ہیں۔

(۱) ایک راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کی جلالت

سوال کرنے سے مانع ہے۔ اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں آپؑ سے سوال کروں۔ حضرتؑ نے فرمایا: پوچھو۔ میں نے عرض کیا کیا آپ کا کوئی فرزند ہے؟ حضرت نے فرمایا۔ ہاں۔ میں نے عرض کی۔ اگر آپؑ کا انتقال ہو جائے تو ہم کہاں سوال کریں۔ فرمایا اس شہر میں۔ (۲) راوی کہتا ہے کہ مجھے خبر ملی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے ان کی شہادت سے دو سال قبل آپؑ کے جانشین سے متعلق۔ پھر خبر ملی، آپؑ کی شہادت سے تین روز قبل جس میں آگاہ فرمایا کہ آپؑ کے بعد کون امام ہوگا۔ (۳) راوی کا بیان ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے فرزند کو مجھے دکھلا کر فرمایا۔ میرے بعد یہ تمہارے امام ہیں۔ (۴) راوی کہتا ہے کہ میں نے وکیل حضرت امام حسن علیہ السلام سے کہا کہ امام حضرت حسن عسکری علیہ السلام شہید ہو گئے۔ انہوں نے کہا: ہاں اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ آپؑ (حجت خدا ہیں) (۵) راوی کہتا ہے کہ میں سامرہ آیا اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے در پر حاضر ہوا۔ حضرت نے مجھے بلایا میں اندر داخل ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپؑ نے فرمایا کیسے آنا ہوا۔ میں نے عرض کی۔ آپ کی خدمت گزاری کی غرض سے آیا ہوں۔ حضرت نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی اور میں حضرت کے خادموں کے ساتھ رہنے لگا اور بازار سے سودا سلف لانے لگا۔ جب گھر میں مردانہ ہوتا تو بغیر اذن گھر میں آجاتا۔ ایک روز جب میں گھر میں داخل ہوا تو گھر میں مرد تھے، حضرت نے مجھے آواز دی کہ ٹھہرو، میں نے اندر داخل ہونے کی جسارت نہ کی۔ ناگاہ ایک کنیز نکلی اس کے ساتھ کوئی شے لپٹی ہوئی تھی۔ پھر مجھے آواز دی کہ آجاؤ میں اندر آیا۔ پھر آپؑ نے کنیز کو آواز دی، وہ آگئی تو آپؑ نے فرمایا جو تمہارے پاس ہے اس پر سے کپڑا ہٹا دو جب اس نے کپڑا ہٹایا تو میں نے ایک خوبصورت صاحبزادے کو دیکھا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ "یہ تمہارا امام ہے۔" اس کے بعد کنیز کو انہیں لے جانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد جب تک حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام دار فانی میں رہے میں نے پھر کبھی ان فرزند کو نہیں دیکھا۔

غیب کے معنی و مفہوم

جو اشیاء انسان کے شعور سے پنہاں ہوں انہیں غائب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ان کا وجود ہے لیکن کیونکہ ہم اس چیز کا علم نہیں رکھتے۔ لہٰذا ہمارے لیے غائب ہے۔ سینکڑوں سال قبل نظام شمسی کی بابت انسان اتنا کچھ نہیں جانتا تھا جس قدر آج جانتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان دریافت ہونے والے سیاروں کا وجود نہ تھا یہ اور بات ہے کہ ہم ناواقف تھے۔ اسی طرح جناب حجت پردہ غیبت میں ہیں کیونکہ نظر

نہیں آتے لہٰذا نافہم افراد نے وجود قائم سے انکار کیا۔ حالانکہ نص قرآنی اور احادیث سے آپؑ کی موجودگی ثابت ہے۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے اس مثال سے استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ بینائی کی عدم موجودگی اشیاء کی غیبت کا سبب بنتی ہے لیکن بینائی واپس آجائے تو غائب حاضر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ وہ اشیاء جو نظر نہیں آتی تھیں اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں تھا کہ ان کا وجود نہیں ہے وجود تھا لیکن بینائی نہ ہونے کے سبب آنکھوں سے اوجھل تھیں۔ بصارت وشعور کا فقدان کم علمی کا سبب بنتا ہے۔ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اے انسان تیری دوا تجھ میں پوشیدہ ہے مگر تجھے اس کا علم نہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اکثر معلومات کا تعلق غیبت سے ہے جو ایمان کا حصہ ہے۔ مثلاً ملائکہ، انبیاء، قیامت، جنت، دوزخ، حیات بعد الموت، صور اور آخرت سے متعلق دیگر معلومات سب بالغیب ہیں۔ پروردگار عالم کا ارشاد ہے۔ ''وہ جو غیبت پر ایمان لاتے ہیں اور جو لوگ غیب سے اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں ان کے لیے مغفرت ہے۔'' معلوم ہوا مغفرت کا سبب ایمان بالغیب ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ہشام بن عبد الملک نے ہمارے والد سے دریافت کیا کہ حضرت علی علیہ السلام عالم الغیب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کیا۔ انہوں نے یہ دعویٰ کہاں سے کرلیا؟ حضرت امام باقر علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ نے اپنے نبی پر قرآن نازل کیا جس میں قیامت تک ہونے والے واقعات کی توضیح کردی جس پر اس کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے کہ ''ہم نے تجھ پر کتاب نازل کی جس پر ہر شے کی توضیح ہے، حضرت امیر المومنین نے غیب پر مشتمل خطبات میں پیش آنے والے واقعات کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ نے جن واقعات کا ذکر فرمایا ہے وہ سب رونما ہو رہے ہیں۔

صفوان نے اپنے بعض راویوں کی سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ معصوم نے فرمایا۔ ''ہم وہی کو آخرین کا علم عطا کیا گیا ہے۔ ایک صحابی نے دریافت کیا میں آپ پر فدا۔ کیا آپ کے پاس علم غیب ہے۔ امام نے فرمایا۔ تمہارے لیے افسوس کا مقام ہے کہ تم ایسے سوال کرتے ہو۔ ہمارے پاس اتنا علم غیب ہے کہ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تمام مردوں کی پشتوں میں سے اور تمام عورتوں کی ارحام میں اللہ نے کیا رکھا ہے۔ تم پر افسوس ہے ذرا تم اپنے سینوں کو کشادہ کرو اور تمہارے دل یہ بات یاد رکھیں کہ ہم ہی مخلوق کے اندر اللہ کی حجت ہیں، اور اس بات کو اس قوی مومن کا سینہ برداشت کرسکے گا جو قوت میں عرب کے بڑے پہاڑ تہامہ کی مانند ہو۔ بحار الانوار اور مناقب ابن شہر آشوب میں صادق آل محمد سے مروی ہے۔ خدا کی قسم میں یہ جانتا ہوں کہ آسمانوں میں کیا ہے زمین میں کیا ہے، دنیا میں کیا ہے، آخرت میں

کیا ہے۔ پھر آپؑ نے دیکھا کہ لوگوں کے چہرے بگڑنے لگے تو امام نے فرمایا کہ یہ سب کچھ کتاب اللہ سے جانتا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل کی جس میں ہر شے کی وضاحت ہے۔ حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں میں وہ علیؑ ہوں جس نے کائنات کی ہر شے کو باعتبار عدد شمار کیا۔ اپنے علم کی وجہ سے جو اللہ نے مجھ میں رکھا ہے اور اس راز کی وجہ سے جو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو بتایا۔ میں وہ ہوں جس کو خدا نے اپنا نام اور اپنا کلمہ اور اپنا علم و حکمت مجھے عطا فرمایا۔

حضرت امام عصر الزمان علیہ السلام پردہ غیبت میں ہیں۔ غیبت پر ایمان لانا ایمان کی نشانی ہے۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر لفظ غیب کا اطلاق ہوا ہے۔ جیسا کہ پروردگار عالم کا ارشاد ہے۔ وما من غائبۃ فی السماء و الارض فی کتاب مبین O اور آسمان و زمین میں کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے جو کہ وہ کتاب روشن (قرآن مجید) میں ہے۔'' دراصل کسی چیز کو غیب یا غائب لوگوں کے لحاظ سے کہا جاتا ہے۔ ورنہ خداوند تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ لہٰذا ارشاد ہو رہا ہے۔ عالم الغیب و الشھادۃ سے مراد وہ اشیاء ہیں جو انسان کے علم و حواس سے پوشیدہ ہیں اور جو اس کے سامنے موجود ہیں اور یہ آیت کریمہ یومنون بالغیب غیب پر ایمان لاتے ہیں اور ہدایت عقل سے ان کا علم نہیں ہو سکتا بلکہ انبیاء علیہم السلام کے خبر دینے سے ہی ان کا علم ہوتا ہے اور انہیں نہ ماننے سے انسان ملحد ہو جاتا ہے۔

شیخ فخر الدین طریحی مجمع البحرین میں لکھتے ہیں۔ '' ہر وہ شے غیب ہے جو آپ سے غائب ہو۔ غائب کا لفظ حاضر کے خلاف استعمال ہوتا ہے۔'' ابن اثیر نے النہایہ میں لکھا ہے کہ غیب وہ ہے جو نظروں سے غائب ہو اگرچہ دلوں میں حاصل ہو یا نہ ہو۔'' غلام محمد پرویز نے مرتب کردہ لغات القرآن میں غیب کے تفصیلی معنی و مفہوم بیان کیے ہیں۔ غ۔ ی۔ ب ہر وہ چیز جو نگاہوں سے اوجھل ہو غیب کہلاتی ہے۔ اگرچہ وہ چیز تصور میں موجود ہے لیکن نگاہوں سے پوشیدہ ہو تو پھر بھی غیب ہی کہلائے گی۔ غیب نشیبی زمین کو کہتے ہیں۔ غابۃ ایسی نشیبی زمین جس سے پہلے اونچی زمین آجائے اور وہ نگاہوں سے اوجھل ہو جائے۔ غابۃ گھنے جنگل کو بھی کہتے ہیں جس میں درختوں کی وجہ سے زمین نظر نہیں آتی۔ گڑھے اور کنوئیں کی ترائی اور گہرائی، نیز ہر وہ چیز جو کسی کو چھپالے۔ اسی لیے غابۃ کہلاتی ہے۔ غیبات الشجر درخت کی ان جڑوں کو کہتے ہیں جو زمین کے اندر پھیلی ہوئی ہوں اور نظر نہ آئیں۔ قرآن مجید نے غیب کے مقابلے میں شھادۃ کا لفظ لا کر اس کے معنی واضح کر دیئے ہیں۔ یعنی غائب وہ ہے جو مشاہدہ میں نہ آیا ہو جو مشہود نہ ہو '' فراس '' اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو دوڑ میں اپنی کچھ قوت چھپا کر رکھ لے فراس شاھد وہ جو ساری قوت کو نمایاں طور پر سامنے لے آئے غیب کے لیے

ضروری ہے کہ وہ کہیں موجود ہو لیکن آنکھوں سے اوجھل ہو۔ جب غیب آنکھوں کے سامنے آجائے گا تو مشہود ہو جائے گا۔ علامہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔ ''ایک قول یہ ہے کہ ''الغیب'' مصدر ہے اور اسم فاعل کا قائم مقام ہے۔ جس طرح ''صوم'' ''صائم'' اور ''الزور'' بمعنی الزائر پھر فرمان خداوندی ''یومنون بالغیب'' میں دو قول ہیں۔ قول اول ابو مسلم اصفہانی کا مختار ہے کہ فرمان خداوندی ''بالغیب'' مومنین کی صفت ہے۔ معنی کہ وہ حالت غیب میں بھی اللہ رب العزت پر اس طرح ایمان رکھتے ہیں جس طرح حالت حضور میں صاحب ایمان ہیں۔ مومنین کا ایمان منافقین کی طرح نہیں ہے جو مومنین سے مل کر کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیاطین سے علیحدگی میں بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو مومنین سے استہزا کرتے ہیں اور اس کی مثال قرآن مجید میں یہ بھی ہے کہ اسے معلوم ہو جائے کہ میں نے غیب میں اس سے خیانت نہیں کی اور جیسے ایک آدمی دوسرے سے کہتا ہے کہ کتنا اچھا ہے، تمہارا دوست جو غیب میں تمہاری پشت پناہی کرتا ہے۔ یہ مومنین کی طرح ہے کہ ان کا ظاہر و باطن ایک ہے۔ منافقوں کی طرح نہیں جو منہ سے کچھ کہتے ہیں اور ان کے دلوں میں کچھ اور پنہاں ہوتا ہے۔ قول دوم جمہور مفسرین کا ہے کہ ''غیب'' وہ ہے جو اس سے غیب اور اس کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ کہ جس پر دلیل صادر ہو اور دوسرا جس پر دلیل نہ ہو۔ شیخ اسماعیل حقی لکھتے ہیں۔ ''غیب وہ ہے جو حس و عقل سے تمام تر چھپا ہوا ایسے کہ کسی بھی ذریعے سے بھی ابتدا کھلم کھلا معلوم نہ ہو سکے۔ غیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ جس پر کوئی دلیل نہ ہو وہی اس جگہ مراد ہے کہ خدا کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ دوسری وہ کہ جس پر کوئی دلیل قائم ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات وہی اس جگہ مراد ہے۔''

نظام الدین نیشاپوری غرائب القرآن میں لکھتے ہیں۔ جائز ہے کہ لفظ غیب ایمان کا صلہ ہو یعنی وہ اس کا اعتراف کرتے ہیں یا اس پر اعتماد کرتے ہیں تو اس صورت میں لفظ غائب کے معنی میں ہوگا اور اس کا مصدر نام رکھنا ہی ہے جیسے شاہد کا نام شہادت رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ''عالم الغیب و الشھادۃ'' اور غیب اطمینان والی زمین کو کہتے ہیں۔ آگے تحریر فرماتے ہیں کہ جائز ہے کہ لفظ غیب کو حال تسلیم کیا جائے اور غیب غیبۃ اور خفاء کے مضامین بھی سمجھا جائے یعنی وہ ایمان رکھتے ہیں اس حال میں کہ وہ اس چیز سے غائب ہیں جس پر ایمان رکھا جاتا ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں ابن مسعود سے مروی ہے کہ غیب سے مراد وہ پوشیدہ چیزیں ہیں جو نظروں سے اوجھل ہوں۔ جیسے جنت و دوزخ وغیرہ۔ وہ امور جو قرآن میں مذکور ہیں۔ تفسیر زاد المسیر میں ابن جوزی نے تحریر کیا ہے۔ اصل میں ''غیب'' اس جائے اطمینان کو کہتے ہیں جس میں ارد گرد سے چھپا جائے۔ اس لیے ہر پوشیدہ کو غیب کہتے ہیں۔ زمخشری نے تفسیر کشاف میں لکھا ہے۔ اگر اس کو صلہ قرار دیں تو

معنیٰ ''غائب'' ہوگا اور اس کو غائب الشئی غیبا سے مصدر قرار دیا جا سکتا ہے جس طرح فرمان خداوند ہے۔ ''الغیب و الشهادة'' میں شاہد کو شهادة کہا گیا ہے۔ عرب جائے اطمینان زمین کو غیب کہتے ہیں۔ اعظم التفاسیر کے مطابق غیب اس چیز کو کہتے ہیں جس کی اطلاع لوگوں کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہو اور لوگوں کے حواس وہاں تک نہ پہنچے ہوں۔ جیسے خدائے واحد کے ساتھ ایمان لانا اور جس چیز کا حکم اس نے پیغمبر کو فرمایا ہے اور جو چیزیں انسانوں کے ادراک سے باہر ہیں۔ ان کی تصدیق کرنا جیسے قیامت اور اس کے احوال اور غائب مصدر ہے۔ اس فاعل کی جگہ مبالغہ واقع ہو گیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ غیب سے مراد دل ہے اور معنی یہ ہیں کہ پرہیز گار وہ لوگ ہیں جو دل سے تصدیق کرتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں نہ ان لوگوں کی طرح جو زبان سے ایمان لاتے ہیں، اور دل سے اعتقاد نہیں رکھتے۔ مولانا مفتی محمد شفیع معارف القرآن میں لکھتے ہیں۔ قرآن میں لفظ غیب سے وہ تمام چیزیں مراد ہیں جن کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی اور ان کا علم بداہت عقل اور حواس خمسہ کے ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات بھی آجاتی ہے۔ تقدیری امور جنت و دوزخ کے حالات، قیامت اور اس میں پیش آنے والے واقعات، فرشتے، تمام آسمانی کتابیں اور تمام انبیاء سابقین شامل ہیں۔ غیبت اس چیز کو کہتے ہیں جو نظروں سے غائب ہو اور یہ بات بلحاظ اشخاص مختلف ہوتی ہے۔ چنانچہ امت کے واسطے اللہ تعالیٰ کی ملائکہ کتب آسمانی و رسول و روز قیامت و تقدیر الٰہی و عذاب قبر و دوزخ و جنت و بعثت و حشر و صراط و میزان ان سب پر ایمان بالغیب ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب معراج میں دوزخ و جنت وطوبیٰ حور و قصور وغیرہ کو دیکھ لیا تو اس وقت آپؐ کے لیے یہ غیب نہیں رہا۔ اسی طرح جب پروردگار عالم نے آپؐ کو اطمینان عطا فرمایا اور آپؐ نے اس کی خبر دی تو وہ آپ کے واسطے معائنہ ہے اور ہم لوگوں کے لیے غیب ہے۔ حقیقت امر یہ ہے کہ کائنات جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب تخلیق ہوئی۔ لہٰذا آپؐ سے کائنات کا کوئی امر پوشیدہ نہیں رہا اور اس لیے بھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم لدنی سے آراستہ تھے۔ الحاج مولانا مفتی احمد یار اپنی تفسیر اشرف التفاسیر (تفسیر نعیمی) میں تحریر فرماتے ہیں۔ غیب کے معنی ہیں غائب یعنی چھپی ہوئی چیز۔ اصلاح میں غیب وہ چیز کہلاتی ہے جو کہ ظاہری و باطنی حواس اور عقل سے چھپی ہو۔ یعنی نہ تو آنکھ، ناک، کان وغیرہ سے معلوم ہو سکے اور نہ غور و فکر سے عقل میں آسکے۔ غیب تو دو طرح کا ہے۔ ایک وہ کہ جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو سکے جیسے کسی کی موت کا وقت، قیامت کے آنے کی تاریخ، شکم مادر میں بچے کی تخلیق وغیرہ۔ یہ چیزیں دلائل سے نہیں معلوم ہو سکتیں۔ اسی کا نام ہے مفاتیح الغیب۔ اس کے متعلق قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے۔ عنده

مفاتیح الغیب یعنی غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں۔ اسے کوئی بھی اپنے پاس معلوم نہیں کر سکتا۔ جس کو رب بتائے۔ جیسے انبیاء کرام اور خاص اولیاء اللہ اس تک پہنچ سکتے ہیں۔ دوسرا وہ غیب جس پر دلیل قائم ہو یعنی دلائل سے اس کا پتہ لگ جائے۔ جیسے حق تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات انبیاء کی نبوت اور ان کے متعلق احکام وغیرہ یہ غیب ہے کہ غور و فکر سے معلوم ہو جاتا ہے۔ رب کو ہم نے دیکھا نہیں لیکن دنیا کا ذرہ ذرہ اس کے ہونے کا پتہ دے رہا ہے۔ اب اس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ متقی وہ ہیں جو ان غیبوں پر ایمان رکھتے ہوں جو دلائل سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اللہ کی ذات اس کی صفات، انبیاء کرام کی نبوت، قیامت، حساب، سزا و جزاء، جنت و دوزخ یہ سب اسی غیب میں داخل ہیں جو شخص ان میں سے کسی بھی چیز کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ تفسیر روح البیان میں مرقوم ہے کہ غیب کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جو تم سے غیب ہو، جیسے کہ عالم ارواح کہ پہلے تو وہاں موجود تھے اور جب تم یہاں آگئے تو وہ تم سے غائب ہے۔ دوسرا وہ کہ جس سے تم غائب ہو یعنی وہ تمہارے پاس اور حواس سے دور جیسے حق تعالیٰ کہ وہ ہم سے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے لیکن ہم اس سے دور ہیں۔ علامہ ابو علی فضل بن حسن طبرسی مجمع البیان میں لکھتے ہیں رومانی کا قول ہے کہ غیب ہر اس شے کو کہا جاتا ہے جو جس سے پوشیدہ ہو جائے، قریب ہو یا بعید۔ اگرچہ اکثر طور پر غائب اس بعید پر ہی مستعمل ہے، جو جس پر ظاہر ہو ہر وہ چیز جس کا آیات اور دلائل سے ادراک کیا جائے اور عرفان بھی اس کا لازم ہو اسے غائب کہتے ہیں۔ علامہ فخر الدین مجمع البحرین میں تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ رب ذوالجلال ہر اس چیز کو جو غائب ہے اور جو وہ مقدر کرتا ہے اور قبل پیدائش اسے اپنے علم سے طے کرتا ہے اور قبل اس کے کہ فرشتوں کو اس کا علم ہو وہ جانتا ہے۔ اے حمران اعلم اسی کے پاس ہے۔ جب اس کی رضا ہوتی ہے تو اسے جاری کر دیتا ہے۔ پس وہ علم جسے اللہ تعالیٰ مقدر کرتا ہے اور جس کی قضا و انضاء ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہم تک پہنچتا ہے۔ علامہ محمد حسین طباطبائی تفسیر المیزان میں تحریر فرماتے ہیں۔ غیب شہادۃ کا متضاد ہے اور جس پر حس واقع نہ ہو وہاں پر یہ بولا جاتا ہے اور مراد اس سے اللہ تعالیٰ ہمارے حواسہ غائب آیات کبریٰ اور وحی وغیرہ ہیں۔

ملا خلیل قزوینی صافی شرح کافی میں لکھتے ہیں۔ غیب سے مراد وہ چیز ہے جو بدیہی عقلی نہ ہو اور حواس خمسہ سے محسوس نہ ہو۔ مرزا ابوالحسن مراۃ الانوار میں لکھتے ہیں۔ لفظ غیب جمع اور واحد کے حق میں اور ظاہر و شہود کے خلاف بولا جاتا ہے۔ علامہ باقر مجلسی علیہ الرحمہ مراۃ العقول میں تحریر فرماتے ہیں۔ غیب وہ ہے جو کسی سے با اعتبار زمانہ وقوع پوشیدہ ہو، جیسے گزشتہ و آئندہ کی چیزیں یا با اعتبار مکان وقوع پوشیدہ ہوں۔ جیسے وہ چیزیں جو فی

الوقت ہمارے حواس سے غائب ہیں۔ سید ہاشم بحرانی البرہان میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں غیب سے مراد وہ امور ہیں جو اس سے غائب ہوں اور اس پر ایمان لانا ضروری ہو۔ جیسے قیامت، حساب، جنت، توحید اور دیگر تمام چیزیں جو مشاہدہ سے معلوم ہو سکیں۔ سید علی حائری لوامع التنزیل میں لکھتے ہیں۔ شرعی اصلاح میں غیب مطلق سے مراد وہ چیز ہے جو حقیقت و کیفیت میں مخفی و مستور ہو۔ مذکورہ کتب لغات و تفاسیر سے معلوم ہوا کہ غائب پر ایمان لانا معتبر ہے نہ کہ ظاہر پر۔ ان جملہ تفاسیر و شواہد کی روشنی میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیبت پر ایمان لانا عین ایمان ہے۔ قرآن مجید کے ظاہری حروف کو مان لینا کہ یہ کتاب ہے، عربی زبان میں ہے، کاغذ پر لکھی گئی اور فلاں ناشر نے اشاعت کی صرف اتنا جان لینا کافی نہیں بلکہ قرآن مجید کے چھپے ہوئے وصف پر ایمان لانا ضروری ہے۔ وہ یہ کہ قرآن مجید اللہ کی طرف سے آیا ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جناب رسول رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچایا۔ اسی طرح جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری صفات کو مان لینا کہ وہ بشر تھے، مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے، مدینہ منورہ میں قیام فرمایا، کھاتے پیتے تھے، جناب عبداللہ علیہ السلام کے فرزند تھے، حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا کے لخت جگر و نور نظر تھے۔ یہ ظاہری اوصاف ہیں۔ ان کو غیر مسلم بھی مانتے ہیں لیکن ان اوصاف کے ساتھ چھپے ہوئے اوصاف کو ماننے کا نام ایمان ہے۔ یعنی یہ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، رحمت اللعالمین ہیں، صاحب معراج ہیں، شفیع المذنبین ہیں، ان باتوں کا ماننا ہی ایمان بالغیب ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ کو صرف زبان سے خالق عالم ماننے کا نام بھی ایمان کامل نہیں۔ بلکہ اصل یہ ہے کہ دل سے رب العالمین تسلیم کیا جائے۔ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کا ظاہر دیکھا ان کا جسم اور اس کی ساخت کو دیکھا لیکن اندرونی وصف، خلافت الٰہیہ نہ دیکھی جو غیب تھی اسی لیے بارگاہ رب العزت سے نکالا گیا اور راندہ درگاہ ہوا۔

غیب کے معنی و مفہوم سے باخبر ہونے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ غیب پر ایمان لانا ضروری ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو پروردگار عالم نے پردہ غیبت میں رکھا جو کسی تعجب کی بات نہیں اس لیے کہ وہ قادر مطلق ہے اور انسانی دلی خیالات سے باخبر ہے۔ لہٰذا خداوند تعالیٰ کی رضا یہ ہے کہ امامت کے بارہویں روشن چراغ کو اس وقت ظاہر کرے جب دنیا ظلم و جبر سے بھری ہو اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امیدوں کا مرکز بن کر نظام اسلامی قائم فرمائیں گے جو اسلام کی اصل صورت ہو گی۔ جہاں امن و امان کا قیام اور شرعی معاشرہ وجود میں آئے گا اور ہر شخص صاحب ایمان و صاحب کردار ہو گا۔

علم غیب اور قرآن

قرآن مجید میں معصومین علیہم السلام کے عالم الغیب ہونے پر آیات قرآنی دلالت کرتی ہیں۔ جیسا کہ سورہ نساء کی آیت ۱۱۳/ پارہ ۵/ میں ارشاد ہو رہا ہے۔ وعلمک مالم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما O ''اور تمہیں سکھایا جو کچھ کہ تم نہیں جانتے تھے اور خدا کا آپ پر بڑا فضل ہے۔'' امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ خدا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احکام اور غیب کی تعلیم فرمائی۔ عبد اللہ بن احمد نسفی مدارک التنزیل میں لکھتے ہیں۔ آپ کو امور دین ومخفی امور اور دلوں کے راز بتائے گئے۔ ابو محمود بغوی معالم التنزیل میں لکھتے ہیں۔ علم الانسان مالم یعلم میں کہا گیا ہے کہ یہاں انسان سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اس کا بیان آیت علمک مالم تکن تعلم میں ہے۔ خداوند ذوالجلال نے مالم تکن تعلم کی تعلیم فرمائی۔ لفظ ما علوم پر دلالت کرتا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ جتنے بھی علوم اور جتنے بھی مخلوق کے مسائل تھے وہ سب خدا نے اپنے نبیؐ کو تعلیم فرمائے تھے۔ پارہ ۲۷/ رکوع ۱۱/ سورہ رحمٰن میں ارشاد ہو رہا ہے۔ الرحمن علم القرآن O خلق الانسان O علمہ البیان O ''رحمٰن نے قرآن تعلیم فرمایا اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسی نے اس کو بیان سکھایا۔'' علاؤ الدین خازن تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ انسان سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ہیں کہ آپ کو گزشتہ اور آئندہ امور کا بیان سکھایا گیا۔ کیونکہ نبی کریمؐ کو اگلوں اور پچھلوں کی اور قیامت کے دن کی خبر دے دی گئی۔ جا اللہ زمخشری تفسیر کشاف میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''حضور اکرمؐ کو خفیہ امور لوگوں کے دلوں کے حالات، دینی امور اور شریعت کے احکام کی تعلیم دی گئی۔'' ابو محمد حسین بن مسعود بغوی معالم التنزیل میں لکھتے ہیں۔ خدائے ذوالجلال نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا اور ان لوگوں کو بیان یعنی گزشتہ اور آئندہ باتوں کا بیان سکھا دیا۔ کیونکہ آپ اولین و آخرین اور قیامت کے دن کی خبر رکھتے ہیں۔ سید مقبول احمد دہلوی ترجمہ قرآن میں تحریر فرماتے ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ البیان وہ اسم اعظم ہے جس کے ذریعے سے ہر چیز کا علم ہو۔ تفسیر قمی میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ الرحمن، علم القرآن کا مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کی تعلیم دی۔ عرض کیا گیا کہ خلق الانسان کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا الانسان جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ عرض کیا گیا کہ خلق الانسان کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان کو ہر اس

چیز کا علم عطا فرمایا ہے جس کی انسان کو ضرورت ہوا کرتی ہے۔ علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ بحار الانوار میں حدیث تحریر فرماتے ہیں۔ ''قسم ہے اس رب کی جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے۔ جب علیؑ میرے ہاتھوں میں آئے تو انہوں نے حضرت آدمؑ پر نازل ہونے والے صحیفے جن کے شیثؑ وارث ہوئے پڑھ کر سنائے۔ حتیٰ کہ اگر آج شیثؑ موجود ہوتے تو اقرار کرتے کہ علیؑ ان صحیفوں کے ان سے زیادہ حافظ ہیں۔ پھر آپؑ نے صحف نوحؑ، ابراہیمؑ اور توریت کی تلاوت کی۔ چنانچہ اگر آج موسیٰؑ ہوتے تو گواہی دیتے کہ علیؑ توریت کے ان سے زیادہ حافظ ہیں۔ پھر آپؑ نے زبور داؤدؑ پڑھی اور داؤدؑ ہوتے تو بتلاتے کہ علیؑ ان سے زیادہ حافظ ہیں۔ پھر انجیل عیسیٰؑ پڑھی، اگر آج عیسیٰؑ ہوتے تو اس بات کے قائل ہوتے کہ علیؑ انجیل کے ان سے زیادہ حافظ ہیں۔ پھر آپؑ نے قرآن کو شروع سے آخر تک پڑھا، چنانچہ میں نے دیکھا کہ قرآن بھی آپ کو اسی طرح یاد ہے جس طرح مجھے یاد ہے۔''

ولا یحیطون بشئی من علمہ الا ماشاء (پارہ ۳، رکوع ۱۲، البقرہ ۲۵۵) ''اور لوگ اس کے علم کا کسی طرح احاطہ نہیں کر سکتے۔ سوائے اس کے جتنا وہ چاہے۔'' ابو محمود بغوی معالم التنزیل میں لکھتے ہیں۔ ''یعنی لوگ علم غیب میں سے کسی شے کو گھیر سکتے ہیں مگر جس قدر کہ اللہ تعالیٰ چاہے جس کو رسولوں سے خبر دی ہے۔'' شیخ اسماعیل حنفی روح البیان میں لکھتے ہیں۔ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اس ضمیر سے مراد نبی کریمؐ ہوں۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے احوال کا مشاہدہ فرمانے والے ہیں ان کے سامنے کے احوال جانتے ہیں۔ ان کے اخلاق، ان کے معاملات اور ان کے واقعات وغیرہ اور ان کے بعد کے احوال بھی جانتے ہیں اور آخرت کو بھی اور دوزخی لوگوں کے احوال بھی اور وہ لوگ نبی کریمؐ کے معلومات میں سے کچھ بھی نہیں جانتے مگر اس قدر جتنا کہ نبیؐ چاہیں۔ تفسیر نعیمی میں مفتی ایاز خان لکھتے ہیں۔ شفیع المذنبین تو سب کے حالات جانتے ہیں مگر ملائکہ، انبیاء بلکہ سارا عالم شفیع المذنبینؐ کے علوم سے کچھ حاصل نہیں کر سکتے مگر اس قدر کہ محبوب خدا عطا فرمائیں۔

ولا یظھر ○ علیٰ غیبہ احداً الامن ارتضیٰ من رسول ○ ''غیب کا جاننے والا وہی ہے پس اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس شخص کے جس کو وہ رسولوں میں سے علم غیب کے لیے منتخب کرے۔'' علامہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔ قیامت کے وقوع کا وقت ان غیبوں میں سے ہے، جسے خدائے ذوالجلال کسی پر ظاہر نہیں فرماتا۔ پس اگر یہ کہا جائے کہ جب تم نے اس غیب کو قیامت پر معمول کر لیا تو اب خداتعالیٰ نے یہ کیسے فرمایا مگر پسندیدہ رسولوں کو حالانکہ یہ غیب تو کسی پر بھی ظاہر نہیں کیا جاتا تو ہم

کہیں گے رب تعالیٰ قیامت کے قریب ظاہر فرما دے گا۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں جو چیز تمام مخلوقات سے غائب ہو وہ غائب مطلق ہے۔ جیسے قیامت کے آنے کا وقت ہر چیز کی پیدائش اور شرعی احکام اور پروردگار کی ذات و صفات بر طریق تفصیل اس قسم کو خدائے ذوالجلال کا خاص غیب کہتے ہیں۔ پس اپنے خاص غیب پر وہ کسی کو بھی مطلع نہیں کرتا اس کے سوا جسے وہ پسند فرمائے اور وہ رسول ہوتے ہیں۔ خواہ فرشتے کی جنس ہوں یا انسان کی جنس سے جیسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اپنے بعض خاص غیب پر ظاہر فرماتا ہے۔ سو اس کے جسے اپنی نبوت اور رسالت کے لیے چن لیا۔ پس ظاہر فرماتا ہے۔ جس پر چاہتا ہے کہ (علم غائب) غیب ان کی نبوت پر دلیل قائم ہو۔ ان غیب چیزوں سے جس کی وہ خبر دیتے ہیں۔ پس یہ ان کا معجزہ ہوتا ہے۔ شیخ اسماعیل حنفی کی روح البیان میں مرقوم ہے۔ خدا تعالیٰ اس غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا سوائے برگزیدہ رسولؐ اور جو غیب کہ رب سے خاص ہیں اس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرما دیتا ہے۔ علاؤ الدین خازن لباب التاویل میں لکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ جس کو اپنی رسالت اور نبوت کے لیے انتخاب کرے اور جس پر وہ چاہے اس پر غیب کا اظہار فرما دیتا ہے تاکہ ان مغیبات سے جن کی وہ خبر دیتے ہیں۔ ان کی نبوت کے لیے کچھ دلیل ثابت ہو اور یہ ان کا معجزہ ہوتا ہے۔ اصول کافی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس آیت میں "ومن ارتضاہ" سے مراد نبی کریمؐ ہیں۔ کتاب خرائج میں ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حضورؐ اللہ کے مرتضیٰ ہیں اور ہم اس رسول کے وارث ہیں، جسے خدا نے چاہا اپنے علم غیب سے آگاہ کیا۔ پس ہم پہلے اور قیامت تک آنے والے واقعات کو جانتے ہیں۔ علامہ طبرسی فرماتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب رسول اکرمؐ اپنی نبوت کی صداقت پر یوں استدلال کریں گے کہ لوگوں کو غیب کی خبر دیں گے یہ خبر ان لوگوں کے لیے آیت معجزہ قرار پائے گی اور ارتضاء کے معنی اختیار دیا ہے کہ اپنی نبوت و رسالت کی صداقت کے لیے جس پر چاہیں اپنی مصلحت سے جو دیکھیں علم غیب سے مطلع فرمائیں۔ وما ھو علیٰ غیب بضنین O "اور وہ غیب کی باتوں کے بارے میں بخیل نہیں۔"

ابو محمود بغوی معالم التنزیل میں تحریر فرماتے ہیں۔ نبی کریمؐ غیب پر اور آسمانی خبروں اور ان خبروں اور واقعات کے پہنچانے میں کمی نہیں فرماتے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ نبی کریمؐ کے پاس علم غیب آتا ہے۔ پس وہ اس میں سے تمہیں سکھاتے ہیں اور تم کو خبر دیتے ہیں۔ وعلمنه من لدنا علما O (کہف، ۶۵، پارہ ۱۵، رکوع ۲۱) "اور ہم نے ان کو اپنا علم لدنی عطا کیا ہے۔" ابو جعفر محمد بن جریر طبری جامع البیان کے مطابق حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے۔ حضرت خضر علیہ

السلام کو معلوم تھا، اس لیے انہوں نے پہلے ہی جان لیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام صبر نہیں کر سکیں گے۔ عبداللہ بن احمد نسفی مدارک التنزیل میں بیان کرتے ہیں کہ جناب خضر علیہ السلام کو غیب کی خبروں کی تعلیم دی گئی اور بعض کی طرف سے یہ کہا گیا کہ علم لدنی وہ ہوتا ہے جو عبد کو الہام کے ذریعے حاصل ہو۔ ومن عندہ علم الکتاب O (پارہ ۱۳، رکوع ۱۲، سورہ رعد، آیت ۴۳) ''اور وہ جن کے پاس اس کتاب کا پورا علم ہے۔''

حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ اس آیت ومن عندہ علم الکتاب سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔ مناقب ابن مغازلی، شواہد التنزیل، ارجح المطالب، ینابیع اور کوکب دری کے مطابق خدائے ذوالجلال نے سیدالانبیاءؐ کی نبوت کے اثبات اور منکرین کے مقابلے کے لیے دو گواہ پیش کیے۔ ایک خود اللہ تعالیٰ اور دوسرے عالم کتاب یعنی علی مرتضیٰ۔ اس آیت میں تین ہستیوں کا ذکر ہے۔ ایک خدا تعالیٰ دوسرے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تیسرے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام۔ حضور اکرمؐ جو کہ خود مدعی نبوت ہیں لہٰذا خدا اور حضرت علی مرتضیٰ دونوں گواہ ہوئے۔ خدا کی جملہ مخلوق میں سے شہادت نبوت سید المرسلین کے لیے حضرت علی علیہ السلام کو منتخب فرمانا، اس بات کی دلیل ہے کہ خدائے ذوالجلال اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی علیہ السلام سب سے افضل ہیں۔ ما کان اللہ لیذر المومنین O (العمران ۹۷، پارہ ۴، رکوع ۹)۔ ''اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ مومنوں کو اسی حالت میں رہنے دے۔'' تفسیر خازن، تفسیر حسینی اور تفسیر نعیمی میں مرقوم ہے کہ انبیاء کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت اپنی اپنی صورتوں میں پیش کی گئی۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھی اور مجھے بتا دیا گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کفر اختیار کرے گا۔ یہ خبر منافقین کو پہنچی تو انہوں نے استہزاء کیا اور کہنے لگے محمد کا یہ گمان ہے کہ وہ ان لوگوں کے کفر و ایمان کی بھی خبر رکھتے ہیں جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے اور ہم تو ان کے ساتھ رہتے ہیں، اور وہ ہمیں پہچانتے بھی نہیں۔ یہ خبر جب حضورؐ تک پہنچی تو فخر دو عالمؐ منبر پر تشریف لائے اور اللہ کی حمد و ثناء کرنے کے بعد فرمایا۔ ''ان قوموں کا کیا حال ہے۔ جو ہمارے علم پر طعنہ کرتی ہیں اس وقت سے لے کر قیامت تک ہونے والی کسی چیز کے متعلق جو بھی تم ہم سے پوچھو گے ہم تمہیں اس کی خبر دیں گے۔''

علم غیب اور احادیث

بخاری شریف، صحیح مسلم، معالم التنزیل اور کنز العرفان کے بموجب۔ بتحقیق حضورؐ تشریف لائے جبکہ سورج ڈھل چکا تھا۔ پس آپؐ نے نماز ظہر پڑھی اور آپؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پس قیامت کا ذکر فرمایا

کہ اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہیں۔ پھر فرمایا: جو شخص جو بات پوچھنا چاہے پوچھ لے، خدا کی قسم جب تک میں اس مقام پر کھڑا ہوں یعنی منبر پر تم کو اس کی خبر دوں گا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپ کا یہ ارشاد سن کر اکثر لوگوں پر رقت طاری ہو گئی اور بار بار آپؐ نے فرمایا کہ پوچھ لو مجھ سے جو چاہتے ہو۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص آگے بڑھا اور کہنے لگا یا رسول اللہؐ مجھے بتایئے کہ میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے۔ پس عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر پوچھا میرا باپ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: حذافہ پھر فرمایا: مجھ سے پوچھو۔ مجھ سے پوچھو۔ صحیح بخاری کتاب الدعوات باب التعوذ من الفتن کی روایت کے مطابق حفص بن عمر، ہشام اور قتادہ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے آنحضرتؐ سے پوچھنا شروع کیا جب لوگ بہت زیادہ سوال کرنے لگے تو آپؐ ناراض ہوئے، اور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا: آج تم مجھ سے جو پوچھو گے میں اس کو وضاحت سے بیان کروں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں دائیں بائیں نظر ڈال کر دیکھنے لگا، تو نظر آیا کہ ہر شخص کپڑا لپیٹے ہوئے (چہرہ پر) رو رہا ہے۔ ان میں ایک آدمی ایسا بھی تھا جس کو لوگ لڑائی کے وقت اس کے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف منسوب کرتے تھے۔ چنانچہ اس نے پوچھا یا رسول اللہؐ میرا باپ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: حذافہ۔ صحیح بخاری کے مطابق ابو حازم سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں حوض کوثر پر تمہارا پیش کار ہوں گا۔ جو شخص حوض پر آئے گا وہ اسے پیئے گا اور جو پیئے گا تو اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ میرے پاس کچھ لائے جائیں گے۔ تو میں ان کو پہچان لوں گا اور وہ مجھے پہچان لیں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان حجاب حائل ہو جائے گا۔ ابو حازم نے کہا جب میں نعمان بن عیاش سے یہ حدیث بیان کر رہا تھا تو انہوں نے پوچھا کیا اسی طرح تم نے سہل سے سنا ہے؟ میں نے کہا ہاں! انہوں نے کہا کہ میں ابوسعید خدری کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ ان کو اس زیادتی کے ساتھ روایت کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا یہ لوگ مجھ سے ملیں گے تو کہا جائے گا۔ کیا آپ اس تبدیلی کو جانتے ہیں جو ان لوگوں نے آپؐ کے بعد کی تو میں کہوں گا۔ لعنت ہو لعنت ہو جس نے میرے بعد بدل کیا۔ اس حدیث سے واضح ہوا کہ حضورؐ حوض پر پیش آنے والے حالات سے واقف تھے۔ صحیح بخاری میں یہ حدیث بھی آنحضرتؐ کے علم غیب سے واقفیت کا پتہ دیتی ہے، جس میں زید بن وحب عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب تم اقربا پروری اور ایسے امور دیکھو گے جو تمہیں برے معلوم ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپ ہمیں کس بات کا حکم دیتے ہیں۔ آپؐ

نے فرمایا کہ تم ان کو ان کا حق دے دو اور اللہ سے تم اپنا حق مانگو۔ صحیح بخاری کے مطابق عروہ اسامہ بن زیدؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ جناب رسول اکرمؐ مدینے کے کسی ٹیلے تک گئے اور فرمایا: کیا تم دیکھ رہے ہو؟ جو میں دیکھ رہا ہوں۔ لوگوں نے کہا: نہیں تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں، جو تمہارے گھروں کے اندر بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ صحیح بخاری میں یہ حدیث مرقوم ہے کہ عبداللہ بن موسیٰ، اعمش شقیق سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت سے چند یوم پہلے ایسے ہوں گے کہ ان میں علم اٹھایا جائے گا اور جہالت طاری ہو جائے گی اور ہرطرح کی کثرت ہوگی اور ہر طرح سے مراد قتل ہے۔ صحیح بخاری میں محمد بن اسماعیل بخاری تحریر فرماتے ہیں۔ محمد بن مثنیٰ، ولید بن مسلم، ابن جابر، بسر بن عبیداللہ حضرمی ابو ادریس خولائی اور حذیفہ بن یمانی سے روایت کرتے ہیں کہ ان کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ لوگ حضور اکرمؐ سے خیر کے متعلق دریافت کیا کرتے تھے اور میں آپؐ سے شر سے متعلق پوچھا کرتا تھا۔ اس خوف سے کہیں وہ مجھے نہ پالے۔ چنانچہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم جاہلیت اور برائی میں تھے، اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس یہ خیر بھیجی تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں میں نے پوچھا۔ کیا اس شر کے بعد خیر ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں اور اس میں کچھ دھواں ہوگا۔ میں نے پوچھا اس کا دھواں کیا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: وہ ایسے لوگ ہوں گے کہ میرے طریقے کے خلاف چلیں گے۔ ان کی بعض باتیں تو تمہیں اچھی نظر آئیں گی اور بعض باتیں بری نظر آئیں گی۔ میں نے پوچھا کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! کچھ لوگ جہنم کی طرف بلانے والے ہوں گے۔ جو ان کی دعوت کو قبول کریں گے اور وہ ان کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپؐ ان لوگوں کے بارے میں کچھ بیان فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ ہماری ہی قوم سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں گفتگو کریں گے۔ میں نے عرض کیا اگر میں وہ زمانہ پالوں تو آپؐ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہو۔ میں نے کہا اگر ان کی جماعت اور امام نہ ہو تو فرمایا کہ ان تمام جماعتوں سے علیحدہ ہو جانا۔ اگرچہ تمہیں درخت کی جڑ چبانی پڑے۔ یہاں تک کہ اس حال میں تمہیں موت آجائے۔ صحیح بخاری میں یہ حدیث مرقوم ہے کہ زہری اور سعید بن مسیب حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ حجاز کی زمین سے ایک آگ نہ نکلے گی جس سے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔ صحیح بخاری میں قرب قیامت سے متعلق یہ حدیث نقل ہے کہ ابوالیمان، شعیب، ابوالزناد اور عبدالرحمٰن، حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔

انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ دو بڑے گروہ آپس میں جنگ نہ کریں، ان کے درمیان زبردست خونریزی ہوگی۔ ان کا دعویٰ ایک ہوگا اور اس وقت تک تقریباً ۳۰ دجال پیدا ہوں گے۔ ان سے ہر ایک یہی دعویٰ کرے گا کہ اللہ کا رسول ہے (معاذ اللہ) اور علم اٹھایا جائے گا۔ زلزلوں کی اتنی کثرت ہوگی کہ بہتا پھرے گا اور مال کا مالک قصد کرے کہ کوئی اس کے صدقہ کو قبول کرے اور وہ اس کو پیش کرے اور جس کو پیش کیا جائے گا وہ کہے گا کہ مجھے اس کی حاجت نہیں۔ اس وقت لوگ بڑی بڑی عمارتوں پر فخر کریں گے۔ اس وقت جب کوئی کسی کی قبر کے پاس سے گزرے گا تو کہے گا کہ کاش میں اس کی جگہ ہوتا اور آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا اور لوگ اسے دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے۔ اس وقت کسی کا ایمان اسے فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو۔ اپنے ایمان میں نیکی نہ کی ہو اور قیامت اس طرح قائم ہوگی کہ وہ شخص کپڑے پھیلائے ہوں گے، نہ تو خرید و فروخت کرنے پائیں گے اور نہ اسے لپیٹ سکیں گے اور قیامت اس حال میں واقع ہوگی کہ ایک شخص اونٹنی کا دودھ دوہ کر لائے گا لیکن اسے پی نہ سکے گا اور قیامت اس حال میں ہوگی کہ ایک آدمی مویشیوں کے لیے حوض درست کر رہا ہوگا لیکن اس میں کھلانے پلانے نہ پائے گا اور قیامت اس طرح قائم ہوگی کہ ایک شخص اپنے منہ تک لقمہ اٹھائے گا لیکن کھا نہ پائے گا۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر دجال کے باب میں گیارہ احادیث تحریر کی ہیں۔ جن سے واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کے آنے کا ذکر کیا اور اس وقت کے دیگر حالات سے قبل از وقت آگاہ فرمایا۔ جیسا کہ عبدالعزیز بن عبداللہ، ابراہیم اور صالح ابن شہاب سالم [illegible] حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی جس کا وہ مستحق ہے۔ پھر دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی نہیں آئے گا۔ انہوں نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا اور فرمایا میں تم سے عنقریب ایسی بات کہوں گا کہ جو کسی نے اپنی قوم سے نہیں کی۔ وہ یہ کہ دجال کانا ہوگا۔ مسلم بن حجاج نے صحیح میں یہ احادیث رقم کیں۔

(۱)...... حضرت بنت جحش بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے اور فرمایا: لا الہ الا اللہ عرب کی ہلاکت ہے۔ اس شر سے جو قریب آگیا ہے۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی ہے اور سفیان راوی نے اپنے ہاتھوں سے دس کا عدد بنا کر بتایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ باوجود یہ کہ ہم میں نیک لوگ بھی موجود ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں جب فسق و فجور بڑھ جائے گا۔

(۲)......ابوکامل، فضیل بن حسین، حماد بن زید، عثمان بن شحام بیان کرتے ہیں کہ میں فرقد سنجی دونوں مسلم بن ابی بکرہ کے پاس گئے، وہ اپنی زمین پر تھے، ہم نے کہا کہ تم نے فتنوں کے بارے میں کوئی حدیث سنی ہے۔ انہوں نے کہاہاں میں نے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔ عنقریب فتنے ہوں گے۔ خبردار ہو جاؤ کہ پھر فتنے ہوں گے، جن میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ اچھی طرح سن لو جب فتنے واقع ہو جائیں تو جس کے پاس اونٹ ہوں وہ اپنے اونٹ سے مل جائے اور جس کے پاس بکریاں ہوں، وہ اپنی بکریوں سے جا کر مل جائے اور جس کے پاس زمین ہو، وہ اپنی زمین پر چلا جائے۔ ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ جس کے پاس اونٹ نہ ہوں، بکری اور زمین نہ ہو وہ کیا کرے۔ فرمایا اپنی تلوار کی دھار کو پتھر پر توڑ دے، پھر اپنے بچاؤ میں جتنی جلدی ہو سکے سو کرے۔ الٰہی میں نے تیرا حکم پہنچا دیا۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہؐ اگر مجھے زبردستی پکڑ کر دو صفوں یا دو جماعتوں میں سے کسی ایک صف یا جماعت میں شامل کر لیا جائے اور کوئی شخص مجھے تلوار سے مار کر قتل کر دے یا کوئی تیر آ کر مجھے لگ جائے اور مر جاؤں تو کیا ہوگا۔ فرمایا وہ اپنا اور تیرا گناہ لے کر لوٹے گا۔

(۳)......حضرت ثوبان بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے سمیٹ لیا تھا اور میں نے زمین کے مشرقی اور مغربی حصے دیکھ لیے۔ عنقریب میری حکومت وہاں تک پہنچ جائے گی جہاں تک کہ زمین میرے لیے سمیٹ دی گئی تھی اور مجھے سرخ اور سفید دو خزانے بھی دیے گئے اور میں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میری امت کو عام قحط سالی سے ہلاک نہ کرنا اور نہ کسی ایسے دشمن کو ان پر مسلط کرنا جو ان کی جانوں کا خواستگار ہو اور یکسر انہیں فنا کر دے اور ان کی جڑ ہی کاٹ دے۔ میرے پروردگار نے فرمایا: اے محمدؐ جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو اسے کوئی لوٹانے والا نہیں ہوتا۔ میں نے آپؐ کی امت کے لیے اس کا تعین کر دیا ہے کہ ان پر ایسے اجنبی دشمن کو مسلط کر دوں گا جو ان کا جتھ توڑ دے اور ان کی جڑ ہی کاٹ دے۔ اگر چہ اطراف زمین کے سب لوگ جمع ہو جائیں۔ پھر بھی ایسا نہیں کر سکتے، ہاں وہ خود ہی ایک دوسرے کو ہلاک یا قید کریں گے۔

(۴)......حضرت ابوزید بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اس کے بعد آپؐ منبر پر تشریف لائے اور وعظ فرمایا۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا۔ پھر آپؐ اترے اور نماز پڑھی پھر آپؐ منبر پر تشریف لائے اور ہمیں وعظ کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ عصر کا وقت آ گیا کہ پھر آپؐ منبر سے تشریف

لائے اور نماز پڑھی اور اس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں وعظ کہنا شروع فرمایا۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ آپؐ نے ہمیں وہ سب باتیں بتا دیں جو ہونے والی تھیں اور ہو چکی تھیں اور سب سے بڑا عالم ہم سے وہ ہے جس نے ان باتوں کو سب سے زیادہ یاد رکھا۔

(۵)...... حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی اس وقت تک کہ فرات میں سے ایک سونے کا پہاڑ ظاہر نہ ہو جائے جس پر لوگ مارے جائیں گے۔ ننانوے فی صد قتل ہو جائیں گے اور ان میں سے ہر ایک شخص کہے گا۔ شاید میں ہی نجات پاؤں۔

(۶)...... حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی اس وقت تک کہ رومی اعماق یا دابق میں نہ اتریں۔ پھر مدینے سے ان کے مقابلے کے لیے ایک لشکر جائے گا۔ یہ لشکر اس زمانے میں روئے زمین کے برگزیدہ لوگوں کا ہوگا، جب دونوں لشکروں کی صف بندی ہو جائے گی۔ تو رومی کہیں گے تم لوگ ہمارے ان لوگوں کے درمیان نہ آؤ جنہوں نے ہم سے قیدی بنائے۔ ہم ان سے لڑیں گے۔ مسلمان کہیں گے بخدا ہم اپنے بھائیوں کو تمہارے لیے تنہا نہ چھوڑیں گے۔ مسلمان ان سے لڑیں گے تو ایک تہائی حصہ بھاگ جائے گا جن کی توبہ اللہ قبول نہیں کرے گا اور ایک تہائی شہید ہو جائے گا جو اللہ کے نزدیک افضل الشہداء ہوگا اور ایک تہائی حصہ منع کرے گا جو کبھی فتنہ میں مبتلا نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ یہ قسطنطنیہ فتح کریں گے اور تلوار ان تنوں کے درختوں سے لٹکا دیں گے اور مال غنیمت کی تقسیم میں مشغول ہوں گے کہ شیطان آواز دے گا کہ تمہارے بال بچوں میں دجال آ پڑا تو مسلمان وہاں سے نکلیں گے۔ حالانکہ یہ خبر غلط ہوگی۔ جب ملک شام میں پہنچیں گے تب وہاں دجال نکلے گا۔ جب مسلمان لڑائی کے لیے متحد ہو کر صفیں باندھے ہوں گے۔ نماز کی تیاری ہوگی اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور جب دجال ان کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلے گا جیسے نمک پانی میں پگھلتا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے چھوڑ دیں گے تب بھی پگھل کر ہلاک ہو جائے گا۔ لیکن اللہ اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل کرائے گا اور اس کا خون نیزے پر لگا ہوا لوگوں کو دکھائیں گے۔

(۷)...... حضرت مستورد قرشی بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ سے سنا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک نصاریٰ سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو جائیں گے۔

(۸)...... ابوبکر بن ابی شیبہ، علی بن حجر، ابن عینیہ، اسماعیل بن ابراہیم، حمید بن ہلال، ابو قتادہ عدوی اور یسیرین بن جابر بیان کرتے ہیں کہ ایک کوفہ میں لال آندھی آئی۔ ایک شخص آیا جس کا تکیہ کلام تھا۔ اے

عبداللہ بن مسعود قیامت آ گئی۔ یہ سن کر عبداللہ بن مسعودؓ بیٹھ گئے اور وہ تکیہ لگائے ہوئے تھے اور فرمایا۔ قیامت قائم ہونے سے پہلے میراث تقسیم نہ ہوگی اور نہ مال غنیمت ملنے کی خوشی ہوگی۔ اس کے بعد ہاتھ سے ملک شام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ وہاں اہل اسلام کے دشمن جمع ہوں گے اور مسلمان ان کے مقابلے کے لیے جمع ہوں گے میں نے کہا۔ دشمن سے آپ کی مراد رومی ہیں۔ فرمایا ہاں اور اس قتال کے وقت سخت ارتداد ہوگا اور مسلمان لشکر کے آگے ایک فوجی دستہ مرنے کے لیے روانہ کریں گے تاکہ وہ بغیر غالب ہوئے واپس نہ آئیں۔ مسلمان جا کر خوب لڑیں گے۔ بالآخر رات کا پردہ حائل ہو جائے گا اور ہر ایک فریق لوٹ آئے گا۔ کسی کو غلبہ نہ ہوگا۔ مگر وہ فوجی دستہ فنا ہو جائے گا۔ دوسرے دن مسلمان لشکر کے آگے ایک فوجی دستہ مرنے کے لیے پھر روانہ کریں گے تاکہ بغیر غالب ہوئے وہ لوٹ کر نہ آئے۔ وہ جا کر لڑیں گے کوئی غالب نہ آئے گا اور شام ہو جائے گی تو ہر فریق لوٹ آئے گا مگر وہ فوجی دستہ ختم ہو جائے گا۔ پھر تیسرے دن مسلمان لشکر کے آگے ایک فوجی دستہ روانہ کریں گے تاکہ وہ مر جائے یا غالب آ جائے۔ وہ لڑیں گے لیکن شام ہو جائے گی تو ہر فریق لوٹ آئے گا اور کوئی غالب نہ ہوگا مگر یہ فوجی دستہ بھی فنا ہو جائے گا۔ جب چوتھا دن ہوگا تو بقیہ مسلمان کافروں پر حملہ کریں گے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کافروں کو شکست دے گا اور ایسی لڑائی ہوگی کہ ایسی نہ کسی نے دیکھی اور نہ سنی ہوگی۔ یہاں تک کہ پرندے ادھر ادھر سے ہو کر گزریں گے۔ مگر آگے نہ بڑھ سکیں گے۔ مردہ ہو کر گر پڑیں گے۔ ایک باپ کی اولاد جن کی تعداد ایک سو ہوگی۔ ان میں سے ایک کے علاوہ کوئی باقی نہ رہے گا۔ ایسی حالت میں مال غنیمت سے کیا خوشی ہوگی اور میراث کی کیا تقسیم ہوگی۔ مسلمان اسی حالت میں ہوں گے کہ یکایک اس سے بھی بڑھ کر ایک مصیبت کی آواز یعنی ایک چیخ سنائی دے گی کہ مسلمانوں کی اولاد پر دجال ظاہر ہو گیا۔ فوراً مسلمان اپنے ہاتھوں کی چیزیں چھوڑ کر ادھر متوجہ ہو جائیں گے۔ لیکن پہلے دس سواروں کا دستہ بطور ہراول کے بھیج دیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا میں ان سواروں کے اور ان کے باپوں کے نام جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ بھی مجھے معلوم ہیں وہ روئے زمین کے سواروں سے اس زمانے میں بہتر ہوں گے۔

(۹)...... حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ میری امت کو قریش کا یہ قبیلہ ہلاک کر دے گا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ پھر حضورؐ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کاش لوگ ان سے علیحدہ رہیں۔ ترمذی، مشکوٰۃ اور مسلک اولیاء کے مطابق حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم میں قیام فرما کر مخلوقات کی ابتداء سے لے کر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی تمام خبریں دیں۔

یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔ زرقانی شرح مواہب اور شفاء میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ بدر سے ایک دن پہلے آپؐ نے فرمایا کہ یہ ہے کل فلاں کے گرنے کی جگہ اور اپنے دست مبارک کو زمین پر رکھا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ حضورؐ کے دست مبارک کی جگہ سے ان فرمودہ آدمیوں میں سے کوئی بھی پس وپیش نہ ہوا۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق ابراہیم بن موسیٰ، عبدالوہاب اور خالد نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے ان سے اور علی بن عبداللہ سے کہا کہ تم دونوں ابوسعید خدری کے پاس جاؤ اور ان سے حدیثیں سنو۔ چنانچہ ہم ان کے پاس گئے۔ اس وقت وہ اور ان کے بھائی اپنے ایک باغ میں پانی سینچ رہے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا تو آئے اور بصورت احتباء بیٹھ گئے اور کہا ہم تعمیر مسجد نبویؐ کے وقت ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے، پھر جناب رسول اکرمؐ ان کے پاس سے گزرے اور ان کے سر سے غبار صاف کیا اور فرمایا: عمار پر بہت افسوس ہے کہ ان کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی، وہ ان کو خدا کی طرف بلاتے ہوں گے اور وہ ان کو دوزخ کی طرف بلاتے ہوں گے۔ علاوہ ازیں صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف، مسند ابو داؤد، مناقب خوارزمی، الفتح الکبیر، البدایہ، حلیۃ الاولیاء، طبقات ابن سعد، منتخب کنزالعمال، تاریخ اسلام ذہبی مجمع الزوائد، تاریخ بغداد، خصائص نسائی، مبارق الازھار، شرح مشارق الانوار، سنن بیہقی اور شواہد النبوۃ میں حدیث کے متون تحریر ہیں۔

ولی الدین تبریزی مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ہمارے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، آپؐ کے دست مبارک میں دو کتابیں تھیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کتابیں کیسی ہیں۔ تو ہم نے عرض کی کہ نہیں مگر یہ کہ آپ ہمیں خبر دیں تو آپؐ نے فرمایا: یہ کتاب جو میرے دائیں ہاتھ میں ہے رب العالمین کی طرف سے ہے۔ اس میں تمام جنتیوں کے نام اور ان کے آباء کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں۔ پھر اس کے اخیر میں میزان لگائی گئی اور ان میں نہ زیادہ کیا جائے گا نہ کم۔ پھر فرمایا: یہ جو کتاب میرے بائیں ہاتھ میں ہے۔ یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔ اس میں تمام دوزخیوں کے نام ہیں اور ان کے آباء اور ان کے قبیلوں کے نام پھر ان کے آخر میں میزان لگائی گئی۔ نہ ان میں کچھ زیادہ کیا جائے گا اور نہ کم۔ علامہ الشیخ منور علی ناصف ازہری نے ان تمام احادیث واخبار کو جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی خبر رکھتے تھے۔ کو اپنی کتاب التاج الاصول فی احادیث الرسول کی جلد ۵ کے کتاب الفتن والملاحم میں شرح سبط کے ساتھ جمع فرمایا ہے۔ یہ ایک سو ستر

احادیث ہیں جو صفحہ ۳۱۹ تا ۳۸۱ پر مرقوم ہیں۔

جامع الاصول میں قیامت کی علامات و شرائط کے ذکر میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا: اگر دنیا میں سے صرف ایک دن ہی باقی رہے تو اللہ اس دن کو اتنا طویل کر دے گا کہ یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے اللہ ایک کو پیدا فرمائے گا جو میرا ہم نام ہوگا اور جو روئے زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسا کہ اس سے پیشتر روئے زمین ظلم و جور سے مملو تھی۔ ابی داؤد سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ دنیا اس وقت تک اختتام پذیر نہیں ہوگی جب تک کہ ایک میرا ہم نام اہل بیت میں پوری مملکت عرب کا مالک و مختار نہ ہو جائے۔

ابن شیرویہ کتاب الفردوس میں اپنی اسناد کے ساتھ لکھتے ہیں کہ حذیفہ یمانی سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرمؐ نے فرمایا: میرا فرزند مہدی ایسا ہوگا کہ چہرہ مثل چاند چمکتا ہوگا۔ یہ عربی اور بلند قامت ہوں گے، جب دنیا میں ظلم و جور عام ہو جائے گا تو وہ عدل و انصاف قائم کریں گے اور ان کی خلافت سے اہل آسمان، چرند پرند راضی ہوں گے۔ ان کی حکومت دس سال رہے گی۔

غیبت حضرت امام زمانہؑ

شواہد النبوت، نور الابصار، ومعۃ الساکبہ، مناقب الائمہ، روضۃ الشہدا اور انوار الحسینیہ کے مطابق معتمد کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کی خبر ہو گئی تھی۔ اس نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے ہوتے ہی آپؑ کی تکفین سے قبل حضرت کے گھر پر چھاپہ ڈلوایا تا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو گرفتار کیا جائے لیکن بحکم خدا ۲۳ رمضان المبارک ۲۵۹ ہجری بمقام سرداب پردہ غیبت میں تشریف فرما ہوئے۔ لہٰذا معتمد کا بھیجا ہوا لشکر آپ کو نہ پاسکا۔ جب حضرت کو تلاش کرنے میں ناکامی ہوئی تو آپؑ کی ازواج کو گرفتار کر لیا اور حکم دیا کہ تحقیق کی جائے کہ ان میں سے کسی میں آثار ولادت تو نہیں ہیں۔ اگر ایسا ہو تو آثار ختم کر دیئے جائیں۔ ایسا اس لیے کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ ''آخری زمانہ میں میرا ایک فرزند جن کا اسم گرامی مہدی ہوگا، یہ انقلاب زمانہ کے ضامن ہونگے۔'' لہٰذا حکمران آپؑ سے خوف زدہ تھے کہ کہیں یہ ہماری حکومت کو نہ الٹ دیں۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کے بارے میں علماء کی بہت بڑی تعداد نے اتفاق کیا ہے۔ ان علماء میں خصوصاً قابل ذکر نام یہ ہیں۔ مولانا جامی نے شواہد النبوت میں، امام عبدالوہاب شعرانی

نے لواقع الانوار والیواقیت والجواہر میں، شیخ احمد محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں، خواجہ پارسا نے فصل الخطاب میں، عبدالحق محدث دہلوی نے رسالہ ائمہ طاہرین میں، جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں، ابوعبداللہ شافعی نے کفایۃ الطالب میں، کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان میں، سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامت میں، ابن صباغ نورالدین علی مالکی نے فصول المہمہ میں، کمال الدین ابن طلحہ شافعی نے مطالب السئول میں، شاہ ولی اللہ نے فضل المبین میں اور شیخ سلیمان حنفی نے ینابیع المودۃ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پردہ غیبت میں جانے کی تصدیق کی ہے۔ ان راویوں کے علاوہ بے شمار علماء و محدثین اس قول پر قائم ہیں۔ اس قدر راویان و محدثین اور کتب کے حوالے جات کے پیش نظر یہ بات یقیناً قول حق پر مبنی ہے کہ روایت کے اعتبار سے یہ حدیث حد کمال تک پہنچتی ہے۔

قرآن مجید میں ذالک الکتب لاریب فیہ ھدللمتقین الذین یومنون بالغیب کے بارے میں ائمہ کا ارشاد ہے کہ ایمان بالغیب سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیبت مراد ہے۔ تفسیر حسنی میں علامہ حسین واعظ کاشفی لکھتے ہیں کہ "جعلھا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ"۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں کلمہ باقیہ کو قرار ہے جو باقی اور زندہ رہے گا۔ اس کلمہ باقیہ سے مراد حضرت امام مہدی علیہ السلام کا باقی رہنا ہے اور آپ ہی آل محمد میں باقی ہیں۔ نورالابصار میں ہے کہ آپ کے ظہور اور غلبہ کے متعلق لیظھرہ علی الدین کلمہ۔ جب حضرت امام مہدی علیہ السلام بحکم خدا ظہور فرمائیں گے تو تمام مذاہب پر غلبہ حاصل کریں گے اور صرف دین اسلام ہوگا۔

قرآن مجید سے قبل جو آسمانی کتب نازل ہوئیں۔ ان میں کئی مقامات پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا ذکر ہے۔ زبور میں ہے کہ آخری زمانے میں جو سراپا عدل و انصاف ہوں گے، ان کے سر پر ابر سایہ فگن ہوگا۔ صحیفہ شیعہ پیغمبر میں ہے کہ جب نور خدا کا ظہور ہوگا تو ہر طرف عدل و انصاف کا چرچا ہوگا۔ شیر اور بکری کا ایک جگہ قیام ہوگا۔ چیتا اور بکری کا بچہ ایک ساتھ کھائیں گے۔ شیر اور گائے ایک ساتھ بسر کریں گے۔ گائے اور مرغ ایک ساتھ رہیں گے۔ شیر خوار بچہ سانپ کے بل میں اگر ہاتھ ڈالے گا تو وہ اسے نہیں کاٹے گا۔ یہ نور خدا جب ظاہر ہوگا تو اپنی تلوار سے دشمنوں سے بدلہ لے گا۔ حضرتؑ کے ظہور کے بارے میں توریت میں کہ "مہدیؑ ظہور فرمائیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے تشریف لائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔" انجیل میں مرقوم ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال اور شیطان کو قتل کریں گے۔

منصب سفارت پر فائز اصحاب

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کے دو دور تھے۔ ایک غیبت صغریٰ اور دوسری غیبت کبریٰ۔ غیبت صغریٰ میں نظام حیات چلانے کے لیے آپؑ نائب خاص تعین فرماتے تھے۔ جن کے زیر اہتمام صاحبان عقیدت کے سوال و جواب، خمس و زکوٰۃ اور امور انجام پاتے تھے۔ جن کو یہ اعزاز و شرف حاصل ہوا ان کا اسم گرامی جناب عثمان بن سعید عمروی تھا۔

جناب عثمان بن سعید عمروی

آپ ایک برگزیدہ اور با اعتماد شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کا تعلق قبیلہ بنی اسد سے تھا۔ آپ بنی اسد کے علاقے عسکر میں رہائش پذیر تھے اور وہیں رزق حلال کے حصول کی غرض سے روغن فروشی کیا کرتے تھے۔ آپ نے روغن فروشی کی دکان اس مقصد کے حصول کے لیے کی تھی تا کہ آنے والے خریداروں کے سوالات کے جوابات حضرت امام زمانہ علیہ السلام سے حاصل کر کے ان تک پہنچائیں۔ اسی بناء پر آپ کو سلمان بھی کہا جاتا ہے۔ دشمنوں کے خوف سے اموال خیریہ و خمس مشکیزہ روغن میں رکھ کر امامؑ تک پہنچاتے تھے۔ اپنے دادا جعفر عمروی کے نام پر ان کو عمروی کہتے تھے۔ آپ کو بالترتیب حضرت امام علی نقی علیہ السلام، حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی زیارت نیابت اور سفارت کا منصب حاصل رہا۔ احمد بن عثمان قمی روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور حضرت حسن عسکری علیہ السلام نے جناب عثمان بن سعید کے بارے میں فرمایا۔ ان سے رجوع کرو یہ جو کچھ کہیں وہ میرا قول ہے اور جو پیغام پہنچائیں وہ میرا پیغام ہے۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد حضرت امام عصر علیہ السلام نے بھی وکالت کے امور ان کے سپرد فرمائے تھے۔ آپ پر ائمہ کی صحبت کا یہ اثر ہوا کہ ان سے اکثر کرامات کا ظہور ہوتا تھا کہ لوگ دنگ رہ جاتے تھے۔ صاحبان مال سے ان کے مال کی مقدار اور اس میں حلال و حرام کے فرق بغیر دیکھے بیان فرما دیتے تھے اور سوالات کے جوابات بغیر سنے بتا دیا کرتے تھے۔ جناب عثمان بن سعید کے دور سفارت کی مدت پانچ سال ہے۔ آپ سامرہ کے قریہ عسکر میں قیام پذیر تھے۔ آپ نے ۲۹۵ ہجری میں وفات پائی۔ انتقال کے بعد بغداد میں دروازہ حبلہ کے قریب مسجد میں دفن ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے درجہ سفارت پر فائز ہوئے۔

ابوجعفر محمد بن عثمان بن سعید عسکری خلانی

جب محمد بن عثمان سعید کے والد گرامی کا انتقال ہو گیا تو آپ کے پاس حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا تعزیت نامہ آیا جس میں تحریر تھا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون! سر امر الٰہی کے سامنے سراپا تسلیم ہیں اور اس کے فیصلے پر راضی ہیں۔ تمہارے والد نے نہایت سعیدانہ حیات بسر کی اور قابل تعریف موت پائی۔ خدا ان پر رحمت نازل کرے اور انہیں ان کے اولیاء اور آقاؤں سے ملحق فرمائے۔ وہ امور ائمہ میں ہمیشہ قرب الٰہی کے لیے کوشاں رہا کرتے تھے۔ خدا ان کے چہرے کو رونق اور ان کے گناہوں اور لغزشوں کو معاف فرمائے اور تمہارے اجر و ثواب میں اضافہ فرمائے اور تمہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ یہ تمہارے اور میرے لیے بھی مصیبت ہے۔ اس جدائی سے تم بھی مضطرب ہوئے اور میں بھی۔ اللہ انہیں آخرت میں خوش رکھے ان کی سعادت اور نیک بختی کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ اللہ نے انہیں تم جیسا فرزند عطا فرمایا جو ان کا جانشین و قائم ہے اور ان کے حق میں دعائے رحمت کرتا ہے۔ پاکیزہ نفوس اس سے خوش ہیں۔ پروردگار عالم تمہیں قوت عطا فرمائے اور تمہاری مدد فرمائے اور کرامت کی توفیق عطا فرمائے، اللہ ہی تمہارا سرپرست، محافظ اور نگہبان رہے گا۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب غیبت طوسی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جناب عثمان بن سعید کے انتقال کے بعد حضرت امام عصر علیہ السلام نے ان کے فرزند کے بارے میں یہ پیغام بھیجا کہ یہ اپنے والد کے زمانہ ہی سے ہمارے اپنے والد کی طرح معتمد تھے، یہ ہمارے ہی حکم سے حکم دیتے ہیں اور ہمارے احکام پر عمل کرتے ہیں۔ خدا انہیں جملہ آفات سے محفوظ رکھے۔ جناب محمد بن عثمان کی دختر جناب ام کلثوم کا بیان ہے کہ میرے پدر بزرگوار نے کئی جلدیں مرتب فرمائیں تھیں۔ جس میں اپنے پدر بزرگوار سے اخذ کیے ہوئے علوم اور احکام کو جمع کیا تھا اور بوقت انتقال یہ جناب حسین بن روح کے حوالے کر دیا تھا۔
جناب محمد بن عثمان سے روایت ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہر سال حج میں تشریف لاتے ہیں اور لوگوں سے ملاقات فرماتے ہیں۔ لیکن لوگ آپ کو پہچان نہیں پاتے کہتے ہیں میری آخری ملاقات بھی حضرتؑ سے حج ہی کے موقع پر ہوئی تھی۔ اس وقت خانہ کعبہ میں اس دعا میں مصروف تھے۔ ''خدایا! میرے وعدہ کو پورا فرما۔''

جناب محمد بن عثمان کی فرائض سفارت کی انجام دہی کی مدت چالیس سال ہے۔ آپ زہد و تقویٰ میں

کمال رکھتے تھے اور قرب الٰہی کا یہ عالم تھا کہ اپنی وفات سے دو ماہ قبل اپنی قبر کھدوادی تھی۔ آپ نے بتایا میں نے ایسا اس لیے کیا کہ مجھے حضرت امام زمانہ علیہ السلام نے تاریخ وفات سے آگاہ فرمایا تھا۔ آپ کی وفات جمادی الاول ۳۰۵ ہجری میں واقع ہوئی۔ آپ اپنی والدہ گرامی کے مدفن کے قریب دروازہ کوفہ سر راہ دفن ہوئے۔ گوہر یگانہ کے مولف مہر جا نسی تحریر فرماتے ہیں۔ ابو جعفر محمد بن عثمان بن سعید عسکری خلانی علیہ الرحمہ نے جمادی الاول ۳۰۵ ہجری میں وفات پائی۔ آپ بغداد باب الشیخ (جس کو باب الکوفہ بھی کہتے ہیں) میں اپنے مکان میں دفن ہوئے۔

ابوالقاسم حسین بن روح

جناب ابوالقاسم حسین بن روح محمد بن عثمان کے مخصوصین میں سے تھے۔ آپ ان کی وفات کے وقت ان کے بائیں پا بیٹھے تھے اور ان کے ایک اور صحابی جعفر بن احمد بالائے سر تشریف فرما تھے۔ ابوالقاسم حسین بن روح نے عثمان بن سعید سے اس قدر قرب حاصل کیا تھا کہ لوگوں کو یہ گمان تھا کہ ان کے بعد آپ ان کے جانشین ہوں گے۔

ایک مرتبہ عثمان بن سعید نے جعفر کی طرف رخ کرتے ہوئے فرمایا۔ ''مجھ کو حکم ہوا ہے کہ حسین بن روح کو اپنا وصی بناؤں اور تمام امور ان کے سپرد کردوں، یہ سنتے ہی جعفر عثمان کے سرہانے سے اٹھے اور حسین بن روح کو اپنی جگہ لا کر بٹھایا۔ آپ اسرار امامت کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ آپ کا برتاؤ تمام مذاہب کے لوگوں سے ایسا تھا کہ ہر ایک آپ کو اپنا ہم خیال سمجھتا تھا۔ آپ کی کوشش تھی کہ غیبت کا راز کسی پر ظاہر نہ ہو۔ جناب حسین بن روح کے بارے میں حضرت امام عصر علیہ السلام نے فرمایا! ہم انہیں پہچانتے ہیں۔ اللہ انہیں اپنی رضا کی معرفت عطا فرمائے اور انہیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کی کتاب ہمیں ملی ہے ہمیں ان پر مکمل اعتماد ہے۔ ہمارے لیے ان کی منزلت قابل اطمینان ہے۔ اللہ ان کی نعمتوں میں اضافہ فرمائے، وہ قادر مطلق ہے۔ آپ نے اکیس سال تک بحکم امام کار امامت انجام دیئے۔ نہایت معتمد، ثقہ، صالح اور امین تسلیم کیے جاتے ہیں۔ آپ کا انتقال ۳۲۶ ہجری میں ہوا اور بعض روایات کے مطابق ۳۳۲ ہجری آپ کا سن وفات ہے۔ آپ کا مزار محلہ شوایجہ بغداد میں واقع ہے۔ جہاں اب ایک مسجد بنادی گئی ہے جو زائرین کی آماجگاہ ہے۔ جناب حسین بن روح کے بعد بحکم امامؑ جناب علی بن محمد السمری اس منصب جلیلہ پر فائز ہوئے۔

علی بن محمد السمری

ابوالحسن علی بن محمد السمری حضرت امام مہدی علیہ السلام کے آخری نائب ہیں۔آپ نہایت صاحب معرفت وفراست تھے۔ ہمہ وقت حضرت امام زمانہ کے حکم کے منتظر رہتے تھے۔آپ کی کنیت ابوالحسن تھی۔ جب آپ کا وقت وفات قریب آیا تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ اس منصب سعیدی کا انتظام فرمائیں گے،تو آپ نے فرمایا۔آئندہ یہ سلسلہ قائم نہ رہے گا۔آپ آخری خوش نصیب فرد تھے جن کو نیابت کا منصب اعلیٰ عطا ہوا۔آپ کے ایام زندگی ختم ہونے کے بعد نیابت کا باب تا ظہور حضرت امام زمانہ علیہ السلام ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔ ۳۲۹ ہجری ۱۹ شعبان کو جو توقیع ناحیہ مقدسہ سے برآمد ہوئی اس میں حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے اپنے دست مبارک اور مقدس قلم سے حسب ذیل ارشاد گرامی تحریر تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے علی ابن محمد سمری! تمہاری زندگی کے ایام ختم ہو چکے ہیں۔خداوند قدوس آپ کے اقربا اور بھائیوں کا آپ کو سوگ کے اجر میں اضافہ فرمائے۔آج سے ٹھیک چھ دن بعد تم رحمت حق کے زیر سایہ اپنے دار باقی کو منتقل ہو جاؤ گے۔اب کسی اور سے مت کہنا کہ وہ اس دوسری غیبت کے زمانے میں میرے ساتھ بلا واسطہ رابطہ رکھے۔اب غیبت صغریٰ کا زمانہ ختم ہوا اور غیبت کبریٰ کا دور شروع ہوتا ہے۔

شواہد النبوت کے مطابق محمد السمری کے انتقال سے چھ یوم قبل حضرتؑ کا ایک فرمان ناحیہ مقدسہ سے برآمد ہوا جس میں ان کی وفات کا ذکر اور سلسلہ سفارت کے ختم ہونے کا تذکرہ تھا۔اس فرمان میں مرقوم تھا۔''اے علی بن محمد خداوند عالم تمہیں اور تمہارے بھائیوں اور دوستوں کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ چھ یوم بعد تم وفات پانے والے ہو۔تم اپنے انتظامات مکمل کرلو اور آئندہ کے لیے کوئی نائب تجویز نہ کرو کیونکہ غیبت کبریٰ واقع ہو گئی ہے۔اب اذن خدا کے بغیر ظہور ممکن نہیں۔میرا ظہور مدت بعد ہوگا۔ حضرتؑ کے قول کے بموجب چھ یوم گزرنے کے بعد جناب علی بن محمد السمری بتاریخ ۱۵ ر شعبان المعظم ۳۲۹ ہجری انتقال فرما گئے۔

غیبت کبریٰ میں زیارت حضرت مہدیؑ

غیبت کبریٰ میں جن خوش نصیبوں کو آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا وہ دوران زیارت آپ کو پہچان

نہ سکے بلکہ ملاقات کے بعد وہ سمجھ سکے کہ جن سے شرف ملاقات حاصل ہوا وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام تھے۔ رجال بحر العلوم میں علامہ بحر العلوم تحریر فرماتے ہیں۔ ''جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ عالم بیداری میں دعویٰ رویت امامؑ کے مدعی کی تردید کا مقصد یہ ہوسکتا ہے کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں نے وقت ملاقات پہچان لیا تھا کہ جن کی زیارت کر رہا ہوں یہی امام زمانہ ہیں۔ ورنہ آپؑ کی بالمشافہ عالم بیداری میں زیارت کرنے والوں کی تعداد کسی بھی صورت میں ناپید نہیں۔'' غیبت شیخ طوسی میں علامہ شیخ طوسی تحریر فرماتے ہیں۔ یہ بات ہمارے اختیار میں نہیں کہ ہم حتمی طور پر یہ فیصلہ صادر کریں کہ غیبت کبریٰ کے زمانے میں کوئی بھی شیعہ سرکار حجت کا زیارت سے مشرف نہ تو ہوا ہے اور نہ ہو سکے گا بلکہ ممکن ہے کہ بہت سے شیعہ یہ شرف حاصل کر چکے ہوں لیکن سرور کونینؐ سے لے کر حضرت حجت علیہ السلام تک زیارت کو ظاہر کرنے کی شدید ممانعت کی وجہ سے کوئی شخص زیارت سے باخبر اور آشنا نہ ہوا۔ سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ الطرائف فی معرفتہ مذاہب الطوائف میں فرماتے ہیں کہ اگرچہ آج کے اس دور میں کسی میں ہمت نہیں کہ وہ برسر عام رویت حضرت حجت علیہ السلام کا دعویٰ کرے لیکن یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ غیبت کبریٰ کے اس طویل دور کو جو صدیوں پر محیط ہے میں بے شمار خوش نصیب افراد اپنے نصیب کی بلندی کے پیش نظر حضرت حجت کی خدمت عالیہ میں شرف یاب بھی ہوئے ہوں گے۔ زیارت کے ساتھ ساتھ معجزات بھی ملاحظہ کیے ہوں گے اور آپ کے حسن کردار و گفتار کی لذت کو بالمشافہ دیکھا بھی ہوگا۔

تنزیہ الانبیاء میں علامہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ بات حیرت انگیز نہیں ہے کہ غیبت کے اس طویل دور میں حضرت حجتؑ اپنے بعض مخلص اور دیانتدار افراد کو اپنی زیارت کے شرف سے نوازتے رہتے ہوں۔ کیونکہ یہ ایک ایسی بات ہے جس کے خلاف کوئی بھی حتمی فیصلہ نہیں دیا جاسکتا۔ خصوصاً ایسے حالات میں جبکہ دعویٰ رویت پر سخت پابندیاں عائد کردی گئی ہوں۔ ایسی صورت میں کون شخص دعوے رویت کرکے اپنے کو تکذیب و تردید کے لیے پیش کرنے کی حماقت کرسکتا ہے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ بحار الانوار میں تحریر فرماتے ہیں۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں حضرت امام عصر علیہ السلام کے ارشاد گرامی میں دعویٰ رویت کرنے والے کی تکذیب کا حکم ہے۔ اس کا تعلق صرف ایسے افراد سے ہے۔ جو نیابت خاصہ کا دعویٰ کرکے سادہ لوح شیعوں کے مخلصانہ جذبات سے کھیلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ علامہ نوری جنت الماویٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت حجت علیہ السلام کے ادعائے رویت کی تکذیب کا مقصد صرف اور صرف نیابت خصوصی کا دعویٰ وغیرہ ہے۔ امکان رویت کی نہ نفی ہے نہ تردید۔

علمائے دین کے اقوال کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ زمانہ غیبت کبریٰ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت نہ تو امر محال ہے اور نہ ہی غیر ممکن۔ ہزاروں خوش نصیب لوگوں کو آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا لیکن ان کو علم اس وقت ہوا جس وقت حضرت امام مہدی علیہ السلام زیارت کرانے کے بعد دوبارہ پردہ غیبت میں چلے گئے۔ اس وقت زیارت سے مشرف ہونے والے افراد میں سے چند علمائے ذی وقار علی اللہ مقامہ کے اسم گرامی سرفہرست ہیں۔

(۱) سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ متوفی ۶۶۴ ہجری کے متعلق بحار الانوار کی روایت کے مطابق مورخ آل محمد سید ابن طاؤس کو شرف زیارت حضرت ولی العصر علیہ السلام نصیب ہوئی۔

(۲) علامہ حلی علیہ الرحمہ متوفی ۷۲۶ ہجری الزام الناصب اور روضات الجنات کے مطابق علامہ حلی علیہ الرحمہ نے بھی شرف حاصل کیا۔ زیارت حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا۔

(۳) مقدس اردبیلی متوفی ۹۹۳ ہجری کے بارے میں منتخب الاثر کی روایت ہے کہ آپ نے بھی حضرت امام حجت علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

(۴) جناب بحر العلوم متوفی ۱۲۱۲ ہجری نے بحار الانوار کے مطابق شرف زیارت حاصل کیا۔

(۴) شیخ مرتضیٰ انصاری متوفی ۱۲۸۱ ہجری نے زندگانی و شخصیت شیخ انصاری کے مطابق حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

جہاں تک مقاصد زیارت کا تعلق ہے، اس میں مومنین کی حاجات، مسائل کا دریافت کرنا، راہ ہدایت کا حصول، شفایابی، مالی امداد، راہ مستقیم کا حصول و رہنمائی اور علمی مشکلات کے حل کو اولیت حاصل ہے۔

کیونکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہادی دوراں ہیں لہٰذا صاحبان مودت کی مدد فرماتے ہیں اور آپ کے سامنے سے حجابات قدرت اٹھے ہوئے ہیں۔ لہٰذا آپ محبان اہل بیت کے دکھ درد سے واقف ہیں اور آپ کو جو دل کی گہرائیوں سے مدد کے لیے پکارتا ہے اس کی حاجت روائی فرماتے ہیں۔ مومن اس امر حق کو پہچانتے ہیں۔ لہٰذا آپؑ کی خدمت اقدس میں عریضہ بھیجتے ہیں اور ان کی مرادیں بر آتی ہیں۔

خصائص حضرت امام زمانہؑ

حضرت امام زمانہ کے خصائص جملہ ائمہ اہل بیت کے خصائص اعلیٰ مقدسہ کا مجموعہ ہیں۔ تمام ائمہ اہل بیت کے مراتب یکساں ہیں۔ پروردگار عالم نے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کو ہدایت آخر کے لیے معین

فرمایا۔ کیونکہ ہر زمانہ میں انسان کو ہدایت کی ضرورت درپیش ہوتی ہے۔ جو اس کا حاجت روا و مددگار ہو لہٰذا پروردگار عالم نے پردہ غیبت میں دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے حضرت امام حجت آخرالزمان کو قائم رکھا۔ علامہ عباس قمی علیہ الرحمہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صفات و خصائص پر تبصرہ کرتے ہوئے چھیالیس صفات مقدسہ اور فرائض عالیہ و فیضان و برکات امامیہ کا ذکر فرماتے ہیں۔ (۱) حدیث معراج کے مطابق آپ کا نور اقدس انوار قدسیہ کے درمیان مخصوص حیثیت کا حامل ہے۔ (۲) حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا نسب نامہ نہایت مقدس ہے۔ ائمہ طاہرین علیہم السلام سے متصل ہونے کے علاوہ قیصر روم اور جناب شمعون حضرت عیسیٰؑ سے بھی منطبق ہے۔ (حضرت امام مہدی علیہ السلام کی والدہ گرامی جناب نرجس خاتون جناب شمعون وصی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نواسی اور قیصر روم کی پوتی تھیں۔ یہ دونوں نہایت اعلیٰ شرف اور اعلیٰ ظرف تھے) (۳) روز ولادت روح القدس نے آسمان کی طرف جا کر فضائے قدس میں تربیت کا اہتمام کیا تھا۔ (۴) آپؑ کے لیے "بیت الحمد" نام سے موسوم ایک مکان ہے جہاں کا چراغ وقت ولادت سے روشن ہے اور روز ظہور تک روشن رہے گا۔ (۵) آپؑ کو ابوالقاسم محمد کے اسم مبارک اور کنیت سے نوازا گیا۔ یہ اسم مبارک اور کنیت جناب رسالت مآبؐ سے منسوب ہے۔ لہٰذا یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ (۶) دور غیبت میں نام محمد سے آپ کو یاد کرنا ممنوع ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا نام محمد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے نام سے منسوب ہے۔ لہٰذا ظہور کے وقت اگر آپ کو اس نام سے پکارا جائے گا تو لوگوں میں یہ گمان ہوگا کہ یہ حضرت محمدؐ کا ظہور تو نہیں ہے۔ (۷) حضرت امام زمانہ علیہ السلام پر وصایت کا عہدہ ختم ہوگیا۔ آپ خاتم الاوصیاء ہیں۔ (۸) آپ کو غیبت کا شرف روز اول سے حاصل ہوگیا تھا اس لیے کہ آپ ملائکہ مقربین کی قربت میں رہے۔ (۹) کیونکہ آپ پردہ غیبت میں تشریف لے گئے لہٰذا کفار و مشرکین اور منافقین سے دنیا میں واسطہ نہ رہا۔ (۱۰) آپؑ کو کسی ظالم و جابر حکمران کی رعایا میں نہیں رہنا پڑا۔ (۱۱) آپؑ کی پشت مبارک پر مہر امامت ہے۔ (۱۲) آپؑ کا ذکر آسمانی کتابوں میں نام کے بجائے القاب و خطابات کے ساتھ آیا ہے۔ (۱۳) آپؑ کے ظہور کی بابت بے شمار علامتوں کا ذکر ہے۔ (۱۴) آپؑ کا ظہور ندائے آسمانی سے ہوگا۔ (۱۵) آپؑ کے دور اقتدار میں انسانی سن و سال کا اندازہ مختلف ہوگا، عمریں ایک ہی مقام پر قائم رہیں گی۔ (۱۶) ظہور کے وقت مصحف امیر المومنین آپؑ کے ساتھ ہوگا۔ (۱۷) آپؑ کے سر مبارک پر مستقل ابر سفید سایہ فگن ہوگا۔ (۱۸) آپؑ کے لشکر میں انسانوں کے علاوہ جنات اور ملائکہ بھی شامل ہوں گے۔ (۱۹) آپؑ کی صحت پر طول زمانہ کے اثرات مرتب نہیں ہوں گے۔ (۲۰) آپؑ کے دور میں انسانوں اور درندوں کے

درمیان وحشت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ (۲۱) آپؑ کے اقتدار میں بہت سے مرنے والے بھی زندہ ہو کر شامل ہوں گے۔ (۲۲) آپؑ کی خدمت میں زمین سارے خزانے اگل دے گی۔ (۲۳) پیداوار میں بے حد اضافہ ہوگا۔ سبزہ زار اس طرح نمایاں ہوں گے کہ زمین کی شکل بدل جائے گی۔ (۲۴) آپؑ کی مدد کی برکت سے لوگوں کی عقل کو عروج حاصل ہوگا۔ (۲۵) آپؑ کے اصحاب کو غیر معمولی قوت سماعت و بصارت حاصل ہوگی۔ (۲۶) آپؑ کے اصحاب و انصار کی عمریں طولانی ہوں گی۔ (۲۷) آپؑ کے اصحاب و انصار کے اجسام بیماریوں سے بری ہوں گے۔ (۲۸) آپؑ کے انصار و اعوان میں ہر شخص کی قوت چالیس افراد کے مساوی ہوگی۔ (۲۹) آپؑ کے نور اقدس کی برکت سے لوگوں کو نور شمس و قمر کی حاجت باقی نہیں رہے گی۔ (۳۰) آپؑ کے دست مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرچم ہوگا۔ (۳۱) آپؑ کے جسم اقدس پر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ مبارک بالکل ٹھیک آئے گی۔ (۳۲) آپؑ کی خدمت میں ایک خاص بادل ہوگا جو آپؑ کے حکم کے مطابق مختلف مقامات پر لے جائے گا۔ (۳۳) آپؑ کے عہد میں تقیہ ختم ہو جائے گا۔ ظالمین و کاذبین کی ظاہری شان و شوکت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ (۳۴) آپؑ کی حکومت مشرق تا مغرب ہوگی۔ (۳۵) زمین عدل و انصاف سے بھر جائے گی۔ (۳۶) آپؑ کے فیصلے علم امامت کے موافق ہوں گے۔ صرف ظاہری شواہد پر اکتفا نہیں کیا جائے گا۔ (۳۷) وہ مخصوص احکام جو آپؑ سے قبل رائج نہیں ہو سکے تھے انہیں رائج فرمائیں گے۔ (۳۸) آپؑ علوم کے ان ۲۵ حروف کا اظہار فرمائیں گے جن کا اب تک اظہار نہیں ہو سکا ہے۔ (۳۹) آپؑ کے اصحاب و انصار کے لیے تلواریں آسمان سے نازل ہوں گی۔ (۴۰) آپؑ کے اصحاب و انصار کی جانور تک اطاعت کریں گے۔ (۴۱) آپؑ کوفہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پتھر سے پانی اور دودھ کی دو نہریں جاری فرمائیں گے۔ (۴۲) حضرت کے لیے آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور آپؑ کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے۔ (۴۳) دجال ملعون کو قتل کریں گے جس سے ہر نبی نے امت کو ہوشیار رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔ (۴۴) آپؑ کے علاوہ حضرت امیر المومنینؑ کے بعد کسی کے جنازہ پر سات تکبیروں کا جواز نہ ہوگا۔ (۴۵) آپؑ کی تسبیح بارہ دن ہے جبکہ باقی معصومین کی تسبیح ایک روز ہے۔ (۴۶) آپؑ کی حکومت کا سلسلہ قیامت سے متصل ہوگا۔ یہ جملہ امتیازات و فضائل پروردگار عالم نے حضرت امام عصر علیہ السلام کے لیے مخصوص فرمائے ہیں۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے خصائص بے شمار ہیں۔ آپؑ کی شخصیت منبع دین اور اسلام کی ایک حقیقی شخصیت ہے۔ آپؑ ایک دینی حقیقت ہیں جو قرآن اور احادیث کی روشنی میں قائم و دائم ہیں۔ قرآن مجید

اور تمام آسمانی کتابوں میں آپؑ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جناب رسالت مآبؐ اور ائمہ اہل بیت کی آپؑ کے بارے میں احادیث ہیں۔ علما و مجتہدین نے اپنی تفاسیر میں آپؑ کی غیبت کے بارے میں مستند حوالہ جات تحریر فرمائے ہیں اور کتابیں لکھی ہیں۔ جن کا مطالعہ کرنے سے آپؑ کے مناقب و خصائل و خصائص سے آگاہی ہوتی ہے۔ آپؑ کا وجود مسلم ہے۔ آپؑ کو ظہور کے لیے خدا کے امر کا انتظار ہے۔ آپؑ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہیں لیکن آپؑ کے سامنے دنیا کے حالات نمایاں ہیں۔ کچھ لوگ آپؑ کی زیارت مقدسہ سے فیض یاب ہوئے ہیں اور آپؑ کو دیکھتے ہیں لیکن اس وقت پہچان نہیں پاتے بعد میں احساس ہوتا ہے کہ آپ حضرت امام مہدی عصر الزمان علیہ السلام تھے۔ اس میں بھی امر الٰہی ہے کہ دیکھنے کے باوجود پہچاننا ہر وقت ممکن نہ ہو۔ آپ اذن خدا سے تمام جہان کا علم رکھتے ہیں۔ آپؑ کے ظہور سے قبل کچھ علامتیں ظاہر ہوں گی، جب ظہور فرمائیں گے تو دنیا پر آپؑ کی حکومت ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور آپؑ کی اقتدا میں نماز ادا فرمائیں گے۔ یہ وہ زمانہ ہوگا کہ دنیا بھر کی اقوام اور شہر آپ کے زیر تصرف ہوں گے اور مذاہب عالم آپؑ کے تابع ہوں گے اور آپ اسلام لے کر آئیں گے جس کے متعلق پروردگار عالم نے فرمایا۔

''دین اسلام کے سوا کوئی اور دین نہیں ہے۔''

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور عصر حاضر کی ضرورت ہے۔ لہٰذا آپؑ کے ظہور کی دعا کرتے رہنا چاہیے اور روحانی طور پر ہر مومن کے دل میں آپؑ کی قربت نورانی کا احساس رہنا چاہیے تاکہ گناہ سے برأت حاصل ہو اور راہ مستقیم پر قائم رہنے کی توفیق عطا ہو۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''میری تعجیل فرج کے لیے دعا کرو اس میں تمہارے لیے آرام و سکون کا سامان ہے۔'' لہٰذا حضرتؑ پر عقیدہ پختہ ہونا چاہیے اور آپؑ کی رضا کے مطابق احکامات شریعت بجا لانا چاہیے۔ پروردگار عالم نے آپؑ کو ساری دنیا کے لیے وسیلہ قرار دیا ہے۔ آپؑ چشمہ فیض رساں ہیں۔ لہٰذا ہر مصیبت و آلام کے وقت آپؑ کو پکارنا چاہیے۔ آپؑ کا وجود ہر مومن کے لیے سایہ رحمت ہے۔ آپؑ کی زیارت سے مشرف ہونے کے درمیان بداعمالیوں اور گناہ آلود زندگی حائل ہے ورنہ صاحبان مودت اور متقی و پرہیزگار حضرات کو آپؑ کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا رہا ہے۔ جب آپؑ کا ظہور ہوگا تو آپؑ کی زیارت کا شرف عام ہوگا۔ کتاب ینابیع المودۃ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد مرقوم ہے کہ ''امت محمدیہ کا علم بردار ظہور فرمائے گا اور حکومت حضرت محمدؐ کا حاکم خروج کرے گا۔ وہ تلوار کے ذریعے قیام کرے گا اور فرض و سنت کو زندہ فرمائے گا۔ یہ قول کا صادق ہوگا اور زمین کو امن کا گہوارہ بنا دے گا۔'' یہ امر الٰہی ہے کہ حضرت امام عصر علیہ السلام کی حکومت سب سے آخر میں

ہوگی تاکہ کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہ ہو کہ وہ یہ کہہ سکے کہ اگر ہم صاحب اقتدار ہوتے تو قیام امن کے ضامن قرار پاتے۔ اس ضمن میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ہماری حکومت سب سے آخر میں ہوگی اس سے قبل جسے حکومت کرنا ہے وہ کرلے تاکہ جب وہ ہمارا طرز عمل دیکھیں تو یہ نہ کہہ سکیں کہ اگر ہمیں حکومت ملتی تو ہم بھی ایسا ہی کرتے۔

حسب ونسب کی اہمیت سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ اہل بیت اطہار کا حسب ونسب نہایت طیب و طاہر ہے یہ حضرات مقدسہ ایسے پاکیزہ تھے کہ پروردگار عالم نے سورہ احزاب میں فرمایا: ''اے پیغمبرؐ کے اہل بیت خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو ہر برائی سے دور رکھے اور جو پاک وپاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا ہی پاک و پاکیزہ رکھے۔'' یہ پاکیزگی کی صفت اہل بیت علیہم السلام کے لیے مخصوص ہے کہ پروردگار عالم ان ذات مطہرات کو پاکیزدگی کی سند عطا فرما رہا ہے۔ یہ حضرات ائمہ اپنے خصائص کے اعتبار سے پروردگار عالم کے پسندیدہ تھے، اسی لیے انہیں ہدایت کے لیے معین فرمایا تاکہ عدل قائم ہو اور زمانہ آخر میں حضرت امام مہدی علیہ السلام دنیا کا دامن عدل سے بھردیں۔ حضرتؑ کا یہ مخصوص شرف ہے کہ آپؑ کا اسم گرامی اور کنیت دونوں جناب رسالت مآبؐ کے اسم گرامی اور لقب سے مشرف ہے۔ یعنی ''ابوالقاسم محمدؐ'' یہ شرف بہت عظیم ہے لیکن زمانہ غیبت میں آپ کو اس اسم پاک سے یاد کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ آپؑ منبع علم وحکمت ہیں اور بحیثیت امامت کے چراغ آخر آپؑ خاتم الاوصیا ہیں، یہ دنیا آپؑ کے وجود سے قائم ہے۔ پروردگار عالم نے آپ کو پردہ غیبت میں رکھتے ہوئے بھی دنیا کے تمام امور سے آگاہ فرمایا۔ آپؑ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ زندہ ہوتے ہوئے بھی کفار ومشرکین کے ساتھ معاشرت نہیں اختیار کی بلکہ پاکیزہ نفوس کے ہمراہ قائم وموجود ہیں۔ آپ کو کسی ظالم وجابر حاکم کی رعایا کی حیثیت سے نہیں رہنا پڑا، آج بھی آپ حاکم ہیں اور جب پردہ غیبت سے تشریف لائیں گے اس وقت بھی حاکم ہوں گے۔ وہ جملہ صفات جو انبیاء اور ائمہ میں موجود تھیں آپ ان تمام کا منبع ہیں۔ علم وحکمت، بزرگی وسرفرازی اور شجاعت آپ کا ورثہ ہے۔ آپ کے ذکر کو پروردگار عالم نے بلند فرمایا۔ انبیاء واوصیاء اور ائمہ نے آپؑ کے اوصاف بیان فرمائے اور آپؑ کی غیبت وظہور کا تفصیلی ذکر فرمایا۔ کتب سماوی میں آپ کا ذکر موجود ہے۔ آپؑ نے اپنے محبوں کو کبھی مایوس نہیں کیا اور ان کی حاجت روائی فرمائی۔ آپ منبع کرامات ومعجزات ہیں۔ مصحف امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام، مصحف جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا، صحیفہ سجادیہ، کتب ائمہ کے آپؑ وارث ہیں۔ جب آپ ظہور فرمائیں تو یہ تمام تبرکات آپ کی ملکیت ہوں گے۔ آپؑ قرآن مجید کے اسرار ورموز کو بیان فرمائیں گے۔

جب تشریف لائیں گے تو نہایت صحت منداور پُروقار نظر آئیں گے۔ آپ کی صحت پر زمانہ کے طویل ہونے کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ آپؑ کے اصحاب نہایت متقی و پرہیزگار اور نورانی شکل وصورت کے ہوں گے جو ہمہ وقت آپؑ کے حکم کے منتظر ہوں گے۔ اطاعت امام ان کا مقصد حیات ہوگا۔ آپؑ کے لشکر میں ملائکہ شامل ہوں گے جو آپ کے ہر حکم کی تعمیل بجالائیں گے۔ مزید براں آپؑ کے ساتھ مرحومین بھی زندہ ہو کر آپؑ کے لشکر میں شامل ہوں گے۔ انسان حیوان جن و ملک اور فرش وعرش سب آپ کے تابع ہوں گے۔ زمین اپنے پوشیدہ خزانے، ظاہر کردے گی، بنجر زمین زرخیز ہو جائے گی اور پیداوار میں حیرت انگیز اضافہ ہوگا، موسم نہایت خوشگوار ہوگا۔ مومنین نعمتوں سے مالا مال ہوں گے۔ آپؑ کے اصحاب باصفا ہر مرض اور بیماری سے بری ہوں گے، ان کو کسی قسم کی کوئی تکلیف لاحق نہ ہوگی ان کی عمریں طویل ہوں گی، یہ حضرات نہایت صحت منداور قوی ہوں گے۔ آپ کا زمانہ نہایت روشن ہوگا شمس وقمر کی روشنی سے اصحاب بے نیاز ہوں گے، آپ کی حکومت امن وسکون کا گہوارہ ہوگی جو مشرق تا مغرب پھیلی ہوگی۔ نہ کوئی کسی کو نقصان پہنچائے گا نہ کوئی کسی کو اس کے حق سے محروم کرے گا۔ یہ ایسا روحانی دور حکومت ہوگا جسے ہر شخص دل کی گہرائیوں سے قبول کرے گا۔ اس حکومت کو یہ امتیاز حاصل ہوگا کہ دنیا میں ایسا امن وسکون اس سے قبل نہیں رونما ہوا ہوگا۔ یہ خصائص و امتیازات حضرت امام مہدی علیہ السلام کے لیے مخصوص ہوں گے۔

حضرت امام مہدیؑ قرآن کی روشنی میں

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عظمت، وجود غیبت اور ظہور کے بارے میں قرآن مجید میں ۱۹۴ آیات موجود ہیں۔ جسے جملہ فریقین نے تسلیم کیا ہے۔ غایۃ المقصود، غایۃ المرام علامہ ہاشم بحرانی اور ینابیع المودۃ میں ذالک الکتب لاریب فی ھدی اللمتقین الذین یومنون بالغیب کی تشریح میں مرقوم ہے کہ حضرت رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ ایمان بالغیب سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیبت مراد ہے۔ نیک بخت ہیں وہ لوگ جو ان کی غیبت پر صبر کریں گے اور قابل مبارک باد ہیں وہ جو غیبت کے زمانے میں بھی ان کی محبت پر قائم رہیں گے۔ آپ کے باقی ہونے کے متعلق جعلھا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ میں جناب ابراہیم کی نسل میں کلمہ باقیہ کو قرار دیا ہے جو باقی وزندہ رہے گی۔ یہاں کلمہ باقیہ سے مراد حضرت امام مہدی علیہ السلام کا باقی رہنا ہے۔ نورالابصار کے مطابق آپ کے ظہور اور غلبہ کے متعلق لیظھرہ علی الدین کلمہ جب حضرت امام مہدی علیہ السلام بحکم خدا ظہور فرمائیں گے تو تمام ادیان پر غلبہ حاصل کریں

گے۔ مطلب یہ کہ سوائے دین اسلام کے کوئی دین نہ ہوگا۔

قرآن مجید کے بارہویں پارے کے آٹھویں رکوع میں یہ آیت موجود ہے۔ بقیۃ اللہ خیر لکم ان کنتم مومنین O ''اگر تم ایمان والے ہو تو خدا کا بقیہ تمہارے لیے بہتر ہے۔'' اس وقت پیغمبر اسلام اور ائمہ اہل بیت علیہ السلام میں سے کوئی ذات سوائے امام آخر الزماں علیہ السلام کے موجود نہیں اور صرف آپؑ ہی بقیۃ اللہ ہیں اور آپؑ ہی کی برکت سے دنیا کو فیض پہنچ رہا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب ہمارے قائم کا ظہور ہوگا اور آپؑ خانہ کعبہ کی دیوار سے سہارا دے کر کھڑے ہوں گے اور تین سو تیرہ مومنین آپؑ کے پاس جمع ہوں گے تو سب سے پہلے وہ اس آیت کی تلاوت فرمائیں گے اور کہیں گے کہ میں بقیۃ اللہ ہوں۔ میں اللہ کا خلیفہ ہوں اور تم پر اس کی حجت ہوں اس وقت سے تمام لوگ آپؑ کو بقیۃ اللہ کہہ کر خطاب کریں گے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ انما انت منذر وّ لکل قوم ھاد ۔'' (اے رسول اللہ) تحقیق تم ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے لیے ایک ہدایت کرنے والا ہوتا ہے۔'' اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں ایک ہادی ہوتا ہے کیونکہ زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں ہوتی۔ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دست مبارک اپنے سینہ اطہر پر رکھ کر فرمایا تھا کہ میں خدا سے ڈرانے والا منذر ہوں اور اپنے ہاتھ کا اشارہ حضرت امیر المومنین کی طرف کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''اے علیؑ آپ ہدایت کرنے والے ہیں اور ہدایت یافتہ میرے بعد آپ سے ہدایت پائیں گے۔ ہدایت کا وہ سلسلہ جو ائمہ اہل بیتؑ کے سپرد تھا تا قیامت جاری رہے گا اور ہر زمانہ میں ایک ہادی قائم رہے گا، جو اب تک قائم ہے وہ ہادی حضرت حجت علیہ السلام ہیں۔ ارشاد پروردگار عالم ہے۔ یوم ندعو کل اناس باما مھم ۔'' اس دن کو یاد کرو جب ہم تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔'' یہ قیامت کا دن ہوگا جس میں سارے بندے اپنے اپنے امام کے ساتھ بلائے جائیں گے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہر زمانے میں پروردگار عالم کی طرف ایک امام کا ہونا لازم ہے۔

دوسرے پارے کے پہلے رکوع کی یہ آیت حضرت امام عصر پر نص قرآنی ہے۔ وکذلک جعلنا کم امۃ وّسطالتکم نو اشھدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا ۔'' اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت عادل بنا دیا تا کہ تم عام لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تمہارے گواہ ہوں۔'' حضرت امیر المومنین کا ارشاد ہے کہ امت عادل اور لوگوں پر گواہ ہم ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم پر گواہ

ہیں، ہم اللہ کی مخلوق پر خدا کے گواہ اور زمین پر اس کی حجت ہیں۔" جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپؐ کے بارہ جانشین ہوئے جو اپنے اپنے زمانہ میں لوگوں کے شاہد اعمال رہے اور اس وقت امت کے ہر فرد کے اعمال دیکھنے والے گواہ حضرت امام حجت علیہ السلام ہیں۔ سورہ الزخرف کی آیت ۶۱ میں ارشاد ہو رہا ہے۔ وانہ لعلم للساعتہ فلا تمترن بھا واتبعون ھذا صراط مستقیم۔ "اور وہ تو یقیناً قیامت کی ایک روشن دلیل ہے۔ تم لوگ ہرگز اس میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔" تفسیر نمونہ، اہل بیت فی القرآن، صواعق محرقہ اور در منشور سیوطی کے مطابق یہ آیت حضرت امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام کے ظہور کے حق میں ہے۔ متعدد احادیث میں مرقوم ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا تو آپؑ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

حضرت امام مہدیؑ روایات کی روشنی میں

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی فضیلت میں کثرت سے احادیث و روایات مرقوم ہیں۔ ترمذی اور سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو پروردگار عالم اس دن کو طویل کر دے یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے میرا ہم نام آئے گا۔ روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک مہدی بھی ہوگا۔ عبدالرحمن بن عوفؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ میری عترت میں ایک شخص کو پیدا کرے گا جو دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ عقد الدرر میں ابوسعید خذری سے روایت ہے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امت کے مہدی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی امامت کریں گے۔ معجم طبرانی، سنن ابن ماجہ، حافظ ابونعیم اصفہانی اور عقد الدرر کے مطابق حدیث ہے۔ "ہم سات اولادیں جناب عبدالمطلب کی سرداران جنت میں ہیں، علیؑ، حمزہ، جعفر حسنؑ و حسینؑ اور مہدیؑ۔" صواعق محرقہ میں یہ حدیث مرقوم ہے۔ "میں تمہیں مہدیؑ کی بشارت دیتا ہوں جو میری عترت سے ہوں گے۔" عقد الدرر کے مطابق "مہدی برحق ہیں، وہ بنی کنانہ، قریش، بنی ہاشم اور اولاد فاطمہ سے ہوں گے۔" ابوداؤد میں جناب ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مہدی میری عترت میں اولاد فاطمہؑ سے ہوں گے۔" مناقب خوارزمی میں ابن عباس سے روایت ہے۔ "علیؑ میری امت کے امام ہیں۔ ان کی اولاد میں قائم منتظر ہوں گے جو دنیا کو عدل و

انصاف سے بھر دیں گے۔'' حافظ ابو نعیم نے حذیفہ بن یمانی سے روایت کی ہے کہ حضرت امام مہدیؑ اولاد حضرت امام حسینؑ سے ہوں گے۔ ینابیع المودۃ میں جناب سلمان سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ ''حسینؑ تم سید اور برادر سید، تم امام ابن امام اور برادر امام ہو، تم حجت بن حجت، برادر حجت اور نو حجتوں کے باپ ہو، جن کا نواں قائم ہوگا۔''

شیخ محی الدین در فتوحات کلیہ، شیخ عبدالوہاب شعرانی در الیواقیت والجواہر میں یہ حدیث لکھتے ہیں۔ ''مہدیؑ کا خروج ضروری ہے، یہ اس وقت ہوگا جب دنیا ظلم و جور سے بھر جائے گی۔'' محمد بن طلحہ شافعی مطالب السؤل میں لکھتے ہیں۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے فرزند کی ولادت کو بادشاہ وقت کے ظلم کی وجہ سے مخفی رکھا۔ مولانا جامی شواہد النبوت میں تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت سامرہ میں ہوئی اور آپ کی ولادت کو مخفی رکھا گیا۔ آپ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے ہی سے مخفی رہے۔ علامہ شہاب الدین دولت آبادی تفسیر بحر امواج میں لکھتے ہیں۔ نیابت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے واسطے سے حضرت امام مہدی علیہ السلام تک پہنچی ہے۔ آپ امام آخر ہیں۔ علامہ جلال الدین روضۃ الاحباب میں لکھتے ہیں۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام ۱۵ شعبان المعظم میں پیدا ہوئے اور سامرہ میں لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہو گئے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مناقب الائمہ میں ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام پندرہ شعبان المعظم ۲۵۵ ہجری میں مولود ہو کر ایک عرصہ کے لیے پوشیدہ ہو گئے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رسالہ نوادر میں لکھتے ہیں۔ محمد بن الحسن (حضرت امام مہدیؑ) کے بارے میں شیعوں کا خیال درست ہے۔ در منثور میں علامہ جلال الدین سیوطی کے مطابق حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کے بعد حضرت عیسیٰؑ نازل ہوں گے۔ فاضل ابن روز بہان ابطال الباطل میں لکھتے ہیں۔ حضرت امام مہدیؑ قائم و منتظر ہیں۔ آفتاب کی طرح ظاہر ہو کر دنیا کی تاریکی کفر کو زائل فرمائیں گے۔ تاریخ ذہبی کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام ۲۵۶ ہجری میں پیدا ہو کر مخفی ہو گئے ہیں۔ وفیات الاعیان کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے انتقال کے وقت پانچ برس کے تھے۔ اس وقت مخفی ہو کر واپس نہیں آئے۔ تذکرہ خواص الامۃ سبط جوزی اور ارجح المطالب کے مطابق آپ اسی طرح زندہ و باقی ہیں جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام وغیرہ۔

کتاب الغیبۃ میں ابو اسحٰق ابراہیم ابن صالح انماطی کوفی اسدی جو حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

کے خاص صحابی تھے۔ ابن قولویہ نے مولف کی کتاب سے فہرست رجال نجاشی فہرست رجال طوسی نقل کی جس میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کا تفصیلی ذکر ہے۔ ابوالحسن ابن حسن ابن محمد طائی جرمی نے الغیبۃ کے نام سے کتاب تالیف کی جس میں غیبت امام زمانہ کی تفصیل مرقوم ہے۔ شیخ رجال شیخ طوسی، رجال نجاشی اور فہرست طوسی کے مطابق ابوالحسن علی ابن حسن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے زمانے میں تھے۔ ابوالحسن علی ابن اعرج کوفی نے ''الغیبۃ'' نام سے کتاب لکھی۔ رجال نجاشی کے مطابق آپ بھی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مخصوص صحابی تھے۔ ابوالحسن علی ابن اعروج کوفی نے اپنی کتاب میں حضرت امام زمانہ کی غیبت پر تفصیل سے تحریر فرمایا ہے۔ حسن ابن علی ابن حمزہ بطائنی نے غیبت کے موضوع پر ایک تفصیلی کتاب تالیف کی قاموس رجال، رجال نجاشی اور فہرست شیخ طوسی کے مطابق مولف حسن ابن علی ابن حمزہ بطائنی حضرت امام رضا علیہ السلام کے زمانے سے موجود تھے۔ ابوالفضل عباس ابن ہشام ناشری نے ''غیبت'' کے عنوان پر ایک کتاب تالیف کی رجال نجاشی، رجال شیخ طوسی اور فہرست شیخ طوسی کے مطابق ابوالفضل عباس ابن ہشام ناشری حضرت امام رضا علیہ السلام کے صحابی خاص تھے۔ ابومحمد فضل ابن شاذان ازدی جو حضرت امام رضا علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام پر کتاب ''الغیبۃ'' تحریر فرمائی۔ فہرست شیخ طوسی، رجال شیخ طوسی اور رجال نجاشی کے مطابق ابومحمد فضل حضرت امام رضا علیہ السلام کے صحابی تھے۔ مسئلہ شیعیت کے اثبات میں آپ نے ایک سو اسی کتابیں تحریر فرمائیں۔ انہی میں سے ایک کتاب الغیبۃ بھی ہے۔ پروردگار عالم نے آپ کو اس مقصد کی تکمیل کے لیے طویل زندگی عطا فرمائی تھی۔ ادوار ائمہ کے بعد سے آج تک جو اس موضوع پر کتابیں تحریر ہوئیں ان کی تعداد بیان سے باہر ہے۔ مزید برآں حضرت امام عصر علیہ السلام پر لکھی جانے والی کتب کے علاوہ بے شمار کتب میں آپؑ کے بارے میں تفصیل موجود ہے۔ جن میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ترمذی، صحیح ابوداؤد، صحیح ابن ماجہ، کنوز الحقائق، جامع صغیر، مستدرک حاکم، مطالب السئول، سبائک الذاہب، صواعق محرقہ، تذکرہ خواص، شواہد النبوت اور نورالابصار وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیبت و ظہور کے بارے میں بے شمار کتابیں لکھی گئیں اور تا حال یہ سلسلہ جاری ہے۔ نیز اس عنوان پر ہر مکتب فکر نے احادیث و روایات کو تحریر کیا ہے۔ وہ کتب جو نہایت معروف ہیں ان کا ذکر علی الکورانی اعلی اللہ مقامہٗ نے اپنی تالیف عصر ظہور میں کیا ہے، جسے اس کتاب میں نقل کیا جا رہا ہے۔

۱.....کتاب سلیم بن قیس الہلالی العامری وفات ۹۰ ر ہجری ق

۲.....کتاب المصنف، عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی وفات ۲۱۱ ر ہجری ق

۳.....وقعۃ صفین، نصر بن مزاحم المنقری ۲۱۲ ر ہجری ق

۴.....المعیار والموازنۃ، ابو جعفر الکافی ۲۲۰ ر ہجری ق

۵.....الفتن، نعیم بن حماد ۲۲۷ ر ہجری ق

۶.....کتاب المصنف، ابن ابی شیبہ ۲۳۵ ر ہجری ق

۷.....کتاب المسند، احمد بن حنبل ۲۴۱ ر ہجری ق

۸.....الایضاح، الفضل بن شاذان الازدی ۲۶۰ ر ہجری ق

۹.....کتاب الصحیح، مسلم بن الحاج القشیری ۲۶۱ ر ہجری ق

۱۰.....السنن، ابن ماجہ بن محمد بن یزید القزوینی ۲۷۵ ر ہجری ق

۱۱.....السنن، ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی ۲۷۵ ر ہجری ق

۱۲.....المحاسن، احمد بن محمد بن خالد البرقی ۲۸۰ ر ہجری ق

۱۳.....بصائر الدرجات، محمد بن جعفر الحمیدی القمی، تیسری صدی "قرن سوئم"

۱۴.....قرب الاسناد، عبداللہ بن جعفر الحمیدی القمی، تیسری صدی "قرن سوئم"

۱۵.....تفسیر العیاشی، محمد بن مسعود بن عیاشی تقریباً ۳۰۰ ر ہجری ق

۱۶.....تاریخ الائمۃ، محمد بن ابی الثلج البغدادی ۳۲۵ ہجری ق

۱۷.....الکافی، محمد بن یعقوب الکلینی ۳۲۹ ر ہجری ق

۱۸.....الامامۃ والتبصرہ، علی بن الحسن بن بابویہ القمی ۳۲۹ ر ہجری ق

۱۹.....تفسیر القمی، علی بن ابراہیم القمی قرن سوئم

۲۰.....الغیبۃ، محمد بن ابراہیم النعمانی ۳۴۲ ر ہجری ق

۲۱.....اثبات الوصیۃ، علی بن الحسین المسعودی ۳۴۶ ر ہجری ق

۲۲.....مقاتل الطالبین، ابوالفرج الاصفہانی ۳۵۶ ر ہجری ق

۲۳.....کامل الزیارات، جعفر بن محمد قولیہ القمی ۳۶۷ ر ہجری ق

۲۴.....تحف العقول، الحسن بن علی بن شعبۃ الحرانی ۳۸۱ ر ہجری

۲۵......کمال الدین وتمام النعمۃ، شیخ صدوق قمی ۳۷۱ رہجری ق

۲۶......علل الشرائع، شیخ صدوق قمی ۳۸۱......ہجری ق

۲۷......امالی الصدوق......

۲۸......کفایۃ الاثر علی بن محمد الدزار قمی قرن چہارم

۲۹......المستدرک، الحاکم محمد بن عبداللہ النیشاپوری ۴۰۵ رہجری ق

۳۰......الارشاد، شیخ مفید محمد بن النعمانی ۴۱۳ رہجری

۳۱......الامالی، شیخ مفید محمد بن محمد النعمانی ۴۱۳ رہجری

۳۲......مسار الشیعہ، شیخ مفید محمد بن محمد النعمانی ۴۱۳ رہجری

۳۳......دلائل الامۃ، محمد بن جریر الطبری تالیف ۴۱۱ رہجری کے بعد

۳۴......نعت المہدی، الحافظ ابونعیم الاصفہانی ۴۳۰ رہجری

۳۵......امالی المرتضی، الشریف السید المرتضی علم الھدیٰ ۴۳۶ رہجری

۳۶......ابرھان، محمد بن علی کلراجلی ۴۴۹ رہجری ق

۳۷......عیون المعجزات، حسین بن عبدالوہاب ۴۴۸ رہجری ق

۳۸......الغیبۃ، الشیخ الطوسی محمد بن الحسن بن علی ۴۶۰ رہجری ق

۳۹......امالی الطوسی، الشیخ الطوسی محمد بن الحسن بن علی ۴۶۰ رہجری ق

۴۰......مناقب علی بن ابی طالب المغازلی علی بن محمد ۴۸۳ رہجری ق

۴۱......مصابیح السنہ، الحسین بن مسعود البغوی ۵۱۶ رہجری ق

۴۲......الاحتجاج، احمد بن علی ابی طالب الطبرسی، قرن ششم کی ابتدا میں

۴۳......اعلام الوریٰ، الفضل بن الحسن بن الفضل الطبرسی ۵۴۸ رہجری ق

۴۴......تاریخ موالید الائمہ وفیاتھم، عبداللہ بن النصر بن الخشاب ۵۶۷ رہجری

۴۵......الخرائج، الموافق بن احمد بن محمد البکری ۵۶۸ رہجری

۴۶......الخرائج، الراوندی سعید بن ہبۃ ۵۷۳ رہجری

۴۷......الفطر الشہدی فی اوصاف محمد البلبیسی الشافعی ۱۳۰۸ رہجری

۴۸......غالیۃ المواعظ، خیر الدین الالوسی الحنفی ۱۳۱۷ رہجری

۱......کتاب سلیم بن قیس الہلالی العامری وفات ۹۰رہجری ق

۲......کتاب المصنف، عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی وفات ۲۱۱رہجری ق

۳......وقعۃ صفین، نصر بن مزاحم المنقری ۲۱۲رہجری ق

۴......المعیار والموازنۃ، ابوجعفر الاسکافی ۲۲۰رہجری ق

۵......الفتن، نعیم بن حماد ۲۲۷رہجری ق

۶......کتاب المصنف، ابن ابی شیبہ ۲۳۵رہجری ق

۷......کتاب المسند، احمد بن حنبل ۲۴۱رہجری ق

۸......الایضاح، الفضل بن شاذان الازدی ۲۶۰رہجری ق

۹......کتاب الصحیح مسلم بن الحجاج القشیری ۲۶۱رہجری ق

۱۰......السنن، ابن ماجہ بن محمد بن یزید القزوینی ۲۷۵رہجری ق

۱۱......السنن، ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی ۲۷۵رہجری ق

۱۲......المحاسن، احمد بن محمد بن خالد البرقی ۲۸۰رہجری ق

۱۳......بصائر الدرجات، محمد بن جعفر الحمیدی القمی، تیسری صدی ”قرن سوئم“

۱۴......قرب الاسناد، عبداللہ بن جعفر الحمیدی القمی، تیسری صدی ”قرن سوئم“

۱۵......تفسیر العیاشی، محمد بن مسعود بن عیاشی تقریباً ۳۰۰رہجری ق

۱۶......تاریخ الائمۃ، محمد بن ابی الثلج البغدادی ۳۲۵ہجری ق

۱۷......الکافی، محمد بن یعقوب الکلینی ۳۲۹رہجری ق

۱۸......الامامۃ والتبصرہ، علی بن الحسن بن بابویہ القمی ۳۲۹رہجری ق

۱۹......تفسیر القمی، علی بن ابراہیم القمی قرن سوئم

۲۰......الغیبۃ، محمد بن ابراہیم النعمانی ۳۴۲رہجری ق

۲۱......اثبات الوصیۃ، علی بن الحسین المسعودی ۳۴۶رہجری ق

۲۲......مقاتل الطالبین، ابوالفرج الاصفہانی ۳۵۶رہجری ق

۲۳......کامل الزیارات، جعفر بن محمد قولیہ القمی ۳۶۷رہجری ق

۲۴......تحف العقول، الحسن بن علی بن شعبۃ الحرانی ۳۸۱رہجری

۲۵......کمال الدین وتمام النعمۃ، شیخ صدوق القمی ۳۸۱ھجری ق

۲۶......علل الشرائع، شیخ صدوق القمی ۳۸۱......ہجری ق

۲۷......امالی الصدوق......

۲۸......کفایۃ الاثر علی بن محمد الدزار القمی قرن چہارم

۲۹......المستدرک، الحاکم محمد بن عبداللہ النیشاپوری ۴۰۵ھجری ق

۳۰......الارشاد، شیخ مفید محمد بن النعمانی ۴۱۳ھجری

۳۱......الامالی، شیخ مفید محمد بن محمد النعمانی ۴۱۳ھجری

۳۲......مسار الشیعہ، شیخ مفید محمد بن محمد النعمانی ۴۱۳ھجری

۳۳......دلائل الامۃ، محمد بن جریر الطبری تالیف ۴۱۱ھجری کے بعد

۳۴......نعت المھدی، الحافظ ابونعیم الاصفہانی ۴۳۰ھجری

۳۵......امالی المرتضی، الشریف السید المرتضی علم الھدیٰ ۴۳۶ھجری

۳۶......ابرھان، محمد بن علی کلراجلی ۴۴۹ھجری ق

۳۷......عیون المعجزات، حسین بن عبدالوہاب ۴۴۸ھجری ق

۳۸......الغیبۃ، الشیخ الطوسی محمد بن الحسن بن علی ۴۶۰ھجری ق

۳۹......امالی الطوسی، الشیخ الطوسی محمد بن الحسن بن علی ۴۶۰ھجری ق

۴۰......مناقب علی بن ابی طالب المغازلی علی بن محمد ۴۸۳ھجری ق

۴۱......مصابیح السنہ، الحسین بن مسعود البغوی ۵۱۶ھجری ق

۴۲......الاحتجاج، احمد بن علی ابی طالب الطبرسی، قرن ششم کی ابتدا میں

۴۳......اعلام الوریٰ، الفضل بن الحسن بن الفضل الطبرسی ۵۴۸ھجری ق

۴۴......تاریخ موالید الائمہ وفیاتھم، عبداللہ بن النصر بن الخشاب ۵۶۷ھجری

۴۵......الخرائج، الموافق بن احمد بن محمد البکری ۵۶۸ھجری

۴۶......الخرائج، الراوندی سعید بن ہبۃ ۵۷۳ھجری

۴۷......الفطر الشہدی فی اوصاف محمد البلبیسی الشافعی ۱۳۰۸ھجری

۴۸......غالیۃ المواعظ، خیر الدین الالوسی الحنفی ۱۳۱۷ھجری

۴۹...... کشف الاستار، المیرزا حسین النوری ۱۳۲۰ھ ہجری

۵۰...... مستدرک الوسائل، المیرزا حسین النوری ۱۳۲۰ھ ہجری

۵۱...... الزام الناصب، الشیخ علی یزدی الحائری ۱۳۳۳ھ ہجری

۵۲...... المہدی الموعود المنتظر، نجم الدین العسکری...... ہم عصر

۵۳...... منتخب الاثر فی الامام الثانی عشر، الشیخ لطف اللہ اصفہانی معاصر

۵۴...... الامام المہدی عند اہل السنۃ...... الفقیہ ایمانی معاصر

۵۵...... الموسوعۃ الامام المہدی محمد الصدر

۵۶...... مناقب ابن شہر آشوب، رشید الدین محمد بن علی ۵۸۸ھ ہجری

۵۷...... بشارۃ المصطفی، محمد بن محمد بن علی الطبری قرن ششم

۵۸...... العمدہ، ابن البطریق یحییٰ بن الحسن ۶۰۰ھ ہجری

۵۹...... النہایۃ ابن الاثیر المبارک بن محمد اجزری ۶۰۶ھ ہجری

۶۰...... تذکرۃ الخواص، سبط ابن الجوزی یوسف بن فرغلی ۶۵۴ھ ہجری

۶۱...... البیان فی اخبار صاحب الزمان، محمد بن یوسف الگنجی الشافعی ۶۵۸ھ ہجری ق

۶۲...... الفضائل، شاذان بن جبرائیل القمی ۶۶۰ھ ہجری

۶۳...... الملاحم والفتن، علی بن موسیٰ بن طاؤس ۶۶۴ھ ہجری

۶۴...... عقد الدرر فی اخبار المہدی، المنتظر، یوسف بن یحییٰ السلمی چوتھی صدی ہجری

۶۵...... کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمہ، علی بن عیسیٰ الاربلی ۶۹۲ھ ہجری

۶۶...... فرائد السمطین، ابراہیم بن محمد الحموئی ۷۳۲ھ ہجرب

۶۷...... ارشاد القلوب، الحسن بن محمد الدیلمی ۷۷۱ھ ہجری

۶۸...... الفتن والملاحم، الحافظ بن کثیر ۷۷۴ھ ہجری

۶۹...... مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، نور الدین الہیثمی ۸۰۷ھ ہجری

۷۰...... مشارق انوار الیقین، الحافظ رجب البرسی ۸۱۳ھ ہجری

۷۱...... مودۃ القربیٰ، السید علی الہمدانی ۷۸۶ھ ہجری

۷۲...... العرف الوردی فی اخبار المہدی، جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ ہجری

۷۳......الائمۃ الاثناعشر محمد بن علی بن طولونی ۹۵۳ھ ہجری

۷۴......صوعق الحرقۃ، احمد بن حجرالھیثمی ۹۷۴ھ ہجری

۷۵......القول المختصر فی المھدی المنتظر، احمد بن حجر ۹۷۴ھ ہجری ق

۷۶......ابرحان فی اخبار صاحب الزمان، علاؤالدین التقی الھنی ۹۷۵ھ ہجری

۷۷......کنزالعمال، علاؤالدین المتقی الحنفی ۹۷۵ھ ہجری

۷۸......توضیح المقاصد، الشیخ بہاالدین العاملی ۱۰۳۱ھ ہجری

۷۹......روضۃ المتقین المجلسی الاول محمد تقی ۱۰۷۰ھ ہجری

۸۰......الاشاعۃ فی الشراط الساعۃ، الشریف ابرزنجی ۱۱۰۳ھ ہجری

۸۱......اثبات الھداۃ، محمد بن الحسن الحراعاملی ۱۱۰۴ھ ہجری

۸۲......الیقافامن الجئتۃ، محمد بن الحسن الحر العاملی ۱۱۴۴ھ ہجری

۸۳......البرحان فی تفسیر القرآن، السید ہاشم البحرانی ۱۱۰۹ھ ہجری

۸۴......بحارالانوار، المجلسی الثانی محمد تقی ۱۱۱۱ھ ہجری

۸۵......تفسیر نورالثقلین، ابن جمعۃ العروسی ۱۱۱۲ھ ہجری

۸۶......لوائح الانوار الالھیۃ، شمس الدین السفار ۱۱۸۸ھ ہجری

۸۷......اسعاف الراغبین، محمد الصبان الشافعی ۱۲۰۶ھ ہجری

۸۸......نورالابصار السید مومن الشبلنجی ۱۲۹۰ھ کے بعد کی تالیف

۸۹......ینابیع المودۃ، سلیمان الحنفی القندوزی ۱۲۹۳ھ ہجری

۹۰......لاذاعۃ لماکان ویکون من الشراط الساعۃ، محمد صدیق، المتوفی ۱۳۰۷ھ

نعثل سے روایت

غایۃ المقصود اور فرائد السمطین کے مطابق نعثل ایک یہودی تھا جو ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ آپ اپنے خدا، اپنے دین اور اپنے خلفاء کا تعارف کرائیں۔ اس بارے میں اگر میں آپ کے جواب سے مطمئن ہوا تو مسلمان ہو جاؤں گا۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت فصیح و بلیغ انداز میں خلاق عالم کا تعارف فرمایا۔ بعد حمد وثنائے خالق

کائنات دین اسلام کی وضاحت وتعارف کرایا۔ آپؐ کی دل آویز حقیقت پر مبنی گفتگو سن کر اس نے کہا۔ آپ نے بجا فرمایا۔

پھر نعثل نے عرض کی۔ مجھے اپنے وصی کا تعارف کرائیں اور آگاہ فرمائیں کہ وہ کون ہیں۔ آپؐ بتائیں کہ جس طرح ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی یوشع بن نون ہیں، اسی طرح آپؐ کے وصی کون ہیں؟ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے وصی علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ان کے فرزند حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ حسینؑ کے صلب سے نو بیٹے قیامت تک ہوں گے۔ اس نے کہا۔ ان سب کے ناموں سے آگاہ فرمائیں۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہ ائمہ اہل بیتؑ کے نام بتائے۔ ان اسمائے گرامی کو سننے کے بعد وہ مسلمان ہوگیا، اور کہنے لگا کہ میں نے کتاب سماوی میں ان بارہ ناموں کو اسی زبان کے الفاظ میں دیکھا ہے۔ پھر اس نے ہر وصی کے حالات بیان کیے اور کربلا میں پیش آنے والا واقعہ بیان کیا۔ نعثل نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کی خبر دی اور کہا کہ ہمارے بارہ اسباط میں سے لاوی بن برخیا غائب ہو گئے، پھر مدتوں بعد ظاہر ہوئے اور از سر نو اسلام کی بنیاد استوار کیں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اسی طرح ہمارا بارہواں جانشین امام مہدی محمد بن حسن طویل مدت تک غائب رہ کر ظہور کرے گا اور دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔

فضائل ومناقب

صواعق محرقہ کے مطابق حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے وقت حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عمر پانچ برس تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اس عمر میں بھی حکمت عطا فرمائی۔ آپؑ وارث علم لدنی تھے۔ آپؑ کے لیے حجابات قدرت اٹھے ہیں۔ لہٰذا آپؑ سے کوئی شے پوشیدہ نہیں۔ آپ پردہ غیبت میں فرش وعرش کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ آپؑ ہادی دوراں اور قائم منتظر ہیں۔ آپ غیبت میں ہونے کے باوجود صاحبان مودت کے دلوں میں بستے ہیں اور آپ کی محبت حد انتہا پر ہے کہ آپؑ کا ذکر و فضائل آج تک جاری ہیں اور یہ سلسلہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ آپؑ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ جن کا ذکر آسمانی کتابوں میں موجود ہے۔ آپؑ پر لاتعداد کتب تحریر کی گئیں، جن میں سے معروف ومقبول کتب کا ذکر وحوالہ گزشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے۔

نور الابصار اور اعلام الوریٰ کے مطابق آپ کی پشت مبارک پر مہر نبوت تھی، جس طرح باقی ائمہ اہل

بیت مہر امامت سے مزین تھے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہر نبوت تھی۔ یہی وصف اعلیٰ تمام ائمہ اہل بیت کو پروردگار کی طرف سے عطا ہوا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پاکیزہ نفوس اللہ رب العزت کے نمائندہ خاص کی حیثیت سے ہدایت کے لیے دنیا میں بھیجے گئے۔

ابی داؤد سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ دنیا اس وقت تک اختتام پذیر نہ ہوگی جب تک میرا ہم نام اہل بیت میں سے پورے عرب کا مالک ومختار نہ ہو جائے۔ آپؑ کی فضائل کی بلندی یہ ہے کہ آپؑ امام عصر ہیں۔ آپؑ کی امامت مسلم ہے۔ جس کے متعلق قرآن واحادیث شاہد ہیں۔ پروردگار عالم نے حضرت امام عصر علیہ السلام کو بارہویں امام کی حیثیت سے سرفراز فرما کر افضل کائنات کا مرتبہ عطا فرمایا۔ آپؑ کو قائم وباقی رکھا تاکہ دنیا امامت کی سربلندی اور فضیلت کی قائل ہو۔ آپؑ بچپن ہی سے علم وحکمت سے معمور تھے۔ کشف الغمہ کے مطابق پانچ سال کے سن میں وہی حکمت عطا ہوئی تھی جیسی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔ جن نیک بخت لوگوں نے آپؑ کو کم عمری میں دیکھا وہ آپ کے علم وفضل کے چشم دید گواہ تھے۔ آپؑ نے اکثر اپنے زائرین کو نام لے مخاطب کیا۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے حالات مختلف انبیاء کے حالات سے بہت مشابہت رکھتے ہیں۔ طویل عمر حاصل کرنے والوں میں حضرت نوح علیہ السلام تھے۔ آپ نے صرف احکام خداوندی پہنچانے کے لیے تبلیغ دین میں ساڑھے نو سال بسر کیے۔ قدرت نے حضرت امام عصر علیہ السلام کو طولانی عمر عطا فرمائی۔ آپؑ المنتظر ہیں، آپؑ کے ظہور کا انتظار ہے۔ جب آپؑ تشریف لائیں گے تو دین اسلام کو عروج حاصل ہوگا۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نبوت پر لوگوں نے شک کیا اور دشمنی پر آمادہ ہوئے ایسے ہی حالات حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ بھی پیش آئے۔ لہٰذا آپؑ کی ولادت کو لوگوں سے چھپایا گیا۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو پوشیدہ رکھا گیا تاکہ فرعون کو خبر نہ ہو کچھ ایسے ہی حالات حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے وقت ولادت درپیش تھے۔ لہٰذا آپکو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لیے ولادت کو دشمنان دین سے مخفی رکھا گیا۔

جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا، اسی طرح حضرت امام حجت کے بارے میں اختلاف کیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پروردگار عالم نے محافظت کی غرض سے ظہور امام علیہ السلام تک کے لیے زندہ رکھا۔ جس طرح حضرت ایوب علیہ السلام کو مختلف امتحانات کا سامنا کرنے کے بعد آپؑ کے صبر کی بنا پر پروردگار عالم نے سکون عطا فرمایا اور گزشتہ تکالیف اور پریشانیوں کو دور فرمایا۔ اسی

طرح جب حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو پروردگار عالم آپؑ کے صبر واستقلال کے نتیجے میں سکون وقرار عطا فرمائے گا۔ وہ یہ کہ آپؑ کے ذریعہ دین کامل کا دور دورہ ہوگا۔ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کافی عرصہ تک اپنے چاہنے والوں سے پوشیدہ رہے، آخر کار وہ وقت آیا کہ حکومت معرض وجود میں آئی اور صاحبان ایمان کے سکون وقرار بن کر ظاہر ہوئے، اسی طرح جب حضرت امام زمانہ علیہ السلام پردہ غیبت سے ظاہر ہوں گے تو اپنے چاہنے والوں کے لیے سبب چین وقرار ہوں گے۔ حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم سے غیبت کے بعد ظاہر ہوئے اور جب آپؑ کا ظہور ہوا تو بڑھاپے کے باوجود نوجوان تھے اور نہایت صحت مند نظر آتے تھے، اسی طرح جب حضرت امام عصر علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو آپؑ چالیس سالہ نوجوان ہوں گے اور آپؑ کی قوت میں کوئی کمی نہ ہوگی بلکہ آپؑ کے دست مبارک سے کفر کا خاتمہ ہوگا۔ آپؑ صاحب سیف ہوں گے اور ساری دنیا کے فاتح قرار پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپؑ کو پاکیزہ اصحاب عطا فرمائے گا جو آپؑ کے حکم کے تابع ہوں گے۔ اس وقت دنیا امن کا گہوارہ بن جائے گی۔

جامع صغیر، مستدرک، امام حاکم اور کنوز الحقائق کے مطابق حدیث میں مرقوم ہے کہ ''حضرت امام مہدی علیہ السلام میرے خلیفہ کی حیثیت سے ظہور فرمائیں گے، جس طرح میرے ذریعہ سے اسلام پر آخری مہر ثبت ہوگئی، اسی طرح آپؑ دین پھیلائیں گے۔ جب آپؑ ظہور فرمائیں گے تو ساری دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔'' آپؑ کے ظہور کی برکت سے ایک مثالی عہد کا آغاز ہوگا، جہاں ہر انسان اور جاندار کو سکون میسر ہوگا اور دین اسلام اپنی اصل شکل میں ظاہر ہوگا۔ ہر شخص شریعت کی پاسداری کرے گا اس مبارک عہد میں ظلم وجور کا تصور بھی نہیں ہوگا۔ اللہ نے یہ فضیلت آپؑ کے لیے مخصوص فرمائی کہ آپؑ کے عہد میں ظلم واستبداد کا خاتمہ ہو جائے گا اور پرامن معاشرہ معرض وجود میں آئے گا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے چودہ ہزار سال قبل اپنے نور سے ہمارے چودہ انوار خلق فرمائے۔ آپؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ اے فرزند رسولؐ یہ چودہ انوار کون ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ وہ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور ان کی (حضرت امام حسینؑ سے) اولاد سے باقی نو انوار ہیں، جن کا نواں قائم علیہ السلام ہیں۔ پھر آپ نے تمام ائمہ اطہار (بارہ امام) کے نام بیان کر کے فرمایا۔ بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہم خلفاء واوصیاء ہیں اور قرآن کی مکرر آیات ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں۔ وہ شجرہ نبوت مرکز رحمت،

حکمت کے معدن، منزل رسالت، فرشتوں کی آمد و رفت کی منزل خدائی راز کا مقام اور ہم ہی خدا کے بندوں میں خدا کی امانت ہیں اور ہم خدا کا حرم اکبر اور اس کا وعدہ ہیں۔ جس کے متعلق باز پرس ہو گی۔ جس نے ہمارے عہد کو پورا کیا اور جس نے اس کی تحقیر کی اس نے خدائی امر اور عہد کی تحقیر کی اور جس نے ہمیں پہچانا اس نے حق کو پہچانا۔ ہم اللہ رب العزت کے وہ اسماء حسنیٰ ہیں جن کی معرفت کے بغیر اللہ بندوں کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا۔ اللہ نے ہمیں اپنے علم کا خازن اور وحی کا ترجمان قرار دیا ہے۔ ہمارے وسیلے سے درخت پھل دیتے ہیں، نہریں جاری ہوتی ہیں، بارش ہوتی ہے اور ہماری عبادت کے ذریعہ خدا کی عبادت قائم کی گئی ہے۔ اگر اللہ نے ہم سے عہد نہ لیا ہوتا تو میں ایسی باتیں ظاہر کرتا جس سے اولین و آخرین حیرت زدہ ہو جاتے اور عقل زائل ہو جاتی۔

ابو بصیر کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ اہل بیت خدا سے انتہائی مقام قرب میں ہیں اور فرمایا۔ ہم اللہ کے منتخب پاکیزہ بندے ہیں اور اس کی بہترین مخلوق ہیں۔ اللہ کی میراث کے خزینہ دار، اس کے امین، اس کی محبت، اس کی مضبوط رسی اور مخلوق خدا پر رحمت الٰہی ہیں، ہم مخلوق خدا پر اس کی نعمت ہیں، ہم ہر فضل و کمال میں سابق ہیں اور سب سے آخر تک قائم رہنے والے ہیں اور ہم ہی حرم الٰہی اور خدا کی طرف کا راستہ اور صراط مستقیم ہیں۔ ہم مرکز نبوت و رسالتؐ اور اصول دین ہیں، جس نے ہمیں پہچانا اور ہمارے حق کی معرفت حاصل کی اور ہمارے امر کو حاصل کیا تو وہ ہم میں ہے۔ جو ہم سے ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے ہم اس کے لیے چراغ ہدایت ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ ''ہم اہل بیتؑ نبوت کا شجرہ، رسالتؐ اور اصول دین ہیں، جس نے ہمیں پہچانا اور ہمارے حق کی معرفت حاصل کی اور ہمارے امر کو حاصل کیا تو وہ ہم میں سے ہے۔ جو ہم سے ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے ہم اس کے لیے چراغ ہدایت ہیں۔'' حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے: ہم اہل بیتؑ نبوت کا شجرہ، رسالتؐ کی منزل، ملائکہ کی فرودگاہ (ٹھہرنے کا مقام) علم کا معدن اور حکمت کا سرچشمہ ہیں، ہماری نصرت کرنے والا اور ہم سے محبت کرنے والا رحمت کے لیے چشم براہ ہے اور ہم سے دشمنی و عناد رکھنے والے کو قہر الٰہی کا منتظر رہنا چاہیے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہم اہل بیت رسول اللہؐ کے راز دار اور اس کے (اللہ تعالیٰ کے) امر کی ودیعت گاہ ہیں۔

فضائل اہل بیت کا بیان کرنا اور تحریر کرنا عبادت ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص ہم اہل بیت کی مدح و ثنا میں ایک شعر نظم کرے گا خداوند تعالیٰ اسے بہشت میں ایک مکان عطا

فرمائے گا اور جو شخص ہم اہل بیتؑ کی شان میں شعر کہنا چاہتا ہے اس کی تائید روح القدس کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے۔ جو شخص یا مومن ہم اہل بیتؑ کی مدح میں ایک بیت نظم کرے گا۔ اللہ رب العزت اس کے لیے بہشت میں اتنا بڑا ایک شہر بنائے گا جو اس دنیا سے سات گنا زیادہ طویل و عریض ہوگا اور جس وقت اس شہر میں پہنچے گا تو تمام مقرب فرشتے اور الوالعزم پیغمبر سے اس کی ملاقات ہوگی۔ اہل بیتؑ کے فضائل و مناقب کی فہرست بہت طویل ہے۔ ان مقدس ترین ہستیوں کے اقوال، علم و حکمت، اصلاحات، علمی کارنامے، معجزات، تعلیمات، جہاد، اخلاق حسنہ، صبر و استقلال، سخاوت و حاجت روائی، عبادات، دعائیں، معرفت الٰہی، نصیحت و ہدایت اور اقوال و خطابات تعلیمات اسلامی کا ایک مکمل باب ہیں۔ ان کی عملی زندگی قرآن و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آئینہ دار ہے۔ ان کا ہر عمل قرآن مجید کی تفسیر ہے۔ یہ مقدس ہستیاں اول تا آخر وارث علم لدنی ہیں۔ جہاں ہدایت کا سلسلہ آج بھی جاری ہے اور حضرت امام عصرؑ کے سامنے مومنین کے اعمال ہیں۔ ان صاحبان عز و شرف کی سیرت امتیازی حیثیت کی حامل ہے۔ اہل بیت کے سوا کسی بھی واحد شخصیت میں جملہ صفات حسنہ کا معمور ہونا ممکن نہیں۔ ان حضرات کو ظاہری شان و شوکت سے کبھی کوئی دلچسپی نہ رہی۔ ہمیشہ سادہ زندگی گزاری۔ یہ معصوم، عالم زمانہ اور افضل کائنات ہیں۔ یہ حضرات طاہرین علم و حکمت، عبادت و عدالت، سخاوت و عنایت کی جملہ صفات حسنہ سے معمور ہیں۔ یہ نبوت کا شجرہ، رسالت کی منزل اور زینت شریعت ہیں۔

ائمہ اہل بیتؑ کا وقت محتاجوں، بیواؤں، یتیموں اور بے سہارا لوگوں کی حاجت روائی اور تبلیغ دین میں بسر ہوتا رہا اور راتیں بارگاہ الٰہی میں سر بسجدہ رہ کر مناجات کرتے بسر ہوئیں۔ آج بھی جب دنیا دین سے غافل ہوتی جا رہی ہے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ہر لمحہ عبادت میں بسر ہو رہا ہے۔ آج کا ہر عمل عبادت ہے۔ مقام افسوس ہے کہ دنیا نے ان کی عظمت کو نہ پہچانا۔

دشمنان اہل بیت کا ظلم و استبداد ان عظیم ہستیوں کی علمی اور دینی راہ میں رکاوٹ بنی رہی اس کے باوجود ان وارثان علم لدنی نے علم کے پوشیدہ باب کھول کر دنیا کا دامن علم و حکمت سے بھر دیا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ہم اہل بیت رسولؐ معدن علم اور حکمت کا سرچشمہ ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ ائمہ اہل بیت کے ساتھ نہایت ظالمانہ رویہ اختیار کیا گیا۔ قید و بند کی اذیت ناک زندگی سے دوچار ہوئے اور گیارہ ائمہ اہل بیت کو نہایت سفاکی سے شہید کیا گیا۔ یہاں تک کے بارہویں امام حضرت امام مہدی علیہ السلام کو شہید کر کے امامت کا باب علم ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو اللہ رب العزت نے آپ کو پردہ غیبت میں

طلب فرمالیا۔ تمام تر ظالمانہ کوششوں کے باوجود پروردگار عالم نے امام عصر کی حفاظت فرمائی تا کہ آپ کا جب ظہور ہو تو دنیا میں دین اسلام کی اصل صورت سامنے آجائے۔

دنیا کی ظالمانہ قوتیں اپنے باطل کے فریب سے حق کو راستے سے نہ ہٹا سکیں۔ اس لیے کہ یہ بذات خود حق ہیں اور حق ان کا محتاج ہے۔ یہ اللہ کے نمائندے ہیں اور ان کی صفات و مراتب قدرت کی عطا ہے۔

اصول کافی میں جناب ابو بصیر سے روایت ہے کہ آپ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی مولا امام کی کیا تعریف ہے؟ آپؑ نے فرمایا: امام سے جو سوال کیا جائے وہ اس کا صحیح جواب دے، اگر سوالی خاموش ہو تو امام اپنی طرف سے اس کے دل کی بات ظاہر کر دے، جو ہونے والا ہے اس کی خبر دے اور ہر انسان سے اس کی زبان میں گفتگو کرے اور ابو محمد تمہارے اٹھنے سے قبل یہ علامات ظاہر کرتا ہوں۔ ناگاہ اسی لمحہ ایک مرد خراسانی ظاہر ہوا۔ اس نے آپؑ سے عربی زبان میں گفتگو کی لیکن آپؑ نے اسے فارسی میں جواب دیا۔ اس شخص نے کہا میں نے فارسی میں اس لیے کلام نہیں کیا کہ شاید آپ فارسی سے واقف نہ ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا: سبحان اللہ اگر میں ہر زبان نہ جانتا تو میری فضیلت کس طرح ہو سکتی ہے اور میں امامت کا اہل کس طرح قرار پاتا۔ یہ بات جان لو کہ امام وہ ہوتا ہے جس پر کوئی بات مخفی نہیں۔ یہاں تک کہ ہر جاندار چاہے وہ وحشی ہو یا پرند سب کی زبانیں جانتے ہیں۔ جب حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا ظہور ہو گا تو آپ ہر رنگ و نسل کی زبان سے آگاہ ہوں گے اور قدرت الٰہی سے آپؑ کی آمد کی خبر کی ندا گو کہ عربی زبان میں ہو گی لیکن یہ زبان و کلام سب کی سمجھ میں آئے گی۔

ائمہ اہل بیتؑ میں تمام وارث علم لدنی اور صاحب علم و حکمت تھے، جن کا کوئی ثانی نہ تھا۔ دمعۃ ساکبہ کے مطابق حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے مخالفین اسلام اور جاثلیقوں سے بہت اہم مناظرے کیے اور علم و حکمت کے دریا بہائے۔ آپؑ کے علمی کارناموں میں نہایت اہم قرآن مجید کی تفسیر ہے جو تفسیر حضرت امام حسن عسکریؑ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ تفسیر علوم قرآنی اور احکام نبویؐ سے مملو اور معمور ہے۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آپؑ علم و فضل و زہد و تقویٰ، عقل و عصمت، شجاعت و کرم، اعمال و عبادت میں افضل تھے۔ اصول کافی اور الدمعۃ الساکبہ میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد کی طرح تمام زبانوں کے جاننے والے تھے۔ آپ دنیا کی ہر زبان میں علم و تکلم رکھتے تھے۔ آپ علم رجال، علم الانساب، علم حوادث اور جملہ علوم میں کمال رکھتے تھے۔ انسانوں کے علاوہ دیگر تمام مخلوق خدا کی زبانوں سے واقف تھے۔ آپ وہ مسائل جنہیں معروف علماء حل کرنے میں عاجز نظر آتے تھے، آپ ان فقہی و علمی مسائل

کو اس طرح حل فرماتے تھے کہ علماء کو انکار کی جرات نہ تھی۔ آپ اسرار و رموز کے جاننے والے تھے ہر سوال کا جواب برمحل فرماتے تھے۔ آپؑ نے اپنی مختصر مدت حیات میں بیش بہا علمی ذخیرہ دنیا کے سپرد فرمایا۔ اعیان الشیعہ میں ہے کہ آپؑ سے مختلف علوم وفنون اتنے زیادہ نقل ہوئے ہیں جن سے کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ بڑے بڑے علماء و دانشور آپؑ کی علمی عظمت کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرتے تھے۔ آپؑ کے علم وفضل کے چشموں سے بہرہ مند ہونے والوں کی تعداد شمار کی حد سے باہر ہے۔ وہ علوم جو ائمہ اہل بیتؑ کا خاصہ تھے وہ تمام حضرت امام عصر علیہ السلام میں منتقل ہوئے۔

ائمہ اہل بیتؑ میں پروردگار عالم نے بارھویں امام حضرت امام مہدی علیہ السلام کو پردہ غیبت میں ہدایت کے لیے معین فرمایا۔ جامع الاصول میں ابو اسحٰق سے مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیکھ کر فرمایا۔ میرا بیٹا سردار ہوگا، جیسا کہ جناب رسول اکرمؐ نے فرمایا اور ان کی اولاد سے ایک ایسا فرزند ہوگا جو تمہارے نبی کا ہم نام ہوگا اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔'' حضرت امام حجت منبع علم اور وارث علم لدنی ہیں جو خلیفہ برحق ہیں۔ جب آپؑ کا دور اقتدار ہوگا تو آپؑ کا عدل و انصاف جن وانس میں جاری ہوگا۔ علامہ شیخ عباس قمی علیہ الرحمہ امام زمانہ کی صفات وفضائل پر تبصرہ فرماتے ہیں کہ آپ کے فیصلے علم امامت کے موافق ہوں گے۔ صرف ظاہری شواہد پر اکتفا نہیں کیا جائے گا۔ وہ مخصوص احکام جو آپ سے قبل رائج نہیں ہو سکے انہیں رائج فرمائیں گے۔ جن کا اب تک اظہار نہیں ہو سکا ہے۔ ابی داؤد سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ دنیا اس وقت تک اختتام پذیر نہ ہوگی جب تک میرا ہم نام اہل بیتؑ سے پورے عرب کا مالک ومختار نہ ہو جائے۔ آپؑ کے فضائل کی بلندی یہ ہے کہ آپؑ امام عصر ہیں۔ اللہ نے آپؑ کو علم لدنی سے سرفراز فرما کر افضل کائنات کا مرتبہ عطا فرمایا۔ آپؑ بچپن ہی سے علم وحکمت سے معمور تھے۔ کشف الغمہ کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام کو پانچ سال کے سن میں وہی حکمت عطا ہوئی جیسی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔ جامع الصغیر، مستدرک اور کنور الحائق کے مطابق حدیث مرقوم ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام میرے خلیفہ کی حیثیت سے ظہور فرمائیں گے۔ جس طرح میرے ذریعے اسلام پر آخری مہر ثبت ہوگئی اسی طرح آپؑ دین پھیلائیں گے۔ جب ظہور فرمائیں گے تو ساری دنیا عدل وانصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔ آپؑ کے ظہور کی برکت سے ایک مثالی عہد کا آغاز ہوگا۔ جہاں ہر طرف سکون میسر آئے گا اور ہر شخص دین اسلام کی پاسداری کرے گا۔ اس مبارک عہد میں ظلم واستبداد کا خاتمہ ہوگا اور آپؑ کے علم وبصارت سے پرامن معاشرہ

معرض وجود میں آئے گا۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں آپؑ کے معتقدین نے جو خطوط ارسال کیے، حضرتؑ نے ان کے جو جوابات فرمائے وہ علم و آگہی پر مشتمل ہیں۔ اعلام الوریٰ مجالس المومنین اور کشف الغمہ میں علامہ طبرسی بحوالہ محمد بن یعقوب کلینی لکھتے ہیں کہ اسحٰق بن یعقوب نے محمد بن عثمان عمری کی معرفت حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط ارسال کیا تھا جس میں کئی سوالات مرقوم تھے۔ حضرتؑ نے ان سوالات کے جوابات تحریر فرمائے۔ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نہایت متقی و پرہیز گار صاحب علم اور صاحب معرفت عالم دین تھے۔ آپ کو یہ شرف حاصل تھا کہ ان کے نام حضرت امام زمانہ نے ایک خط ارسال فرمایا۔ جس میں ان کی تعریف فرمائی اور مختلف واقعات سے آپ کو آگاہ فرمایا۔ اس خط میں حضرت امام مہدی علیہ السلام نے تحریر فرمایا۔ میرے برادر! نیک و لائق محبّ تم پر میرا اسلام ہو تم دینی معاملہ میں پر خلوص ہو اور ہماری ذات پر تمہیں یقین کامل ہے۔ آپؑ نے جواب میں یہ بھی فرمایا۔ اللہ تمہاری توفیقات دینی قائم رکھے اور نصرت حق کی طرف مائل رکھے اور ہمارے بارے میں جو تم حق بیان کرتے ہو خدا تمہیں اس کا اجر عطا فرمائے۔ تم نے جو ہم سے خط و کتابت کا سلسلہ قائم رکھا ہے اور ہمارے دوستوں کو جو فائدہ پہنچایا ہے وہ قابل ستائش ہے۔

جناب شہید ثالث علامہ نور اللہ شوشتری علیہ الرحمہ مجالس المومنین میں تحریر فرماتے ہیں کہ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد حضرت امام عصر علیہ السلام نے تین اشعار ارسال فرمائے تھے۔ جو مرحوم کی قبر پر کندہ ہیں۔ کنوز النجاح طبرسی نے حضرت امام مہدی علیہ السلام سے نماز حاجت کو نقل کیا ہے کہ شب جمعہ دو رکعت نماز حاجت ادا کی جائے، اس نماز کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ ہر رکعت میں سورہ حمد کی تلاوت کرتے ہوئے ایاک نعبدو و ایاک نستعین۔ سو مرتبہ پڑھیں۔ رکوع وسجدے کی تسبیحات کو سات مرتبہ ادا کیا جائے اور بعد نماز حاجت طلب کی جائے۔ انشاء اللہ ہر جائز تمنا اور حاجت پوری ہوگی۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام نے جو دردانگیز مرثیہ زیارت ناحیہ کی صورت میں اپنے جد مظلوم حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مطہر کے پاس کھڑے ہو کر پڑھا۔ یہ علم و آگہی کا ایسا سرچشمہ ہے جو قیامت تک تشنگان مودت کی روحانی پیاس بجھاتا رہے گا۔ اس زیارت مقدسہ میں حمد، نعت، شان خداوندی، انبیاء و مرسلین کی عظمت اور فضائل ومناقب شہیدان کربلا شامل ہیں۔ دراصل زیارت ناحیہ علم و آگہی کا ایک ایسا باب ہے جو ہمیشہ کھلا رہے گا جہاں سے صاحبان علم وفراست فیضیاب ہوتے رہیں گے۔

نسل رسولؐ کا دوام

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل کو پروردگار عالم نے بقا بخشی جس کی کثرت میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ مٹانے کی بہت کوشش کی گئی۔ آپ کی نسل قائم رہی اور قیامت تک قائم رہے گی۔ کوثر بھی رب العالمین نے رحمت للعالمین کو عطا کیا۔ جو ہمیشہ قائم رہنے کے لیے ہے۔ جہاں سادات کو پروردگار عالم نے بقا بخشی ہدایت کے لیے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا سایہ رحمت بھی قائم و دائم رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشفی کے لیے سورہ کوثر نازل ہوئی۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے آپ کو کثرت سے اولاد عطا کی۔ یہی وجہ ہے کہ اب کوئی مقام ایسا نہیں جہاں آپ کی اولاد یعنی سادات نہ ہوں۔ اس وجہ سے جناب رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ نے میری اولاد میری بیٹی کے صلب میں قرار دی اور میری اولاد علیؑ کے صلب میں (شرح مسلم ملا مبین آل) الکوثر کے معنی کثرت کے ہیں، نسل کی کثرت حوض کوثر اور خیر کثیر کے معنی و مطالب نمایاں ہیں۔ سادات اولاد رسول سے ہیں اور رہبر و رہنما ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہیں اور امام حجت علیہ السلام قائم و باقی ہیں۔

شرح مسلم ملا مبین بحث آل کے بارے میں لکھتے ہیں: جو شے مقدار میں اور قدر و قیمت میں زیادہ ہو، اہل عرب اسے کوثر کہتے ہیں۔ کفایت الطالب مستدرک اور حلیۃ الاولیاء کے مطابق پیغمبر اسلام جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بروز قیامت ہر نسبی و صلبی رشتہ ٹوٹ جائے گا سوائے میرے نسبی و صلبی رشتہ کے اور ہر بیٹی کا سلسلہ نسب اس کے باپ کی طرف سے ہوتا ہے سوائے اولاد فاطمہؑ کے کیونکہ اولاد فاطمہؑ کا میں باپ ہوں اور ان کا سلسلہ نسب میں ہوں۔'' پروردگار عالم نے محمد و آل محمد کو دنیا و آخرت کے تمام فضائل و کمالات سے نوازا۔ گزشتہ انبیاء کو فرداً فرداً جتنے کمالات عطا فرمائے وہ سب محمد و آل محمد کو عطا فرمائے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے حضرت رسالت مآبؐ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے جناب امیر المومنینؑ سے فرمایا۔ ''اے علیؑ تم اور تمہارے شیعہ حوض کوثر پر سیر و سیراب نورانی صورت ہوں گے اور دشمن پیاس زدہ نکالے جائیں گے۔''

سورہ کوثر کی تفسیر میں مرقوم ہے ''فصل لربک وانحر'' ''پس اپنے رب کی نماز پڑھو اور قربانی دو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کوثر عطا فرمایا۔ لہٰذا شکر و تعظیم لازم ہے۔ اس لیے کہ انعام عطا کرنے کے بعد نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے کہ نماز شکر جامع و اکمل کا طریقہ ہے۔ لہٰذا نماز کی ادائیگی اور قربانی کا حکم صادر ہوا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو فرائض و نوافل میں سورہ الکوثر کی تلاوت کرے گا تو خداوند عالم بروز قیامت اسے کوثر سے سیراب کرے گا۔ وہ شجر طوبیٰ کے پاس پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربت میں ہوگا اور جو شخص شب جمعہ سونے سے قبل سو مرتبہ سورہ کوثر پڑھے گا انشاء اللہ اسے خواب میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوگی۔ بشرطیکہ اس نے حلال طعام کھایا ہو۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورہ کوثر کی تلاوت کرے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بروز قیامت اسے بہشت کی نہر سے سیراب کرے گا۔ نیز فرمایا کہ اس تلاوت کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کی تعداد سے دس گناہ زیادہ دے گا جو عید الاضحیٰ میں کی جاتی ہیں۔ طبرانی نے حضرت ابن عمر سے بیان کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ سوائے اولاد فاطمہؑ کے ہر عورت کے بیٹے کا عصبہ باپ کی طرف سے ہوتا ہے جو فنا ہونے والا ہے۔ پس میں ہی ان کا عصبہ اور میں ہی ان کا باپ ہوں۔ جناب سیدہؑ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہر ایک نبی کی نسبت الکوثر ایک عصبہ کی طرف جاتی ہے مگر فاطمہؑ کی اولاد کے لیے میں ولی اور عصبہ ہوں۔ صواعق محرقہ اور ارجح المطالب میں یہ روایت تحریر ہے کہ حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر ایک نبی کی ذریت کو خاص اسی کی نسبت سے قرار دیا ہے اور میری ذریت کو علیؑ کی صلب سے قرار دیا ہے۔ اسد الغابہ میں علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''ہر ایک حسب ونسب قیامت کے دن منقطع ہو جائے گا مگر میرا حسب ونسب باقی رہے گا اور ہر ایک ماں کے بیٹوں کے لیے عصبہ باپ کی جانب سے ہوتا ہے اور اولاد فاطمہ کا باپ اور عصبہ میں ہوں۔''

شواہد التنزیل ابو القاسم حسکانی میں ہے کہ ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انبیاء کو مختلف شجرہ نسب سے خلق کیا میں اور علیؑ ایک شجرہ سے ہیں۔ اس شجرہ کی اصل میں ہوں اور علی اس کی شاخ اور فاطمہؑ اس کا شگوفہ اور حسنؑ اور حسینؑ اس کے پھول اور ہمارے شیعہ اس کے پتے ہیں اور جو اس درخت سے منسلک ہو وہ پل صراط سے گزر جائے گا، اور جس نے اس درخت کی شاخ سے رخ پھیر لیا وہ جہنم میں جائے گا اور اگر صفا و مروہ کے درمیان عبادت کرتے کرتے شاخ خرما کی طرح جھک جائے اور ہماری محبت نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے اوندھے منہ جہنم میں ڈالے گا۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔ ''قبل کلمة طيبة شجرة طيبة'' پروردگار عالم نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل کو دوام بخشا حالانکہ کربلا میں آپ کی نسل کو ختم کرنے کی پوری کوشش کی گئی۔ لیکن جناب زین العابدین علیہ

السلام کو اللہ رب العزت نے محفوظ فرمایا تا کہ نسل رسولؐ قائم رہے۔ واقعہ کربلا کے بعد پیش آنے والے مظالم جو سادات پر ہوئے اس کی ایک طویل فہرست ہے، جس کا سلسلہ صدیوں پر محیط ہے۔ لیکن مشیت الٰہی یہ تھی کہ نسل رسولؐ قیامت تک قائم رہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولاد کو نہ صرف یہ کہ پروردگار عالم نے دوام بخشا بلکہ ائمہ اہل بیت کی صورت میں ہدایت کے لیے معین و معمور فرمایا۔ جن کی تعداد کے بارے میں جناب رسول اکرمؐ نے امت کو آگاہ فرمادیا تھا۔ کفایۃ الائمہ میں سہل بن سعد انصاری سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے ائمہ اہل بیت اطہار کے بارے میں سوال کیا تو جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ جناب رسول اکرمؐ نے حضرت امیر المومنینؑ سے فرمایا۔ یا علی تم میرے بعد میرے جانشین و امام ہو۔ تم مومنین پر ان سے زیادہ ان کے نفسوں پر صاحب اختیار ہو اور لائق ہو۔ تمہارے بعد تمہارے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ ان کے ولی اور بااختیار ہوں گے، حضرت امام حسن علیہ السلام کے بعد تمہارے فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ انؑ کے ولی اور صاحب اختیار ہوں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے حضرت علی بن الحسین علیہ السلام مومین کے نفسوں سے زیادہ ان کے ولی و صاحب اختیار ہوں گے۔ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کے بعد ان کے فرزند حضرت امام محمد باقر علیہ السلام مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ ان کے ولی و صاحب اختیار ہوں گے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے بعد ان کے فرزند حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ ان کے ولی و صاحب اختیار ہوں گے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد ان کے فرزند حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ ولی و صاحب اختیار ہوں گے۔ حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بعد ان کے فرزند حضرت امام علی رضا علیہ السلام مومنین پر انؑ کے نفسوں سے زیادہ ولی و صاحب اختیار ہوں گے۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے بعد ان کے فرزند حضرت امام محمد تقی علیہ السلام مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ ولی اور صاحب اختیار ہوں گے۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے بعد ان کے فرزند حضرت امام علی نقی علیہ السلام مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ ولی و صاحب اختیار ہوں گے۔ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے بعد ان کے فرزند حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ ولی و صاحب اختیار ہوں گے اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد ان کے فرزند حضرت امام مہدی علیہ السلام مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ ان کے ولی و صاحب اختیار ہوں گے۔ پروردگار عالم ان کے ذریعہ مشرق و مغرب ساری

دنیا کو فتح فرمائے گا۔ یہ امام حق ہیں جو ان کی نصرت کرے گا اللہ اس کی نصرت فرمائے گا اور جو ان کی بے حرمتی کرے گا اللہ اسے رسوا کرے گا۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''خداوند تعالیٰ تیری مخلوق میں علیؑ و فاطمہؑ دونوں مجھے سب سے زیادہ عزیز و محبوب ہیں۔ اے اللہ انہیں دوست رکھ۔ اے پروردگار ان کی اولاد کو شیطان کے شر سے محفوظ فرمانا۔'' جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث میں یہ الفاظ کہ ان کی اولاد کو برکت عطا فرمانا سورہ کوثر کی تفسیر کے مترادف ہے، اس لیے کہ نسل جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہر طرح کی نسل کشی و شدائد کے باوجود قائم و دائم ہے اور اس میں قیامت تک اضافہ ہوتا رہے گا۔ اولاد فاطمہؑ سے حضرت قائم آل محمد علیہ السلام باقی و قائم ہیں جو پردہ غیبت میں جلوہ گر ہیں جب دنیا میں جلوہ نما ہوں گے تو امن و امان سے دنیا کو جائے سکون و قرار عنایت فرمائیں گے۔ حاکم اور ابن عساکر نے جناب جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''اولاد فاطمہؑ میری طینت سے پیدا ہوئی ہے۔''

اس حدیث کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ جس طرح جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل وقت گزرنے کے ساتھ دنیا پر نمایاں ہوتے رہیں گے اور ذکر میں اضافہ ہوتا رہے گا، اسی طرح آپ کی طینت سے پیدا ہونے والوں کی عزت میں اضافہ ہوتا رہے گا اور جب پردہ غیبت اٹھے گا تو ساری دنیا محبان اہل بیت کی صف میں شامل ہو جائے گی اور ہر فرد امامت کا قائل نظر آئے گا اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیر اختلافی حکمرانی کے سائے میں دنیا گہوارہ امن نظر آئے گی۔

حجر اسود نصب فرمانا

علامہ اردبیلی سے روایت ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ نیابت میں حسین بن روح القاسم جعفر بن قولویہ بغداد آئے اور وہاں سے مکہ معظمہ پہنچ کر حج کی ادائیگی کا فیصلہ کیا لیکن بغداد میں سخت بیمار ہو گئے۔ آپ نے سنا کہ قرامطہ نے حجر اسود کو نکال لیا ہے اور اسے دوبارہ ایام حج میں نصب کریں گے۔ آپ کتابوں میں پڑھ چکے تھے کہ حجر اسود صرف امام زمانہ علیہ السلام ہی نصب کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصب فرمایا تھا۔ اس کے بعد حجاج کے زمانے میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے نصب فرمایا تھا۔ آپ نے اپنے ایک کرم فرما، ابن ہشام کے ذریعہ ایک خط ارسال

کیا اور انہیں ہدایت کی کہ جو حجر اسود نصب کرے اسے یہ خط پہنچا دینا۔ جب حجر اسود کو نصب کرنے کا وقت آیا تو لوگوں نے کافی سعی کی لیکن سنگ اسود اپنی جگہ نہیں ٹھہرتا تھا۔ اتنے میں ایک خوبصورت نوجوان تشریف لائے اور سنگ اسود نصب فرمایا تو وہ اپنے مقام پر معین ہو گیا۔ جب وہ حجر اسود نصب کر کے وہاں سے روانہ ہوئے تو ابن ہشام بھی ان کے پیچھے روانہ ہوئے، راستہ میں انہوں نے پلٹ کر فرمایا۔ تم جعفر بن محمد کا خط مجھے دے دو۔ انہوں نے مجھ سے اس میں سوال کیا ہے کہ وہ کب تک زندہ رہیں گے۔ ان سے کہہ دو کہ وہ ابھی تیس سال زندہ رہیں گے۔ یہ فرما کر وہ نظروں سے غائب ہو گئے۔ ابن ہشام نے سارا واقعہ بغداد پہنچ کر جعفر بن قولویہ سے بیان کر دیا اور انہوں نے تیس سال بعد وفات پائی۔

حضرت امام مہدیؑ خانہ کعبہ میں

سراج القلوب کے مطابق امام مہدی علیہ السلام ہر سال حج کے لیے مکہ معظمہ تشریف لاتے ہیں۔ جس طرح حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام تشریف لے جاتے ہیں۔ علی بن احمد کافی کا بیان ہے کہ میں طواف کعبہ میں مصروف تھا کہ میری نظر ایک نہایت خوبصورت نوجوان پر پڑی، میں نے پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ اور کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں مہدی آخر الزمان، قائم آل محمد ہوں۔ شیخ سلیمان قندوزی بلخی ینابیع المودۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن ابن صالح کا بیان ہے کہ میں نے غیبت کبریٰ کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام کو حجر اسود کے نزدیک اس حال میں کھڑے دیکھا کہ لوگ انہیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔

ایک اہم مسئلہ میں شیخ مفید علیہ الرحمہ کی رہنمائی

ایک حاملہ عورت کا انتقال ہو گیا۔ تو لوگوں نے شیخ مفید علیہ الرحمہ سے اس کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا کہ اب کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا۔ اس عورت کو اس حال میں دفن کر دیا جائے۔ لوگ اس کو دفن کرنے کی تیاری میں مصروف تھے کہ ایک سوار تشریف لائے اور فرمایا۔ بچے کو شکم مادر سے نکال لیا جائے۔ اس کے بعد عورت کو دفن کیا جائے۔ لہٰذا بچہ کو نکال لیا گیا۔ جب شیخ مفید کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے کہا اب کسی مسئلہ پر بھی شرعی حکم جاری نہیں کروں گا۔ اس لیے کہ اگر سوار نے اصلاح نہ کی ہوتی تو ایک بچہ کا خون ناحق میری گردن پر آتا۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد آپ گھر میں بیٹھ رہے کہ حضرت امام عصر علیہ السلام کی جانب

سے پیغام موصول ہوا کہ تم نے جس بات کا اب فیصلہ کیا ہے وہ درست نہیں۔ اس لیے کہ شرعی حکم دینا تمہارا کام ہے اور اصلاح کرنا ہمارا کام ہے۔

مسائل کے جوابات

سید امیر علام سے روایت ہے کہ میں ایک شب نجف اشرف میں مولائے متقیان حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے حرم کے خاص صحن مبارک میں تھا کہ اچانک میں نے ایک شخص کو ضریح مطہر کی جانب جاتے دیکھا۔ میں اس شخص کو پہچاننے کے لیے آگے بڑھا تو دیکھا کہ وہ میرے استاد تقی زکی، علامہ شیخ، احمد اردبیلی، نور اللہ مرقدہ ہیں۔ ان کو دیکھتے ہی میں پاس ادب سے دوسری طرف چھپ گیا۔ میں نے دیکھا کہ علامہ محترم جب روضہ اقدس کے دروازے پر پہنچے تو وہ بند تھے لیکن جیسے ہی میرے استاد محترم آگے بڑھے دروازے خود بخود کھل گئے اور علامہ صاحب روضہ اقدس کے اندر تشریف لے گئے۔ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے اس طرف روانہ ہوا کہ انہیں میری موجودگی کا احساس نہ ہو۔ میں نے قریب پہنچ کر محسوس کیا کہ آپ کسی سے آہستہ آہستہ باتیں کر رہے ہیں جبکہ وہاں کوئی اور نہیں تھا۔ اس کے بعد وہ حرم سے باہر آ گئے۔ ان کے حرم سے باہر آنے کے بعد حرم کے دروازے پھر خود بخود بند ہو گئے۔ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے اس طرح روانہ ہوا کہ ان کو معلوم نہ ہو کہ میں ان کے پیچھے آ رہا ہوں۔ یہاں تک کہ وہ نجف اشرف کی آبادی سے باہر نکل گئے، میں بھی ان کے پیچھے مسلسل چلتا رہا، یہاں تک کہ وہ مسجد کوفہ میں داخل ہو گئے اور محراب مقدس میں کھڑے ہوئے جہاں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام پر ضرب شمشیر لگی تھی۔ علامہ صاحب وہاں محراب میں تھوڑی دیر کھڑے رہے، پھر واپس شہر کی طرف روانہ ہو گئے، میں بھی بدستور علامہ احمد اردبیلی کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ مجھے اتفاق سے کھانسی آ گئی۔ استاد محترم نے پلٹ کر دیکھا اور مجھے پہچان لیا اور میرا نام لے کر دریافت کیا کہ تم اس وقت کہاں جا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں تو روضہ مولائے کائنات علیہ السلام سے ہی آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ کو مولائے کائنات کی قسم دیتا ہوں جو مشاہدہ فرمایا ہے مجھ سے ارشاد فرمائیں۔

علامہ احمد اردبیلی نے فرمایا کہ میں تم سے تمام واقعات اس شرط پر بیان کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں تم کسی سے اس واقعے کا ذکر نہ کرنا۔ میں نے ان کی حسب خواہش وعدہ کیا۔ اس پر انہوں نے فرمایا۔ مجھے چند مسائل کے جوابات درکار تھے جسے لوگوں کو بتانے کے لیے مجھے سخت دقت پیش آ رہی تھی۔ کیونکہ میں

ان کے صحیح جوابات دینے سے قاصر تھا۔ لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ روضہ حضرت علی علیہ السلام میں حاضر ہو کر ان مسائل کے جوابات حاصل کروں۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے رات کے وقت روضہ اقدس پہنچا تو جیسا کہ تم نے بچشم خود دیکھا بغیر کلید کے تمام دروازے میرے لیے خود بخود کھلتے رہے۔ میں اندر داخل ہو گیا تو بارگاہ مجیب الاعوات میں اپنے مسائل کے جوابات حاصل کرنے کی غرض سے گڑگڑا کر دعا طلب کی۔ قبر مطہر سے ندا آئی کہ احمد! مسجد کوفہ میں جاؤ اور اپنے مسائل کے جوابات میرے قائم آل محمدؐ سے دریافت کرو کیونکہ امام عصر وہ ہیں۔ یہ سن کر میں مسجد کوفہ گیا جیسا کہ تم نے دیکھا اور جناب آخر الزمان علیہ السلام کی خدمت سے جوابات حاصل کر کے واپس جا رہا ہوں۔

ابوالحسن خضر بن محمد کے مسائل

الخرائج والجرائح اور بحار الانوار میں احمد بن ابوروح سے روایت مرقوم ہے کہ ان کا یہ بیان ہے کہ میں ابوالحسن خضر بن محمد کی کچھ رقم لے کر بغداد روانہ ہوا اور حکم یہ ہوا تھا کہ یہ رقم ابوجعفر محمد بن عثمان عمری کے حوالے کر دوں اور یہ کہ میرے لیے دعا کی درخواست کریں میں بیمار ہوں اور یہ بھی پوچھنا کہ کیا پشمینہ پہننا جائز ہے۔ چنانچہ جب میں بغداد پہنچ کر عمری کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے وہ رقم لینے سے انکار کیا اور کہا۔ یہ رقم ابوجعفر محمد بن احمد کے پاس لے جاؤ ان کے حوالے کر دو میں نے ان سے کہہ دیا ہے اور تمہارے سوالات کے جوابات آ گئے ہیں، تم کو وہاں سے مل جائیں گے۔ لہٰذا میں ابوجعفر کے پاس پہنچا اور وہ رقم انہیں پہنچائی۔ انہوں نے ایک رقعہ نکالا جس میں یہ تحریر تھا۔ ''تم نے اپنے مرض سے شفاء کے لیے درخواست کی ہے تو اللہ نے تمہیں صحت دی اور تمہارا مرض دور ہو گیا اور جو تم اپنے اندر حرارت (بخار) پاتے تھے وہ بھی دور ہو گئی، تم ٹھیک ہو گئے، تمہارے جسم کو صحت ملی اور تم نے پوچھا ہے کہ کیا پشمینہ وسمور وسنجاب و لومڑی کی کھال اور نیولے کی کھال اور حواصل (حواصل ایک دریائی جانور کا نام ہے) میں نماز جائز ہے؟ تو سنو! سمور اور لومڑی کی کھال میں تمہارے لیے اور دوسروں کے لیے نماز حرام ہے اور وہ جانور جن کا گوشت کھانا حلال ہے ان کی کھال (یا بال) پہننا تمہارے لیے جائز ہے۔ بشرطیکہ اس میں کوئی اور چیز نہ ملی ہو اور حواصل میں تمہارے لیے نماز جائز ہے۔ گور خر و گوسفند بشرطیکہ وہ آرمینہ میں ذبح نہ ہوا ہو اس لیے کہ وہاں نصاریٰ صلیب پر ذبح کرتے ہیں۔ اگر تمہارے برادر دینی یا وہ کہ جس پر تمہیں وثوق ہو اس نے ذبح کیا ہے تو اس کا پہننا تمہارے لیے جائز ہے۔

معرفت امام کے بغیر حصول جنت ممکن نہیں

جنت میں جانے کا حقدار صرف وہ ہوگا جو معرفت محمدؐ و آل محمدؐ رکھتا ہو۔ نور الابصار اور سعاف الراغبین میں ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا۔ ''جو شخص بھی میرے اہل بیت کی محبت میں مرے گا۔ وہ یقیناً بخشا جائے گا اور وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ توبہ نہ کرے۔'' نزہۃ المجالس اور روح البیان میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مرقوم ہے کہ ''جو شخص اہل بیت کی محبت میں مرتا ہے۔ مومن ہے اور جو بھی اہل بیت کی محبت میں مرا وہ شہید ہے۔'' تفسیر ابن عربی میں یہ حدیث مرقوم ہے کہ ''اہل بیت کی محبت میں مرنے والا اکمل ایمان کے ساتھ وفات پائے گا اور اس کی موت شہید کی موت ہوگی۔'' حدیث رسولؐ ہے ''جو محبت اہل بیت میں مرا تو خداوند تعالیٰ اس کی قبر کو رحمت کے فرشتوں کے لیے جائے قرار بنائے گا اور وہ شخص جو اہل بیت کی محبت میں مر جائے موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے سے پہلے اسے جنت کی خوشخبری دیتا ہے۔ روح البیان میں یہ حدیث ہے کہ اہل بیت کی محبت میں مرنے والے کو عزرائیل جنت کی بشارت دیتے ہیں اور جب وہ قبر میں جاتا ہے تو منکر نکیر اس کا استقبال کرتے ہیں۔ تفسیر ابن عربی میں یہ حدیث رسولؐ ہے۔ ''قیامت کے دن پروردگار عالم دشمنان اہل بیت کو اپنی رحمت سے مایوس کر دے گا۔''

مفوضہ عقیدے کے لوگوں نے کامل بن ابراہیم مدنی کو اپنا نمائندہ بنا کر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا۔ اس نے کہا میں نے دل میں سوچا کہ جب میں امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوں گا تو آپؑ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کروں گا جو آپ سے روایت کی گئی ہے کہ ''جنت میں وہ شخص داخل ہوگا جو میری معرفت رکھتا ہو۔ میں ایک دروازے پر بیٹھ گیا، جس پر پردہ آویزاں تھا اس وقت ہوا کا جھونکا آیا جس سے پردے کا ایک حصہ کھل گیا۔ اتنے میں ایک نورانی صورت ظاہر ہوئے جو چاند سے زیادہ حسین تھے، جن کی عمر چار سال تھی۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا! اے کامل بن ابراہیم! یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے خدمت میں عرض کیا۔ لبیک یا سیدی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: تم اس غرض کے لیے آئے ہو کہ اللہ کے ولی سے سوال کرو کہ جنت میں وہی شخص داخل ہوگا جو امام کی معرفت رکھتا ہو۔ میں نے عرض کیا: خدا کی قسم جیسا آپؑ نے فرمایا ایسا ہی ہے۔ یقیناً خدا کی قسم جنت میں وہ لوگ ضرور داخل ہوں گے، جنہیں ہماری معرفت ہوگی۔ تم مفوضہ کے تحت بات کرنے آئے ہو۔ ہمارے دل اللہ عزوجل کی مشیت کی

طرف مائل ہیں، جو وہ چاہتا ہے وہی ہم چاہتے ہیں، پروردگار عالم کا ارشاد ہے۔ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ۔ ''تم صرف وہی چاہتے ہو جو اللہ چاہتا ہے۔''

ابن سورہ کا صاحب معروفت ہونا

امیہ بن سورہ نے اپنے والد سے یہ روایت کی ہے کہ میرے والد شیخ زید تھے۔ میں امام حسین علیہ السلام کے مزار اطہر کی طرف روانہ ہوا۔ نماز عشاء پڑھ کر سو گیا۔ میں نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کی پھر میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جنہوں نے مجھ سے پہلے سورہ پڑھا اور مجھ سے پہلے ختم کیا۔ صبح کو باب حائر سے روانہ ہو کر فرات کے کنارے پہنچے پھر مجھ سے اس نوجوان نے کہا۔ کیا کوفہ کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا۔ ہاں پھر میں نے فرات کا راستہ اختیار کیا اور نوجوان نے خشکی کا راستہ اختیار کیا۔ ابن سورہ نے کہا کہ مجھے نوجوان کی جدائی پر افسوس ہے۔ پھر میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا۔ آجاؤ۔ ہم تمام کے تمام اصل حش المنساۃ پر پہنچ کر سو گئے۔ جب بیدار ہوئے تو غرائی (نجف) میں پہاڑ کی خندق پر موجود تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا۔ تم تنگ دست اور عیال دار ہو تم ابو طاہر رازی کے پاس جاؤ وہ تمہارے پاس اس حالت میں آئے گا کہ اس کے ہاتھ پر اضیحہ کا خون ہوگا۔ اس سے کہنا کہ فلاں حلیہ کے نوجوان نے تم سے کہا ہے کہ ان کو دیناروں کی تھیلی دیدو جو اول کے تخت کے نزدیک دفن ہے۔ پھر کوفہ میں آ کر اس کے پاس گیا اور میں نے اس کو نوجوان کا پیغام دیا۔ اس نے کہا یہ بات مجھے بصد احترام قبول ہے، اس کے ہاتھ پر اضیحہ کا خون موجود تھا۔ اس طرح ابوذر احمد بن محمد بن سورہ نے بیان کیا کہ آپ ہی محمد بن حسن بن عبید اللہ تمیمی ہیں۔ انہوں نے مزید بیان کیا کہ ہم رات بھر چلتے رہے پھر مقام سہلہ میں پہنچ گئے۔ یہاں نوجوان نے فرمایا۔ یہ میرا گھر ہے، پھر فرمایا تم برازازی کے بیٹے علی بن یحییٰ کے پاس چلے جاؤ اور اس سے کہو کہ تمہیں فلاں علامت کا مال فلاں جگہ سے دیا گیا تھا، میں نے عرض کی۔ آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میں ''محمد بن حسن عسکری ہوں۔ میں برازازی کے پاس گیا اور دق الباب کیا تو اس نے کہا۔ تم کون ہو؟ میں نے کہا میں ابن سورہ ہوں، پھر میں نے اسے کہتے سنا کہ ابن سورہ کو کیا سروکار ہے جب باہر آیا تو میں نے اسے سارا قصہ سنایا تو اس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا، میرے چہرے پر بوسہ دیا، میرے ہاتھ کو اپنے چہرہ پر پھیرا پھر مجھے اپنے گھر لیجا کر پلنگ کے قریب سے ایک تھیلی نکالی اور ابن سورہ میں بصیرت آگئی اور وہ شیعہ ہو گیا۔ اس سے قبل وہ زیدیہ مذہب میں تھا۔ امیہ بن سورہ اعجاز امامت کے مشاہدہ سے صاحب معرفت ہو گیا۔

ابو عقیل بن عیسیٰ کا واقعہ

احمد عقیل ابن عیسیٰ بن نصران بن علی بن زیاد ضیمری سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ انہیں کفن حاصل کرنے کی حاجت ہے تو حضرتؑ سے جواب موصول ہوا۔ تمہیں کفن کی ضرورت ۸۰/سال کی عمر میں پیش آئے گی۔ جب ان کی عمر ۸۰/سال کے قریب پہنچی تک موت سے قبل حضرتؑ نے ان کے پاس کفن بھیج دیا۔

موت سے امان

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی ایک خادمہ جن کا نام نسیم تھا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی خدمت گزاری کی غرض سے آپ کی ولادت کے دس دن بعد حاضر ہوئی تھی۔ ایک دن مجھے چھینک آ گئی تو حضرت امام عصر علیہ السلام نے میرے حق میں فرمایا۔ "یو احمک" اس بات سے میں خوش ہوگئی۔ اس کے بعد امام عصر علیہ السلام نے چھینک کے متعلق فرمایا۔ میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ اس سے تمہیں تین سال تک موت سے امان رہے گی۔

قاصد کے ذریعے مال کا حضرتؑ تک روانہ ہونا

ابراہیم بن محمد بن مہران کا بیان ہے کہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد شک میں مبتلا ہوگیا۔ میرے باپ کے پاس کافی مال جمع ہوگیا تھا۔ میرے باپ نے مال اٹھایا اور جا کر کشتی میں سوار ہوگئے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ اچانک ان کی طبیعت خراب ہوگئی تو مجھ سے کہا مجھے موت آنے والی ہے اور مجھے مال کے بارے میں پروردگار عالم کا خوف ہے۔ اس وقت انہوں نے مجھے وصیت کی اور انتقال ہوگیا۔ میں نے سوچا میرے باپ نے مجھ سے کوئی واضح وصیت نہیں کی۔ اس لیے میں اس مال کو عراق لے جاتا ہوں اور اس بارے میں کسی کو اطلاع نہیں کروں گا۔ اگر کوئی واضح علامت معلوم ہوگئی تو اس مال کو دے دوں گا۔ ورنہ خود خرچ کرلوں گا۔ میں عراق کی طرف روانہ ہوا اور شط پر جا کر بیٹھ رہا۔ کئی دن وہاں مقیم رہا۔ اچانک میرے پاس ایک قاصد خط لایا۔ جس میں تحریر تھا۔ اے ابراہیم بن محمد! تمہارے پاس یہ مال ہے اور اس خط میں تمام مال کی تفصیل تحریر تھی۔ میں نے مال قاصد کے حوالے کردیا۔ میں نے کئی دن وہاں قیام کیا لیکن

میرے پاس کوئی شخص بھی نہ آیا۔ میں مغموم ہو گیا تو مجھے ایک خط موصول ہوا جس میں تحریر تھا۔ "ہم نے تمہیں تمہارے باپ کا قائم مقام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

گرفتاری سے بچنے کی تدبیر فرمانا

علی بن محمد سے روایت ہے کہ مجھے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی جانب سے خط موصول ہوا۔ جس میں مقابر قریش (کاظمین) کی زیارت کرنے سے منع فرمایا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب زائرین کے ساتھ حکومت وقت کا سخت رویہ تھا۔ اس خط کے موصول ہونے کے چند ماہ بعد شیعوں نے زیارت کی تو وزیر ناقطانی نے انہیں بلوا کر ڈانٹا اور اپنے خادم سے کہا کہ فرات اور برسین کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ مقام قریش کی زیارت نہ کرو کیونکہ خلیفہ نے حکم دیا ہے جو شخص زیارت کرے اسے گرفتار کر لیا جائے۔

یوسف بن جعفر کا معجزہ کا مشاہدہ

یوسف بن جعفر سے مروی ہے کہ میں نے ۳۶۰ھ ہجری میں حج ادا کیا۔ اس کے بعد تین سال تک مکہ کی مجاوری کرتا رہا پھر شام کی طرف روانہ ہوا تو راستے میں فجر کی نماز قضاء ہو گئی۔ میں سواری سے اترا کہ میں نماز کی تیاری کروں تو میں نے چار آدمیوں کو محمل پر سوار دیکھا اور تعجب کرنے لگا۔ ان حضرات میں سے ایک نے مجھ سے کہا تم تعجب کیوں کرتے ہو؟ تم نے نماز چھوڑ دی۔ میں نے کہا۔ آپ کو اس بات کا کیسے علم ہوا؟ انہوں نے فرمایا کیا تم پسند کرتے ہو کہ زمانے کے صاحب الزمان کو دیکھو۔ میں نے کہا۔ ہاں تو انہوں نے ان چار آدمیوں میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے کہا دلائل اور علامات تو پائے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ دو باتوں میں سے کون سی بات پسند کرتے ہو۔ اس محمل اور اس کی متعلقہ چیزوں کو آسمان کی طرف جاتا ہوا دیکھنا پسند کرتے ہو یا صرف محمل کو دیکھنا۔ میں نے کہا ان میں سے جو بات بھی ہو جائے وہ میرے لیے دلیل ہو گی۔ میں نے محمل اور اس کی متعلقہ چیزوں کو آسمان کی طرف بلند ہوتے دیکھا۔

اطاعت کا انعام عطا ہونا

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے ابو عبداللہ صفوانی سے روایت کی ہے کہ میں نے قاسم بن علاء کو اس وقت دیکھا جب اس کی عمر سترہ سال تھی اور اس کی بینائی سلامت تھی۔ اس کے بعد اس سے میری ملاقات بعد

میں سامرہ میں ہوئی۔ میں نے اس کے ساتھ اس وقت حج کیا جب اس کی عمر ۸۰ رسال سے زائد ہو چکی تھی اور اس کی وفات سے سات دن قبل اس کی دونوں آنکھیں ٹھیک ہو گئی تھیں۔ واقعہ یوں ہے کہ میں مدینہ میں کھانا کھا رہا تھا کہ اسی اثناء میں دربان نے آ کر خبر دی کہ عراق فتح ہو گیا، یہ کہہ وہ خاموش ہو گیا۔ یہ خبر سن کر قاسم سجدہ میں گر گیا۔ اتنے میں ایک بوڑھا فقیر اندر داخل ہوا جس سے شیوخ کے آثار شباہت ظاہر تھے۔ اس نے مصری جبہ، فاطمی جوتا اور شانے پر تھیلا رکھا ہوا تھا۔ قاسم نے اسے گلے لگا لیا۔ اس بوڑھے نے تھیلا رکھ دیا اور ایک تھال اور لوٹا منگوا کر اس میں اپنے ہاتھ دھوئے، پھر قاسم نے اسے اپنے پہلو میں بٹھایا۔ ہم نے کھانا کھا کر ہاتھ دھوئے، پھر وہ شخص کھڑا ہوا اور ایک خط نکال کر قاسم کو دیا۔ قاسم نے وہ خط لے کر اسے بوسہ دیا اور اپنے منشی کے حوالے کیا۔ ابو عبداللہ بن ابو سلمہ نے کہا۔ اسے پڑھ کر سنائے۔ آپ نے مہر توڑ کر خط کو پڑھا اور خوب روئے اور کہا۔ اے ابو عبداللہ ایک ایسی چیز وصول ہوئی ہے جو نہایت ناپسندیدہ ہے۔ شیخ نے مجھے اس خط کے موصول ہونے کے چالیس دن بعد موت سے آگاہ کیا ہے۔ اس خط کے موصول ہونے کے سات دن بعد میں بیمار ہو جاؤں گا، مرنے سے سات دن پہلے میری بینائی واپس آ جائے گی اور یہ شخص میرے پاس کپڑے لے کر آیا تھا۔ قاسم نے شیخ سے کہا۔ میرا مذہب قائم رہے گا؟ اس نے کہا ہاں تیرا مذہب باقی رہے گا۔ پھر شیخ ہنس پڑا۔ قاسم نے کہا مجھے اس عمر کے بعد مزید زندگی کی حاجت نہیں ہے۔ پھر آنے والا شخص کھڑا ہو گیا اور تھیلے سے چادر، سرخ یمنی جرہ، عمامہ، دو کپڑے اور رومال نکالا۔ قاسم نے یہ چیزیں لے لیں اور اس کے پاس پہلے سے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی عطا کردہ قمیص موجود تھی۔ قاسم کا ایک دنیادار گہرا دوست جس کا نام عبدالرحمٰن بن بشرائی تھا۔ وہ قاسم کے گھر آیا تھا۔ قاسم نے کہا میں یہ خط سنا کر اس کو ہدایت کرنا چاہتا ہوں۔ لوگوں نے کہا شیعوں کی بڑی تعداد اس خط کے حقائق کی متحمل نہیں ہوگی لیکن قاسم نے عبدالرحمٰن کو خط دیا۔

عبدالرحمٰن نے خط پڑھا اور قاسم سے کہا: اے ابو محمد! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، تم دین میں فاضل آدمی ہو۔ قاسم نے کہا اس خط میں میرے مرنے کی تاریخ تحریر کر دی گئی ہے۔ اگر میں مقررہ تاریخ کے بعد زندہ رہا یا اس سے قبل موت آئی تو یقین کر لینا کہ میں کسی چیز پر بھی قائم نہیں ہوں۔ اگر میرا انتقال اس دن ہوا تو اپنی ذات کا خیال کرنا۔ عبدالرحمٰن نے تاریخ لکھ لی۔ یہاں سے تمام لوگ رخصت ہو گئے۔ یہاں تک کہ ساتویں روز قاسم کو بخار ہو گیا اور بیماری نے شدت اختیار کر لی۔ ہم لوگ اس کے پاس جمع تھے کہ ناگاہ میں نے آنکھیں کھولیں تو اس کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا، پھر اس نے اپنے بیٹے کی طرف آنکھ اٹھا کر

دیکھا اور کہا: اے حسن! میری طرف آؤ، اے فلاں میری طرف آؤ۔ ہم نے دیکھا کہ اس کی دونوں آنکھوں میں بینائی آچکی تھی، جب یہ خبر لوگوں تک پہنچی تو اسے دیکھنے آگئے۔ بغداد کا قاضی القضاۃ ابو سائب عقبہ بن عبداللہ مسعودی بھی دیکھنے آیا۔ اس نے کہا: اے ابو محمد! میں اپنے ہاتھ میں کیا دیکھ رہا ہوں، اس نے انگوٹھی آگے بڑھائی اور کہا اس پر تین سطریں لکھی ہیں لیکن میں ان کو پڑھ نہیں سکتا، اپنے بیٹے کو گھر کے وسط میں دیکھ کر کہا: اے معبود! حسن کو اپنی اطاعت کا انعام عطا فرما اور اپنی نافرمانی سے دور رکھ یہ فقرہ تین بار کہا اور اپنے ہاتھ سے وصیت تحریر کی کہ میری تمام جاگیر صاحب الامرؑ کی ملکیت ہے۔ اگر تم میں وکالت کی صلاحیت پیدا ہوگئی تو میری فلاں جاگیر سے اپنی ضرورت کے موجب نصف حصہ لے سکتے ہو۔ باقی جاگیر میرے آقا کی ملکیت ہے۔

چالیسویں دن فجر کے وقت قاسم کا انتقال ہوگیا اور عبدالرحمٰن ننگے پاؤں چیختا چلاتا حسین کے پاس آیا اور کہا: اے آقا افسوس ہے کہ لوگوں نے اس بات کو حیران کن خیال کیا، اس سے کہا خاموش رہو۔ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جسے تم نہیں دیکھتے اور میں اہل تشیع میں داخل ہوگیا، پہلے عقیدہ سے توبہ کی۔ کچھ عرصہ بعد حسن کے پاس صاحب الزمان علیہ السلام کا خط موصول ہوا جس میں تحریر تھا۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کا تمہیں انعام عطا کیا اور نافرمانی سے دور رکھا۔ یہ وہ دعا ہے جو تمہارے باپ نے تمہارے بارے میں کی تھی۔

فرزند عطا فرمانا

علی بن ابراہیم بن ہاشم نے اپنے والد سے انہوں نے عیسیٰ بن مسیح سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام قید خانے میں ہمارے پاس تشریف لائے، میں حضرت کو پہلے سے جانتا تھا۔ آپ نے فرمایا تمہاری عمر ۶۵ سال ایک ماہ دو دن ہوگئی ہے۔ میرے پاس تاریخ پیدائش درج تھی میں نے دیکھا تو جس طرح امام نے فرمایا تھا۔ تاریخ پیدائش کے حساب سے میری عمر اتنی ہی ہوچکی تھی۔ پھر فرمایا: کیا تمہارا فرزند ہے؟ میں نے عرض کیا۔ "نہیں"۔ آپ نے فرمایا: اے معبود! اسے فرزند عطا فرما جو اس کا قوت بازو ہو ایسا بہترین بازو جو فرزند ہوتا ہے اور اسی مفہوم پر مشتمل ایک شعر پڑھا۔ میں نے خدمت امام میں عرض کیا۔ کیا آپ کا فرزند ہے؟ حضرت نے فرمایا: ہاں خدا کی قسم عنقریب میرا فرزند ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا لیکن اس وقت وہ ظاہر نہیں ہے۔

طے الارض

علامہ باقر مجلسی علیہ الرحمہ کے والد گرامی قدر علامہ محمد تقی مجلسی نور اللہ علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ میرے زمانے میں ایک بزرگ و درویش تھے جو بہت متقی اور پرہیزگار تھے، وہ ہر سال تواتر سے حج بیت اللہ کی زیارت کا شرف حاصل کرتے تھے۔ ان کی نسبت مشہور تھا کہ وہ مہینوں کا سفر منٹوں میں طے کرنے کے معجزے پر قادر اور فائز ہیں۔ ایک بار جب وہ اصفہان تشریف لائے تو میں ان کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا کہ آپ کی نسبت معجزہ طے الارض مشہور ہے۔ اس کی حقیقت سے آگاہ فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک بار میں حج بیت اللہ کا سفر کر رہا تھا۔ جب قافلہ اس مقام پر پہنچا جہاں سے مکہ معظمہ کی مسافت پانچ دن کی رہ گئی تھی تو میں اتفاقاً اپنے قافلہ سے بچھڑ گیا، یہاں تک کہ قافلے کے نشانات بھی میری نظروں سے اوجھل ہو گئے تھے۔ اس وقت مجھے شدید پیاس محسوس ہوئی۔ پانی کے دستیاب نہ ہونے کے سبب میں پریشان تھا اور جان کے جانے کا خطرہ تھا۔ اس وقت میں مایوسی کے عالم میں چیخ چیخ کر آواز دے رہا تھا: یا اباصالح، یا اباصالح آپ مجھ پر اپنی رحمت فرمایئے، آپ مجھے راہ دکھائیں اور مجھے اس پریشانی سے نجات دلائیں۔ میرا اتنا کہنا تھا کہ سامنے سواری نمودار ہوئی جو میرے سامنے آ گئی۔ اسی اثنا میں نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا، پاک و پاکیزہ، خوش وضع ایک تیز رفتار ناقہ پر سوار میرے قریب آئے ان کے پاس ایک پانی کا برتن تھا میں نے ان کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا! تم پیاسے ہو، میں نے عرض کیا میں بہت پیاسا ہوں۔ انہوں نے وہ برتن میرے سپرد کیا اور میں نے پانی پیا اور سیراب ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے مجھے اپنے پیچھے سوار کیا اور مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوئے۔ حرز یمانی میرا روزانہ کا معمول تھا۔ اس وقت میں نے اسے پڑھنا شروع کیا۔ وہ میرے حرز پڑھنے کو سنتے رہے اور بعض مقامات پر میری اصلاح فرمائی اور ایک لمحہ بعد ارشاد فرمایا کہ تم اس مقام کو پہچانتے ہو؟ اب جو میں نے دیکھا تو میں مکہ معظمہ کے اس مقامی حصہ میں پہنچ گیا تھا جسے ابطح کہتے ہیں۔ پھر مجھ سے ارشاد فرمایا: اب تم اتر جاؤ میں جیسے ہی اونٹ سے اترا تو دیکھا کہ نہ وہ جوان ہیں اور نہ وہ سواری۔ ان کے اس طرح پوشیدہ ہو جانے سے مجھے یقین کامل ہو گیا کہ وہ سرکار امام زمانہ علیہ السلام تھے۔ آپ کی جدائی سے میں بہت غمزدہ ہوا اور آپ کو نہ پہچاننے کے سبب مجھے سخت ندامت ہوئی۔ میرے یہاں پہنچنے کے بعد میرا قافلہ مکہ میں داخل ہوا وہ لوگ مجھے زندہ سلامت دیکھ کر بہت خوش ہوئے، اہل قافلہ نے مجھے اس قدر جلدی یہاں پہنچنے کے سبب، اس واقعہ کو معجزہ طے الارض سے موسوم کیا۔

انار پر نام

علامہ سید محمد امروہوی اپنی تالیف ''ملاقات امام'' میں تحریر فرماتے ہیں۔ جب بحرین انگریزوں کے قبضے میں تھا تو انہوں نے مسلمانوں کی آبادی زیادہ دیکھ کر مصلحتاً وہاں ایک مسلمان حاکم مقرر کیا جو ناصبی تھا۔ اس کا ایک وزیر نہایت متعصب اور مومنین کا دشمن تھا۔ ایک دن اس کا وزیر حاکم بحرین کے پاس آیا اور ایک انار پیش کیا۔ جس پر اللہ، محمدؐ اور خلفائے راشدین کے نام ابھرے ہوئے تھے۔ اس نے کہا اب اس ثبوت کے بعد رافضیوں کے جھوٹے مذہب کی کیا حقیقت رہ جاتی ہے۔ حاکم بحرین انار دیکھ کر بہت حیران ہوا اور اپنے علماء کو بلا کر ان سے مشورہ کیا تو سب نے متفقہ طور پر کہا۔ اب ان رافضیوں سے جواب طلب کیا جائے۔ اگر یہ جواب نہ دے سکیں تو ان پر جزیہ عائد کیا جائے۔ جیسا کہ کفار پر عائد ہوتا ہے۔ اگر یہ جزیہ دینے سے انکار کریں تو انہیں قتل کیا جائے اور ان کی عورتوں کو اسیر بنایا جائے۔ والی بحرین اس تجویز پر بہت خوش ہوا اور وہاں بسنے والے سادات اور مومنین کو طلب کیا اور وہ انار دکھایا اور حکم دیا کہ اگر تین دن میں جواب نہ دیا تو مثل کفار کے جزیہ دینے کے لیے تیار ہو جاؤ، ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے۔ مومنین یہ انار دیکھ کر اور حاکم کے فیصلے کو سن کر بہت فکر مند ہوئے اور تمام علماء ایک جگہ جمع ہوئے اور یہ فیصلہ کیا کہ تین عابد و پرہیزگار منتخب کیے جائیں اور وہ ایک ایک رات صحرا میں جا کر سرکار امام زمانہ علیہ السلام کے حضور استغاثہ بلند کریں اور آپؑ سے اس کا جواب طلب کریں۔ پہلی اور دوسری رات مومنین نے بڑی عاجزانہ طور پر رو رو کر دعا طلب کی لیکن اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ تیسری رات ایک متقی اور پرہیزگار عالم دین محمد بن عیسیٰ صحرا میں گئے اور گڑگڑا کر دعائیں مانگتے رہے اور حضرت امام زمانہ علیہم السلام کو برائے امداد پکارا۔

جب رات کا آخری حصہ شروع ہوا تو تاریکی میں صدا بلند ہوئی، تمہیں امام زمانہ سے کیا حاجت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام سے ایک حاجت عرض کرنا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں تمہارا امام زمانہ ہوں، آپ حاجت بیان کریں۔ محمد بن عیسیٰ نے عرض کی اگر آپ میرے امام زمانہ ہیں تو آپ کو بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ میرے امام خود جانتے ہیں کہ میری حاجت کیا ہے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا تم انار کو دیکھ کر ڈر گئے، جب میں نے یہ سنا تو میں سمجھ گیا کہ یہی میرے امام ہیں اور میں جلدی سے آپ کے قدموں میں لپٹ کر خوب گریہ وزاری کرنے لگا۔ مجھے روتا دیکھ کر مولا نے فرمایا۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس وزیر کے گھر میں ایک انار کا درخت ہے اس وزیر نے مٹی کے سانچے بنائے ہوئے

ہیں، جب درخت میں پھل آتا ہے تو وہ سانچے ان اناروں پر چڑھا دیتا ہے۔ جیسے جیسے انار بڑھتے رہتے ہیں ان سانچوں پر لکھی ہوئی عبارت ان اناروں میں کندہ ہو جاتی ہے۔ تم صبح جا کر حاکم بحرین سے کہنا کہ اس کا جواب میں وزیر کے گھر جا کر دوں گا۔ وزیر لاکھ بہانے کرے تم اس کے گھر جا کر دروازے کے ساتھ جو سیڑھیاں ہیں ان سے اوپر جانا وہاں سیدھے ہاتھ پر ایک الماری میں ایک تھیلی ہے اس میں سانچے ہیں، وہ تھیلی لا کر حاکم کو دکھانا، چنانچہ ایسا ہی کیا۔

حاکم کو وزیر کی مکاری پر بڑی حیرانی ہوئی اور محمد بن عیسیٰ کو خدا اور رسول کا واسطہ دے کر پوچھا کہ یہ تمہیں کس نے بتایا تو محمد بن عیسیٰ نے کہا کہ میرے زمانے کے امام نے مجھے یہ بات بتائی تھی۔ یہ سن کر حاکم بحرین مومن ہو گیا۔ جناب محمد بن عیسیٰ نے فرمایا۔ اب میں ایک اور معجزہ اپنے امام کا تمہیں دکھانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ میرے امامؑ نے فرمایا ہے کہ انار میں بجائے دانوں کے سیاہ خاک اور دھواں نکلے گا، وزیر سے کہو کہ انار کو کاٹے، جب وزیر نے اس انار کو کاٹا تو خاک اڑ کر اس کے چہرے پر پڑی اور دھواں آنکھوں میں چلا گیا، جس سے اس کی آنکھوں کی روشنی ختم ہو گئی۔

دیناروں کی برکت

احمد بن فارس جو عربی ادب میں کامل سمجھے جاتے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جب مجھے ہمدان میں قیام کا اتفاق ہوا تو میں نے وہاں صرف ایک قبیلہ جو بنی راشد کے نام سے مشہور تھا ان کو میں نے شیعہ عقائد کا پابند پایا جبکہ دیگر افراد دوسرے عقائد کے تھے۔ مجھے اکثر اس بات پر تعجب ہوتا تھا کہ اس شہر میں اس قبیلہ کا شیعہ ہونے کا سبب کیا ہے؟

ایک دن اس قبیلے کے ایک بزرگ جو میرے پاس ملاقات کی غرض سے تشریف لائے تھے۔ میں نے اس بارے میں ان سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ: ہمارے جد جن کی ہم اولاد ہیں۔ ایک مرتبہ حج کو تشریف لے گئے تو انہوں نے بتایا تھا کہ بعد ادائیگی مناسک حج جب وہ صحرا کی راہ سے واپس گھر کی طرف روانہ ہوئے تو انہیں شوق ہوا کہ پیدل چلیں۔ چنانچہ وہ پیدل چلنے لگے۔ یہاں تک کہ چلتے چلتے تھک کر زمین پر لیٹ گئے اور یہ خیال کیا کہ اسی اثناء میں کوئی قافلہ بھی پہنچ جائے گا اور تھکاوٹ بھی دور ہو جائے گی۔ تھکاوٹ کے سبب انہیں نیند آ گئی۔ جب آنکھ کھلی تو سورج طلوع ہو چکا تھا اور اس کی تپش کے سبب گرمی میں اضافہ ہو گیا تھا۔ وہاں دور دور تک کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر وہ سخت پریشان ہوئے

کیونکہ راستہ نہیں معلوم تھا۔ آخر کار ہر طرف سے مایوس ہو کر اللہ پر بھروسہ کر کے ایک سمت چل دیئے، کچھ دیر بعد صحرا میں ایک سرسبز و شاداب باغ نظر آیا۔ اس باغ میں ایک عالیشان مکان تھا۔ باغ کو دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ وہ اپنی راہ چھوڑ کر باغ کی سمت روانہ ہو گئے اور باغ سے ہوتے ہوئے اس عالیشان مکان کے دروازے پر پہنچے، جس کے دروازے پر دو خوبصورت دربان کھڑے تھے۔ انہوں نے دربانوں کو سلام کیا جس کا انہوں نے محبت سے جواب دیا اور کہا کہ تھوڑی دیر ٹھہر جائیں کیونکہ خالق کائنات نے تمہارے خوش نصیب اور صاحب سعادت ہونے کی وجہ سے تم کو یہ نعمت عطا فرمائی ہے جو بندگان خدا میں سے کسی کسی کو عطا کی جاتی ہے۔ یہ کہہ کر ایک دربان اندر چلا گیا، کچھ دیر بعد وہ باہر آیا اور کہنے لگا: اندر آ جائیں وہ اس دربان کے ساتھ اندر چلے گئے۔

ہمارے جد کا بیان ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ بہت بہترین کمرہ ہے، اسی اثناء ایک دربان نے پردہ کو جو اس کمرہ میں تھا اٹھایا تو انہوں نے دیکھا کہ ایک نوجوان رعنا بڑے پاک و پاکیزہ کپڑے پہنے ہوئے تشریف فرما ہیں اور آپ کے سر کی پشت پر ایک بڑی تلوار آویزاں ہے۔ وہ ان کا جمال دیکھ کر ششدر رہ گئے اور بڑے مودبانہ طریقے سے جھک کر سلام کیا۔ انہوں نے بڑی محبت سے ہمارے جد کے سلام کا جواب دیا۔ پھر مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا: میں آل محمد علیہم السلام کا آخری فرد ہوں اور تلوار کے ہمراہ اس روئے زمین پر ظہور کروں گا۔ میں تمام دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دوں گا۔ یہ سن کر ہمارے جد زمین پر گر کر ان کے پاؤں چومنے لگے۔ آپ نے فوراً پاؤں ہٹا لیے اور فرمایا۔ ایسا نہ کرو مجھے معلوم ہے کہ تمہارا نام احمد بن فارس ہے اور تم شہر ہمدان کے رہنے والے ہو اور ارشاد فرمایا: میں اپنے بچوں سے ملنے کا مشتاق ہوں اور اس نعمت الٰہی کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو آپ کے شرف زیارت سے میں نے اس وقت دربار الٰہی سے عنایت فرمائی ہے۔ یہ سن کر آپؑ نے دربان کو اشارہ کیا وہ دیناروں کی ایک تھیلی لایا۔ آپؑ نے وہ تھیلی میرے جد کو عنایت فرمائی اور دربان کو حکم فرمایا کہ انہیں ان کے شہر چھوڑ آؤ۔ میرے جد نے مولا امام زمانہ علیہ السلام کا شکریہ ادا کیا اور اور دربان کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔

راوی کا بیان ہے کہ میرے جد نے فرمایا کہ ابھی وہ تھوڑی ہی دور چلے ہوں گے کہ آبادی کے آثار نمودار ہو گئے اور شہر کی مسجد اور درخت نظر آنے لگے۔ میں نے اپنے رفیق دربان سے پوچھا کہ یہ آبادی استاباد کی طرح معلوم ہوتی ہے جو ہمارے شہر سے متصل ہے۔ دربان نے اس بات کی تصدیق کی۔ میں نے گھر پہنچ کر جب حضرتؑ کی دی ہوئی تھیلی کو کھولا تو اس میں سے پچاس دینار نکلے۔ جب میں نے یہ

واقعہ تمام عزیزوں کو سنایا تو وہ بھی حیران ہوئے اور انہیں خوشی حاصل ہوئی۔ جب تک وہ دینار میرے پاس رہے کسی قسم کی مالی پریشانی نہیں ہوئی۔ علامہ مجلسی کا خیال ہے کہ استاباد وہی شہر ہے جواب اسد آباد کے نام سے مشہور ہے۔

کاشانی کا شفایاب ہونا

سید کاشانی نوراللہ مرقدہ کا بیان ہے کہ شدید بیماری کی وجہ سے ان کے دونوں پاؤں بالکل سوکھ گئے تھے اور ان میں چلنے پھرنے کی طاقت نہیں تھی۔ حج کی سعادت کے حصول کی غرض سے ان کا نگراں انہیں ایک نیک اور صالح شخص کی زیرنگرانی چھوڑ گیا۔ اس محافظ کا روزانہ کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنے حجرے کو بند کر کے اپنی روزی کی تلاش میں نکل جاتا تھا اور بیماری کی حالت میں کاشانی اس کے حجرے میں تنہا بند رہتے۔ ایک صبح جب وہ محافظ اپنی روزی کے سلسلے میں جانے لگا تو کاشانی نے اس سے کہا مجھے باہر کسی مقام پر لٹا دیجئے میں حجرے میں تنہا رہنے سے تنگ آ گیا ہوں۔ اس مرد صالح نے کاشانی کا کہا مان لیا اور حجرے سے باہر اسے اس مقام پر لے گیا جو مقام مقام علیہ السلام سے مشہور ہے۔ وہ نیک اور صالح شخص مجھے وہاں بٹھا کر اپنے کپڑے حوض میں دھو کر ایک درخت پر سوکھنے کے لیے ڈال کر روزانہ کی طرح روزی کی تلاش میں چل دیئے اور میں اپنی تنہائی اور بے دست پائی کی حالت میں بیٹھا اپنی ناکامی پر افسوس کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک نوجوان وجیہہ اس مقام کے صحن میں داخل ہوئے۔ مجھے سلام کیا اور پھر اس عمارت میں چلے گئے جو جناب صاحب الامر علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔

سید کاشانی کا بیان ہے کہ ان نوجوان نے بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھی ایسا خشوع اور خضوع میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ باہر میرے پاس تشریف لائے اور میرا حال دریافت فرمایا۔ میں نے اپنی کیفیت بیان کی اور کہا کہ میں اس بیماری سے عاجز آ چکا ہوں۔ خداوند کریم نہ مجھے شفا دیتا ہے اور نہ موت کہ میں اس تکلیف سے نجات پاؤں۔ یہ سن کر انہوں نے ارشاد فرمایا کہ تم گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ تمہاری دونوں تمنائیں پوری کرے گا۔ تمہیں شفا بھی ملے گی اور بعد شفا موت بھی آئے گی۔ اتنا فرما کر وہ صحن سے باہر تشریف لے گئے۔ ان کے جانے کے بعد میرے محسن کا وہ لباس جسے وہ دھو کر درخت پر سوکھنے کے لیے ڈال گئے تھے گر پڑا مجھ سے یہ دیکھا نہ گیا میں نے اسے فوراً اٹھا لیا اور نجاست کے خیال سے ایک مرتبہ اسے پاک کیا اور اس درخت پر لٹکا دیا۔

سید کاشانی کہتے ہیں کہ جب میں یہ تمام کام کر چکا تو مجھے خیال آیا کہ مجھ سے ایک قدم بھی چلا نہیں جاتا تھا لیکن اتنے کام کرنے کی مجھ میں طاقت کہاں سے آگئی۔ یہ سوچ کر میں نے اپنی طبیعت اور مزاج دونوں کا اندازہ لگایا تو طبیعت پر مرض کا کوئی اثر نہیں تھا۔ اس امر کے معلوم ہوتے ہی مجھے کامل یقین ہو گیا کہ یہی جناب امام زمانہ علیہ السلام ہیں۔ میں فوراً اپنے مقام سے اٹھا اور چاروں طرف آپؑ کو تلاش کرنے لگا مگر آپ کو کسی طرف بھی موجود نہ پایا۔ اتنے میں میرے رفیق و ہمدرد بھی واپس آگئے۔ یہ میری موجودہ حالت کو دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور مجھ سے میری صحت یابی کا سبب پوچھا تو میں نے تمام واقعہ سنایا۔ وہ میرا واقعہ سن کر میری قسمت کی سرفرازی سے مطمئن ہوئے اور اپنی محرومی پر افسردہ ہوئے۔ اس کے بعد ہم دونوں نجف اشرف واپس آگئے۔

زیارت کربلا کے اسباب

حجتہ الاسلام حاجی میرزا حسین نوری کا بیان ہے کہ بیس سال قبل وہ شب جمعہ آقا سید باقر خیاط اور چند دوسرے لوگوں کے ہمراہ مسجد جمکران گئے۔ انہوں نے مسجد کی چھت پر شمع روشن کی اور دعا پڑھنے لگے۔ اس دوران میں نماز شب پڑھنے میں مشغول تھا کہ میں نے دیکھا ہر طرف روشنی پھیل گئی۔ میں نے دل میں سوچا کہ شاید چاند نکل آیا ہے لیکن توجہ کرنے کے باوجود کہیں چاند نظر نہیں آیا۔ میں نے دیکھا کہ تقریباً سو میٹر کے فاصلہ پر ایک درخت کے نیچے ایک جلیل القدر سید کھڑے ہیں جن کے نور کے سبب یہ روشنی ہر سمت نظر آرہی ہے۔ میں نے ان بزرگوار سے عرض کی کیا آپ اس درخت کے نیچے ایک سید کو دیکھ رہے ہیں؟ انہوں نے کہا اندھیری رات ہے کوئی چیز نظر نہیں آرہی ہے، تمہیں شاید نیند آرہی ہے۔ جاؤ سو جاؤ۔ میں سمجھ گیا کہ وہ یہ منظر نہیں دیکھ رہے ہیں۔ میں نے ان جلیل القدر سید سے عرض کی۔ آقا! میں کربلائے معلی جانا چاہتا ہوں لیکن نہ تو میرے پاس پیسے ہیں اور نہ پاسپورٹ اگر آئندہ جمعہ کی صبح تک پاسپورٹ اور پیسے مہیا ہو گئے تو میں جانوں گا کہ آپ حضرت امام زمانہؑ ہیں ورنہ سادات میں سے کوئی اور فرد ہیں۔ ناگاہ دیکھا کہ آپ وہاں سے تشریف لے گئے اور روشنی ختم ہو گئی۔

صبح کو میں نے اپنے دوستوں سے یہ واقعہ بیان کیا اور ان میں سے کچھ نے میرا مذاق اڑایا۔ حاجی نوری کہتے ہیں وقت گزرتا رہا۔ یہاں کے جمعرات کی علی الصبح میں ایک کام کی غرض سے میدان فوزیہ پہنچا تو وہاں بارش شروع ہو گئی، جس کی وجہ سے میں ایک مکان کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ مجھے اس وقت دروازہ شمشیران تک جانا

تھا۔اس دوران ایک بزرگ میرے نزدیک تشریف لائے ،جنہیں میں پہلے نہیں جانتا تھا۔انہوں نے میرا نام لے کر کہا:تم کربلا جانا چاہتے ہو۔میں نے کہا جی ہاں میں کربلا کی زیارت کا بہت خواہش مند ہوں لیکن میرے پاس نہ تو پیسے ہیں اور نہ ہی پاسپورٹ۔انہوں نے کہا دس تصویریں اور شناختی کارڈ کی کاپیاں لے آؤ، یہ سن کر میں نے عرض کی اپنے بچوں کو بھی ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔اس پر انہوں نے کہا کوئی حرج نہیں، میں فوراً گھر آیا اور فوٹو اور شناختی کارڈ کی کاپیاں لے کر ان بزرگ کو دے دیں۔انہوں نے فرمایا کل صبح اسی مقام پر ملنا۔ دوسرے دن صبح سویرے میں اسی مقام پر پہنچ گیا تو وہاں بزرگ تشریف لائے اور پاسپورٹ عراق کا ویزہ اور پانچ ہزار تومان مجھے دے کر روانہ ہو گئے۔اس کے بعد میں نے انہیں نہیں دیکھا اور میں آقا سید باقر کے پاس لیا جہاں درود کا ختم ہو رہا تھا۔کچھ دوستوں نے مذاق کے طور پر کہا کیا پاسپورٹ مل گیا۔میں نے کہا ہاں مل گیا اور پاسپورٹ اور پانچ ہزار تومان ان کے سامنے رکھ دیئے۔جب ان لوگوں نے پاسپورٹ کی تاریخ پڑھی تو دیکھا جمعرات کا دن درج ہے تو رونا شروع کر دیا کہ ہم اس سعادت سے محروم رہ گئے۔

اسماعیل ہرقلی کی شفایابی

علی بن عیسیٰ اردبیلی کہتے ہیں کہ صوبہ حلہ میں ہرقلی نام کا ایک صوبہ ہے اس صوبے کے ایک گاؤں کے رہنے والے اسماعیل ہرقلی کی دائیں ران پر دونوں طرف ایک مٹھی برابر ایک پھوڑا تھا، جہاں ایک بڑا زخم بن گیا تھا۔کافی عرصہ تک اسماعیل کو اس ناسور کی تکلیف کا سامنا رہا۔اس کے علاج کے لیے وہ حلہ میں شریف ابن طاؤس علیہ الرحمہ کے پاس آئے۔ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے حلہ کے اطباء اور جراحوں کو جمع کیا تا کہ وہ علاج کریں۔اطباء اور جراحوں نے ان کے پھوڑے کا معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ یہ پھوڑا رگ ہفت اندام تک پر نکلا ہے، اس کی جراحی کرنے سے مریض کی موت کا اندیشہ ہے۔لہٰذا ہم اس کے علاج سے عاجز ہیں۔بعد ازاں ابن طاؤس علیہ الرحمہ اسماعیل ہرقلی کو بغداد لے گئے۔وہاں بھی اطباء نے اس کا معائنہ کیا۔ انہوں نے بھی اسے لاعلاج قرار دیا۔

اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ جب میں علاج سے ناامید ہو گیا تو سوچا بغداد تو آ گیا ہوں۔لہٰذا سامرہ کی زیارت کر کے گھر واپس جاؤں گا۔سامرہ پہنچ کر حرم امامین علیہم السلام کی زیارت سے مشرف ہوا اور سرداب مقدس میں جا کر بہت گریہ وزاری کی۔جمعرات کے دن عصر کے وقت وہاں سے باہر آیا اور دریائے شط (دریائے شط کا مطلب ہے دریا کے کنارے) میں جا کر غسل کر کے پاکیزہ لباس پہنا، وہاں سامرہ کے گرد و نواح کے لوگ

پڑاؤ ڈالے تھے، جو اپنے جانوروں کو چرا رہے تھے۔ جب میں شہر کے دروازے سے اندر آیا تو میں نے چار گھوڑ سوار دیکھے۔ دو نیزہ سوار آگے آگے چل رہے تھے اور جبہ پوش تلوار حمائل کیے ان کے پیچھے اور سب سے پیچھے ایک ضعیف العمر سوار تھے۔ جب نیزہ بردار سواروں نے مجھے دیکھا تو راستہ سے ہٹ گئے البتہ وہ شخص جنہوں نے جبہ پہنا ہوا تھا اور تلوار حمائل کی ہوئی تھی وہ راستہ میں کھڑے رہے۔ انہوں نے بعد سلام کہا۔ اپنا زخم دکھاؤ۔ میں نے زخم نہ دکھانے کے سلسلے میں پس و پیش سے کام لیا تو وہ سوار گھوڑے سے جھکے اور میرے زخم پر ہاتھ رکھا اور اسے دبا دیا۔ اس کے بعد وہ گھوڑے کی پشت پر صحیح طرح بیٹھ گئے۔ وہ نیزہ بردار آدمی جو دائیں طرف کھڑے تھے انہوں نے کہا۔ اے اسماعیل تم نے فلاح پائی۔ مجھے تعجب ہوا کہ انہیں میرا نام کیسے معلوم ہوا۔ وہ سوار روانہ ہو گئے۔ البتہ میں نے اس آدمی سے ان سے آگے چلنے والے سوار سے متعلق دریافت کیا تو کہا وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں اور ہم آپ کے ملازم ہیں۔ میں نے ان کے پاؤں چومے اور آپ کے ہمراہ چلا۔ آپ نے فرمایا تم بغداد جاؤ گے، ہمارے بیٹے شریف ابن طاؤس کے پاس جانا اور ہمارا قصہ سنا دینا وہ تمہیں خلیفہ مستنصر کے پاس لے جائیں گے۔ وہاں تمہیں انعام دینے کی پیش کش ہو گی لیکن تم قبول نہ کرنا۔ اس کے بعد امام چلے گئے۔ لیکن میری نظریں ان کا تعقب کرتی رہیں، یہاں تک کہ وہ غائب ہو گئے۔

میں نہایت حیرت اور وحشت کے عالم میں روضہ مبارک پہنچا۔ خادموں نے پوچھا کہ تمہاری یہ کیسی حالت ہو رہی ہے۔ میں نے انہیں تمام واقعہ سنایا اور اپنی ران دکھائی تو اب زخم کا نشان بھی نہ تھا۔ پھر میں نے دوسری ران سے کپڑا ہٹایا تو دونوں میں کوئی فرق نہیں تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے میری ران میں کبھی کوئی پھوڑا نہ تھا۔ جب لوگوں کو میری اس کیفیت کا علم ہوا تو وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور تبرک کے طور پر میرے لباس کے ٹکڑے نوچنے لگے۔ خدام نے مجھے ایک کمرے میں بند کر دیا۔ شام کو میں سامرہ سے نکل کر بغداد روانہ ہوا۔ صبح سویرے بغداد کے پل پر پہنچا، وہاں اس واقعہ کی خبر ہو چکی تھی۔ سید شرف ابن طاؤس علیہ الرحمہ کے خاندان کے مرد اور دیگر لوگ پل پر میرا انتظار کر رہے تھے، لوگوں نے مجھ سے نام دریافت کیا، میں نے اپنا نام بتایا تو پھر دریافت کیا کہ کیا تم ہی نے امام کی زیارت کی ہے؟ میرا جواب سن کر وہ مجھ پر متوجہ ہوئے اور کپڑے نوچنے لگے۔ سید شریف ابن طاؤس علیہ الرحمہ کے اہل خانہ نے مجھے ان لوگوں سے بچایا اور شریف ابن طاؤس علیہ الرحمہ کے پاس لے گئے۔ شریف ابن طاؤس علیہ الرحمہ مجھے خلیفہ مستنصر کے وزیر موید الدین العلقمی کے پاس لے گئے۔ اس نے بغداد کے اطباء اور جراحوں کو جمع کیا اور دریافت کیا کہ تم نے اس شخص اسماعیل کی ران کا زخم دیکھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں تقریباً دس روز قبل دیکھا تھا۔ وہ لاعلاج تھا۔ وزیر

نے مجھ سے کہا کہ تم ان کو اپنا زخم دکھاؤ۔ جب میں نے ان کو اپنا زخم دکھایا تو اس پر زخم کا کوئی نشان نہ تھا۔ یہ دیکھ کر جراحوں نے بیک آواز کہا۔ یہ مسیح کا کام ہے۔ وزیر نے کہا۔ یہ تمہارا کام نہیں ہے، ہم جانتے ہیں کہ یہ کس کا کام ہے۔ اس کے بعد مجھے خلیفہ مستنصر کے پاس لے گئے۔ اس نے میری زیارت کی، مزاج پرسی کی اور تین دینار میرے لیے انعام مقرر کیا۔ مگر میں نے امام کی ہدایت کے پیش نظر وہ لینے سے انکار کر دیا۔

قرض سے متعلق احمد بن روح کو ہدایت

احمد بن روح سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ دینور کی رہنے والی ایک خاتون عاتکہ بنت یزدانی نے کہا کہ آپ بڑے ایماندار ہیں۔ لہٰذا میں اپنی ایک امانت آپ کے حوالے کرتی ہوں اور میں جسے کہوں آپ اس کے پاس پہنچا دیجیے گا۔ میں نے کہا انشاءاللہ ضرور آپ کے کہنے کے مطابق عمل کروں گا۔ یہ سن کر اس نے ایک تھیلی میرے سپرد کی اور کہا کہ اس میں درہم ہیں۔ انہیں اس وقت تک شمار نہ کریں جب تک اس کے پاس نہ پہنچ جائیں اور پانے والا ان درہموں کی پوری تعداد نہ بتا دے۔ اس کے علاوہ یہ میرا گوشوارہ ہے، اس کی قیمت دس دینار ہے۔ اس میں تین موتی ہیں جن کی قیمت دس دینار ہے۔ مجھے سرکار امام زمانہ علیہ السلام سے خاص حاجت ہے جو آپ کو نہیں بتاؤں گی بلکہ خود حضرت امام زمانہ علیہ السلام اپنی زبان مبارک سے بیان فرمائیں گے۔ خاتون نے مزید کہا کہ جب حضرت امام زمانہ علیہ السلام میری حاجت کو اپنی زبان مبارک سے بیان فرمائیں گے اور اس تھیلی میں جتنے درہم ہیں ان کی صحیح تعداد بتا دیں گے تو میری طرف سے ان کی خدمت میں یہ دونوں چیزیں پیش کر دینا۔ احمد بن روح نے ان خاتون سے فرمایا کہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام تو بتا دیں گے لہٰذا تم بھی مجھے بتا دو کہ تمہاری حاجت کیا ہے۔ اس نے کہا میری حاجت یہ ہے کہ میری ماں نے میری شادی پر دس دینار کسی سے قرض لیے تھے، میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ قرض کس سے لیا تھا۔ اب میں پریشان ہوں کہ وہ دینار کس کے حوالے کروں، میں اپنی ماں کو عذاب سے سبکدوش کرنا چاہتی ہوں۔ احمد یہ امانت لے کر بغداد روانہ ہوئے۔ وہاں حاجز سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ہدایت کی کہ آپ سامرہ چلے جائیں، میں ان کی ہدایت پر سامرہ آ گیا اور مولا کے آستانے پر حاضر ہوا۔ اندر سے ایک خادم آیا اور مجھ سے دریافت کیا: احمد بن روح آپ ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ اس خادم نے مجھے ایک خط دیا جس میں تحریر تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: اے احمد بن روح! عاتکہ بنت یزدانی نے تمہیں درہم کی ایک تھیلی دی ہے۔ جس کی تعداد تمہیں معلوم نہیں، دراصل اس تھیلی میں ایک ہزار

پچاس درہم ہیں جن کو تم نے ابھی تک شمار نہیں کیا۔ اس کے علاوہ تمہارے پاس ایک گوشوارہ ہے اس عورت کے مطابق اس کی قیمت دس دینار ہے۔ اس میں تین نگینے ہیں، وہ بھی دس دینار کے ہیں لیکن اب ان کی قیمت اس سے زیادہ ملے گی۔ اس گوشوارے کو تم فلاں غلام کے حوالے کر دینا میں نے اس کو اپنی طرف سے انعام دے دیا ہے۔ غلام کو شوارے دیکر تم بغداد چلے جانا اور باقی تمام سامان حاجز کے حوالے کر دینا اور اس سے سفر خرچ لے لینا۔ عاتکہ بنت یزدانی کے سوال کا جواب یہ ہے کہ تمہاری شادی پر جس خاتون سے دس دینار قرض لیے تھے، اس خاتون کا نام ام کلثوم بنت احمد ہے۔ چونکہ وہ ابھی ناصبی ہے لہٰذا یہ دس دینار اپنے غریب مومنین میں تقسیم کر دینا۔ اے احمد تمہارا مخالف مر گیا ہے۔ اس نے تمہارے لیے کچھ مال چھوڑا ہے۔

احمد بن روح کہتے ہیں جس غلام کا حضرت امام زمانہ علیہ السلام نے فرمایا تھا میں نے گوشوارے اس غلام کے حوالے کیے اور بقایا سامان لے کر بغداد آ گیا اور حاجز کو وہ تھیلی دی۔ اس نے مجھے تیس درہم دیئے۔ میں یہ رقم لے کر فوراً اپنے گھر آ گیا۔ احمد کا بیان ہے کہ میں ابھی راستے ہی میں تھا کہ مجھے ایک شخص ملا اس نے بتایا کہ تمہارے چچا کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کے اہل و عیال نے تمہیں بلایا ہے۔ جلدی چلو۔ میں اس قاصد کے ہمراہ روانہ ہو گیا اور اپنے چچا کے مکان پر پہنچا تو ان لوگوں نے کہا تمہارا چچا اپنی حیات میں تم سے ناراض تھا لیکن اس نے اپنی میراث میں سے تمہارے لیے تین ہزار دینار دیئے ہیں۔

سامان کی نشاندہی فرمانا

شیخ طوسی اور بحار الانوار کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دوسرے نائب خاص جناب ابو جعفر محمد بن عثمان کے پوتے کا بیان ہے کہ خاندان نوبختی کی ایک جماعت نے جس میں ابو الحسن بن نوبختی شامل تھے اور ابو جعفر محمد بن عثمان کی صاحبزادی ام کلثوم نے مجھ سے بیان کیا کہ قم اور مضافات سے کچھ مال ابو جعفر کو بھیجا گیا کہ وہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام تک پہنچا دیں۔ لانے والا میرے گھر بغداد آیا اور مال ان کے حوالے کر دیا۔ جب وہ جانے لگا تو ابو جعفر نے کہا جو چیز تمہارے سپرد کی گئی تھی اس میں سے کچھ کم ہے اور وہ کہاں ہے؟ لانے والے نے کہا: میرے آقا میرے پاس کوئی چیز باقی نہیں ہے۔ تمام چیزیں آپ کی خدمت میں پیش کر دی ہیں۔ ابو جعفر نے کہا ایک چیز باقی ہے، اسے اپنے سامان میں تلاش کرو، جو چیزیں تمہارے سپرد کی گئی تھیں انہیں یاد کرو۔ لانے والا واپس آیا اور ذہن پر زور دے کر یاد کرنے لگا اور ساتھ ہی تلاش کرتا رہا۔ لیکن وہ چیز نہ ملی۔ جو لوگ اس کے ساتھ تھے انہیں بھی کوئی چیز نہ ملی۔ وہ ابو جعفر کی خدمت میں

واپس آیا اور کہا: میرے پاس کوئی چیز نہیں رہ گئی جو کچھ میرے سپرد کیا گیا تھا وہ سب آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ابو جعفر نے کہا: تم سے کہا جاتا ہے کہ دوسرانی لباس جو فلاں شخص نے تم کو دیئے تھے وہ کیا ہوئے؟ اس نے کہا: ہاں بخدا آپ صحیح فرمارہے ہیں میں یہ بالکل بھول گیا ہوں اور نہیں معلوم یہ کہاں رکھے ہیں۔

میں نے دوبارہ واپس آکر اپنے سامان میں تلاش کیا اور دوسروں نے اپنے سامان میں تلاش کیا مگر وہ لباس نہ ملا۔ اس کے بعد ابو جعفر کی خدمت میں واپس آیا اور لباس کی گمشدگی کے متعلق بیان کیا تو ابو جعفر نے کہا کہ تم سے کہا جاتا ہے کہ فلاں دھنئے کے پاس جاؤ، تم اس کے پاس دو گٹھڑیاں روئی کی لے گئے تھے، ایک گٹھڑی پر فلاں شخص کا نام لکھا ہے، اس کو کھولنا وہ دونوں لباس اس گٹھڑی میں ہیں۔ ابو جعفر کی زبانی یہ بات سن کر اسے بہت حیرانی ہوئی اور وہاں جا کر گٹھڑی کھولی اور وہ لباس مل گیا اور لا کر ابو جعفر کی خدمت میں پیش کر دیا اور کہا کہ میں حقیقت میں بھول گیا تھا۔ اصل میں جس وقت میں سامان باندھ رہا تھا یہ دو لباس رہ گئے تھے۔ میں نے انہیں ایک گٹھڑی میں رکھ دیا تھا تاکہ زیادہ محفوظ رہیں۔

اس شخص نے جناب ابو جعفر سے جب یہ عجیب و غریب بات دیکھی کہ پیغمبر اور امام کے علاوہ کوئی اور اس طرح کی باتیں نہیں جانتا۔ وہ خود ابو جعفر کو نہیں پہچانتا تھا کیونکہ اس کے ذریعے صرف اموال بھیجے جاتے تھے۔ جس طرح تاجر اپنے اموال با اعتماد افراد کے ذریعہ دوسروں کو بھیجتے ہیں۔ اس کے پاس کوئی خط بھی نہیں تھا کہ جسے ابو جعفر کو دیتا۔ کیونکہ یہ معتمد عباسی کا زمانہ تھا اور مشکلات بہت زیادہ تھیں اور قتل عام تھا اور حضرت امام زمانہ کے روابط خاص لوگوں سے بالکل پوشیدہ تھے۔ لہٰذا جو چیز ابو جعفر کو بھیجی جاتی تھی، لانے والوں کو اس کی خبر نہ ہوتی تھی کہ اس میں کیا ہے۔ صرف اس سے اتنا کہا جاتا تھا کہ یہ مال فلاں جگہ پہنچا کر فلاں شخص کے حوالے کر دو۔ اس کے علاوہ کچھ اور نہیں بتایا جاتا تھا اور نہ کوئی خط دیا جاتا تھا تاکہ کوئی مال بھیجنے والوں کا پتہ نہ لگا سکے۔

بے سہارا کو منزل مل گئی

نور العیون میں میرزا محمد تقی الماسی کا بیان ہے کہ بغداد کے ایک مرد صالح نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ہم کچھ لوگ بحری سفر کر رہے تھے کہ اتنا شدید طوفان آیا کہ کشتی ٹوٹ گئی اس میں موجود میرے سوا تمام مسافر ڈوب گئے۔ اس وقت میں ایک کشتی کے ٹوٹے ہوئے تختہ سے لپٹا ہوا اپنی زندگی سے مایوسی کے عالم میں دریا کے ایسے کنارے تک پہنچ گیا جہاں پہاڑ تھا اس کے ایک جانب خشکی تھی یہ جگہ پھولوں کی خوشبو سے مہک رہی تھی میں نے جب اس پہاڑ پر چڑھنے کی کوشش کی تو ابھی کچھ فاصلہ طے کیا تھا کہ راہ میں تقریباً بیس گز کی

ایسی چکنی چٹان حائل ہوئی کہ جس پر قدم رکھنا مشکل تھا۔ ابھی اسی حیرت میں تھا کہ ایک بہت بڑا سانپ میری طرف بڑھتا دکھائی دیا اس وقت میں نے دوڑنا شروع کر دیا اور خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کی کہ بارالٰہا جس طرح تو نے ڈوبنے سے بچالیا اب اس سانپ سے نجات دلا دے۔ اسی دوران ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک جانور خرگوش کی شکل کا پہاڑ کی چوٹی سے آیا اور سانپ کی طرف جھپٹا اور اپنے منہ سے ایک انگشت برابر کوئی چیز نکالی اور سانپ کے سر میں داخل کر کے دوبارہ اسے نکال کے دوسری جگہ لگا دی اور وہاں سے چلا گیا۔ اب وہ سانپ مر چکا تھا اور اسکا گوشت پانی کی طرح پگھل کر بہنے لگا۔ یہاں تک کہ صرف اس کا ڈھانچہ رہ گیا جو اس چکنے پتھر سے گزرنے کے لیے سیڑھی کا کام دے سکتا تھا۔ لہٰذا میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کے ذریعہ اوپر چڑھ گیا اور ایسی بلندی تک پہنچ گیا جہاں سے قبلہ کی طرف ایک سرسبز وشاداب باغ نظر آیا میں نے دیکھا کہ یہاں بہت بڑے پھل دار درخت ہیں اور اس کے درمیان ایک عالیشان مکان ہے۔ اسی بے چینی کی حالت میں کچھ پھل کھائے اور خاموشی سے ایک گوشہ میں بیٹھ گیا۔ اس دوران دیکھا کہ کچھ سوار ہیں جن کے آگے ایک حسین وجمیل صاحب ذیشان وجلال ایک جوان ہیں جن کو دیکھ کر مجھے یہ خیال ہوا کہ یہ ان سب کے سردار ہیں۔ وہ سب سوار گھوڑوں سے اترے اور وہ بزرگ صدر مقام پر تشریف فرما ہوئے۔ باقی لوگ نہایت ادب سے ان کے گرد بیٹھ گئے۔ اتنے میں کھانا آیا تو ان بزرگ نے فرمایا۔ اس طرف ایک مہمان بیٹھا ہے اس کو بلاؤ۔ چنانچہ ایک شخص نے مجھ سے ساتھ چلنے کو کہا۔ میں نے بسبب خوف ساتھ چلنے سے معذرت کی تو ان کے سردار نے حکم دیا کہ اس کو وہیں کھانا پہنچا دو۔ جب کھانا آیا اور میں کھا چکا اور وہ حضرات بھی جب کھانے سے فارغ ہو گئے، تو دوبارہ مجھے طلب کیا۔ جب میں پہنچا تو ان بزرگ نے میرا حال دریافت فرمایا۔ تو میں نے سارا واقعہ بیان کیا۔ جسے سن کر انہوں نے فرمایا کیا تم اپنے اہل وعیال کے درمیان جانا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کی میری یہی خواہش ہے۔ آپ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ اس کے وطن تک اس کو پہنچا دو۔ اس کے بعد وہ رہبر مجھے لے کر روانہ ہوا۔ ابھی کچھ فاصلہ طے کیا تھا کہ میرے ہمراہی نے کہا وہ دیکھو سامنے بغداد کی شہر پناہ ہے۔ میں نے دیکھا تو وہاں کی عمارتیں نظر آ رہی تھیں۔ اتنا کہہ کر وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ وہ سردار بزرگ جن سے باغ میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا وہ میرے آقا ومولا حضرت امام حجت علیہ السلام تھے۔ میں افسردہ تھا کہ یہ میری بدنصیبی تھی کہ حضرت کی خدمت سے محروم رہا اور انتہائی حسرت وندامت کے ساتھ شہر میں داخل ہو کر اپنے گھر پہنچ گیا۔

بے آسرا پر نظر کرم فرمانا

علامہ سید نعمت اللہ جزائری علیہ الرحمہ کا شمار اکابر علماء میں ہوتا ہے۔ آپ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے شاگرد خاص تھے۔ آپ بحار الانوار کی تالیف میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے معاون خصوصی تھے۔ آپ کی تصانیف میں انوار نعمانیہ، زہر الربیع اور قصص الانبیاء مشہور و معروف ہیں۔ آپ نے کتاب مقامات میں روایت بیان فرمائی ہے کہ میرے ایک بہت معتمد برادر نے شوستر میں مجھ سے بیان کیا کہ جس زمانے میں ہم کچھ لوگ دریائے ہند کے سفر پر تھے اور بحری عجائبات کے متعلق آپس میں گفتگو کر رہے تھے تو ایک نہایت معتبر، با اعتماد شریک سفر نے اپنے قابل وثوق شخص کا یہ واقعہ نقل کیا جس کا مکان دریا کے ساحل کی ایک آبادی میں تھا کہ اس ساحل سے ایک دن کی مسافت پر ایک جزیرہ تھا جہاں سے میوے اور ایندھن یہاں لائے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ کچھ لوگ اس جزیرہ تک پہنچنے کے ارادے سے کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے، جب کشتی دریا کے درمیان پہنچی تو اتنی تیز ہوا چلی کہ کشتی اپنی منزل سے ہٹ گئی اور نو دن اسی کیفیت میں گزر گئے۔ اس کشتی میں سوار لوگوں کے پاس کھانے پینے کا سامان صرف ایک دن کا تھا۔ لہٰذا سب بھوک سے نڈھال ہو گئے۔ آخر کار کشتی دوسرے جزیرے کے کنارے پہنچ گئی۔ وہاں کشتی سے اتر کر آبادی میں داخل ہوئے جہاں کھایا پیا۔ وہاں بڑی رونق تھی اور وہاں نہایت اچھا پانی، طرح طرح کے میوے اور قسم قسم کے درخت تھے۔ ایک دن وہاں قیام کیا اور ضرورت کے مطابق وہاں سے سامان لے کر روانہ ہو گئے۔ جب ساحل سے کچھ دور نکل گئے تو دیکھا کہ ایک ساتھی رہ گیا ہے۔ اس نے آوازیں دیں مگر تمام ساتھی واپسی پر قادر نہ ہوئے اور یہ دیکھا کہ اس نے لکڑیوں کی کشتی بنا کر اور اس پر سینہ رکھ کر اپنے کو دریا میں اتار دیا اور اس کوشش میں رہا کہ کسی طرح کشتی تک پہنچ جائے۔ لیکن چلتے چلتے رات کی تاریکی چھا گئی۔ جس کے بعد کشتی میں سوار لوگوں کو خبر نہ ہوئی کہ اس کا کیا ہوا۔ یہ افراد بھی کئی مہینوں کے بعد اپنے وطن پہنچ سکے اور اس کے گھر والوں کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ جس پر وہ گریہ وزاری کرنے لگے اور ان کو اس کی موت کا یقین ہو گیا لیکن ایک سال کے قریب عرصہ گزرنے کے بعد وہ شخص واپس آ گیا۔ جس کے آنے کی سب کو بہت خوشی ہوئی اور جو لوگ اس کے ساتھ سفر میں شریک تھے وہ سب جمع ہو گئے۔

اس وقت اس نے اپنا حال بیان کیا کہ تاریک رات میں تم لوگوں کی کشتی نظر نہ آنے کے بعد میری یہ حالت ہو گئی تھی کہ موجیں مجھے ایک طرف سے دوسری طرف پھینک رہی تھیں۔ دو دن تک اس صورت حال

سے گزرنا پڑا۔ بالآخر عصر کے وقت پروردگار عالم کی مہربانی سے ایک جزیرے میں پہنچ کر اس کا شکر ادا کیا۔ حوش وحواس قابو میں آنے کے بعد میں نے دیکھا کہ وہاں بڑی بڑی عمارتیں ہیں۔ میں ایک ایسی جگہ بیٹھ گیا جو لوگوں کی نظروں سے دور تھی۔ اتنے میں کچھ سوار آئے اور ایک مقام پر اتر کر انہوں نے بہترین فرش بچھایا اور کھانا تیار کرنے میں مشغول ہوگئے۔ جب یہ کھانے سے فارغ ہوئے تو ایک اور سوار تشریف لائے جو سفید اور سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ ان کے رضا کاروں سے نور ساطع ہو رہا تھا۔ ان کے سامنے کھانا حاضر کیا گیا اور بعد طعام مجھے آواز دی۔ فلاں ابن فلاں یہاں آؤ۔ مجھے بہت تعجب ہوا اور ان کے سامنے پہنچا تو انہوں نے مجھے کھانا کھلایا، جو ایسا لذیذ تھا کہ مجھے محسوس ہوتا تھا کہ یہ طعام بہشت ہے۔ صبح کو یہ تمام حضرات سوار ہوگئے اور مجھ سے فرمایا۔ تم یہیں منتظر رہنا۔ عصر کے وقت وہ واپس آئے اور اسی طرح چند روز میرا وہاں قیام رہا۔ ایک دن ان صاحب شرف نے جو سب سے زیادہ نورانی صورت تھے، مجھ سے فرمایا اگر تم چاہو تو یہیں قیام کرو ورنہ تمہیں کسی کے ساتھ تمہارے شہر بھیج دیا جائے۔ اس وقت بدنصیبی سے میں نے اپنے گھر پہنچنا پسند کیا۔ جب رات ہوگئی تو انہوں نے میرے لیے سواری کا حکم دیا اور اپنا ایک آدمی میرے ہمراہ کیا اور ہم دونوں وہاں سے روانہ ہوگئے۔ میرا خیال یہ تھا کہ وطن تک کی مسافت کئی مہینے بعد طے ہوگی، ابھی رات کا کچھ حصہ گزرا تھا کہ میں اپنے گھر کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اس وقت میرے ہمراہی نے کہا۔ اب اتر جاؤ۔ یہ تمہارا مکان ہے۔ لیکن تم بہت خسارے میں رہے۔ وہ حضرت جن کے تم حکم سے یہاں پہنچے ہو، حضرت صاحب الزمان علیہ السلام ہیں۔ یہ کہتے ہی وہ جو مجھے گھر تک اپنی رہنمائی میں لائے تھے۔ میری نظروں سے غائب ہوگئے اور میں اپنی تقدیر پر نادم وپشیمان تھا کہ کاش وہیں قیام کا ارادہ کرتا۔

مسائل کے جوابات عنایت فرمانا

الخرائج والجرائح میں عبداللہ اشعری سے روایت ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے مناظرہ کیا کہ تم اسلام کراہت سے لائے یا خوشی سے۔ میں نے کہا کہ اگر اس سے میں یہ کہتا ہوں کہ کراہت سے تو میرے سر پر تلوار ہوگی۔ لیکن خوشی سے کہتا ہوں تو ایمان کے بعد مومن کبھی کفر اختیار نہیں کرتا۔ لہٰذا میں نے اسے بہترین طریقے سے جواب دیا۔ اس کے بعد میں احمد بن اسحٰق کے گھر گیا تا کہ اس بارے میں دریافت کروں۔ جب میں وہاں پہنچا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ سامرہ روانہ ہوگئے ہیں۔ میں گھر واپس آیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کے پیچھے روانہ ہوگیا۔ ایک منزل پر آپ کو جا ملا اور ان سے جانے کا مقصد پوچھا تو اس نے

کہا کہ حضرت ابو محمد کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ میرے چالیس مشکل مسئلے ہیں، اس کے بعد ہم سامرہ آ گئے، ایک سرائے میں دو کمرے حاصل کیے اور ہم دونوں نے اپنے اپنے کمرے میں قیام کیا۔ ہم نے حمام میں جا کر غسل زیارت اور توبہ کیا۔ ہم جب واپس آئے تو محمد بن اسحٰق نے ایک چمڑے کی مشک نکالی اور اسے میری چادر میں لپیٹ لیا اور کاندھے پر ڈال لیا اور روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تکبیر، تحلیل، استغفار، محمدؐ اور آپؐ کی پاکیزہ آلؑ پر درود پڑھتا رہا۔ جب ہم آپؑ کے دروازے پر پہنچے تو میں نے اور احمد بن اسحٰق نے اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر ہم اندر داخل ہوئے۔ ابو محمد علیہ السلام ایک طرف تشریف فرما تھے۔ آپ کی داہنی طرف ایک فرزند تھے جو چاند کا ٹکڑا معلوم ہو رہے تھے۔ ہم نے سلام عرض کیا۔ آپؑ نے نہایت بہتر انداز میں جواب دیا۔ ہماری عزت افزائی کی اور ہمیں بٹھایا۔ احمد نے کپڑے کی مشک نکال کر رکھ دی۔ ابو محمد ایک بڑے کاغذ پر فتوؤں کو دیکھ رہے تھے۔ جو آپ کی خدمت اقدس میں آئے تھے۔ آپ ان مسائل کو پڑھ کر ہر مسئلے کا جواب تحریر فرما رہے تھے۔ آپ کے اس فرزند کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ یہ ہمارے دوستوں کا ہدیہ ہے اور چمڑے کی مشک کی طرف اشارہ کیا تو فرزند نے فرمایا۔ یہ ہمارے لیے صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں حلال اور حرام کی آمیزش ہے۔ حضرت ابو محمدؑ نے فرمایا۔ آپؑ صاحب علم ہیں حلال اور حرام کو الگ کر دیں۔ احمد نے اسے کھولا اور اس میں سے تھیلی نکالی ان صاحبزادے نے اس طرف دیکھا اور فرمایا۔ اس کو فلاں بن فلاں نے بھیجا ہے۔ یہاں تک کہ آپؑ (صاحب الزمانؑ) ہر ایک چیز کی طرف دیکھ کر اس کی حقیقت بیان فرماتے رہے۔ آخر میں فرمایا۔ اس کپڑے کو لاؤ جس کو نیک ضعیف نے بھیجا ہے۔ جو عمر رسیدہ ہے اور اپنے ہاتھ سے سوت کات کر بنایا ہے۔ احمد کپڑا لینے چلا گیا اور مجھ سے ابو محمد علیہ السلام نے فرمایا۔ تمہارے چالیس مسائل کہاں ہیں؟ اس صاحبزادے سے پوچھو وہ ان کے جواب دیں گے۔ ان صاحبزادے نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ نہ وہ طوعاً اور نہ ہی کراہتاً بلکہ طمعاً مسلمان ہوئے تھے۔ انہوں نے اہل کتاب سے سنا تھا کہ محمدؐ شرق و غرب کے بادشاہ ہوں گے اور آپ کی نبوت قیامت تک باقی رہے گی اور ایک اہل کتاب سے سنا تھا کہ محمدؐ ایک بڑے ملک کے مالک ہوں گے اور تمام زمین آپؐ کی مطیع ہو جائے گی۔ اس لیے اسلام میں داخل ہوئے کہ محمدؐ ہر ایک کو والی بنا دیں گے۔ جب اس سلسلے میں وہ مایوس ہو گئے تو ایک جماعت کے ساتھ لیلۃ العقبہ میں محمدؐ کے قتل کی تدبیر سوچی تو جبرائیلؑ نے آ کر آپ کو اس بارے میں آگاہ کر دیا۔ ان کی مثال طلحہ و زبیر کی ہے کہ انہوں نے قتل عثمانؓ کے بعد اس لالچ میں حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کی تھی کہ آپؑ انہیں حاکم مقرر کر دیں گے۔ ان دونوں نے

حضرت علی علیہ السلام کی بیعت نہ طوعاً اور نہ کراہتہً اور نہ ہی انجاً کی تھی۔ جب حضرت علی علیہ السلام سے اس بارے میں مایوس ہو گئے تو بیعت توڑ دی اور آپ کے خلاف خروج کیا۔ جو کیا سو کیا۔ جب ہم نے واپسی کا ارادہ کیا تو ابو محمدؑ نے فرمایا۔ اس صاحبزادے سے کفن لے لو، تم اس سال مر جاؤ گے۔ جب آپؑ سے کفن طلب کیا تو فرمایا۔ تمہیں ضرورت کے وقت پہنچ جائے گا۔ سعد بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ہم روانہ ہو کر حلوان پہنچے۔ احمد بن اسحٰق کو بخار ہو گیا اور اسی رات انتقال ہو گیا۔ دو آدمی ابو محمدؑ کی طرف سے کفن لائے، اسے غسل دیا، کفن پہنایا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ پھر سحر کے وقت دو آدمی میرے پاس آئے اور کہا احمد بن اسحٰق کے بارے میں تمہیں اللہ تعالیٰ اجر عنایت فرمائے۔ ہم نے اسے غسل دیا اور کفن پہنا دیا۔ میں اٹھا اور ہم لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی اور حلوان میں دفن کر دیا۔

ابو غالب برزازی سے روایت ہے کہ میں نے کوفہ کی ایک خاتون سے شادی کی اور اس نے اس کے دل میں جگہ کر لی۔ ایک روز ہم دونوں کے درمیان تلخ کلامی ہو گئی اور اس نے میرے پاس سے جانا چاہا تو میں نے جانے سے منع کیا مگر نہ مانی۔ اس کے عزیز و اقربا عزو میں قیام پذیر تھے۔ آخر کار وہ ان کے پاس چلی گئی۔ جس کی وجہ سے میری طبیعت خراب ہو گئی۔ میں نے سفر کا ارادہ کیا اور بغداد آ گیا۔ وہاں شیخ ابو القاسم بن روح کے پاس آیا جو بادشاہ وقت کے ظلم کے سبب پوشیدہ تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا تم اس کاغذ پر اپنا نام لکھ دو۔ آپ نے وہ کاغذ جو آپ کے سامنے رکھا تھا۔ میری طرف کر دیا اور میں نے اس میں اپنا اور اپنے والد کا نام تحریر کیا۔ پھر کچھ دیر بعد میں نے اجازت طلب کی اور سامرہ زیارت کی غرض سے آ گیا۔ جب ہم زیارت کر کے بغداد میں شیخ ابو القاسم بن روح کے دروازے پر حاضر ہوئے تو آپ نے وہی کاغذ نکالا جس پر میرا نام تحریر تھا۔ اس پر باریک قلم سے تحریر تھا۔ برزازی کے متعلق یہ ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے درمیان صلح کرا دے گا۔ جب میں نے اپنا نام تحریر کیا تھا تو یہ ارادہ کیا تھا کہ آپؑ کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ میری بیوی کا مزاج ٹھیک ہو جائے لیکن اس وقت مجھے یہ بات یاد نہیں رہی تھی۔ لہٰذا صرف اپنا نام لکھا تھا لیکن میرے حسب منشا جواب موصول ہوا۔ حالانکہ ہم نے اس بات کا ذکر نہیں کیا تھا۔ پھر ہم شیخ سے اجازت لے کر بغداد سے روانہ ہو کر کوفہ میں آ گئے۔ میرے آنے کے دن صبح کو میری بیوی کے بھائی آئے اور معذرت طلب کی اور نہایت عزت کے ساتھ میری بیوی گھر واپس آ گئی۔ اس کے بعد ساری زندگی ہم دونوں کے درمیان کسی طرح کی بدکلامی یا جھگڑا نہیں ہوا اور نہ کبھی میری اجازت کے بغیر گھر سے گئی۔

بیٹوں کی بشارت

ایک شخص کو پروردگار عالم نے ایک فرزند عطا کیا جو پیدائش کے آٹھویں روز مر گیا تو اس نے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کو تحریر کیا کہ میرے یہاں فرزند کی ولادت ہوئی جبکہ آٹھویں روز انتقال ہوگیا۔ امامؑ کی طرف سے جواب آیا۔ عنقریب خداوند تعالیٰ تمہیں دو بیٹے عطا کرے گا۔ تم ایک کا نام احمد اور دوسرے کا نام جعفر رکھنا۔ حضرتؑ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اور اس شخص نے امام کے حکم کی تعمیل کی اور اپنے بیٹوں کے نام احمد اور جعفر رکھے۔

اولاد کا عطا فرمانا

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے تیسرے نائب خاص جناب حسین بن روح کے زمانے میں شیخ علی بن الحسین بن بابویہ نے شیخ حسین بن روح سے درخواست کی کہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام سے عرض کریں کہ وہ میرے لیے ایک بیٹے کی دعا کریں۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی طرف سے تین دن بعد یہ جواب آیا۔ میں نے شیخ علی بن حسین کے لیے دعا فرمائی ہے عنقریب ان کے گھر با برکت بیٹا پیدا ہوگا اور اس بیٹے کے بعد بھی ان کے یہاں اولاد ہوگی تو اسی سال شیخ محمد بن علی بن حسین بن بابویہ المعروف شیخ صدوق پیدا ہوئے اور اس کے بعد بھی اولاد پیدا ہوئی۔

ایک اور روایت کے مطابق شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے والد گرامی علی بن حسین نے شیخ حسین بن روح کو خط لکھا کہ آپ حضرت امام مہدی علیہ السلام سے سوال کریں کہ وہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ انہیں فقیہ اولاد عطا فرمائے۔

امامؑ کی طرف سے جواب آیا: تمہیں اس بیوی سے کوئی اولاد نہیں ملے گی۔ عنقریب تم ویلم کی ایک کنیز کے مالک بنو گے اور اس سے تمہیں دو فقیہ بیٹے ملیں گے۔ شیخ صدوق اور ان کے بھائی حسین دونوں فقیہ تھے اور ان دونوں نے اس قدر احادیث محفوظ کیں جتنی قم کے کسی اور فرد نے نہیں کیں۔

گونگے کو زبان عطا ہونا

ایک شخص جس کا نام مسرور تھا، وہ بچپن میں گونگا تھا، اس کی عمر ۱۳ / ۱۴ سال کے قریب تھی۔ اس کا باپ اسے لے کر شیخ صدوق حسین بن روح کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ آپ حضرت امام مہدی علیہ السلام

سے درخواست کریں کہ وہ دعا فرمائیں کہ خداوند تعالیٰ اس کی زبان کھول دے۔ شیخ حسین بن روح نے اس سے فرمایا۔ تمہیں اس بچے کو اپنے ساتھ حضرت امام حسینؑ کے روضہ پر جانے کا حکم ہے۔ اس شخص کا باپ اور چچا کربلائے معلی لے گئے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مطہر کی زیارت کے بعد اس کے باپ اور چچا نے بلند آواز میں اسے بلایا۔ اے مسرور! تو اس نے فصیح الفاظ میں جواب دیا۔ لبیک تو اس کے باپ نے کہا۔ تم پر اللہ کی رحمت ہو تم بولنے لگے۔ مسرور نے کہا۔ جی ہاں۔

ناقے کا فضاء میں پرواز کرنا

الخرائج والجرائح غیبت طوسی اور بحار الانوار میں مرقوم ہے کہ احمد بن عبدون نے ابوالحسن محمد بن شجاع کاتب سے انہوں نے ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم نعمانی سے انہوں نے یوسف بن احمد جعفری سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے ۳۰۶ ہجری میں حج ادا کیا، پھر اس سال اور اس کے بعد ۳۰۹ ہجری تک مکہ میں مقیم رہا اور وہاں سے پلٹ کر شام آیا، ابھی راستے ہی میں تھا کہ میری نماز فجر فوت ہوگئی۔ میں محمل سے نماز پڑھنے کی غرض سے اترا تو دیکھا کہ ایک محمل میں چار آدمی سوار ہیں۔ انہیں دیکھ کر مجھے بہت تعجب ہوا تو ان میں سے ایک نے کہا: تمہیں تعجب کیوں ہے؟ تم نے اپنی نماز ادا کردی ہے اور اپنے مذہب کے خلاف کیا ہے۔

میں نے کہا: آپ کو میرے مذہب کا علم کیسے ہوا؟ انہوں نے کہا: تم اپنے صاحب الزمانؑ کو دیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔

انہوں نے چاروں میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے کہا: مگر ان کی تو بہت سی علامتیں اور نشانیاں ہیں۔ انہوں نے کہا: تم کیا نشانی دیکھنا چاہتے ہو؟ کیا تم چاہتے ہو کہ یہ ناقہ مع محمل کے آسمان کی طرف پرواز کر جائے یا صرف محمل آسمان کی طرف بلند ہو جائے؟ میں نے کہا ان میں سے جو بھی ہو جائے، وہ ایک نشانی ہوگی۔ میرے یہ کہتے ہی میں نے دیکھا کہ ناقہ مع محمل کے آسمان کی طرف پرواز کر گیا۔

حق کی وصولی

الخرائج والجرائح اور بحار الانوار میں مرقوم ہے کہ محمد بن ہارون ہمدانی سے روایت ہے کہ مجھ پر پانچ سو دینار حق امام کے واجب الادا تھے لیکن ہاتھ تنگ ہو گیا۔ میں نے سوچا کہ میرے پاس چند دکانیں

ہیں جو میں نے پانچ سوتیس (۵۳۰) دینار میں خریدی تھیں ان کو پانچ سو (۵۰۰) دینار کے عوض میں ناحیہ مقدسہ کو دے دوں۔ (تاکہ حق امام ادا ہو جائے)۔ خدا کی قسم یہ بات ابھی میری زبان پر نہ آئی تھی کہ حضرت امام صاحب الزمان علیہ السلام کا خط محمد بن جعفر کے نام آیا کہ میرے پانچ سو دینار کے عوض محمد بن ہارون سے دکانیں خریدلو۔

مسرور بن طباق کی اعانت

الخرائج والجرائح اور بحارالانوار کے مطابق محمد بن شاذان سے روایت ہے کہ میرے پاس بیس کم پانچ سو درہم جمع ہو گئے تھے۔ تو میں نے اپنی طرف سے بیس درہم ڈال کر پورے پانچ سو کر دیئے تھے اور انہیں محمد بن احمد کے پاس بھیج دیا۔ یہ نہیں لکھا کہ ان میں سے میری رقم کتنی ہے تو حضرت صاحب الزمانؑ کے پاس سے جواب آیا کہ ان پانچ سو درہموں میں سے بیس درہم تمہارے تھے۔

تلوار کی بابت حضرتؑ کا ارشاد

علی بن محمد سے روایت ہے کہ ایک شخص کچھ رقم صاحب الامر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچانے کے ارادے سے آیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ اپنے ساتھ تلوار بھی لے کر چلے گا مگر وہ تلوار بھول گیا۔ جب یہ رقم آپؑ کی خدمت میں پہنچی تو آپؑ نے لکھا کہ رقم وصول ہو گئی مگر اس تلوار کا کیا ہوا جو تم اپنے ساتھ لانا بھول گئے تھے۔

گھوڑے اور تلوار کی قیمت دینے کا حکم

بحارالانوار کی روایت کے مطابق راوی کا بیان ہے کہ اذکوتکین نے جب یزید بن عبداللہ سے شہرزور کے مقام پر جنگ کی اور اس کی مملکت اور خزانے پر قابض ہو گیا تو ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یزید بن عبداللہ نے فلاں گھوڑے اور فلاں تلوار کو حضرت صاحب الزمانؑ کی بارگاہ میں نذر کر دیا ہے۔ اول اول تو میں یزید بن عبداللہ کے خزانے اذکوتکین کے پاس منتقل کرتا رہا اور گھوڑے اور تلوار کو بچاتا رہا۔ جب کوئی چیز منتقل ہونے کو باقی نہ رہی سوائے ان دونوں چیزوں کے اور میں چاہتا تھا کہ یہ چیزیں حضرت صاحب العصر علیہ السلام کے لیے بچالوں مگر جب اذکوتکین کی طرف سے سخت مطالبہ ہونے لگا اور ان کا بچانا ممکن نہ رہا تو میں نے اس گھوڑے اور تلوار کی قیمت اپنے دل میں ایک ہزار دینار لگائی اور ایک ہزار دینار گن

کر خازن کے حوالے کیے اور کہا ان دیناروں کو کسی محفوظ اور پوشیدہ جگہ رکھ دو انہیں کسی حال میں بھی نہ نکالنا، خواہ کتنی ہی شدید ضرورت پڑ جائے۔ پھر میں نے وہ گھوڑا اور تلوار اذکوتکین کے سپرد کر دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک دن میں اپنی نشست گاہ میں بیٹھا ہوا مختلف امور کے در و بست میں مصروف تھا کہ ابوالحسن اسدی میرے پاس آئے، وہ اکثر اوقات آیا کرتے تھے اور میں ان کی ضروریات پوری کر دیا کرتا تھا۔ اس مرتبہ آئے تو بہت دیر تک بیٹھے رہے جسے میں بوجھ محسوس کر رہا تھا۔ میں نے دریافت کیا: کیا مجھ سے کوئی ضرورت ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، میں آپ سے تنہائی میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے خازن سے کہا: خزائن خانے میں ہمیں کچھ پوشیدہ گفتگو کرنی ہے اور پھر میں نے ان کو اپنے ساتھ خزانے کے کمرے میں لے گیا، تو انہوں نے صاحب الزمانؑ کا ایک چھوٹا سا رقعہ نکال کر میرے حوالے کیا، جس میں تحریر تھا: ''اے احمد بن حسن، وہ ایک ہزار دینار جو گھوڑے اور تلوار کی قیمت کے تمہارے پاس ہیں ابوالحسن اسدی کو دے دو۔'' راوی کا بیان ہے کہ یہ دیکھ کر میں سجدہ شکر میں گر گیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا کرم فرمایا۔ اب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ حضرت ہی حجت خدا ہیں۔ اس لیے کہ اس امر سے سوائے میرے کوئی دوسرا واقف نہ تھا کہ یہ گھوڑے اور تلوار کی قیمت ہے۔ چنانچہ میں نے اس خوشی میں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کرم فرمایا۔ ابوالحسن اسدی کو ایک ہزار دینار کے ساتھ تین ہزار دینار اور دے دیے۔

دلی خواہش کا انکشاف

غیبت طوسی میں حسن ابن فضل بن زید یمانی سے روایت ہے کہ میں نے (حضرت امام زمانہؑ کو) دو مقاصد اپنے عریضے میں لکھے لیکن تیسری حاجت کا لکھنا میں نے اس لیے مناسب نہ سمجھا کہ آپ کو برا محسوس نہ ہو۔ آپ نے جواب میں دونوں مقاصد کے ساتھ تیسری حاجت کی تفصیل کے بارے میں خود تحریر فرما دیا۔

گھوڑے، تلوار اور پٹکے کی قیمت

غیبت طوسی کی روایت کے مطابق احمد بن حسن کے غلام بدر کی اپنے مالک احمد بن حسن سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں خطہ جبل میں پہنچا میں امامت (ائمہ طاہرینؑ) کا قائل نہ تھا لیکن محبت ان سب سے کرتا تھا۔ اسی اثنا یزید بن عبدالملک مر گیا اور اس نے مجھ سے وصیت کی تھی کہ میرا گھوڑا، تلوار اور کمر کا پٹکا میرے مولا کو دے دینا، مگر مجھے ان کو تکین سے خوف لاحق ہوا کہ وہ میری بے عزتی کرے گا، اس لیے میں نے

گھوڑے، تلوار اور پٹکے کی مجموعی قیمت کا اندازہ سات سو دینار لگایا اور کسی کو نہیں بتایا۔ دریں اثناء عراق سے (حضرت امام زمانہؑ کا) ایک خط میرے پاس آیا جس میں تحریر تھا: ''گھوڑے، تلوار اور پٹکے کی قیمت سات سو دینار جو میرے تمہارے پاس امانتاً رکھے ہیں بھیج دو۔''

رقم کا چوری سے محفوظ رہنا

اکمال الدین کے مطابق ابی سعد سے، سعد نے ابو حامد مراغی سے، ابو حامد نے محمد بن شاذان بن نعیم سے روایت بیان کی کہ اہل بلخ میں سے ایک شخص نے کچھ رقم ارسال کی اور ایک عریضہ بھی جس میں قلم کے بجائے اپنی انگلی سے کاغذ پر تحریر کیا تھا، اور قاصد سے کہا: یہ رقم لے جاؤ، جو شخص اس رقم کے متعلق بتادے اور اس عریضے کا جواب دے دے اسے یہ رقم دے دینا۔

قاصد وہ عریضہ اور رقم لے کر عسکر (سر من رائے) پہنچا اور جعفر سے ملا اور کہا اس رقم کا قصہ بتایئے؟ جعفر نے کہا: یہ بتاؤ کہ تم بداء کے قائل ہو۔ قاصد نے کہا: جی ہاں۔ جعفر نے کہا: سنو! اب تمہیں بھیجنے والے کو بداء واقع ہوا ہے اور اس نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ تم یہ مال مجھے دے دو۔ قاصد نے کہا: نہیں، اس جواب سے میں مطمئن نہیں ہوا۔ قاصد یہ کہہ کر وہاں سے چل دیا اور ہمارے اصحاب کے پاس ادھر ادھر چکر لگانے لگا۔ اسی دوران اس کے پاس ایک تحریر آئی جس میں لکھا تھا: ''یہ رقم بچ گئی اس لیے کہ یہ صندوق کے اوپر رکھی ہوئی تھی، چور آئے گھر میں داخل ہوئے اور جو کچھ صندوق کے اندر تھا سب لے گئے لیکن یہ رقم ان کے خیال میں بھی نہ تھی، اس لیے بچ گئی۔'' اور اس کے لیے دعا بھی کی۔

والد کا نام بتانا

ابی نے سعد سے، سعد نے علان سے، علان نے اعلم بصری سے، اعلم بصری نے ابو رجاء سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو محمد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے دو سال بعد میں تحقیق و جستجو کے لیے روانہ ہوا لیکن کچھ پتہ نہ چل سکا۔ تیسرے سال مدینہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند کی تلاش کے بارے میں صریا جا پہنچا۔ وہاں ابو غانم نے مجھے رات کے کھانے پر مدعو کیا، میں متفکر بیٹھا ہوا دل میں کہہ رہا تھا کہ اگر امام نے اپنے بعد اپنے فرزند کو اپنا وارث مقرر فرمایا ہوگا تو میری جستجو کا یہ تیسرا سال ہے تو وہ ضرور ظاہر ہوں گے کہ اسی دوران کسی آواز دینے والے نے کہا۔ اے نصر بن عبداللہ تم

اہل مصر سے جا کر دریافت کرو کہ تم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا تھا۔ پھر تم ان نبی پر کب ایمان لائے: نصر کا بیان ہے کہ اس وقت تک مجھے خود بھی اپنے والد کا نام معلوم نہیں تھا۔ کیونکہ میں مدائن میں پیدا ہوا۔ نوفلی مجھے اٹھا کر مصر لے گیا، اس لیے کہ میرے والد کا انتقال ہو چکا تھا، اس کے بعد مصر ہی میں میری پرورش ہوئی۔ اب جب میں نے یہ آواز سنی تو کھڑا ہو گیا اور ابو غانم کے گھر جانے کے بجائے سید حا مصر پہنچا۔ راوی کا بیان ہے کہ اہل مصر میں سے دو افراد نے اپنے فرزندوں کے لیے آپؑ کی خدمت میں عریضے بھیجے۔

جواب آیا۔ ''اے فلاں! تمہیں اللہ صبر دے اور دوسرے کے لیے دعا لکھی۔'' پھر جس کی آپؑ نے تعزیت فرمائی تھی اس کے بیٹے کا انتقال ہو گیا۔ راوی کا کہنا ہے کہ مجھ سے ابو محمد وجنائی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میرے شہر کا حال تہ وبالا ہو گیا اور ہر طرف فتنہ وفساد پھیل گیا۔ تو میں نے بغداد میں اسی دن تک قیام کیا۔ اسی دوران ایک بزرگ میرے پاس آئے اور انہوں نے فرمایا: اپنے شہر واپس جاؤ۔ چنانچہ میں بغداد سے بادل ناخواستہ چل دیا۔ جب سر من رائے پہنچا، کیونکہ مجھے شہر میں فتنہ وفساد کی اطلاع مل چکی تھی۔ لہٰذا وہاں سے چل دیا اور ابھی اپنی منزل تک نہیں پہنچا تھا کہ پھر وہی بزرگ ملے اور انہوں نے میرے گھر والوں کا خط دیا کہ شہر پرسکون ہے واپس آ جاؤ۔

گمشدہ سونے کی اطلاع فرمانا

اکمال الدین میں محمد بن علی بن احمد بن روح بن عبداللہ بن منصور بن یونس بن روح کی ہمارے مولا حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کے مصاحب سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن حسین صرفی مقیم در بلخ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حج کا قصد کیا۔ میرے پاس کچھ مال امام تھا جو سونے اور چاندی پر مشتمل تھا۔ میں نے تمام سونے کو پگھلا کر ڈلیاں بنالیں اور جو چاندی کا مال تھا اس کو پگھلا کر سلاخیں بنالیں اور یہ سارا مال مجھے اس لیے دیا گیا تھا کہ میں اسے شیخ ابو القاسم حسین بن روح تک پہنچا دوں۔ الغرض جب میں نے سرخس میں قیام کیا تو ایک ریتیلے مقام پر اپنا خیمہ نصب کیا وہاں اس تمام مال کی ڈلیوں کا جائزہ لینے لگا۔ اتفاقاً ان میں سے ایک ڈلی نیچے ریت میں گر گئی اور مجھے پتہ نہ چلا۔ اس کے بعد جب میں وہاں سے روانہ ہو کر ھمدان پہنچا تو ان ڈلیوں اور سلوں کا پھر سے جائزہ لینے لگا تو ایک ڈلی کم تھی جس کا وزن ایک سو تین یا ترانوے مثقال تھا۔ لہٰذا میں نے اپنے مال سے اسی

وزن کا سونا اس میں شامل کر دیا۔

جب میں مدینۃ السلام پہنچا تو شیخ ابوالقاسم حسین بن روح کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ تمام سونے اور چاندی کی ڈلیاں اور سلیں ان کی خدمت میں پیش کر دیں۔ انہوں نے ان ڈلیوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس ڈلی کو اٹھا لیا جو میں نے اپنے مال سے بنا کر ان میں رکھ دی تھی اور اسے میری طرف پھینک دیا اور فرمایا: یہ ڈلی ہماری ڈلیوں میں سے نہیں ہے۔ جاؤ اور اسی مقام پر اترو جہاں پہلے قیام کیا تھا۔ تلاش کرو گے تو وہ دستیاب ہو جائے گی، پھر اس کو لے کر یہیں واپس آ جانا لیکن واپسی پر تم مجھ کو یہاں نہ پاؤ گے۔ راوی کا بیان ہے کہ ان کے ارشاد کے مطابق میں سرخس واپس گیا، اسی مقام پر اترا جہاں پہلے قیام کر چکا تھا اور تلاش کیا تو ڈلی دستیاب ہو گئی۔ اسے لے کر میں اپنے شہر واپس آیا، پھر اس کے بعد میں نے حج ادا کیا تو اس سفر میں وہ ڈلی میرے پاس تھی۔ میں مدینۃ السلام پہنچا تو شیخ ابوالقاسم بن روح انتقال فرما چکے تھے۔ چنانچہ میں نے ابوالحسن سمری کی خدمت میں پہنچ کر وہ ڈلی ان کے سپرد کر دی۔

چشمہ کا ظاہر ہونا اور شرف زیارت

بحار الانوار اور تنبیہ الخاطر میں یہ روایت اس طرح مذکور ہے کہ مجھ سے بیان کیا، بزرگ سید علی بن ابراہیم عریضی علوی حسینی نے انہوں نے علی بن علی بن نما سے روایت کی، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حسن بن علی حمزہ اقاسی نے شریف علی بن جعفر بن علی مدائنی علوی کے گھر میں یہ واقعہ بیان کیا کہ کوفہ میں ایک شیخ زہد میں مشہور، سیاحت کے شائق، عبادت گزار اور آثار صالحہ کے دلدادہ تھے۔ ایک دن اتفاق سے میں اپنے والد کے ساتھ مجلس میں بیٹھا تھا کہ وہ بزرگ تشریف لائے اور میرے والد سے گفتگو کرنے لگے۔ اثنائے گفتگو انہوں نے بیان کیا کہ ایک شب میں مسجد جعفی میں تھا جو بیرون کوفہ ایک قدیم مسجد ہے۔ آدھی رات ہو چکی تھی اور میں تنہائی میں مصروف عبادت تھا کہ تین اشخاص مسجد میں داخل ہوئے۔ جب وہ وسط عمارت میں پہنچے تو ان میں سے ایک زمین پر بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھ سے ایک جگہ کی مٹی اپنے داہنے اور بائیں ہٹانے لگے تو وہاں ایک چشمہ آب نمودار ہوا۔ انہوں نے اس چشمہ آب سے وضو کیا اور اپنے ساتھیوں سے بھی وضو کرنے کے لیے کہا۔ چنانچہ انہوں نے بھی وضو کیا۔ اب وہ آگے کھڑے ہوئے اور وہ دونوں ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور میں نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ چونکہ اس طرح چشمہ ابلتے دیکھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ لہٰذا جب نماز ختم ہوئی تو جو صف میں میری داہنی جانب کھڑے تھے، میں نے ان سے دریافت کیا۔ یہ

کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا۔ یہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند صاحب الامر ہیں۔ یہ سن کر میں ان کے قریب گیا اور آپؑ کے دست ہائے مبارک کا بوسہ لیا۔ پھر عرض کیا: فرزند رسول! آپ شریف عمر بن حمزہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ کیا وہ حق پر ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں۔ مگر راہ ہدایت پا جائیں گے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ جب تک وہ ہمیں نہ دیکھ لیں، مریں گے نہیں۔ یہ سن کر مجھے بڑی حیرت ہوئی۔

پھر کچھ دن کے بعد شریف عمر کا انتقال ہو گیا، مگر ہم نے کسی سے نہیں سنا کہ انہوں نے حضرت صاحب الامرؑ کو دیکھا ہے۔ اس کے بعد ایک مرتبہ میری ملاقات شیخ زاہد سے ہوئی تو میں نے وہ واقعہ یاد دلایا اور کہا: تم نے تو کہا تھا کہ شریف عمر جب تک صاحب الزمانؑ کی زیارت نہیں کر لیں گے مریں گے نہیں۔ ایسا کہاں ہوا؟ اس نے کہا تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ مرنے سے پہلے انہوں نے زیارت نہیں کی تھی؟ اس کے بعد میری ملاقات شریف عمر بن حمزہ کے فرزند شریف ابوالمناقب سے ہوئی اور ان کے والد کے متعلق گفتگو چھڑ گئی تو انہوں نے بتایا کہ ایک شب کے آخری حصے میں جب میں اپنے والد کے پاس موجود تھا اور وہ مرض الموت میں مبتلا تھے، ان کی ساری قوت جواب دے چکی تھی بلکہ آواز بھی دھیمی پڑ گئی تھی اور مکان کے تمام دروازے بھی بند تھے کہ ایک شخص (نہ معلوم کس طرح سے گھر کے) اندر داخل ہوئے ہم ایسا گھبرائے کہ ان سے یہ بھی نہ پوچھ سکے کہ آپ کون ہیں۔ (اور کس طرف سے) آئے ہیں اور آنے کا مقصد کیا ہے، وہ شخص آ کر میرے والد کے پہلو میں بیٹھ گئے اور کچھ دیر تک میرے والد سے باتیں کرتے رہے، میرے والد روتے رہے، پھر وہ اٹھ کر چلے گئے۔ جب وہ ہماری نظروں سے غائب ہو گئے تو میرے والد نے کہا۔ مجھے اٹھا کر بٹھاؤ، ہم نے سہارا دے کر انہیں بٹھا دیا۔ انہوں نے آنکھیں کھولیں اور کہا وہ صاحب کہاں ہیں جو میرے پاس بیٹھے تھے؟ ہم نے جواب دیا وہ تو چلے گئے۔ انہوں نے کہا انہیں بلا لاؤ۔ ہم لوگ انہیں بلانے کے لیے باہر گئے، گھر میں بھی تلاش کیا کیونکہ گھر کے تمام دروازے بند تھے تاہم ان کا کہیں پتہ نہ چلا۔ بالآخر انہیں واپس آ کر بتایا کہ وہ صاحب تو ہمیں باوجود تلاش بسیار کے نہیں ملے، آخر وہ تھے کون؟ میرے والد نے کہا: وہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام تھے۔ اس کے بعد میرے والد کا مرض شدید ہو گیا اور ان پر غشی طاری ہو گئی۔

فالج سے نجات پانا

یہ واقعہ ۷۵۹ ہجری کا ہے۔ جسے عبدالرحمٰن بن نعمانی نے بیان کیا ہے اور اسے بدست خود تحریر فرمایا۔ یہ تحریر میرے پاس موجود ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ فقیر عبدالرحمٰن بن ابراہیم قبائقی کا بیان ہے کہ میں

حلہ سیفیہ میں سنا کرتا تھا کہ قاری نجم الدین جعفر بن زہدری مفلوج ہو گئے۔ان کے والد کے انتقال کے بعد ان کی دادی نے ان کا ہر طرح علاج کرایا مگر وہ اچھے نہ ہوئے۔لوگوں نے مشورہ دیا کہ بغداد کے اطباء سے رجوع کریں۔انہوں نے بغداد کے اطباء کو بلایا۔انہوں نے بھی ایک عرصے تک علاج کیا۔ مگر وہ صحت مند نہ ہو سکے۔پھر ان سے کہا گیا کہ حلہ میں مقام صاحب الزمان پر جو قبہ مقدسہ ہے وہاں اسے کیوں نہیں ڈال دیتیں، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ وہیں ان کو شفاء عنایت فرمائے۔انہوں نے ایسا ہی کیا اور انہیں ایک شب کے لیے وہاں چھوڑ دیا تو حضرت صاحب الزمان علیہ السلام نے ان کے پیروں پر کھڑا کر دیا اور ان کا فالج دور ہو گیا۔یہ واقعہ تو میں نے دوسروں ہی سے سنا تھا مگر ایک مرتبہ ان سے میری ملاقات ہو گئی تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک شب میری جدہ نے ایک شب اس قبہ میں لے جا کر مجھے تنہا چھوڑ دیا تو حضرت صاحب الزمان علیہ السلام تشریف لائے اور فرمادیا۔''بحکم خدا کھڑے ہو جاؤ۔'' یہ فرما کر آپؑ نے مجھے سہارا دے کر کھڑا کر دیا اور فالج کا مرض جاتا رہا۔پھر تو لوگ مجھ پر ہر طرف سے اس طرح ٹوٹ پڑے کہ میری جان بمشکل تمام بچ سکی۔میرے جسم کے کپڑے نوچ نوچ کر تبرکا لے گئے، میرے جسم پر ایک کپڑا بھی سالم نہ رہا تو کچھ لوگوں نے مجھے اپنے کپڑے لا کر دیئے تو میں گھر واپس گیا اور ان کے کپڑے واپس کیے اور اپنے دوسرے کپڑے پہنے اور یہ واقعہ انہوں نے لوگوں کے سامنے بارہا بیان کیا۔

بصارت کا واپس آنا

شیخ صالح عالم وفاضل شمس الدین محمد بن قارون کا بیان ہے کہ ایک شخص جس کا نام نجم اور لقب اسود تھا۔فراط عظمیٰ کے کنارے مشہور قریہ دقوسا میں رہتا تھا۔وہ ایک مرد نیکوکار صالح تھا۔اس کی زوجہ فاطمہ بھی ایک صالح اور نیکوکار عورت تھی۔اس کے دو بچے تھے۔ایک لڑکا تھا جس کا نام علی تھا اور ایک لڑکی تھی جس کا نام زینب تھا۔اتفاق کی بات کہ یہ مرد وزن یعنی شوہر اور زوجہ دونوں کی چشم بصارت کسی وجہ سے زائل ہو گئی۔یہ واقعہ ۷۱۲ ہجری کا ہے۔وہ ایک مدت دراز تک اسی حال میں رہے۔ایک دن اس کی زوجہ نے محسوس کیا کہ کوئی شخص میری آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر فرما رہے ہیں کہ اٹھو اللہ تعالیٰ نے تمہاری بصارت واپس کر دی اور اپنے شوہر ابوعلی کی خدمت میں کوئی کمی نہ کرنا۔یہ سن کر میں نے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ سارا گھر پرنور ہے۔میں نے سمجھ لیا کہ یہ حضرت صاحب الزمان علیہ ہیں جن کی وجہ سے میرا گھر منور ہو گیا۔

اعمال برائے حاجت روائی

کنوز النجاح طبرسی نے حضرت امام مہدی علیہ السلام سے نماز حاجت کو نقل کیا ہے کہ شب جمعہ دو رکعت نماز حاجت ادا کی جائے۔ اس نماز کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ ہر رکعت میں سورہ حمد کی تلاوت کرتے ہوئے ایاک نعبد وایاک نستعین سو مرتبہ پڑھیں۔ رکوع وسجدہ کی تسبیحات کو سات سات مرتبہ ادا کیا جائے۔ بعد نماز حاجت طلب کی جائے۔ انشاء اللہ ہر جائز تمنا پوری ہوگی۔ جنۃ الماویٰ میں ہے کہ حضرت امام عصر نے ایک قیدی کو دعائے عبرات تعلیم فرمائی جس کے نتیجے میں اسے رہائی مل گئی۔ جب اس نے یہ دعا پوری پڑھی تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے حاکم کے خواب میں آکر اسے تنبیہ کی کہ اگر اسے رہا نہیں کرے گا تو تجھے قتل کر دیا جائے گا۔ نجم الثاقب کے مطابق امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص راستہ بھول جائے اور پریشان ہو جائے تو اس طرح فریاد کرے۔ "یا صالح یا ابا صالح ارشدونا الی اطریق رحمکم اللہ" رد بلا کے لیے یہ دعا ستر مرتبہ پڑھیں۔ یَآ اَللّٰہُ یَا مُحَمَّدُ یَا عَلِیُّ یَا فَاطِمَۃُ یَا حَسَنُ یَا حُسَیۡنُ یَا صَاحِبَ الزَّمَانِ اَدۡرِکۡنِیۡ وَلَاتُھۡلِکۡنِیۡ ۝" اے اللہ! اے محمدؐ! اے علیؑ! اے فاطمہؑ! اے حسنؑ! اے حسینؑ! اے مالک زمانہ میری مدد کیجئے اور مجھے ہلاک نہ ہونے دیجئے۔" جناب رسول اکرمؐ نے ابوالوفاء کی روایت میں فرمایا کہ جب مصیبت کا وقت اس مقام پر آجائے کہ تلوار گردن کے قریب ہو تو اس طرح فریاد کرو۔ "یا مولای یا صاحب الزمان انا مشغث لک جب تم یہ عمل کروگے تو صاحب الزمان یقیناً تمہاری امداد فرمائیں گے۔"

بحار الانوار میں مرقوم ہے کہ شیخ ابراہیم کفعمی نے البلد الامین میں نقل کیا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر اس دعا کو نئے برتن میں خاک شفاء سے لکھ کر مریض کو پلا دیں تو شفایاب ہو جائے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ دوء ' ' والحمدللہ شفاء ولا الہٰ الا اللہ کفاء ' صوالشافی شفاء وھوا الکافی کفاء اذھب الباس برب الناس شفاء ' ' لایغادرہ عسقم وصلی اللہ علیٰ محمد و الہ النجباء"

الکلم الطیب کا بیان ہے کہ میں نے جلیل القدر، صالح، ثقہ، معتبر سادات میں سے اپنے بعض اصحاب کے خط میں لکھا ہوا دیکھا ہے۔ میں نے رجب ۱۰۹۳ھ ہجری میں جامع کمالات الانفسیہ والصفات القدسیہ

برادر ایمانی امیر اسماعیل بن حسین بیگ۔ بن علی بن سلیمان الجابری الانصاری سے سنا کہ خدا ان کے برہان کو روشن کرے کہ کہتے ہیں: میں نے صالح و متقی، شیخ حارج علی کی سے سنا کہ انہوں نے کہا: میں حق سے منکر سے بحث کی بناء پر مفلسی اور پریشانیوں میں مبتلا ہو گیا تھا۔ مجھے یہ خطرہ تھا کہ میں قتل کر دیا جاؤں گا کہ مجھے میری جیب میں سے یہ دعا لکھی ہوئی ملی۔ یہ دعا مجھے کسی نے دی نہیں تھی۔ اس سے مجھے تعجب ہوا۔ میں اسی سوچ میں تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو زاہدوں کے لباس میں ہیں اور مجھ سے فرمایا فلاں دعا تمہیں ہم نے دی ہے، اس کو پڑھ کر دعا طلب کرو تو تنگی اور پریشانی سے نجات پاؤ گے لیکن مجھے یہ اندازہ نہ ہو سکا کہ یہ کہنے والے کون ہیں۔ میرا تعجب اس وقت مزید بڑھ گیا جب میں نے ایک مرتبہ حضرت حجت المنتظرؑ علیہ السلام کی زیارت کی تو آپؑ نے فرمایا: جو دعا میں نے تمہیں دی تھی اس کو پڑھا کرو، جو تم چاہتے تھے تمہیں سکھا دیا گیا ہے۔ میں نے بارہا اس کا تجربہ کیا ہے اور کشادگی حاصل ہوئی۔ اس کے بعد یہ دعا ایک زمانے تک مجھ سے کھو گئی۔ جس کا مجھے بہت افسوس تھا اور اپنی بے احتیاطی پر استغفار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ ایک شخص آئے اور کہنے لگے: یہ دعا فلاں جگہ آپ سے رہ گئی تھی۔ یہ بات میرے ذہن میں بھی نہ تھی کہ میں بھی اس جگہ گیا تھا۔ میں نے یہ دعا لے کر سجدہ شکر ادا کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم رب اسئلک مدد اروحا نیا تقوی بہ قوای الکلیۃ والجزئیۃ حی افھز لمبادی نفسی کل نفس قاھرہ فتنقبض لی اشارۃ و وقائیقھا انقبا ضا تسقط بہ قویھا حتی لایبقی فی الکون ذوروح الاونار قھری قدا حرقت ظھورہ یا شدید یا شدید یاذالبطش الشدید یا قاھر یاقھار اسلک بحالو اودعتہ عزرائیل میلا اسمائک القھرو نفعلت لہ النفوس بالقھر ان تودعنی ھذا اسرفی ھذہ الساعۃ حی الین بلہ صعب ذلل بہ کل منیع بقرتک یا ذاالقرۃ المتین ○ ''اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے، میرے پروردگار! میں تجھ سے روحانی مدد چاہتا ہوں، اس کے ذریعے میرے کل و جزوی قوئی قوی ہو جائیں، یہاں تک کہ میرے نفس کے تحت ہر قاہر نفس مغلوب ہو جائے اور میرے لیے اس سے باریک اشارہ محدود ہو جائے اور اس سے اس کے قوئی شکستہ ہو جائیں یہاں تک کہ دنیا میں کوئی ذی روح ایسا نہ بچے جس کی پشت کو میرے قہر کی آگ نہ جلا دے۔ اے شدید، اے شدید، اے سخت گرفت کرنے والے! اے قاہر! اے قہار! میں تجھ سے تیرے اس قہاری اسم کا سوال کرتا ہوں جو تو نے عزرائیل کو ودیعت کیا ہے کہ جس سے نفوس اس سے قہری طور پر متاثر ہو جاتے ہیں۔ مجھے یہ راز تو ابھی بتا دے، تاکہ سخت و دشوار کام میرے لیے آسان ہو

جائیں اور غالب و زبردست گردن جھکا دے، تیری قوت سے، اے زبردست طاقت والے!'' یہ دعا ممکن ہو تو سحر کے وقت تین مرتبہ پڑھی جائے، پھر صبح کو تین مرتبہ، پھر شام کو تین مرتبہ پڑھے اور اگر پڑھنے والے پر زیادہ مشکل آن پڑے تو اس کو پڑھنے کے بعد تین مرتبہ یا رحمن یا رحیم، یا رحمن الرحمین اسئلک اللطف بما جرت به المقادیر پڑھے۔

گوہر یگانہ کے مولف مہر جاسی علیہ الرحمہ کی مایہ ناز تصنیف کے مترجم مفتی سید طیب آغا اعلی اللہ مقامہٗ ہیں۔ اس کتاب میں مرقوم ہے کہ یہ دعا حضرت امام عصر علیہ السلام نے مومنین کو برائے کشائش رزق اور حاجات کی قبولیت کے لیے تعلیم فرمائی ہے جو ایک قلمی بیاض سے نقل کی جاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم: یَا مَالِکَ الرِّقَابِ وَیَا ھَازِمَ الْاَحْزَابِ یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَبِ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ سَبِّبْ لَنَا سَبَباً O لَا نَسْتَطِیْعُ لَهٗ طَلَبًاO زبق لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَوٰۃُ اللّٰہِ وَ سَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ O ''اے مالک ساری گردنوں کے اور اے ہزیمت دینے والے تمام گروہوں کے۔ اے کھولنے والے تمام (بند) دروازوں کے۔ اے پیدا کرنے والے تمام اسباب رائع کے۔ ہمارے لیے بھی پیدا فرما وہ سبب جس کو حاصل کرنے کی ہم استطاعت نہیں رکھتے۔ تجھے واسطہ ہے۔ لا اِلٰہَ الا اللہ محمد رالرسول اللہ صلوٰۃ اللہ و سلامہٗ علیه وَاٰلہ اجمعین کا۔''

امام عصر علیہ السلام سے استغاثہ

اے مالکِ زمانہ میری فریاد کو پہنچیے، اے مالکِ زمانہ میری مدد کو پہنچیے یا اللہ رحمت نازل فرما حضرت محمدؐ اور ان کے اہل بیتؑ پر اور میں تجھ سے دعا کرتا ہوں اے اللہ واسطے سے حضرت محمدؐ اور ان کی دختر اور ان کے دونوں فرزند حسنؑ و حسینؑ کے، میری اعانت فرما ان حضرات کے صدقے میں اپنی اطاعت اور حصول رضا میں اور مجھے پہنچا دے ان حضرات کے طفیل میں، اس سے بہتر منزل پر جس منزل پر تو نے ان کے کسی دوستدار کو پہنچایا ہو اور میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں اے اللہ تیرے ولی حضرت امیر المومنینؑ حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے واسطے سے کہ تو، میرا انتقام لے اُن سے جن لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے اور تو، میری حفاظت فرما ان لوگوں سے جو مجھ پر ظلم کا ارادہ بھی کریں آئندہ تا ابد جب تک کہ میں زندہ

ہوں اور میں تجھ سے دعا کرتا ہوں اے اللہ واسطے سے تیرے ولی حضرت علیؑ ابن الحسینؑ کے
کرتو، مجھے بچالے ان کے صدقے سے اور مجھے نجات دے جور وستم سے سلاطین کے اور
شیاطین کے سحر سے اور تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ واسطے سے تیرے ولی حضرت محمدؑ ابن
علیؑ اور حضرت جعفر ابن محمدؑ کے تو، میری مدد فرما ان دونوں حضرات کے ذریعے سے میرے
امورِ آخرت اور اپنی اطاعت میں، اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں یا اللہ واسطے سے تیرے ولی
بندۂ نیکوکار حضرت موسیٰ ابن جعفرؑ کے، جو پی جانے والے تھے اپنے غصے کو، کہ تو، مجھے عافیت
میں رکھ ان کے ذریعے سے ان تمام چیزوں سے جن سے میں ڈرتا ہوں اپنی آنکھ اور اپنے تمام
اعضاء و جوارح سے میرے بدن کے، خواہ ظاہری ہوں یا باطنی ہر طرح کی بیماریوں سے اور ہر
طرح کے امراض سے اور ہر طرح کی علتوں سے اور ہر طرح کے درد سے اپنی قدرت کے
ذریعے سے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے رحم کرنے والوں میں۔ اور میں تجھ سے
سوال کرتا ہوں یا اللہ! واسطے سے تیرے ولی حضرت علیؑ ابن موسیٰ الرضا کے ان پر سلام ہو، کہ
تو، مجھے نجات دے ان کے ذریعے سے اور سلامت رکھ اُن تمام باتوں سے جن سے میں ڈرتا
ہوں اور حذر وگریز کرتا ہوں اپنے تمام سفروں میں خواہ وہ سفر صحراؤں کا ہو یا ویرانوں کا اور
ندی نالوں کا ہو خواہ سمندروں کا، اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں یا اللہ واسطے سے تیرے ولی
حضرت محمدؑ الجواد کے، کہ تو مجھ پر اپنے فضل و کرم کی بارش کر ان کے ذریعے سے اور تو مجھ پر اپنا
فضل و کرم فرما ان ذریعے سے وسعتِ (رزق) اتنا عطا فرما کہ میں ان کے ذریعے سے غنی ہو
جاؤں ان تمام چیزوں سے جو تیری مخلوق کے ہاتھوں میں ہیں بالخصوص اے میرے پروردگار
بخیلوں کے اور برکت عطا فرما میرے لیے اس میں اور جو کچھ تجھ سے مجھے ملا ہے تیری نعمتوں
میں سے اور تیرے فضل اور تیرے رزق میں سے۔ اے میرے معبود منقطع ہو چکی ہے امید ہر
ایک سے سوال تیری ذات کے اور ہر ایک سے مایوسی ہے سوائے تیرے اے بزرگی والے اور
کرامت والے اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس ذات کے حق کا واسطہ دے کر جس کا حق
تجھ پر واجب ہے یہ کہ تو، رحمت نازل فرما حضرت محمدؐ اور ان کے اہل بیتؑ پر اور یہ کہ وسعت
دے اپنے اس رزق میں جو تو نے میرے لیے مقدر کیا ہے اور یہ کہ اس کے حصول میں سہولت
اور آسانی پیدا کر دے خیریت کے ساتھ اور عافیت کے ساتھ اور فارغ البالی کے ساتھ میں

زندگی بسر کرسکوں، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے رحم کرنے والوں میں۔ اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ! واسطے تیرے ولی حضرت علیؑ ابن محمدؑ کے میری مدد فرما ان کے ذریعے سے میرے نوافل کی ادائیگی میں اور اپنے بھائیوں کے ساتھ نیکی میں اور تیری پوری پوری اطاعت میں۔ اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ واسطے سے تیرے ولی حضرت حسنؑ ابن علیؑ کے جو ہادی ہیں امین ہیں کریم ہیں ناصح ہیں قابل وثوق عالم ہیں کہ تو مدد فرما میری ان کے ذریعے سے میری آخرت کے کاموں میں۔ اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ واسطے سے تیرے ولی کے جو تیری حجت ہیں تیرے بندوں پر اور جن کو تو نے باقی رکھا ہے اپنی زمین پر جو انتقام لینے والے ہیں تیرے لیے تیرے دشمنوں سے اور تیرے رسولؐ کے دشمنوں سے جو نشانی ہیں اپنے آبائے طاہرین کی اور وارث ہیں اپنے گزشتہ صالحین بزرگوں کے مالک زمانہ ہیں رحمت نازل ہو اللہ کی ان حضرت پر اور ان کے آبائے بزرگان پرہیز گار پر جو سب سے بہتر ہیں کہ تو میری مدد فرما اور مجھے بچا ہر قسم کے دکھ درد سے اور رنج و غم سے اور تو نے حفاظت فرمائی ہے قدیم احسانات کیے مجھ پر اور جدید احسانات کیے اور تو نے مجھ پر اپنی بہترین نعمتوں کی بارش کی ہے پروردگار میری مدد فرما ان کے ذریعے اور ان کے حق کا واسطہ اور مجھے نجات دے ان کے ذریعے سے ہر خوف سے اور ہر سخت حادثے اور بڑے حادثے سے اور ہر ہول سے پھٹ پڑنے والی مصیبت سے اور ہر غم سے اور ہر قرض سے اور ہر مرض سے اور ہر بیماری سے اور ہر درماندگی اور ہر ظلم و جور سے اور ہر فتنہ سے میرے دین اور میری دنیا کے اور میری آخرت کا واسطہ تجھے اپنے احسان و مہربانی کا اور اپنے رحم اور اپنے کرم کا اور اپنے فضل اور رافت کا اے مدد کرنے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کے مقابلے میں اور اے مدد کرنے والے حضرت محمدؐ کی (رحمت ہو اللہ کی آنحضرتؐ اور ان کی آل پر) ان کی مہمات میں، اور اے مدد کرنے والے حضرت علیؑ کی ان حضرت پر سلام ہو جبکہ ان کو مہم درپیش ہوئی جنگ صفین میں اور اے کفایت کرنے والے حضرت علیؑ ابن الحسین علیہ السلام کی واقعہ حرہ میں اور اے کفایت کرنے والے حضرت جعفرؑ ابن محمدؑ کی ابو دوانیق (منصور) کے ظلم سے۔ تو درود بھیج حضرت محمدؐ اور ان کی آلؑ پر اور میری حفاظت کر ہر قسم کے دکھ درد سے جو دنیا میں مجھے درپیش ہوں اور ہر قسم کے ہول و خوف سے قبل اس کے کہ میں جنت پہنچوں۔ تجھے

اپنی رحمت کا واسطہ اے سب سے زیادہ رحیم سب رحم کرنے والوں میں۔ اے پورا کرنے والے حاجتوں کے اے دامن بھرنے والے مرادوں سے اے بخششیں کرنے والے بڑی بڑی اے چھٹکارا دینے والے مصیبتوں سے۔ یا اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ مجھے یہ معلوم ہے کہ تو بلاشبہ قدرت رکھتا ہے میری حاجتوں کو پورا کرنے کی پس درود بھیج حضرت محمدؐ اور ان کی آل پر اور جلدی فرما اے پروردگار کشائش میں اپنے ولی کی اور اپنے نبیؐ کی دختر کے فرزند کی۔ پوری فرما اے اللہ حاجتوں کو دنیا اور آخرت کی خواہ وہ چھوٹی ہوں یا بڑی اپنی طرف آسانی اور عافیت مہیا فرما اور اپنی نعمتوں کو تمام کر دے مجھ پر اور میرے لیے خوشگوار فرما ان حضرات کے ذریعے سے اپنی کرامت کو اور مجھے ان حضرات کے ذریعے سے لباس عافیت پہنا اور احسان فرما اپنے عفو سے اور ہو جا میرے لیے واسطے سے حضرت محمدؐ اور ان کے اہل بیتؑ کے میرے تمام امور میں مددگار اور محافظ اور رعایت کرنے والا اور پردہ پوش اور رازق جو چاہا اللہ نے وہ ہوا اور جو نہ چاہا وہ نہ ہوا نہیں عاجز کر سکتی اللہ کو کوئی چیز زمین کی اور نہ آسمان کی وہ ہو کر رہے گا اگر چاہا اللہ (جس امر کو)۔

حضرت امام زمانہؑ کی دعائیں

حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی دعائیں صاحبان ایمان و معرفت کے لیے مشعل راہ ہیں۔ آپ کی پیش کردہ دعائیں ایمان و معرفت کا خزینہ ہیں۔ یہ دعائیں اگرچہ مختلف دعاؤں کی کتابوں میں مرقوم ہیں لیکن ان میں شیخ طوسی نے کتاب غیبت میں۔ علاوہ ازیں مصباح المتہجد، مصباح الکفعمی اور جمال الاسبوع میں ان دعاؤں کو خصوصاً تحریر کیا گیا ہے۔ دلائل الامامۃ، ابوالحسن محمد بن ہارون بن موسیٰ نے اپنے والد سے انہوں نے ابوعلی محمد ابن ہمام سے انہوں نے ابوعبداللہ جعفر بن محمد حمیری سے انہوں نے احمد بن جعفر سے انہوں نے علی بن محمد سے انہوں نے اس کو حضرت علی علیہ السلام سے روایت کیا۔ ہے کہ آپ نے صفت قائمؑ کے بارے میں فرمایا۔ ''گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ محجل گھوڑے پر سوار وادی السلام سے مسجد سہلہ کی طرف جا رہے ہیں۔ کھجوریں پک رہی ہیں اور آپ دعا فرماتے ہیں۔'' برحق خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور ایمان و سچائی کے ساتھ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور بندگی و غلامی کے ساتھ کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اے اللہ تو ہر تنہا مومن کا مددگار ہے اور ہر ظالم و سرکش کو ذلیل کرنے والا ہے اور جب

مجھے مذاہب فکر مند کرتے ہیں تو تو ہی میری پناہ گاہ ہے اور زمین مجھ پر اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو جاتی ہے۔ تو تو ہی مجھے کشادگی وفراخی دینے والا ہے۔

اے! (اللہ) مجھے تو نے ہی پیدا کیا ہے اور تو میرے پیدا کرنے سے بے نیاز ہے اور تیری مدد میرے شامل حال نہ ہوتی تو میں مغلوب لوگوں میں قرار پاتا، اے رحمت کو اس کے مقام سے ابھارنے والے اور برکتوں کو اس کے معدن سے نکالنے والے۔ اے وہ جس نے رفعت کی بلندی کو خود سے مخصوص کیا ہے، جس کے اولیاء اس کی عزت سے خود کو سرفراز سمجھتے ہیں۔ اے وہ جس کے لیے بادشاہ اپنے کندھوں پر ذلت کا جو بوجھ رکھتے ہیں کہ وہ اس کی سطوت سے خائف ہیں، میں تجھ سے تیرے اس نام کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں جس سے تیری مخلوق قاصر ہے۔ پس ہر ایک تیرا مطیع وفرمانبردار ہے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ محمد اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما اور میرے کام ومقصد کو پورا کردے اور میری کشائش میں تعجیل فرما، میری کفایت کر مجھے عافیت عطا کر اور میری حاجتوں کو پورا کردے ابھی ابھی اسی رات میں بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت امام حجت علیہ السلام نے فرمایا۔ "خداوند عالم ہمارے علماء کو زہد نصیحت اور طلباء کو تحصیل علم کی کوشش اور رغبت کی توفیق عطا فرما، ہمارے بیماروں کو شفاء اور راحت عطا فرما، جوانوں کو توبہ کی توفیق عطا فرما، عورتوں کو حیا وعفت عطا فرما، مالداروں کو انکساری اور کشادہ دستی مرحمت فرما اور فقرا کو صبر عطا فرما۔

صاحب الجنۃ الماویٰ چالیس حکایت میں چالیسویں حکایت میں تحریر فرماتے ہیں کہ صاحب تفسیر شیخ جلیل امین الاسلام فضل بن الحسن طوسی اپنی کتاب کنوز النجاح میں لکھتے ہیں۔ ایک دعا صاحب الزمان علیہ السلام نے ابوالحسن محمد بن احمد بن ابی اللیث رحمتہ اللہ کو بغداد میں مقابر قریش میں تعلیم کی تھی۔ ابوالحسن نے قتل کے خوف سے قریش کے مقابر میں پناہ لی تھی۔ چنانچہ اس دعا کی برکت سے انہوں نے قتل سے نجات پائی۔

اس سلسلے میں ابوالحسن کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے یہ دعا تعلیم کی۔ "اے اللہ! بلا عظیم ہوگئی، رسوائیاں ظاہر ہو گئیں اور امید ٹوٹ گئی، پردہ اٹھ گیا، زمین تنگ ہوگئی اور آسمان کو روک دیا گیا۔ پروردگار تنگی وخوش حالی میں تجھ ہی سے شکایت کی جاسکتی ہے اور تجھی پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ اے اللہ محمد وآل محمدؐ پر رحمت نازل فرما، وہ صاحبان امر کہ جن کی اطاعت تو نے ہم پر واجب قرار دی ہے اور اس کے ذریعے ہمیں ان کی منزلت بتائی ہے، پس ان کے حق کے واسطہ سے ہم سے غم ومحن کو پلک جھپکنے سے بھی جلدی دور فرما۔ یا محمدؐ، یا علیؑ، آپ دونوں میرے لیے کافی ہو جائیں اور میری مدد فرمائیں کہ آپ میرے مددگار ہیں یا مولا یا صاحب الزمانؑ مدد، مدد اور کئی اور کئی۔ راوی کہتا ہے کہ وہ امام زمانہ یا صاحب الزمان کہتے وقت اپنے سینہ کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔

مصباح کفعمی میں حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی یہ دعا مرقوم ہے۔ ''اے اللہ! تجھ کو واسطہ ہے تجھ سے نافرمانی کرنے والوں کا خشکی اور سمندر میں رہنے والوں کے حق کا واسطہ محمدؐ و آل محمدؐ کے ہم پر اپنی رحمت کا نزول فرما۔ مومنین و مومنات کو فقراء کو مالدار و کشادہ دستی مرحمت فرما۔ مومنین و مومنات کے بیماروں کو شفاء و صحت و اطمینان عطا فرما، ان کے مردوں پر اپنی مغفرت و رحمت کا نزول فرما۔ مومنین و مومنات کے غرباء کو سلامتی اور غنیمت کے ساتھ ان کے وطن پہنچا۔ ان دعاؤں کو محمد و آل محمد کے صدقہ قبول فرما۔

مہج الاعوات میں حضرت امام عصر علیہ السلام کا یہ حرز مرقوم ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم یا مالک الرقاب و ھاھم الاحزاب یا مفتح الابواب یا مسبب الاسباب سبب لنا سببا لانستطیع لہ طلبا بحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلوات اللہ و علی آل اجمعین O

''آغاز اس اللہ کے نام سے جو رحمن اور رحیم ہے۔ اے گردنوں کے مالک، اے گروہوں کو شکست دینے والے، اے بند دروازوں کو کھولنے والے، اے مسبب الاسباب ہمارے لیے ایسا سبب قرار دے کہ جس کو مانگنے کی ہم میں استطاعت نہ ہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، ان پر اور ان کی آل پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔''

مہج الدعوات میں حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا قنوت مرقوم ہے۔ جس میں آپ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! محمد و آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما، اپنا وعدہ پورا فرما کے اپنے اولیاء کو سرفراز فرما اور ان تک اس نصرت کو پہنچا دے۔ جس کی انہیں تجھ سے امید ہے اور ان سے اس شخص کے شر کو دور رکھ جس نے تیری مخالفت کی اور تیرے منع کرنے کے باوجود سرکشی پر اتر آیا اور تیرے حدود کو توڑنے میں مدد کا سہارا لیا اور تیری تدبیر ٹھکرانے کی ٹھان لی اور تو نے حلم و بردباری کی وجہ سے اسے چھوٹ دے دی تاکہ اسے جو کرنا ہے وہ کر گزرے۔ اللہ! تیرا قول حق ہے کہ جب زمین نے زینت پائی اور سنواری تو انہوں نے ہمیں غیظ دلایا تو ہم نے بھی ان سے انتقام لیا اور انہیں آنا تو ہمارے ہی پاس ہے۔ ہم تیرے غضب پر غضبناک ہوئے اور حق و نصرت کی لیے قہر کرنے والے ہیں اور تیرے امر کے آنے کے مشتاق ہیں اور تیرے وعدے کے پورا ہونے کے منتظر ہیں اور تیرے دشمنوں پر تیرے غذاب کے نازل ہونے کی امید رکھتے ہیں۔ پس اے اللہ! اس کے ذریعے اس کے راستوں کو کھول دے اور ان کے خروج و ظہور کو آسان بنا دے۔ ان کے مسالک پر گامزن کر دے، ان کے طریقوں کو رائج کر دے اور ان کے لشکر اور مددگاروں کی تائید فرما ظالموں کو جلد از جلد نابود فرما اور اپنے دشمنوں پر تلوار کھینچ لے اور ان سے انتقام لے بیشک تو جواد و تدبیر والا ہے۔

مصباح کفعمی میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی یہ دعا مرقوم ہے جس میں آپؑ کا ارشاد ہے۔ ''اے خداوند! ہمیں اپنی امامت کی توفیق، معصیت سے دوری، صدق نیت، اپنے احترام کی معرفت کی روزی مرحمت فرما، راہ ہدایت اور استقامت عطا فرما، ہماری زبانوں کو سچائی اور حکمت سے آراستہ فرما، ہاتھوں کو چوری اور ظلم سے باز فرما، آنکھوں کو فجور اور خیانت سے روک دے۔ کانوں کو غیبت اور لغویات سے روک دے۔''

مفتاح الکفعمی میں یہ دعا حضرت امام مہدی علیہ السلام سے مروی ہے: ''اے اللہ ہمیں اطاعت کی توفیق اور معصیت سے دوری، پاک نیت حرمت کی پہچان عطا فرما اور ہم کو ہدایت اور استقامت سے سرفراز فرما اور ہماری زبان کو صدق گوئی اور حکمت کی طرف لوٹا دے اور ہمارے دلوں کو علم و معرفت سے معمور کر دے اور ہمارے شکم کو حرام اور شبہ والی چیزوں سے پاک کر دے اور ہمارے ہاتھوں کو ظلم و چوری سے باز رکھ اور ہماری نگاہوں کو فجور و خیانت سے دور رکھ اور ہمارے کانوں کو لغو و غیبت سے محفوظ فرما اور ہمارے علماء کو زہد و نصیحت مرحمت فرما اور طلباء کو کوشش و شوق کا جذبہ عطا فرما اور سننے والوں کو پیروی اور نصیحت قبول کرنے کی صلاحیت عطا کر اور مسلمانوں کے بیماروں کو شفاء و راحت عطا فرما اور ان کے مردوں کو اپنی رحمت مہربانی سے نواز اور ہمارے بزرگوں کو وقار و سکون عطا فرما اور جوانوں کو راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرما اور توبہ کی توفیق عطا فرما۔ عورتوں کو حیاء و عفت عطا فرما اور مال داروں کو خاکساروں اور بخشش کرنے کی توفیق عطا فرما، فقیروں کو صبر و قناعت عطا کر، سربازوں کی مدد فرما اور کامیابی دے اور بے سہاروں کو رہائی و آسودگی عطا کر اور امیروں کو عدل و شفقت کے جذبہ اور رعیت کو انصاف اور حسن سیرت سے نواز اور حاجیوں اور زائرین کے زاد راہ اور مال میں برکت عطا فرما اور جو چیز تو نے ان پر حج و عمرہ میں واجب کی ہے اسے اپنے فضل و رحمت سے پایہ تکمیل تک پہنچا دے۔ اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحیم۔''

دعائے بیعت امام زمانہؑ اور نماز کے ساتھ پڑھنے والی دعا

مفاتیح الجنان مولف علامہ عباس قمی میں یہ دعا مرقوم ہے۔ یہ دعا ہر روز بعد نماز فجر اس نیت کے ساتھ پڑھیں۔ ''معاہدہ نصرت و بیعت حضرت امام زمانہؑ کرتا ہوں۔ قربۃ الی اللہ اللہ اکبر اللھم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؐ پہلے تین بار درود پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھنا ہے۔ اللھم بلغ مولائی صاحب الزمان صلواۃ اللہ علیہ عن جمیع المومنین

و المومنات فی مشارق الارض و مغاربها و برها و بحرها و سهلها و جبلها حیهم میتهم و عن والدی وولدی و عنی من الصلواة و التحیات زنة عرش الله و مداد کلماته منتهیٰ رضا و عددما احصاه کتابه و احاط به علمه اللهم انی اجد دله فی هذا لیوم و فی کل یوم عهداً و عقدً بیعةً فی رقبتی اللهم کما شرفتیَ بهذا الشریف و فضلتنی بهذه الفضیلة و خصصتبنی بهذا النعمة فصل علی مولای و سیدی صاحب الزمان و جعلنی من انصاره و اشیاعه و الذ آبین عنه و اجعلنی من المستشهدین بین یدیه طائعاً غیر مکره فی الصف الذی نعت اهله فی کتابک فقلت صفاً کانهم بنیان مرصوص علیٰ طاعتک وطاعتة رسولک و اله علیهم السلام اللهم هذا بیعته له فی عنقی الیٰ یوم القیامة

”پروردگار تو پہنچا دے امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں درود وسلام من جانب جملہ مومنین و مومنات جو مشارق ومغارب میں ہوں۔ خشکی وتری میں ہوں، میدانوں و پہاڑوں پر ہوں، زندہ اور مرحومین کی طرف سے بھی، میرے والدین واولاد اور خود میری طرف سے بھی، جس امامؑ کو تیرے عرش کا تقرب حاصل ہے اور کلماتِ (معصومین) کی مدد بھی، جس کو تیری مکمل رضامندی عطا ہوئی۔ جس کی ذات میں تو نے کتاب اور علم کا احصاء کر دیا ہے۔ پروردگار میں آج بھی ہر دن کی طرح قائم آل محمدؐ کے لیے اپنے اس معاہدے کی اور ان کے ہاتھ خود کو فروخت کر دینے کے بندھن کی تجدید کر رہا ہوں، جس کی تعمیل کی ذمہ داری مجھ پر عائد ہے۔ چنانچہ اے اللہ جس طرح تو نے مجھے اس عہد و پیمان اور بیعت جیسی شرافت سے مشرف کیا ہے اور اس عظیم الشان بزرگی تک پہنچایا ہے اور اپنی ایسی نعمت عظمیٰ کے لیے مخصوص فرمایا ہے۔ اسی طرح میں التجا کرتا ہوں کہ تو میرے حکمراں اور مالک زمانہ پر درود و سلامتی جاری رکھ۔ اور تو مجھے ان کی نصرت کرنے والوں میں، ان کی تحریک کی اشاعت اور ان کا دفاع کرنے والوں میں سے بنادے اور مجھے دل کی پوری رضامندی کے ساتھ سرکارؑ کے حضور حاضر رہنے والوں میں سے بنادے تاکہ میں بھی ان لوگوں کی صف میں شمار ہو جاؤں جن کی مدح کرتے ہوئے تو نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ ان لوگوں کی صف تو گویا سیسہ پلائی ہوئی بنیادوں پر اطاعت خدا اور رسول اور آل رسولؐ کے لیے استوار کی گئی ہے۔ اے اللہ چونکہ مجھ پر امام زمانہ علیہ السلام کی بیعت کی ذمہ داری قیامت تک عائد ہے، اس لیے آج بھی گزرے دنوں کی طرح عہد و بیعت کی پھر تجدید کرتا ہوں جس کی تکمیل میرے ذمہ ہے، اے اللہ میں اس ذمہ داری سے قیامت تک منہ نہ موڑوں گا۔

حضرت امام زمانہؑ کے خطوط

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں آپؑ کے معتقدین نے جو خطوط ارسال کیے حضرت نے ان کے جواب تحریر فرمائے۔ اعلام الوریٰ مجالس المومنین اور کشف الغمہ میں علامہ طبرسی بحوالہ محمد بن یعقوب کلینی لکھتے ہیں کہ اسحٰق بن یعقوب نے محمد بن عثمان عمری کی معرفت حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط ارسال کیا تھا جس میں کئی سوالات مرقوم تھے۔ حضرت نے ان سوالات کے جوابات تحریر فرمائے جو بالترتیب متن و مفہوم یہ تھے۔ (۱) جو ہمارا منکر ہے وہ ہم میں سے نہیں۔ (۲) میرے اعزاء میں سے جو بھی مخالفت کرتے ہیں ان کی مثال فرزند نوحؑ اور برادران یوسفؑ کی ہے۔ (۳) تحریر فرمایا جو کی شراب حرام ہے۔ (۴) ہم تمہارا مال خمس اس لیے قبول کرتے ہیں تاکہ تم پاک ہو جاؤ اور عذاب سے نجات پاؤ۔ (۵) میرے ظہور کرنے یا نہ کرنے کا تعلق مرضی پروردگار عالم سے ہے جو لوگ میرے وقت ظہور کا تعین کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔ (۶) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین شہید نہیں ہوئے وہ کافر، جھوٹے اور گمراہ ہیں۔ (۷) تمام وقوع پذیر ہونے والے حالات پر میرے سفراء پر اعتماد کرو وہ میری طرف سے تمہارے لیے حجت ہیں اور میں حجت اللہ ہوں۔ (۸) محمد بن عثمان امین وثقہ ہیں، ان کی تحریر میری تحریر ہے۔ (۹) محمد بن علی مہز یار اہوازی کا دل انشاء اللہ بہت جلد صاف ہو جائے گا اور انہیں کوئی شک نہ رہے گا۔ (۱۰) گانے والی کی اجرت حرام ہے۔ (۱۱) محمد بن شاذان بن نعیم ہمارے شیعوں میں سے ہیں۔ (۱۲) ابوالخطاب محمد بن ابی زینب اجداع ملعون ہے اور جو اسے مانتے ہیں وہ بھی ملعون ہیں، میں اور میرے آباء واجداد اس کے باپ دادا سے ہمیشہ بیزار رہتے۔ (۱۳) جو ہمارا مال کھاتے ہیں وہ اپنے شکم میں آگ بھرتے ہیں۔ (۱۴) خمس ہمارے سادات شیعہ پر حلال ہے۔ (۱۵) دین خدا پر شک وشبہ کرنے والے اپنے عمل کے خود ذمہ دار ہیں۔ (۱۶) میری غیبت کے واقع ہونے کا تعلق اللہ کی مصلحت سے ہے۔ اس کے لیے سوال کرنا فضول ہے۔ میرے آباء واجداد دنیا والوں کے نرغہ میں رہے ہیں (ان کے ظلم وستم کا ہدف رہے) لیکن خدا نے مجھے اس سے بچا لیا ہے، جب میرا ظہور ہوگا تو میں بالکل مختار ہوں گا۔ (۱۷) تم نے جو دریافت کیا کہ زمانہ غیبت میں مجھ سے کیا فائدہ ہے؟ اس کے متعلق یہ جان لو کہ میری مثال غیبت میں ایسی ہے جیسے بادلوں میں چھپے ہوئے آفتاب کی، میں اہل ارض کے لیے ستاروں کی مانند امان ہوں۔ اب تم لوگ میری غیبت

کے متعلق سوالات کا سلسلہ بند کر دو اور بارگاہ خداوندی میں دعا کرو کہ وہ جلد ظہور کا حکم فرمائے۔ اے اسحٰق تم پر اور ان لوگوں پر سلام ہو جو راہ ہدایت میں میری اتباع کرتے ہیں۔

جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نہایت متقی و پرہیزگار صاحب علم اور صاحب معرفت عالم دین تھے۔ ان کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان کے نام حضرت امام زمانہ علیہ السلام نے یہ خط ارسال فرمایا۔ جو ماہ صفر ۴۱۰ ہجری میں ان کے پاس آیا۔ یہ پہلا خط تھا جس میں ان کی تعریف فرمائی اور مختلف واقعات سے آپ کو آگاہ فرمایا۔ اس خط میں حضرت امام مہدی علیہ السلام نے تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

میرے برادر! نیک ولائق ومحب تم پر میرا سلام ہو۔ ہم اس مالک کی حمد بجالاتے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ ہم درود بھیجتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی آل پر۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تمہاری توفیقات دینی قائم رکھے اور نصرت حق کی طرف مائل رکھے۔ ہمارے بارے میں جو تم حق بیان کرتے ہو خدا تمہیں اس کا اجر عطا فرمائے۔ تم نے ہم سے جو خط و کتابت کا سلسلہ قائم کیا ہے اور ہمارے دوستوں کو جو فائدہ پہنچایا ہے وہ قابل ستائش ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تمہیں دشمنوں کے مقابلے میں کامیاب فرمائے اب ذرا ٹھہر جاؤ اور جیسا ہم کہتے ہیں اس پر عمل کرو، اگرچہ ہم ظالموں کے بس سے باہر ہیں۔ ہمارے لیے خدا کافی ہے۔ جس نے ہم کو ہمارے شیعہ مومنین کی بھلائی کے لیے ذرائع ظاہر کر دیے ہیں۔ جب تک دولت دنیا فاسقوں کے ہاتھ میں رہے گی ہم کو تمہاری خبریں پہنچتی رہیں گی اور تمہارے معاملات کے متعلق کوئی بات ہم سے مخفی نہیں رہے گی۔ ہم ان لغزشوں سے آگاہ ہیں جو لوگوں سے اپنے نیک اسلاف کے خلاف ظاہر ہو رہی ہیں۔ انہوں نے اپنے اپنے مراتب کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ گویا ان سے ناواقف ہیں تاہم ہم ان معاملات کو چھوڑنے والے نہیں ہیں اور نہ ان کا ذکر بھولنے والے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ان پر مصیبتیں نازل ہوتیں اور دشمنوں کو غلبہ حاصل ہوتا۔ پس تم ان کو خبردار کرو کہ خدا سے ڈریں اور ہمارے امرونہی کی حفاظت کریں۔ اللہ اپنے نور کو کامل کرنے والا ہے۔ چاہے مشرک کتنی ہی کراہت کریں۔ تقیہ پر قائم رہو، پس اس کی نجات کا ضامن ہوں جو رضائے الٰہی کے راستے میں چلے گا۔ اس سال جب ماہ جمادی اول آئے گا تو اس میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات سے عبرت حاصل کرنا۔ تمہارے لیے آسمان وزمین سے روشن نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ مسلمانوں کے گروہ رنج وغم میں بمقام عراق مبتلا ہو جائیں گے۔ ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے رزق میں تنگی ہو گی۔ ذلت و رسوائی اور مصیبتوں سے

شر پسندوں کی ہلاکت کے بعد یہ حالات ختم ہو جائیں گے۔ ان کی ہلاکت سے نیک اور متقی لوگوں کو سکون حاصل ہوگا۔ لوگوں کو چاہیے ایسے عمل کریں جن سے ہماری محبت میں اضافہ ہو۔ اس بات سے باخبر ہونا چاہیے کہ جب موت اچانک آئے گی تو توبہ کا دروازہ بند ہو جائیگا، اور عذاب الٰہی سے نجات نہیں ملے گی۔ خدا تمہیں نیکی پر قائم رکھے اور رحمت نازل فرمائے۔ جناب شہید ثالث، علامہ نور اللہ شوستری علیہ الرحمہ مجالس المومنین میں تحریر فرماتے ہیں کہ جناب شیخ مفید کے انتقال کے بعد حضرت امام عصر علیہ السلام نے تین اشعار ارسال فرمائے تھے۔ جو مرحوم کی قبر پر کندہ ہیں۔

حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا دوسرا خط بروز جمعرات ۲۳ رذی الحجہ ۴۱۲ ہجری کو شیخ مفید علیہ الرحمہ کو موصول ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تم پر سلام ہو اے حق کی مدد کرنے والے اور کلمہ صداقت سے لوگوں کو خدا کی طرف بلانے والے ہم تمہاری جانب سے اللہ تبارک تعالیٰ کی حمد بجالاتے ہیں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ہمارا اور ہمارے اجداد کرام کا معبود ہے اور ہم اس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ درود بھیجے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کے پاکیزہ اہل بیت اطہار پر۔ ہم نے تمہاری مناجات کو دیکھا، پروردگار عالم تمہاری اس کی وجہ سے حفاظت عطا فرمائے جو اس نے اپنے اولیاء کی طرف سے تمہیں عطا کیا ہے۔ اسی کی وجہ سے تمہیں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ اب ہم ایسی جگہ پہنچ گئے ہیں جہاں ہم پوشیدہ ہیں اور ہمیں مشکلات درپیش ہیں۔ ہم ابھی اسی وقت شماليل سے یہاں منتقل ہوئے ہیں۔ یہاں ہمیں کچھ مشکلات درپیش ہیں۔ اب ہم کچھ عرصے بعد صحیح پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد تمہیں اپنے احوال سے آگاہ کریں گے اور تم سمجھ لوگے کہ تم کس طرح اعمال کے ذریعے ہمارا قرب حاصل کر سکتے ہو۔ خدا اپنی رحمت سے تمہیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے لیے تمہیں ایک آزمائش سے گزرنا ہوگا تم باطل پرستوں کو ڈرانے کے لیے ان لوگوں کو مارو گے کہ جنہوں نے باطل پرستی کا بیج بویا۔ ان کی ہلاکت سے مومن خوش ہو جائیں گے اور گناہ گار پریشان ہوں گے۔ ہمارے یہاں سے خروج کی نشانی بیت اللہ میں رونما ہونے والا ایک واقعہ ہے کہ جو ایک مذموم منافق کے ہاتھوں ہوگا جو اس خون کو بہانا جائز قرار دے گا جس کا بہانا حرام ہے۔ وہ اپنی چالوں سے اہل ایمان کو غضب ناک کرے گا لیکن کیونکہ ہم ان مومنین کی حفاظت کے لیے پس پردہ اس طرح دعا گو ہیں کہ وہ دعا

زمین اور آسمان کے مالک سے پوشیدہ نہیں ہے۔ آپ اس کے ذریعے سے ہمارے دوستوں اور ماننے والوں کے دلوں کو تسلی دیں تاکہ وہ خدا کی طرف سے مدد و کفایت پر بھروسہ کریں اگرچہ وہ انہیں بڑی مشکلات سے خوف زدہ کیوں نہ کریں۔ خدا کی بہترین قدرت کے مطابق ان کا انجام بہتر ہوگا کہ جب تک وہ منع کیے گئے گناہوں سے بچتے رہیں گے۔

ہم تمہیں وصیت کرتے ہیں اے ہمارے مخلص دوست اور ہماری خاطر ظالموں سے لڑنے، والے خدا اپنی نصرت تمہارے ساتھ شامل حال کرے جس طرح ہمارے پہلے نیک دوستوں کے ساتھ اس کی نصرت شامل رہی۔ جو کوئی بھی تمہارے برادران دینی میں سے تقویٰ اختیار کرے گا اور مستحقین کے واجبات ادا کرے گا وہ باطل فتنے اور اس کی تاریک اور گمراہ کر دینے والی مصیبتوں سے محفوظ رہے گا اور جو اس بارے میں بخل کرے گا اس سلسلے میں کہ جو اس کو اللہ نے عطا کیا ہے اس میں سے جس کے ساتھ اس نے صلہ اور ملانے کا حکم دیا ہے وہ ادا نہیں کرتا تو وہ اس وجہ سے اپنی دنیا و آخرت دونوں میں نقصان اٹھائے گا۔ اگر ہمارے شیعہ صدق دل سے اپنے وعدے کو پورا کرتے تو ان کو ہماری ملاقات کا شرف حاصل ہونے میں تاخیر یا دیر نہ ہوتی اور وہ جلد ہی حق معرفت حاصل کر لیتے اور ہمارے لیے اپنی طرف سے اس معرفت کے سچے ہونے کی وجہ سے ہماری زیارت کا شرف حاصل کر لیتے تو ہمیں ان سے دور وہی (اعمال) کرتے کہ جو ہم تک پہنچتے ہیں، اور وہ ہمیں ناگوار گزرتے ہیں اور ہم ایسے کام ان کی طرف سے ناپسند کرتے ہیں اور اللہ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ وہ ہمارے لیے کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔

درود و سلام ہو سید و سردار آقا بشیر و نذیر حضرت محمد و آلہ الطاہرین پر۔

عمروی اور ان کے فرزند کے نام توقیع

اکمال الدین اور بحار الانوار میں مرقوم ہے کہ شیخ ابو جعفر نے فرمایا کہ میں نے سعد بن عبداللہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی یہ روایت پائی کہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی ایک توقیع (خط فرمان) عمری اور ان کے فرزند کے پاس آئی جس میں مرقوم تھا: اللہ تعالیٰ تم دونوں کو اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور تمہیں اپنے دین پر ثابت قدم رکھے اور اپنی مرضی پر چلنے کی سعادت بخشے۔ ہم تک اس کی اطلاع پہنچ چکی ہے۔ جیسا کہ تم دونوں نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے کہ میثمی نے تم دونوں کو مختار اور اس کے مناظرے کے متعلق بتایا اور یہ کہ اس کے مخالف کے دلائل کو قبول کر لیا کہ جعفر بن علی کے سوا کوئی خلف نہیں۔ نیز اس کے متعلق تم دونوں کے اصحاب جو

کچھ کہتے ہیں تم نے لکھا اور میں سمجھ گیا۔ اللہ کی پناہ اگر کوئی بینا ہونے کے بعد نابینا ہو جائے اور ہدایت پا جانے کے بعد گمراہ ہو جائے، برے اعمال اور تباہ کن فتنوں سے اللہ محفوظ رکھے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

''الف لام میم کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ صرف اس قول پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور وہ آزمائے نہ جائیں گے۔'' (سورہ عنکبوت، آیت ۱۔۲)

یہ لوگ کیسے فتنے میں پڑ رہے ہیں اور حیرانی کے عالم میں ادھر ادھر گھوم رہے ہیں کبھی داہنی جانب جاتے ہیں کبھی بائیں جانب۔ کیا ان لوگوں نے دین کو چھوڑ دیا یا اس میں انہیں شک لاحق ہے، یا واقعتاً دشمن حق پر ہیں یا اس کے متعلق جو سچی روایات اور احادیث صحیحہ آئی ہیں اسے نہیں جانتے یا جانتے ہیں مگر نفسانیت میں مبتلا ہیں۔ کیا ان لوگوں کو نہیں معلوم کہ زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہے گی، خواہ وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ ان کے نبی کے بعد ان کے ائمہ کا سلسلہ ایک کے بعد ایک ہے، یہاں تک کہ (میرے والد بزرگوار) وہ میرے والد بزرگوار کے گزرنے والے یعنی حسنؑ بن علیؑ تک پہنچا اور وہ اپنے آبائے کرام کے قائم مقام رہے۔ حق اور صراط مستقیم کی طرف لوگوں کی ہدایت فرماتے رہے۔

وہ ایک نور ساطع اور چاند تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے یہاں کے لیے منتخب کر لیا، وہ بھی چلے گئے اور اپنے آبائے کرام کے دستور کے بالکل مطابق اپنا عہد اور اپنی وصیت ایک ایسے کے حوالے کی جس کو اللہ عزوجل نے ایک رات تک کے لیے چھپا لیا اور اپنی مشیت سے اس کی جائے قیام کو مخفی رکھا اور اپنے سابقہ فیصلے اور جاری شدہ حکم کے مطابق اب یہ عہد اور یہ شرف میرے پاس ہے۔ ہاں اگر اللہ عزوجل کا اذن ہوتا جس کے لیے اس نے منع کر دیا ہے اور اپنے جاری کردہ حکم کو ختم کر دیتا تو میں حق کو بہترین شکل میں ظاہر کر دیتا اور اس کی علامات و دلائل کو واضح کر دیتا لیکن قضا اور قدر الٰہی پر کسی کا بس نہیں اور اس کے ارادے کو مسترد بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا یہ لوگ اپنی خواہشات کی پیروی کو چھوڑیں اور اپنے اصل دین پر چلے جائیں۔ جہاں وہ تھے اور جس چیز کو اللہ نے ان سے پوشیدہ رکھا ہے، اس کے لیے بحث نہ کریں ورنہ گناہ گار ہوں گے۔ اللہ کے ڈالے ہوئے پردے کو اٹھانے کی کوشش نہ کریں ورنہ نادم ہوں گے اور یہ جان لیں کہ حق ہمارے ساتھ ہے اور ہم میں ہے اور اس کا دعویٰ ہمارے سوا جو بھی کرے گا وہ کذاب اور مفتری ہوگا۔ ہمارے سوا یہ دعویٰ جو کرے گا وہ گمراہ و غاوی ہوگا۔ تم لوگ ہمارے اس جملے کو کافی سمجھو۔ تفسیر و تفصیل میں نہ جاؤ جو کچھ اشارۃً کہا گیا ہے اسی پر قناعت کرو انشاء اللہ تصریح کی ضرورت نہ ہوگی۔

حضرت امام زمانہؑ کے فیصلے

بصائر الدرجات میں حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے فیصلوں سے متعلق کئی روایات مرقوم ہیں۔ سلسلہ روایت یہ ہے کہ احمد بن محمد نے ابن سنان سے، انہوں نے ابان سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا ہے: "دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ ہم میں سے ایک ایسا مرد نہ پیدا ہو جائے گا جو آل داؤد علیہ السلام کی حکومت کی طرح حکومت نہ کرلے، وہ کسی بھی مقدمے میں کسی سے ثبوت طلب نہ کرے گا بلکہ ہر شخص کا فیصلہ خود اپنے علم سے کرے گا۔" عبداللہ بن جعفر نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے یونس سے انہوں نے حریز سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا۔ "دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ ہم اہل بیتؑ میں سے ایک ایسا مرد خروج نہ کرے جو حضرت داؤد علیہ السلام اور آل داؤد کی طرح فیصلے نہ کرلے، وہ کسی مقدمے میں کسی سے ثبوت طلب نہیں کرے گا۔"

محمد بن حسین نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے ابو خالد قماط سے انہوں نے حمران بن اعین سے روایت کی ہے کہ حمران کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا۔ آپؑ لوگ انبیاء ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا مگر میں نے ایک معتبر شخص سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہے کہ آپ لوگ انبیاء ہیں۔ آپؑ نے فرمایا۔ وہ ابوالخطاب ہوگا۔ (جس نے یہ حرکت کی ہے) میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ آپؑ نے فرمایا۔ اسی لیے تم بھی ہذیان بکنے لگے۔ میں نے عرض کیا۔ پھر آپ حضرات فیصلے کس بناء پر کرتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا۔ جس بناء پر آل داؤد فیصلے کیا کرتے تھے، اسی بناء پر ہم بھی فیصلے کرتے ہیں۔

محمد بن عیسیٰ نے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے منصور بن یونس سے انہوں نے فضیل الاعور سے انہوں نے ابوعبیدہ سے، ابوعبیدہ نے حضرت ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا۔ "جب حضرت قائم آل محمدؑ ظہور و قیام فرمائیں گے تو وہ بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح مقدمات کا فیصلہ کریں گے اور کسی مقدمے میں کسی سے ثبوت طلب نہیں کریں گے۔"

حسن بن طریف سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا اور دریافت کیا کہ جب حضرت امام قائم علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو

آپؑ لوگوں کے فیصلے کس بنیاد پر کریں گے؟ اور ارادہ کیا تھا کہ چوتھیہ بخار کے لیے بھی دریافت کروں گا لیکن بھول گیا۔ آپؑ نے جواب میں فرمایا۔ تم نے حضرت امام قائم علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا ہے تو سنو! جب آپؑ ظہور فرمائیں گے تو لوگوں کے فیصلے اپنے علم کی بنیاد پر کریں گے، جس طرح داؤد علیہ السلام کرتے تھے اور آپ کسی سے ثبوت طلب نہیں کریں گے۔

جعفر بن علی کا دعویٰ امامت

غیبۃ طوسی اور بحار الانوار میں مرقوم ہے کہ راویوں کی ایک جماعت نے تلعکبری سے انہوں نے اسدی سے انہوں نے احمد بن اسحٰق سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ان کے پاس ایک مرتبہ ان کے اصحاب میں سے کوئی آیا اور کہا کہ جعفر بن علی نے ان کو ایک خط لکھا ہے اور اس میں اپنا تعارف کرایا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ اپنے والد کے بعد وہی قائم ہے اور اس کے پاس حلال و حرام بلکہ وہ تمام علوم ہیں جن کی لوگوں کو ضرورت ہے۔ احمد بن اسحٰق کا بیان ہے کہ جب میں نے جعفر بن علی کا خط پڑھا تو حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کو خط لکھا اور جعفر کے خط کو اپنے خط کے ساتھ ڈال دیا تو آپؑ کی طرف سے میرے پاس یہ جواب آیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تم کو زندہ و سلامت رکھے، تمہارا خط ملا اور وہ خط بھی ملا جو تم نے لفافے میں رکھ دیا تھا۔ میں اس کے مضمون پر مطلع ہوا۔ اس میں جگہ جگہ تضاد اور جگہ جگہ غلطیاں ہیں۔ اگر تم غور سے پڑھتے تو تمہیں بھی محسوس ہوتا۔ اس اللہ رب العالمین کی حمد اور ایسی حمد کہ اس میں اس کا کوئی شریک نہیں کہ اس نے ہم لوگوں پر اپنا احسان اور اپنا فضل کیا۔ اللہ عز و جل کو اس کے سوا کچھ منظور نہیں کہ حق کو اتمام تک پہنچائے اور باطل کو مٹا دے اور جس کا میں ذکر کر رہا ہوں اور جو کچھ کہہ رہا ہوں اس پر گواہ رہے اس دن کہ جس کے آنے میں شک ہی نہیں۔ وہ ہم لوگوں سے پوچھے گا اس امر کے متعلق جس میں ہم لوگ اختلاف کر رہے ہیں۔ اس نے اس خط کے لکھنے والے کو مکتوب الیہ (یعنی مجھ) پر اور تم پر اور تمام مخلوق میں سے کسی شخص پر امام نہیں، نہ اس کی اطاعت فرض کی نہ کوئی ذمے داری سونپی ہے۔ اب میں اس کی ذرا اور وضاحت کروں تا کہ وہ انشاء اللہ تم لوگوں کے لیے کافی ہو۔

اے احمد بن اسحٰق اللہ تم پر رحم فرمائے۔ سنو اللہ نے کسی مخلوق کو بیکار خلق نہیں کیا اور نہ خلق کرنے کے بعد اس نے مہمل چھوڑ دیا بلکہ ان سب کو اس نے اپنی قدرت سے خلق کیا۔ انہیں کان و آنکھیں دیں اور دل و

دماغ عطا فرمائے پھر اس نے انبیاء علیہم السلام کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر ان کے پاس بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو اللہ کی اطاعت کا حکم دیں اور اس کی نافرمانی سے منع کریں، اپنے خالق اور اپنے دین کے متعلق جو کچھ لوگ نہیں جانتے وہ انہیں بتائیں اور ان انبیاء پر صحیفے نازل فرمائے اور ان کے پاس فرشتے بھیجے تا کہ عوام الناس اور ان کے درمیان فرق رہے اور انبیاء کا عام لوگوں پر فضل و شرف ثابت ہو پھر انبیاء کو معجزات و کرامات عطا کیے اور بہت سی نشانیاں عنایت فرمائیں۔

چنانچہ ان میں سے کسی کے لیے آگ کو ٹھنڈا کر دیا اور ان کو اپنا خلیل بنایا۔ کسی سے کلام کیا اور ان کے عصا کو اژدھا بنا دیا۔ ان میں سے کسی نے خدا کے اذن سے مُردوں کو زندہ کیا اور مجذوم و مبروص کو اچھا کر دکھایا، کسی کو پرندوں کی زبان کا علم عطا فرمایا، ہر شے میں سے انہیں تھوڑا بہت دیا۔ پھر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالمین کے لیے باعث رحمت بنا کر بھیجا اور آپؐ پر اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا، ان پر نبوت کو ختم کر دیا۔ چنانچہ ان سے جو سچائیاں ظاہر ہوئیں۔ وہ سب پر بخوبی مانع و روشن ہیں اور جو معجزات و علامات ظہور میں آئیں ان سے سب ہی واقف ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض فرمائی اور ان کے بعد یہ امر ہدایت ان کے بھائی ان کے ابن عم، ان کے وصی اور ان کے وارث حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے سپرد کیا اور پھر ان جناب کے بعد یہ امر ہدایت ان کی اولاد میں سے ان کے اوصیاء ایک کے بعد کو سونپا گیا تا کہ ان حضرات کے ذریعے سے وہ اپنے دین کو زندہ رکھے اور اپنے نور کو درجہ اتمام تک پہنچائے اور ان اوصیاء اور ان کے بھائیوں و نبی اعمام و قرابتداروں کے درمیان واضح فرق رکھا۔ تا کہ حجت خدا اور غیر حجت خدا اور امام و ماموم میں امتیاز کیا جا سکے اور وہ اس طرح کہ ان اوصیاء و ائمہ کو گناہوں سے پاک اور ہر عیب سے منزہ، ہر پلیدگی سے دور رکھا اور انہیں اپنے علم کا خزانہ دار اور اپنی حکمت کا امین اور اپنا راز دار بنایا اور معجزات و دلائل سے ان کی تائید بھی فرمائی اور اگر ایسا نہ کرتا تو تمام لوگ برابر ہو جاتے اور سب لوگ امر الٰہی ہونے کا دعویٰ کرتے پھر حق و باطل میں کوئی تمیز اور عالم و جاہل کی کوئی شناخت نہ رہ جاتی۔

اور اس مبطل اور مفتری یہ دعویٰ کر کے اللہ پر افتراء و جھوٹا الزام لگایا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ کس طرح اپنے دعویٰ کی سچائی ثابت کر سکے گا۔ کیا وہ دین الٰہی اور علم فقہ سے اپنی سچائی ثابت کرے گا، تو خدا کی قسم اس کو تو یہ تک نہیں معلوم کہ حلال کیا ہے اور حرام کیا ہے، غلط کیا ہے اور صحیح کیا ہے، حق کیا ہے اور باطل کیا ہے، محکم کیا ہے اور متشابہ کیا ہے۔ وہ نماز اور اس کے حدود و اوقات تک کو تو جانتا نہیں۔ پھر کیا وہ ورع و تقویٰ سے

اپنے دعویٰ امامت کو ثابت کرے گا؟ تو اللہ گواہ ہے کہ اس نے تو چالیس دن تک شعبدہ بازی سیکھنے کے لیے نماز فریضہ کو ترک کیا اور شاید کہ اس خبر سے تم لوگوں کو اذیت ہو کہ اس کے گھر میں شراب نوشی کے ظروف اور معصیت الٰہی کے آثار موجود ہیں۔ پھر کیا وہ کسی معجزے سے اپنا دعویٰ ثابت کرے گا۔ تو ایسا ہے تو وہ کوئی معجزہ پیش کرے یا اس کے پاس کوئی اور امامت کی دلیل و حجت ہو تو بتائے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ''بسم الرحمٰن الرحیم۔ حامیم۔ یہ کتاب کا نزول اللہ زبردست صاحب حکمت کی طرف سے ہے اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو ان کے درمیان ہے ایک مقررہ مدت تک کے لیے حق کے ساتھ پیدا کیا اور جنہوں نے کفر اختیار کیا وہ اس بات سے اعراض کرتے ہیں جس سے انہیں تنبیہ کی جاتی ہے۔ (اے حبیبؐ) کہہ دیجئے کہ تم لوگ ذرا سوچو تو سہی کہ جس کو تم اللہ کے سوا (معبود سمجھ کر) پکارتے ہو مجھے دکھاؤ تو کہ انہوں نے زمین کی کس چیز کو پیدا کیا ہے یا آسمانوں میں ان کی کوئی مشارکت و شرکت ہے۔ اگر تم ہی سچے ہو تو میرے پاس اس سے پہلے والی کوئی کتاب یا علمی آثار لا کر دکھاؤ بھلا اس سے زیادہ بھی کوئی گمراہ ہو سکتا ہے جو اللہ کے بجائے ایسوں کو پکارے جو قیامت کے دن تک اس کا جواب ہی نہ دے سکیں، حالانکہ ان کو تو ان کی پکار کا شعور تک نہیں، اور جب لوگوں کو یکجا کیا جائے گا تو وہی ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کا انکار کریں گے۔'' (سورہ ۴۶، احقاف، آیت ۱تا۶)

اللہ تمہیں توفیق دے اس ظالم سے پوچھو جو میں نے تمہیں بتایا ہے اور اس کا امتحان لو اور قرآن مجید کی کسی ایک آیت کی بھی اس سے تفسیر دریافت کرو یا نماز فریضہ کے حدود کیا ہیں، دریافت کر کے دیکھ لو کہ اس میں کیا ہے واجب ہے تاکہ تمہیں اس کا حال اور علمی قابلیت کا پتہ چل جائے اور تمہیں اس کے نقص و عیب کا پتہ چل جائے۔ اللہ نے حق کو اس کے اہل میں محفوظ کر دیا ہے اور اس کو اس کے اصل مستقر پر رکھا ہے اور اللہ کو یہ منظور نہیں کہ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کے بعد امامت کا عہدہ دو بھائیوں کو ملے اور جب اللہ عزوجل ہمیں بولنے کی اجازت دے گا تو حق ظاہر ہوگا اور باطل مرجھا جائے گا اور میں اللہ تعالیٰ سے کفایت چاہتا ہوں، وہ ہمارے لیے کافی ہے اور بہترین وکیل ہے اور اللہ اپنی رحمت نازل فرمائے محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

سوالات کے جوابات از طرف امام العصرؑ

حضرت امام زمانہ علیہ السلام نے زمانہ غیبت میں اپنے نائبین مقتدر کے ذریعے جن سوالات کے جوابات ارسال فرمائے وہ قیامت تک کے لیے مشعل راہ ہیں۔

سوال (۱): ابو العباس احمد بن خضر سے روایت ہے کہ ایام غیبت صغریٰ میں حضرت امام عصر علیہ السلام کی رویت اور زیارت کی تمنا میں بے حد بے چین تھا کہ ایک دستاویز میرے نام سے برآمد ہوئی جس میں تحریر تھا:

جواب: جس شخص نے میری جستجو کی وہ حقیقتاً میری تلاش و جستجو میں مصروف رہا اور جو شخص میری تلاش میں رہا وہ ضرور خلائق کو میرا نشان بتا دے گا اور جس شخص نے خلائق کو میرا نشان بتلا دیا وہ میرے قتل و ہلاکت کا باعث ہوا وہ مشرک بھی ہوا اور کافر بھی۔

سوال (۲): سائل نے نماز جناب جعفر طیار کی نسبت استفسار کیا کہ حالت قیام میں یا رکوع و سجود کی حالتوں میں ذکر تسبیح اس سے سہو واقع ہوا اور نماز تمام ہونے سے قبل ذکر سہو شدہ کا اس کو خیال آ گیا تو ایسی حالت میں وہ اپنے سہو کردہ ذکر تسبیح ادا کرے یا نماز کو ادا کرے، بعد اس کے ذکر تسبیح کو ادا کرے۔ سائل کے جواب میں توقیع (فرمان، دستاویز) مقدس نکلی جس میں مرقوم تھا۔

جواب: جب ایسی حالتوں میں سے کسی حالت میں سہو واقع ہو اور وقت گزر جانے کے بعد وہ یاد آئے تو جو چیز کہ اس سے فوت ہوئی ہے ادا کر سکتا ہے۔

سوال (۳): زن و شوہر کے معاملات میں پوچھا گیا کہ آیا عورت اپنے شوہر کی مشایعت جنازہ میں شریک ہو سکتی ہے؟ جواب میں ارشاد ہوا۔

جواب: مشایعت جنازہ کر سکتی ہے۔

سوال: (۴): کیا بیوہ کو ایام عدت میں اپنے شوہر کی قبر کی زیارت جائز ہے یا نہیں؟

جواب: شوہر کی قبر کی زیارت کر سکتی ہے۔ مگر رات کے وقت اپنے گھر سے باہر نہ نکلے۔

سوال (۵): اس جواب کے بعد استفسار کیا گیا کہ وہ اپنے ضروری امور کی انجام دہی کے لیے بھی ایسی حالت میں باہر جا سکتی ہے؟

جواب: اگر اس کو کسی غیر شخص سے اپنا کوئی حق لینا ہے تو وہ اس سے لے سکتی ہے اور اس کے لیے باہر جا سکتی ہے۔ مگر رات کے وقت اپنا گھر نہیں چھوڑ سکتی۔

سوال (۶): حضرتؑ سے وداع ماہ رمضان کی بابت دریافت کیا گیا کہ عام طور پر وداع ماہ رمضان المبارک شب آخر میں پڑھی جاتی ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ روز آخر جب ہلال عید نمودار ہو پڑھنا چاہیے۔ ان دو صورتوں میں کون سی صورت اختیار کی جائے؟

جواب: اعمال ماہ المبارک تمام تر رات کو کیے جاتے ہیں اس لیے وداع بھی آخری شب میں کرنی چاہیے۔ اگر کمی ایام کا خیال ہو تو دونوں راتیں ۲۹ ر، اور ۳۰ ر کو وداع پڑھیں۔

سوال: (۷): نماز کے بارے میں دریافت کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے جب اول تشہد سے فارغ ہوا اور تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوا تو اس کے لیے تکبیر کہنا ہے یا نہیں؟ بعض اس کے وجوب کے قائل نہیں۔ صرف بحول اللہ تعالیٰ وقوتہ اقوم واقعد کے ذکر کو کافی سمجھتے ہیں۔

جواب: اس امر میں دو حدیثیں وارد ہیں۔ ایک یہ کہ جب مصلی ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہو تو اس پر تکبیر ہے۔ اور دوسری یہ کہ جب سورہ دوم سے سر اٹھائے تو اس پر تکبیر ہے۔ پھر بیٹھ جائے پھر اٹھے۔ پس بیٹھنے کے بعد اٹھنے کے لیے اسے تکبیر کہنا لازم ہے۔ اور اسی طرح تشہد اول کی بھی صورت ہے اور ان دونوں صورتوں میں سے جس پر عمل کیا جائے وہ صحیح ہے۔

سوال (۸): قربانی کے متعلق سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے دوست سے کہا کہ اس کی طرف سے اونٹ خرید کر اسی کی طرف سے منیٰ میں نحر کر دے۔ چنانچہ اس شخص نے اونٹ تو خرید لیا مگر قربانی کرتے وقت اس کا نام لینا بھول گیا۔ جب ذبح کر چکا تو نام یاد آیا۔ تو آیا ایسی قربانی اس شخص کی طرف سے صحیح ہو گی یا نہیں۔

جواب: اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور اس کے دوست کی طرف سے جائز ہے۔

سوال (۹): دریافت کیا گیا کہ کتب اعمال مثال (ثواب القرآن فی الفرائض) وغیرہ میں وارد ہے کہ آپ کی خدمت سے حکم ہوا ہے کہ مجھے سخت تعجب ہوتا ہے۔ اس شخص کی غفلت پر جو اپنی نماز میں سورہ انا انزلنا کی تلاوت ترک کرتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کی نماز کیسے قبول بارگاہ احدیت ہوتی ہے۔ پھر دوسری جگہ حکم ہوا کہ وہ نماز کسی طرح بہتر نہیں کہی جا سکتی جس میں سورہ قل ھو اللہ احد کی تلاوت نہیں کی جاتی، پھر تیسری جگہ فرمایا گیا ہے کہ جو شخص اپنی نماز میں سورہ ھمزۃ یعنی ویل لکل ھمزہ (جو پارہ ۳۰ ر میں) کی تلاوت کرتا ہے اس کو بعد دنیا ثواب ملتا ہے۔ کیا ایسی حالت میں مناسب ہے کہ سورہ ہائے انا انزلنا اور قل ھو اللہ احد کو ترک کر کے سورہ ھمزہ کی تلاوت کی جائے۔ اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ ان دونوں سورتوں کے ترک کرنے میں اجابت و مقبولیت نماز میں تردد واقع ہوتا ہے۔

جواب: ثواب ان سورتوں کی تلاوت کا ایسا ہی ہے جیسا کہ وارد کیا گیا ہے اور اگر کوئی شخص ان سورتوں میں سے جن کا ثواب لکھا ہے۔ ترک کر دے اور بجائے اس کے سورہ قل ھو اللہ احد اور سورہ انا

انزلنا ان کی فضیلت کی وجہ سے پڑھے تو ان سورتوں کا ثواب جو اس نے پڑھیں اور ان سوروں کا بھی جو اس نے ترک کر دیئے دونوں اس کو عطا کیے جائیں گے اور یہ بھی جائز ہے کہ ان دونوں سوروں کے سوا دوسرے سورے بھی پڑھے جائیں۔ نماز ہو جائے گی۔ لیکن ان سوروں کا ثواب اسے نہیں ملے گا۔

سوال (۱۰): ایک شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کو تحصیل اموال موقوفات کا عہدہ سپرد ہے اور وہ ان اموال کو جو اس کے قبضہ میں ہیں، اپنے لیے حلال جانتا ہے اور اموال موقوفات کو لینے سے کسی طرح پرہیز نہیں کرتا، ایسی حالت میں مجھ کو اکثر ان دیہات میں جانے کا اتفاق ہوا جو اس کے زیر انتظام ہیں اور اس کو میں وہاں اکثر پاتا ہوں اور مجھے اس کے پاس جانے کا بھی اتفاق ہوتا ہے اور اکثر کھانے کا بھی وقت ہو جاتا ہے۔ وہ مجھے کھانے کی تکلیف دیتا ہے اگر میں کھانا کھانے سے انکار کرتا ہوں تو وہ مجھ سے سخت عداوت کرتا ہے اور اس کی یہ عداوت میرے لیے مختلف نقصانات کا باعث ہوتی ہے ایسی خاص صورت میں مجھے اس کا کھانا کھانا جائزہ ہوگا یا نہیں؟ اگر میں اس کے کفارہ میں تصدق کرنا چاہوں تو اس تصدق کی مقدار کیا ہونی چاہیے اور اگر یہ وکیل موقوفات کسی شخص کے پاس کوئی شے کھانے کی ہدیہ کے طور پر بھیجتا ہو اور اتفاق سے میں بھی اس کے پاس موجود ہوں اور وہ مجھ سے کہے اس میں سے کھالو یا اپنے گھر لے جاؤ۔ حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ ہدیہ بھیجنے والا وکیل موقوفات ان اموال موقوفات کے تصرف میں کوئی خوف نہیں کرتا تو اگر وہ ہدیہ میں لے لوں یا اس میں سے کچھ اپنے گھر لے جاؤں تو میرے اس عمل سے خاص میرے لیے کوئی حرج ہوگا یا نہیں؟

جواب: اگر اس شخص کی کوئی جائیداد یا آمدنی سوائے اموال موقوفات کے اس کے اختیار میں ہے تو اس کا کھانا بھی کھایا جا سکتا ہے اور تحفہ بھی لیا جا سکتا ہے اور اگر دوسری معاش نہیں ہے تو جائز نہیں۔

سوال (۱۱): ارکان نماز واجب وسنت اور سجدہ شکر کی نسبت پوچھا گیا کہ نماز واجب میں مصلی قنوت کی دعا پڑھ کر اپنے منہ اور سینہ کی طرف سیدھا کر لیتا ہے مطابق اس روایت کے جس میں وارد ہوا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ اس سے کہیں زیادہ بزرگ ہے کہ وہ اپنے بندے کے ہاتھوں کو دعا کرنے کے بعد خالی پھیر دے بلکہ وہ اپنی رحمت سے اس کے ہاتھوں کو لبریز کر دیتا ہے اور دوسری روایت کی رو سے ہاتھوں کو منہ پر پھیر لینا منقول ہوا ہے۔ آیا یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟ بعض علماء سے مروی ہے کہ نماز میں دونوں صورت میں سے صرف ایک ہی پر عمل جائز ہو سکتا ہے۔

جواب: نماز واجبی میں ہاتھوں کو سر اور منہ پر پھیرنا جائز نہیں ہے اور جس چیز کے ساتھ نماز واجبی میں عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب مصلی قنوت پڑھ چکے تو وہ اپنے ہاتھوں کو آہستگی اور سہولت کے ساتھ اپنے سینے کے مقابل لا کر اپنے زانوؤں تک پہنچائے اور تکبیر کہے اور پھر رکوع میں جلد چلا جائے۔ منہ پر ہاتھ پھیر لینے کی خبر بھی صحیح ہے۔ مگر نوافل شب و روز میں، نہ کہ نماز ہائے واجب میں اور نوافل میں اس عمل کے بجائے یعنی ہاتھوں کا منہ پر پھیر لینا افضل ہے۔

سوال (۱۲): سجدہ ہائے شکر کے بارے میں پوچھا گیا کہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ کیونکہ بعض اس کو بدعت بتلاتے ہیں اور اگر جائز ہے تو نماز مغرب کے بعد یا نافلہ پڑھ کر؟

جواب: سجدہ شکر لازم و واجب ترین سنت ہے اور کبھی کسی نے اس کو بدعت نہیں بتلایا مگر اس شخص نے جس نے دین خدا میں احداث و اختراع کیا ہوگا۔ اب اس امر کا جواب کہ سجدہ شکر خصوصاً بعد از مغرب وقبل از چہار رکعت نوافل مغرب کے ساتھ لازم ہے کہ ان دعاؤں اور تسبیحات کی فضیلت جو بعد فرائض بجا لائی جائیں ان دعاؤں پر جو نوافل کے ساتھ ادا کی جائیں بعینہ ایسی ہے جیسا کہ فرائض نوافل پر ثابت ہے اور سجدہ اصل میں دعا تسبیح ہے لہٰذا افضل یہی ہے کہ فرائض کے بعد بجا لایا جائے اور اگر بعد نوافل بجا لائیں تو بھی جائز ہوگا۔

سوال: (۱۳): بیع وشراء کے متعلق یہ سوال کیا گیا کہ ہمارے چند برادران ایمانی ایسے ہیں جنہیں ہم پہچانتے ہیں۔ ایک قطعہ زمین نو آباد قید خانہ شاہی سے ملحق ہے۔ جس میں حاکم وقت کا بھی حصہ ہے اور قبضہ جابرانہ و غاصبانہ ہے اکثر اوقات بعض اہل شہر اسے بغیر اجازت جوت لیتے ہیں اور اسی کی وجہ سے عمال شاہی ان کو سزا بھی دیتے ہیں اور حتیٰ الامکان ملازمین سلطانی اس کی پیداوار پر قابض و متصرف ہونے سے اہل شہر کو باز رکھتے ہیں۔ اس لیے وہ زمین بوجہ ویران رہنے کے کچھ اچھی قیمت بھی نہیں رکھتی۔ اس لیے کہ مکمل بیس سال سے محض افتادہ پڑی ہے۔ یہ مذکورہ بالا برادران ایمانی اس کی خریداری سے انکار محض اس لیے کرتے ہیں کہ ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہ قطعہ زمین کسی زمانے میں کسی خاص شخص نے وقف کی تھی۔ جس کو سلطان وقت نے جبراً حاصل کیا تھا، اس صورت حال میں اگر زمین مذکورہ کی بیع سلطانِ وقت کی طرف سے جائز ہے اور اس میں کوئی شرعی حرج نہیں ہے تو اس کا خریدنا ہمارے برادران ایمانی کے لیے نہایت مفید اور نافع ثابت ہوگا اور زمین مذکورہ بھی سرسبز و آباد ہو جائے گی اور وہ حصہ زمین ایسا ہے کہ آسانی سے سیراب ہو سکتا ہے اور عمدہ پیداوار دے سکتا ہے اور اگر اسی

کا بیع سلطانِ وقت کی جانب سے حلال نہیں ہے تو حکم امتناعی جاری فرمایا جائے۔
جواب: سوائے مالک زمین مذکورہ کے بیع کیے ہوئے یا اس کا حکم یا اس کی رضا و التمزاج لیے ہوئے معاملہ مسطورہ (تحریر کیا ہوا) صحیح و جائز نہیں۔
سوال (۱۴): ۳۰۸ ہجری میں غیبت صغریٰ کے زمانے میں محمد بن عبداللہ حمیری نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں ایک طویل عریضہ تحریر کیا اور اس میں اس بات کا ذکر کیا کہ ہماری قوم وملت کے بعض ارباب علم ویقین اور اکثر مقتدر خواتین آج ۲۲ برس سے ماہ رجب کے روزے رکھتی ہیں اور اپنے ان روزوں کو مسلسل شعبان اور ماہ رمضان کے روزوں سے ملا دیتی ہیں برخلاف اس سیرت کے ہمارے بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ روزے معصیت میں داخل ہیں۔
جواب: ماہ رجب کے پندرہ روزہ تک تو روزہ رکھیں پھر منقطع کر دیں مگر اپنے قضا روزوں سے تین روزے بعد میں بھی رکھ سکتے ہیں کیونکہ اس امر میں حدیث خاص وارد ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ماہ رجب قضا روزوں کے ادا کرنے کے لیے سب سے اچھا مہینہ ہے۔
سوال (۱۵): حضرتؑ سے دریافت کیا گیا کہ ماموم اس وقت شریک جماعت ہوا جب امام نماز ذکر رکوع میں شریک تھے۔ وہ اپنے موجودہ الحاق با جماعت اور ذکر رکوع کو جو اس نے امام کے ساتھ کیا ہے۔ رکعت فوت شدہ کے برابر جانتا ہے برخلاف اس کے بعض اصحاب کا خیال ہے کہ تاوقتیکہ یہ شخص اس تکبیر کی آواز کو جو امام پیش از رکوع کہتا ہے نہ سن لے صرف ذکر رکوع یا محض اقتدائے امام جماعت کو ایک رکعت فوت شدہ کی جگہ نہیں شمار کر سکتا، اس مسئلہ کا جواب ان الفاظ میں فرمایا۔
جواب: اگر وہ شخص ایسی حالت میں بھی امام جماعت سے مل جائے کہ جب اس کو ذکر رکوع میں صرف ایک بار سبحان اللہ کہنے کو اور رہ گیا ہوتا ہے اس کی ایک رکعت شمار میں ہوگی خواہ اس نے امام جماعت کی تکبیر قبل از رکوع کی آواز کو سنا ہو یا نہیں۔
سوال (۱۶): دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے نماز ظہر کے بعد نماز عصر پڑھی، جب نماز عصر کی دو رکعت پڑھ چکا تو اسے خیال آیا کہ اس نے نماز ظہر کی کل دو رکعتیں پڑھیں ہیں۔ ایسی صورت میں اسے کیا کرنا چاہیے؟
جواب: اگر اس نے درمیان نماز کے کوئی ایسا امر کیا ہے جس سے نماز باطل ہو جاتی ہے تو اسے دونوں نمازوں کا اعادہ کرنا چاہیے اور اگر ایسا امر کوئی اس سے سرزد نہیں ہوا ہے تو ان دونوں

رکعتوں کو جو اس نے نماز عصر کے حساب میں پڑھی ہیں نماز ظہر کے تتمہ میں محسوب کرے بعد اس کے نماز عصر پڑھ لے۔

سوال (۱۷): حضرتؑ سے دریافت کیا گیا کہ اہل بہشت کے لیے توالد و تناسل بھی ہے یا نہیں؟ یہ جواب مرحمت ہوا۔

جواب: عورتوں کو بہشت میں ولادت، حیض، نفاس اور تمام نسوانی ضرورتوں کی کوئی حاجت نہیں ہوگی۔ عورتوں کو بہشت میں حمل ہونے یا بچہ کی ولادت وغیرہ کی ضرورت پیش نہیں ہوگی اور وہاں تمام ایسی ہی مخلوق ہوں گی جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس نے عبرت اور تنبیہ الخلائق کے لیے خاص طور پر بغیر اسباب کے خلق فرمایا ہے۔

سوال (۱۸): آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ خاک تربت جناب امام حسین علیہ السلام میت کے ساتھ قبر میں رکھنا جائز ہے؟

جواب: حضرتؑ نے تحریر فرمایا خاک تربت جناب امام حسینؑ کے ساتھ قبر میں رکھنا جائز ہے۔

سوال (۱۹): استفسار کیا گیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے اپنے ایک فرزند گرامی حضرت اسماعیل کے کفن پر اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا تھا۔ اسماعیل اشھد ان لا الہ اللہ۔ کیا ہم لوگوں کے لیے بھی اپنی میت کے پارچہ ہائے کفن پر اس کا لکھنا جائز ہوگا یا نہیں؟ اور کیا ہم ان فقرات کو خاک تربت حضرت امام حسین علیہ السلام سے لکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب میں تحریر ہوا۔

جواب: جائز ہے۔

سوال (۲۰): دریافت کیا گیا کہ خاک تربت حضرت امام حسین علیہ السلام سے تسبیح تیار کر کے اس پر سبحان اللہ ربی العظیم پڑھنا جائز ہوگا یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اس میں کوئی فضیلت بھی ہے یا نہیں۔

جواب: خاک شفاء پر ذکر جائز ہے۔ کسی دوسری شے پر ذکر تسبیح کو وہ فضیلت حاصل نہیں ہے جو خاک شفاء پر ہے اور جو فضیلت مخصوص اس کو حاصل ہے وہ یہ کہ اگر کوئی شخص ذکر تسبیح کو بھول جائے اور صرف اس کے دانوں کو گردش دیا کرے تو اس کو ذکر تسبیح کا پورا پورا ثواب حاصل ہوگا۔

سوال (۲۱): سوال کیا گیا کہ انسان کے لیے جائز ہے کہ وہ نماز واجبی یا مستحبی میں تسبیح کو اپنے ہاتھ سے گردش دے؟

جواب: اگر اس کو غلطی یا سہو کا خوف ہو تو جائز ہے۔

سوال (۲۲): پوچھا گیا کہ خاک پاک پر سجدہ صحیح ہے؟ اور اس میں بھی کوئی خاص فضیلت ہے؟

جواب: حکم ہوا جائز ہے اور اس میں بھی فضیلت ہے۔

سوال (۲۳): استفسار کیا گیا کہ ایک شخص زیارت قبور حضرت ائمہ طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین کے لیے جایا کرتا تھا۔ کیا اس کو ان قبور مطہر کے آگے سجدہ جائز ہے یا نہیں۔ کیا یہ بھی اس کے لیے جائز ہے کہ وہ قبر مطہرات کے نزدیک نماز پڑھے اور اگر نماز پڑھے تو قبر مطہرہ کی پشت پر کھڑا ہو اور مزار کو قبلہ کی طرف آگے لے لے۔ یا قبر مطہرہ کی دائیں جانب استادہ ہو یا پھر بائیں جانب کھڑے ہو کر نماز ادا کرے۔ آیا جائز ہے کہ قبر منور کو اپنی پشت پر لے کر اس کے آگے قبلہ رو اس طرح کھڑا ہو کہ قبر مطہر اس کی پس پشت واقع ہو؟ ناحیہ مقدسہ سے اس کا جواب اس عبارت میں صادر ہوا؟

جواب: قبور پر سجدہ کرنا کسی صورت میں عام اس سے کہ بقصد زیارت ہو یا نوافل یا فرائض جائز نہیں۔ باقی رہا جس امر پر عمل ہو سکتا ہے وہ اتنا ہی ہے کہ سیدھے رخسار کو قبر مطہر پر رکھے اور نماز ہر قبر منور کے پشت پر اس طرح ادا کرے کہ قبر منور کو اپنے منہ کے آگے رکھے اور قبر منور کے آگے کھڑے ہو کر یا بالائے سر یا پائیں پا نماز کا ادا کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ امام کے آگے کھڑا ہونا یا ان کے برابر کھڑے ہونا ان کے یمین و یسار کھڑے ہونا جائز نہیں ہے۔

سوال (۲۴): دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے مال میں سے کچھ نذر اخدا نکالا اور نیت کی کہ اپنے اس مال کو اپنے کسی برادر مومن پر ایثار کرے دے گا۔ مگر اس نیت کے بعد وہ اپنے عزیز و اقارب میں سے خاص شخص کو محتاج پاتا ہے تو کیا ایسا ہو سکتا ہے بخلاف نیت سابق وہ اپنے مال کو بجائے عام برادران ایمانی کے اپنے اس عزیز اور قریبی برادر کے حوالے کر دے۔

جواب: ناحیہ مقدسہ سے یہ جواب عنایت کیا گیا کہ دونوں میں سے جو شخص اسکے مذہب سے قریب تر ہو اس کو دینا چاہیے اور اگر اس حدیث پر نظر کی جائے کہ معصوم نے فرمایا۔ خدا اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں کرتا جس کا کوئی عزیز محتاج ہو تو اس مال کو دونوں پر تقسیم کر دینا چاہیے۔ تاکہ دونوں فضیلتیں حاصل ہو جائیں۔

سوال (۲۵): کیا مبروص، مجذوم اور مفلوج کی گواہی درست ہے؟ کیونکہ ان کے متعلق وارد ہوا ہے کہ یہ نماز کی امامت نہیں کر سکتے؟

جواب: اگر یہ امراض ان کو پیدائش کے بعد حادث ہوئے ہوں تو جائز ہے اور اگر پیدائشی ہوں تو جائز نہیں۔

سوال (۲۶): پوچھا گیا کہ خز (ایک دریائی چوپایہ جو لومڑی سے مشابہ ہوتا ہے) کا لباس جس میں خرگوش کے بال مخلوط ہوں اس کے بارے میں حضرت حسن عسکری علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ کیا اس میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ پھر ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہو سکتی تو ان روایتوں میں سے کس پر عمل کیا جائے؟

جواب: حضرت نے فرمایا ان کی جلد کے ساتھ نماز حرام ہے۔ خالی بالوں میں جائز ہے۔

سوال (۲۷): دریافت کیا کہ بعض اوقات انسان اندھیرے میں نماز شب پڑھتا ہے اور غلطی سے پیشانی بجائے سجدہ گاہ کے فرش پر پڑ جاتی ہے۔ جب سر اٹھایا تو سجدہ گاہ نظر آئی کیا یہ سجدہ محسوب ہوگا یا نہیں؟

جواب: جب تک بالکل سیدھا ہو کر نہیں بیٹھا ہے سجدہ گاہ ڈھونڈھنے کے لیے سر اٹھا سکتا ہے۔ (احتجاج طبرسی)

سوال (۲۸): وقت طلوع و غروب آفتاب نماز کے متعلق پوچھا گیا کیونکہ روایات بطریق عامہ وارد ہیں کہ یہ وقت شیطان کے سینگ نکلنے کا ہوتا ہے لہٰذا ان اوقات میں نماز نہیں پڑھنا چاہیے۔

جواب: تم نے طلوع و غروب شمس کے وقت نماز کی بابت دریافت کیا ہے تو اس کے متعلق یہ ہے کہ اگر بالفرض وہ بات مان لی جائے۔ جو عامۃ الناس میں مشہور ہے کہ صبح کو سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان طلوع کرتا ہے اور شام کو بھی اس کے سینگوں کے بیچ میں غروب کرتا ہے تو شیطان کی ناک رگڑنے کے لیے نماز سے بہتر کون سی چیز ہو سکتی ہے۔ لہٰذا تم ان اوقات میں نماز پڑھ کر ابلیس کی ناک کو خوب رگڑا کرو۔

سوال: (۲۹): ایک ایسے بچے کے متعلق سوال کیا گیا جس کا ختنہ کیا گیا لیکن بعد میں کھال دوبارہ بڑھ گئی۔ کیا اس کا دوبارہ ختنہ کیا جائے یا نہیں؟

جواب: اس کا ختنہ دوبارہ واجب ہے کیونکہ جس کا ختنہ نہ کیا گیا ہو جب زمین پر پیشاب کرتا ہے تو چالیس روز تک زمین فریاد کرتی ہے۔

سوال (۳۰): نماز کی حالت میں سامنے آگ، مورت، چراغ کی بابت پوچھا گیا کہ ایسی حالت میں نماز درست ہے یا نہیں؟

جواب: جو بت پرستوں اور آتش پرستوں کی اولاد ہو اس کے لیے جائز نہیں ہے۔

زہری کے سوالات کے جوابات

شیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کافی میں زہری سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں عرصہ سے صاحب عصر الزمان کی زیارت کا متمنی تھا۔ اس مقصد کے حصول کی خاطر میں نے بہت کوشش کی۔ یہاں تک میں محمد بن عثمان عمروی جو حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کے دوسرے نائب تھے، ان کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا اور ایک مدت تک ان کی خدمت کرتا رہا۔ آخر میں نے آپ سے اپنا دلی مقصد بیان کیا۔ ابتدا میں انہوں نے میری اس آرزو سے پہلوتہی کی۔ جب میں نے بہت التجا اور گریہ وزاری کی تو انہوں نے کہا: کل صبح سویرے آنا۔ لہٰذا دوسرے دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میں آپ کے پاس پہنچا تو میں نے ان کو ایک نوجوان سے محوِ گفتگو پایا۔ ان حضرت کا چہرہ نہایت حسین تھا اور جسم اطہر سے خوشبو ساطع ہو رہی تھی اور آستین میں کوئی چیز تھی۔ میں عمروی کی طرف بڑھا مگر انہوں نے ان کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔ میں نے ان سے سوالات کیے۔ انہوں نے ہر سوال کا جواب اطمینان بخش دیا۔ بعدازاں وہ گھر میں داخل ہونے لگے تو عمروی نے مجھ سے کہا اور جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو کیونکہ اس کے بعد پھر کبھی تم ان سے ملاقات نہ کر سکو گے۔ جب میں مزید سوالات کرنے کی غرض سے آگے بڑھا تو انہوں نے (حضرت امام مہدی علیہ السلام) صرف اتنا فرمایا: ملعون ہے، ملعون ہے۔ وہ شخص جو شام کی نماز (یعنی نماز مغرب) اتنی دیر سے پڑھے کہ ستارے آسمان پر پھیل جائیں اور صبح کی نماز اتنی دیر سے پڑھے کہ ستارے غائب ہو جائیں۔ یہ فرما کر گھر میں داخل ہو گئے۔ (احتجاج طبرسی)

خمس کی ادائیگی سے متعلق احکامات

خمس کی ادائیگی سے متعلق حضرت امام مہدی علیہ السلام کے واضح احکام ہیں۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا: اگر کسی کے پاس ہمارا مال (یعنی سہم امام) ہو اور وہ اس میں اس طرح تصرف کرے جس طرح وہ اپنے مال میں تصرف کرتا ہے۔ پس جو بھی ایسا کرے وہ ملعون ہے اور ہم بروز قیامت ایسے شخص کے دشمن ہوں گے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص میری عترت سے وہ حلال سمجھے جو اللہ نے اس کے لیے حرام قرار دیا ہے۔ وہ میری زبان سے ملعون ہے اور ہر نبی کی طرف سے ملعون ہے۔ لہٰذا جو بھی ہم پر ظلم کرے وہ بھی انہیں میں سے محسوب ہو گا جن لوگوں نے ہم اہل بیت پر ظلم کیا اور اس پر لعنت خدا کی ہو گی۔

کیونکہ اس نے قرآن میں ظالموں پر لعنت فرمائی ہے۔

آپؑ نے ایک سوالی کے جواب میں ارشاد فرمایا: تم نے جو اس جائیداد کے متعلق سوال کیا ہے جو ہم سے متعلق ہے کہ کیا اس پر عمارت تعمیر کی جاسکتی ہے اور اس کا خراج دیکر اور مخارج ادا کر کے جو کچھ بچ رہے، وہ ہم کو بھجوا دیا جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ دوسرے کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرے، جب یہ عام لوگوں کے لیے اصول ہے تو ہمارے مال میں یہ کیونکہ جائز ہوسکتا ہے۔ پس جس نے بھی ہماری اجازت کے بغیر ایسا کیا اس نے فعل حرام کا ارتکاب کیا۔

جس نے بھی ہمارے اموال خمس میں سے کچھ بھی کھایا اس نے اپنے پیٹ میں آگ کو بھرا اور عنقریب وہ جہنم میں جائے گا۔

ابوالحسن اسدی سے روایت ہے کہ محمد بن عثمان عمروی کے پاس حضرت امام مہدی علیہ السلام کی یہ دستاویز برآمد ہوئی۔ ''اللہ اور تمام فرشتوں اور انسانوں کی اس شخص پر لعنت ہے جو ہمارے اموال میں سے ایک درہم بھی حلال سمجھے۔''

اس روایت کے راوی کا بیان ہے کہ اس تحریر مبارک کو دیکھنے کے بعد میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ عقاب اس شخص کے لیے ہے جو ناحیہ مقدسہ کے مال کو اپنے لیے حلال سمجھے، وہ شخص اس میں داخل نہ ہوگا جو اپنے کو غلطی پر جانتے ہوئے بھی اس میں تصرف کرے۔ اگر یہی امر ہے تو پھر اس معاملہ میں کیا خصوصیت ہے۔ جو ہر حرام کے حلال سمجھنے والے کے لیے بھی سزا و عقاب ہے۔ راوی کہتا ہے۔ بخدا! اس کے بعد جونہی میری نظر دوبارہ اس دستاویز پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ حروف بدل گئے تھے اور اب یہ نئی عبارت مرقوم تھی۔

''اللہ اور تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت اس پر جو ہمارے مال میں سے ایک درہم کھائے۔''

غیبت صغریٰ میں حضرتؑ کے امور

غیبت صغریٰ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام لوگوں سے مخفی رہتے تھے لیکن صاحبان تقویٰ اور چند مخصوص صاحبانِ عز و شرف سے مخفی نہ تھے اور اپنے چاہنے والوں کے حالات سے باخبر تھے اور مختلف سوالات کے جوابات بھی عنایت فرماتے تھے۔ آپؑ کے اپنے نائبین سے رابطے تھے جو آپؑ سے ہدایت حاصل کرتے اور صاحبان مودت کی حوصلہ افزائی فرماتے اور شرعی احکام ان تک پہنچانے میں معاونت کرتے۔ حضرت امام زمانہ نے اپنے نائب عثمان بن سعید العمروی سے مومنین کو رجوع کرنے کی ہدایت

فرمائی تھی۔اس لیے آپؑ کے ماننے والے ان سے رجوع ہوتے اور فقہی اور معاشرتی مسائل کی بابت حکم امام کے منتظر رہتے۔ بحیثیت نائب امام یہ نہایت متقی اور صاحب بصیرت تھے جن پر صاحبان مودت کو پورا اعتماد تھا۔ یہ مختلف سوالات جو لوگوں کی طرف سے کیے جاتے خدمت امامؑ میں پیش کرتے اور حضرت امام عصرؑ کے جوابات سے لوگوں کو آگاہ کرتے۔اس طرح یہ ایک طرح کے خصوصی سفارتی امور انجام دیتے۔اگر کبھی قوم میں نزع ہو جاتا تو حضرت امام زمانہؑ اپنے احکام کے ذریعے اسے طے فرماتے تھے اور ان کی مشکلات کا ازالہ فرماتے تھے۔

جب قوم میں یہ اختلاف پیدا ہوا کہ خدا نے خلق رزق کے امور ائمہ کے سپرد کیے ہیں یا نہیں؟ آخر ان لوگوں نے اپنا مسئلہ لکھا اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی طرف روانہ کیا تو حضرتؑ کی طرف سے جواب آیا کہ بے شک وہی اللہ ہے جس نے اجسام کو خلق کیا اور رزق کو تقسیم کیا کیونکہ نہ تو وہ جسم رکھتا ہے اور نہ جسم میں حلول کرتا ہے۔اس کے مثل کوئی نہیں۔وہ سننے والا اور ہر شے کا جاننے والا ہے اور ائمہ اللہ سے سوال کرتے ہیں تو اللہ خلق کر دیتا ہے اور جب یہ سوال کرتے ہیں تو وہ رزق عطا فرماتا ہے۔جب یہ نزع پیدا ہوا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد کوئی ان کا جانشین ہے یا نہیں۔ایک گروہ کا کہنا تھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور انہوں نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی اور دوسرا گروہ کہتا تھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنا نائب و وصی مقرر فرما گئے ہیں۔اس تنازع کے خاتمے کے لیے ان لوگوں نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو ایک خط تحریر کیا تو آپؑ کی طرف سے یہ جواب آیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

خدا تمہیں اور ہمیں فتنوں اور گمراہی سے محفوظ رکھے، ہمیں اور تمہیں کامل یقین عطا فرمائے اور برے ٹھکانے سے بچائے۔ مجھے تم میں سے ایک گروہ کے بارے میں دین میں شک کی خبر ملی ہے اور وہ جو صاحبان امر کے بارے میں شک و حیرت میں مبتلا ہیں، مجھے اس خبر نے اپنے بارے میں نہیں بلکہ ان کے بارے میں مغموم کیا ہے اور اس بات نے تمہارے بارے میں پریشان کر دیا ہے نہ کہ اپنے بارے میں، ہمارے ساتھ ہمارا خدا ہے ہم اس کے سوا کسی کے محتاج نہیں، حق ہمارے ساتھ ہے، کوئی ہمیں وحشت زدہ نہیں کر سکتا۔اے لوگو! تم کیوں شک میں مبتلا ہو اور حیران ہو کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا: یا یھا الذین امنو اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم O ''اے صاحبان ایمان اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی اور اولی الامر کی۔'' کیا تم نے ان پیش آنے والے آثار پر غور نہیں کیا جو تمہارے پچھلے اور آنے

والے ائمہ کے بارے میں ہیں؟ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ کس طرح اللہ نے اپنی جانب سے رہنمائی کے لیے نشانیاں بنائی ہیں؟ جناب آدمؑ سے لے کر آج تک جب بھی ایک نشانی ختم ہوئی تو دوسری ظاہر ہوگئی، ایک ستارہ غروب ہوا تو دوسرا طلوع ہوگیا۔ اے لوگو! اب جبکہ خداوند تعالیٰ نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو اپنے پاس بلا لیا ہے تو تم یہ سمجھتے ہو کہ خدا نے اپنے دین کو باطل کر دیا ہے اور اپنی مخلوق کے درمیان رابطہ منقطع کر دیا ہے ایسا ہرگز نہیں ہے اور نہ ایسا قیامت تک ہو سکتا ہے۔ پروردگار عالم اپنے امر کو غالب فرمائے گا اور مشرکین کو یہ غلبہ ناگوار ہوگا۔ بلاشبہ دنیا سے جانے والے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نیک بخت اور اپنے آبائے طاہرینؑ کی راہ پر قائم رہ کر گزر گئے۔ اور ہم میں آپؑ کی وصیت، علم اور خلافت قائم مقام ہے۔ اس سلسلہ میں ہم سے صرف ظالم اور گناہ گار ہی نزع کرے گا اور ہمارے سوا کوئی منکر اور کافر ہی اس منصب (امامت) کا دعویٰ کرے گا۔ اگر اللہ کا امر یہ نہ ہوتا تو تمہارے لیے ہمارا حق ظاہر ہو جاتا اور تمہارا شک ختم ہو جاتا لیکن ایسا ہی ہوا جیسا اللہ نے چاہا۔ ہر کام کے لیے وقت مقرر ہے۔ لہٰذا اللہ سے ڈرو اور اس کی خاطر ہمیں تسلیم کرو اور یہ معاملہ ہمارے سپرد کر دو۔ جس طرح امر ہماری طرف لوٹتا ہے۔ اسی طرح ہم سے شروع ہوتا ہے۔ جس چیز کو تم سے پوشیدہ رکھا گیا ہے، اس پر سے پردہ اٹھانے کی کوشش مت کرو۔ اصحاب امین سے پھر کر دوزخیوں کی راہ پر نہ چلو اور ہم سے سنت واضحہ کی بنا پر مودت کا ارادہ رکھو۔ پس میں نے تمہارے بارے میں خیر خواہی سے کام لیا۔ اللہ تم پر اور ہم پر گواہ ہے۔

غیبت صغریٰ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام اپنے نائبین سے رابطے میں رہے اور ان حضرات مقتدر کے ذریعے مختلف خطوط کے جوابات دیتے رہے تاکہ دنیا آپ کے وجود دائمی سے انکار نہ کرے اور منکرین غیبت کو یہ خبر ہو کہ آپ جناب حسن عسکری علیہ السلام کے جانشین ہیں۔ جہاں حضرت امام عصر علیہ السلام نے نائبین کے ذریعہ مختلف مسائل کے جوابات ارسال فرمائے وہاں اپنے بزرگوں کی طرح عبادت تسبیح خداوند میں مصروف رہے اور یاد الٰہی میں مصروف رہے۔ آپ وارث علم لدنی ہیں۔ قدرت نے آپ کے لیے حجابات قدرت اٹھا دیے ہیں یہی سبب تھا کہ ہر سوال کا جواب نہایت شافی عنایت فرمایا۔

آپ نے جہاں مسائل کے حل اور عقدہ کشائی فرمائی وارث قرآن کی حیثیت سے سورہ ہائے قرآنی کے خواص پر بھی روشنی ڈالی سورہ توحید جسے سورہ اخلاص اور سورہ قل ھو اللہ کہتے ہیں اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ نماز کسی طرح بہتر نہیں کہی جا سکتی جس میں سورہ قل ھو اللہ کی تلاوت نہیں کی جاتی۔ سورہ قدر جسے سورہ انا انزلنا کہتے ہیں کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ ''مجھے اس امر پر سخت تعجب ہے اس شخص پر جو اپنی نماز میں سورہ انا

انزلنا کی تلاوت کو ترک کرتا ہے۔ اس کی نماز قبول بارگاہ کیسے ہو سکتی ہے۔ سند معتبر حضرت امام مہدی علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر کسی سورہ کا ثواب تم کو پہنچا ہو اور تم اس کو ترک کر کے نماز میں قل ھو اللہ احد اور انا انزلنا پڑھو تو ان سوروں کا ثواب ملے گا جن کو ان دو سوروں کی خاطر ترک کیا ہے۔ سورہ مسبحات یعنی حدید و حشر صف و جمعہ و تغابن کے متعلق وارد ہوا ہے کہ اگر قبل سونے کے پڑھے تو نہیں مرے گا، جب تک امام عصر علیہ السلام کی زیارت سے فیضاب نہ ہو جائے اور اگر مر جائے تو بہشت میں حضرت رسالت مآبؐ کے ہمسایہ میں جگہ پائے گا۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام نے قرآنی احکامات پر چلنے کی تاکید فرمائی اور قرآن مجید کے سوروں پر روشنی ڈالی تاکہ امت کو قرآن مجید کے خواص سے آگہی ہو۔

صحیفہ کاملہ کے بارے میں حضرتؑ کا ارشاد

علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار میں صحیفہ کاملہ کے بارے میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ارشاد تحریر فرمایا ہے جسے دار السلام سے اس خواب کا نجم الثاقب میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ علامہ محمد تقی مجلسی فرماتے ہیں کہ میں نے دوران بیداری خواب دیکھا کہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام مسجد جامع قدیم واقع اصفہان میں قریب دروازہ طنابی استادہ ہیں۔ بعد دست بوسی میں نے مسائل متعلقہ نماز شب کی تصحیح کی اور حضرتؑ سے ایک کتاب دعا کی استدعا کی۔ فرمایا ملا محمد تاج کو میں نے کتاب دعا دے دی ہے۔

چنانچہ میں اسی خواب میں محلہ دار شیخ گیا اور تاج سے وہ کتاب حاصل کر کے واپس ہو رہا تھا کہ خواب سے بیدار ہوا۔ میرے ہاتھ میں وہ کتاب نہ تھی۔ صبح کو علامہ بہائی کے پاس جا کر تعبیر لی۔ پھر اس محلہ میں گیا جہاں خواب میں گیا تھا۔ وہاں ملا تاج سے ملاقات ہوئی۔ ان سے میں نے مدعا بیان کیا تو انہوں نے ایک کتاب لا کر دی وہ کتاب صحیفہ کاملہ تھی۔ میں اس بات کو لے کر شیخ بہائی کی خدمت میں آیا۔ انہوں نے اس کتاب کا اپنے نسخہ سے تقابل کیا۔ جو ان کے جد اعلیٰ نے شہید ثانی کے نسخہ سے تحریر کیا تھا اور شہید ثانی نے اپنے نسخہ کو لکھا تھا۔ عمید الروسا ابن سکون سے اس کا مقابلہ ایک واسطہ سے یا بلا واسطہ ابن ادریس کے نسخے سے کیا تھا۔ جو نسخہ مجھ کو حضرت صاحب الامر کی ہدایت سے ملا تھا وہ خط شہید ثانی سے تھا اور نہایت موافقت رکھتا تھا۔ ابن ادریس کے نسخہ سے یہاں تک کہ اس کے حواشی بھی مطابق تھے۔ اس کے بعد بہت سے لوگوں نے میرے نسخہ سے مقابلہ کیا پھر وہ جمیع بلاد میں پھیل گیا۔ (کتاب مفتاح الشفاعۃ)

اقوال وہدایت

حضرت امام مہدی علیہ السلام نے امت کی اصلاح اور ترویج دین کے لیے اپنے اقوال سے نوازا یہ اقوال ہمیشہ کے لیے مشعل راہ ہیں۔ ان اقوال کی روشنی میں زندگی گزار کر انسان زندگی کے ہر موڑ پر کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ بے راہ روی سے نجات کا ذریعہ آپ کی ہدایت ہے کیونکہ آپ ہادی دوراں ہیں۔ لہٰذا آپؑ نے امت کو تنہا نہیں چھوڑا۔ آپؑ کے سامنے جب صاحبان عقیدت ومودت کے دعویدار لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں تو ان کے اعمال صالح آپ کے اطمینان اور خوشی کا سبب ہوتے ہیں لیکن ان کی بداعمالیوں کے سبب آپ رنجیدہ خاطر ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہمارا بحیثیت آپؑ کے نام لیوا فرض ہے کہ ہم پرہیزگاری اختیار کریں اور بداعمالیوں سے حتمی طور پر کنارہ کشی اختیار کریں اور اپنے ہادیٔ دوراں کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر اپنی زندگی کو دنیا وآخرت میں کامیابی سے ہمکنار کریں اور آپؑ کے اقوال کو پڑھ کر ان پر عمل پیرا ہوں۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا۔

○ خداوند عالم نے مخلوقات کو بیکار نہیں پیدا کیا اور نہ بے مقصد۔ (بحار الانوار)

○ خداوند عالم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالمین کے لیے رحمت بنا کر مبعوث کیا اور آپؐ کے ذریعہ نعمتوں کا اہتمام کیا اور آپؐ پر سلسلہ نبوت کو ختم کیا اور تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ (بحار الانوار)

○ جو ہمارے مال میں سے کچھ بھی کھائے گا (جیسے خمس) وہ اپنے پیٹ کو آگ سے بھرے گا اور جہنم میں جائے گا۔ (کمال الدین)

○ اگر کسی کے پاس ہمارا مال (سہم امام) ہو اور وہ اس میں سے اس طرح تصرف کرے کہ جس طرح اپنے مال میں تصرف کرتا ہے۔ پس جو بھی ایسا کرے، وہ ملعون ہے۔

○ ہم تمہارا مال خمس اس لیے قبول کرتے ہیں تاکہ تم پاک ہو جاؤ اور عذاب سے نجات پاؤ۔

○ اللہ اور تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت اس پر جو ہمارے مال میں سے ایک درہم بھی کھائے۔

○ یہ جان لو کہ ہم حق ہیں اور حق ہمارے ساتھ ہے جو ہمارے علاوہ اس کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور افتراء پرداز ہے۔ ہمارے علاوہ جو بھی امامت کا دعویٰ کرے وہ گمراہ ہے۔ (کمال الدین)

○ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ دوسرے کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرے۔

○ جو لوگ میرے وقت ظہور کا تعین کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔

○ غیبت اور ظہور کے بارے میں سوالات بند کر دو اللہ تعالیٰ سے میرے ظہور کی دعا طلب کرو۔ (اعلام الوریٰ، کشف الغمہ)

○ زمانہ غیبت میں میری مثال زیرِ ابر آفتاب کی ہے۔ میرا وجود اہل زمین کے لیے وجہ امان ہے۔ جس طرح آسمان والوں کے لیے ستاروں کا وجود ہوتا ہے۔ (اعلام الوریٰ، کشف الغمہ)

○ خمس کا فریضہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ تمہارا مال حلال ہو جائے اور تمہیں نجات حاصل ہو۔

○ خمس ہمارے سادات شیعہ پر حلال ہے۔

○ مستقبل میں پیش آنے والے واقعات میں ہماری احادیث کے بافہم راوی جن روایات کو واقعات پر منطبق کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، ان کی طرف رجوع کرنا اس لیے کہ وہ ہماری طرف سے تم پر حجت ہیں۔ (ماخوذ از خط حضرت امام زمانہ بنام جناب اسحٰق بن یعقوب جن کا ذکر علامہ طبرسی علیہ الرحمہ نے کیا ہے)

○ میں یقیناً زمین کے لیے امان ہوں۔ (بحار الانوار)

○ جو ہمارا منکر ہے وہ ہم میں سے نہیں۔

○ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ شہید نہیں ہوئے وہ کافر، جھوٹے اور گمراہ ہیں۔

○ دین خدا پر شک کرنے والے اپنے عمل کے خود ذمہ دار ہیں۔

○ وقت ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام دیوار کعبہ سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوں گے اور ارشاد فرمائیں گے۔ ''جو شخص بھی آدمؑ، شیثؑ، نوحؑ، سامؑ، ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، موسیٰؑ، یوشعؑ، شمعونؑ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین کی زیارت کرنا چاہے وہ مجھے دیکھ لے کہ میں سب کمالات کا وارث اور سارے انبیاء و اولیاء کا خلف صالح ہوں۔

○ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا: ''میرے والد بزرگوار نے وصیت فرمائی ہے کہ اپنے آپ کو معاشرہ سے دور رکھنا کہ ہر ولی کے دشمن ہوتے ہیں اور رب العالمین تمہیں باقی رکھنا چاہتا ہے۔

○ ہم کسی بھی وقت اپنے چاہنے والوں کی یاد سے غافل نہیں ہوتے ہیں اور نہ ان کی نگرانی کو نظرانداز کرتے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ ان کا اعتماد ہمارے اوپر رہے اور ان کی حفاظت و رعایت کی ذمہ داری بھی ہمارے ہی سپرد کی گئی ہے۔

○ حضرت امام عصر علیہ السلام نے شیخ مفید علیہ الرحمہ کے خط میں تحریر فرمایا تھا کہ تمہارے حالات

ہماری نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہیں اور ہم تمہارے مصائب کی مکمل خبر رکھتے ہیں اور برابر تمہارے حالات کی نگرانی کرتے ہیں۔ (اس قول کے مطابق آپؑ اپنے چاہنے والوں کی خبر رکھتے ہیں اور ان کی نگرانی اور حفاظت بھی فرماتے ہیں)

○ شیخ مفید علیہ الرحمہ کو حضرت امام زمانہ نے تحریر فرمایا: ''ہم تمہاری نگرانی کے ترک کرنے والے اور تمہاری یاد کے بھلادینے والے نہیں ہیں۔ ہم تمہیں نہ یاد رکھتے تو تم پر بلائیں نازل ہو جاتیں اور دشمن تمہیں جلا کر خاکستر کر دیتے۔ خدا سے ڈرو اور فتنوں سے بچانے میں ہماری مدد کرو۔ فتنے قریب آگئے ہیں اور ان میں ہلاکت کا شدید اندیشہ ہے۔ یہ فتنہ کا پیش آنا ہماری قربت کی علامت ہے۔ خدا اپنے نور کو بہر حال مکمل کرنے والا ہے۔ چاہے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔''

○ اللہ تعالیٰ نے حجت کو اختیار کیا ہے اور انبیاء کو بھیجا۔

○ ہدایت کے مددگار اور تقویٰ کے ساتھی بنو۔

○ دنیا پست اور اس کی فنا قریب اور زوال نزدیک ہے۔

○ خاک شفا کی تسبیح کو یہ خاص فضیلت حاصل ہے کہ اگر کوئی شخص ذکر تسبیح بھول جائے اور صرف اس کے دانوں کو گردش دے تو اس کو ذکر تسبیح کا پورا ثواب ملے گا۔

○ جو ہمارا منکر ہے وہ ہم میں سے نہیں۔ (اس کا محمدؐ و آل محمدؐ سے کوئی تعلق نہیں)

○ میرے ظہور کرنے یا نہ کرنے کا تعلق مرضی پروردگار عالم سے ہے۔ جو لوگ میرے وقت ظہور کا تعین کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔

○ گانے والے کی اجرت حرام ہے۔

○ دین خدا پر شک کرنے والے اپنے عمل کے خود ذمہ دار ہیں۔

○ میری مثال غیبت میں ایسی ہے جیسے بادلوں میں چھپے ہوئے آفتاب کی۔ میں اہل ارض کے لیے ستاروں کی مانند امان ہوں۔

جزیرہ خضراء

جزیرہ خضرا اس میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا قیام ہے۔ اس سے قبل کہ اس کی تفصیل بیان کی جائے مناسب ہے کہ ان کتب اور ان کے مورخین کے ناموں کی فہرست جو نہایت طویل ہے۔ مخصوص با اعتماد

وستند کتابوں اور راویوں کے نام تحریر ہوں۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ، یحییٰ طیبی، شیخ عاملی، وحید بہبانی، قاضی نور اللہ شوشتری، مرزا قندی نے ریاض العلماء میں، مرزا نوری نے جنت الماویٰ میں، بحر العلوم نے اپنے رجال میں، فضل ابن یحییٰ نے جزیرہ خضراء میں، محمد بن اسد اللہ شوشتری نے اثبات وجود حضرت صاحب الزمان میں، شیخ عاملی نے اثباۃ الہداۃ میں، میرزا عبداللہ اصفہانی نے ریاض العلماء میں، الذریعہ کے مطابق سید عبہ ابن محمد ابن شموان موسوی حویزی نے الجزیرۃ الخضراء میں، آقائے خوانساری نے روضات الجنات میں، سرکار نوری نے نجم الثاقب الحسبان میں، سید اسماعیل طبرسی نے کفایۃ الموحدین میں، علی اکبر نہاوندی نے العقبری میں، سید ہاشم بحرانی نے تبصرۃ الولی میں، میرزا محمد رضا طوسی نے تفسیر الائمہ والاطہار میں اور بیشمار صاحبان سیر و تاریخ نے اس باب میں سیر حاصل شواہد جمع کیے ہیں کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا قیام جزیرہ خضراء میں ہے۔ یہاں سے پوری کائنات کے لیے فرائض انجام دیتے ہیں۔

زین الدین علی ابن فاضل مازندرانی نے ۶۹۰ ہجری میں بحر اوقیانوس میں تین دن تک سفر کیا۔ تین دن کے سفر کے بعد جزائر روافض میں پہنچ کر معلوم ہوا کہ جزیرۃ خضراء کے نام سے ایک جزیرہ ہے جس میں حضرت ولی العصر کی اولاد مقیم ہے۔ چالیس دن جزائر روافض میں قیام کیا، چالیس دن بعد وہاں بحری جہاز جزیرہ خضراء سے سامان خورد و نوش لے کر ان جزائر روافض میں پہنچا۔ جہاز کا کپتان زین الدین تھا اور اس کے باپ کا نام لے کر پکارتا ہے اور اسے بتاتا ہے کہ آپ کی مکمل فائل میرے پاس ہے اور مجھے اجازت دی گئی کہ اگر تم جزیرہ خضراء میں آنا چاہو تو میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاسکتا ہوں۔ زین الدین جانے پر آمادہ ہوگیا۔ مسلسل سولہ دن سمندر میں سفر کے بعد آب سفید پر پہنچے۔ کپتان نے زین الدین کو بتایا کہ یہ آب سفید جزیرہ خضراء کے گرد ایک مضبوط حصار ہے جو جہاز بھی اس آب کی بحری، ہوائی حدود سے اندر داخل ہونے کی کوشش کرے گا وہ سمندر میں غرق ہو جائے گا۔

جب یہ جزیرہ خضراء پہنچا تو لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو بہترین شکل وصورت اور بہترین لباس میں دیکھا شہر انتہائی آباد تھا۔ سدا بہار درخت اور انواع و اقسام کے میوے موجود تھے، بازار پر رونق اور مکانات سنگ مرمر سے تعمیر ہوئے تھے۔ سید شمس الدین ایک انتہائی عمر رسیدہ شخص ہیں، یہ امام زمانہ کی پانچویں پشت سے ہیں، ان کے ذمہ اس جزیزہ کا انتظام اور یہاں کے رہائشی لوگوں کی تعلیم و تربیت ہے۔ یہ اس جزیزہ میں امام زمانہ کے نائب خاص ہیں جو تمام احکامات حضرت امام زمانہ سے براہ راست حاصل کرتے ہیں۔ ہر جمعہ کی صبح ایک مخصوص جگہ حضرتؑ کے ہاتھ سے لکھا ہوا ایک خط ملتا ہے جس میں آئندہ جمعہ تک پیش آنے والے

واقعات اور مسائل کا مفصل حال موجود ہوتا ہے۔ علی ابن فاضل نے اس جزیرہ میں اٹھارہ دن قیام کیا اور جناب شمس الدین کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ اٹھارہ دن بعد حکم ہوا کہ وطن لوٹ جاؤ۔ علی ابن فاضل نے حضرت شمس الدین سے جو علمی استفادہ حاصل کیا اسے ایک کتاب میں الفوائد الشمسیہ کے نام سے تحریر کیا۔ جس میں جزیرہ خضراء کے حالات مرقوم ہیں۔

یہ جزیرہ صالحین سے آباد ہے۔ اعلام الوریٰ میں علامہ طبرسی لکھتے ہیں۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام جس مکان میں رہتے ہیں اسے بیت الحمد کہتے ہیں۔ جزیرہ خضراء میں جو لوگ پہنچے ہیں ان میں شیخ صالح، شیخ زین العابدین، علی بن فاضل مازندرانی کا نام خاص طور پر لیا جاتا ہے۔

آپ کی ملاقات کی تصدیق فضل بن یحییٰ علی طیبی کوفی شیخ عالم عاملی، شیخ شمس الدین نجیح علی و شیخ جلال الدین، عبداللہ ابن عوام علی نے فرمائی ہے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے آپ کے سفر کی پوری روائیداد ایک رسالہ کی صورت میں تحریر فرمائی ہے۔ جس کا تفصیلی ذکر بحارالانوار میں مرقوم ہے۔ رسالہ جزیرہ خضراء میں ہے کہ شیخ اجل سعید شہید بن محمد مکی اور شمس الدین محمد اسد اللہ شوشتری نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ غایۃ المقصود کے مطابق احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام مظہر العجائب حضرت علی علیہ السلام کے پوتے ہیں۔ آپ ہر مقام پر پہنچتے ہیں اور ہر جگہ اپنے ماننے والوں کے کام آتے ہیں۔ تفاسیر میں علماء نے تحریر کیا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام بوقت ضرورت لوگوں سے ملاقات فرماتے ہیں لیکن لوگ عین وقت پر آپ کو پہچان نہیں پاتے۔ اس کا انکشاف بعد میں ہوتا ہے اور اس امر کے کئی شواہد بھی ملتے ہیں۔

جزیرہ خضراء دنیا کے تمام جزائر سے مختلف ہے۔ صفات روحانی کے اعتبار سے یہ کسی بھی جزیرہ سے مشابہت نہیں رکھتا۔ اس جزیرہ کا پانی سفید و شفاف ہے، اس آب سفید نے اس جزیرہ کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ یہاں کسی کشتی یا جہاز کا گزر ممکن نہیں ہے۔ یہاں جو جہاز جاتا ہے غرق ہو جاتا ہے۔ یہاں سرسبز باغات ہیں جہاں نہریں جاری ہیں۔ ان باغات میں قسم قسم کے پھل ہیں، جن کا ذائقہ شیریں اور خوشبو مخصوص ہے۔ شیخ صالح اور علی ابن فاضل علیہ الرحمہ کے مطابق جزیرہ خضراء میں صرف پانچ علماء کا ذکر ملتا ہے۔ جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ علیہ الرحمہ، شیخ طوسی علیہ الرحمہ، محمد ابن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ، ابن بابویہ علیہ الرحمہ اور ابوالقاسم جعفر ابن اسماعیل کلی علیہ الرحمہ۔ جناب زین العابدین علی ابن فاضل مازندرانی جزیرہ خضراء کے چشم دید گواہ ہیں۔ سید شمس الدین وہ برگزیدہ ہستی ہیں جن کے سپرد اس جزیرہ کا انتظام و انصرام ہے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی رہائش بحر اوقیانوس کے ایسے تین جزائر میں ہے جو دشمنان دین کی

دسترس سے باہر ہیں اور آج تک کسی ملک کا جھنڈا وہاں نہیں لہرایا۔ ان جزائر میں حضرت امام عصر علیہ السلام کی اولاد قیام پذیر ہے۔ دوسرے جزیرے میں آپؑ کا قیام ہے اور تیسرے جزیرے میں معاشی ضروریات کے پیش نظر کاشت ہوتی ہے۔ جن صاحبان شرف نے آپؑ سے جزیرے میں ملاقات کی ان کا کہنا ہے کہ جس جزیرے میں حضرتؑ کا قیام ہے اس میں کوئی نہیں جاسکتا۔ آپؑ کی اولاد میں سے کچھ ایسے خوش نصیب ہیں جنہیں اس مخصوص جزیرے میں رہ کر حضرتؑ کی خدمت کا شرف حاصل ہے۔ غیبت نعمانی اور غیبت طوسی کے مطابق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ کے ساتھ تیس افراد ہوں گے۔ علامہ مجلسی بحار الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے ساتھ آپؑ کے اقرباء اور معتقدین میں سے تیس افراد ہر وقت موجود رہتے ہیں اور اس تعداد میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔ ان تیس افراد میں سے جب کسی کی زندگی اپنی انتہا کو پہنچتی ہے تو اسکی جگہ کسی اور کو بلایا جاتا ہے۔ اس صورت میں بھی تعداد تیس ہی رہتی ہے۔ علامہ مرزا نوری جنۃ الماویٰ میں اور علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر ان تیس افراد کی زندگی حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی طرح طویل نہیں ہے تو پھر بھی امکان قوی ہے کہ ہر صدی کے بعد پہلے تیس افراد کے دار فانی سے رحلت کرنے کے بعد ان کی جگہ نئے تیس افراد کو رکھ لیا جاتا ہے اور تیس افراد کی تعداد برقرار رہتی ہے۔ بحار الانوار اور غیبت نعمانی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ زمانہ غیبت کبریٰ میں ان تیس خدمت گار شیعوں کے علاوہ اور کوئی بھی آپؑ کے مقام رہائش سے واقف نہ ہوگا۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا قیام اگرچہ جزیرہ خضراء میں رہتا ہے لیکن ایام حج میں آپؑ مکہ معظمہ تشریف لاتے ہیں۔ غیبت طوسی میں ایسے خوش نصیب افراد کی ایک طویل فہرست دی گئی ہے جنہوں نے ایام حج کے دوران حج بیت اللہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔

احتجاج طبرسی کے مطابق ۴۱۰ ہجری میں ایک توقیع مبارک یعنی آپؑ کا فرمان جو حضرت ولی العصر کے اپنے دست مبارک سے تحریر ہے۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ کے فضائل میں برآمد ہوئی جس میں مرقوم ہے۔ اگرچہ ہمارا قیام ایک ایسے دور افتادہ قطعہ زمین پر ہے جو دشمنوں کی نگاہ سے پنہا ہے کیونکہ مصلحت خداوندی کا تقاضا یہی ہے کہ جب تک حکومت ہمارے اور ہمارے شیعوں کے پاس نہیں آجاتی اس وقت تک ہم ایسے ہی دور افتادہ مقام پر زندگی بسر کریں۔ لیکن اس مکانی دوری کے باوجود ہم تمہارے جملہ حالات سے باخبر ہیں، تمہاری کوئی بات ہم سے پوشیدہ نہیں رہتی، ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ تم لوگ کن مصائب کا شکار ہو، ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تم لوگوں میں صالح اور نیک پیشروؤں نے جن معاملات کو بعض مصالح کی بنیاد پر چھوا تک

نہ تھا۔اب تم لوگوں میں سے بعض افراد انہی معالات کو یہ کہہ کر چھیڑ رہے ہیں کہ گزشتہ لوگ ان فوائد سے بے خبر تھے۔حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ہاں یہ بھی یاد رکھو کہ ہم تمہیں نہ تو چھوڑ رہے اور نہ ہی تمہاری یاد ہمارے دلوں سے مٹی ہے بلکہ اس کے برعکس اگر ہمارا دست تعاون ہر قدم پر تمہارے ساتھ نہ ہوتا تو آج تک تمہارے مخالفین تمہیں اس طرح ختم کر چکے ہوتے کہ تاریخ میں تمہارا نام ونشان تک نہ ہوتا۔حضرت امام حجت علیہ السلام کی اقامت گاہ سے متعلق شہید اول محمد بن مکی کا بیان ہے کہ مجھے کتب خانہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے شیخ فاضل جو ایک باعمل عالم فضل بن یحییٰ بن علی طیبی کوفی کا ایک رسالہ دستیاب ہوا جس میں یہ مضمون تحریر تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! درود وسلام ہو، محمد و آل محمدؐ پر محتاج وطلبگار رحمت خدا فضل بن یحییٰ بن علی طیبی امامی کوفی عفی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے ایک حکایت کربلائے معلی میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی روضہ مبارک میں دو عالم فاضل بزرگوں سے سنی جن کے اسمائے گرامی شیخ شمس الدین بن نجیح حلی اور شیخ جلال الدین عبداللہ حلی تھے۔بتاریخ ۱۵ شعبان المعظم ۶۹۹ ہجری ان دو بزرگ ہستیوں نے شیخ صالح متقی، فاضل، پرہیزگار، نیک اعمال شیخ زین الدین علی بن فاضل مازندرانی جو نجف اشرف میں روضہ حضرت علی علیہ السلام کے مجاور تھے سے سنا تھا ان دونوں حضرات نے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے اس مقرب بارگاہ شخص کو سامرہ میں دیکھا تھا اور وہاں اس مقدس واقعہ کو ان سے سنا تھا۔اس وقت وہ سامرہ میں موجود تھے۔

چنانچہ میں نے زاد سفر تیار کیا اور سامرہ کی زیارت کا قصد کیا تا کہ اس واقعہ کو ان کی زبان سے سنوں۔ اس اثنا مجھے پتہ چلا کہ علی بن فاضل سامرہ روانہ ہو چکے ہیں اور شہر حلہ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں تا کہ وہاں سے اپنی اقامت گاہ نجف اشرف روانہ ہو جائیں۔شہر حلہ نجف اشرف سے بہت نزدیک واقع ہے۔لہذا میں بجائے سامرہ کے حلہ روانہ ہو گیا اور وہاں پہنچ کر شیخ علی بن فاضل مازندرانی کا انتظار کرنے لگا۔یہ وائل ماہ شوال المکرم ۶۹۹ ہجری کی بات ہے۔ایک دن میں حلہ کی ایک سڑک سے گزر رہا تھا کہ میں نے ایک بزرگ کو گھوڑے پر سوار دیکھا۔ان کو دیکھ کر میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہی علی بن فاضل معلوم ہوتے ہیں۔ان کے گھوڑے کے رخ سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ حلہ کی مشہور شخصیت سید فخر الدین حسن بن علی موسوی مازندرانی کے گھر کی طرف جا رہے ہیں، میں ان کو نہیں جانتا تھا لیکن میرا دل کہہ رہا تھا کہ یہ سوار وہ ہیں جن کا میں منتظر ہوں۔جب وہ مجھ سے دور ہو گئے تو میں بھی سید فخر الدین کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔جب میں ان کے دروازے پر پہنچا تو میں نے دیکھا سید فخر الدین دروازے پر کھڑے ہیں گویا آپ کو میرا انتظار تھا اور مجھے یہ خوشخبری دینا چاہتے تھے کہ جن کا مجھے انتظار تھا وہ آ گئے ہیں۔آپ نے ان کے آنے کی جب خبر سنائی تو

میرا دل خوشی سے دھڑکنے لگا اور ان کی خدمت میں باریابی کے لیے تیار ہوگیا۔ میں سید فخر الدین کے ساتھ ان کے گھر میں داخل ہوا اور جناب مازندرانی کو سلام کیا اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ سید فخر الدین نے میری خیریت دریافت کرنے کے بعد آقائے مازندرانی کی جانب مخاطب ہوئے اور عرض کی یہ شیخ فضل بن یحیٰی طیبی آپ کے دوستوں میں ہیں، یہ آپ کے بہت مشتاق تھے۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھے اور اپنی نشست سے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور میری ملاقات پر مسرت کا اظہار کیا اور میرے والد اور بھائی شیخ صلاح الدین کے بارے میں دریافت کیا کیونکہ وہ پہلے سے ان لوگوں کو اچھی طرح جانتے تھے لیکن میں اس زمانے میں ان حضرات کے پاس نہیں رہتا تھا بلکہ شہر واسط میں تحصیل علم میں مصروف تھا۔ پھر میں نے شیخ علی بن فاضل مازندرانی سے گفتگو کا آغاز کیا، میں نے ان کے کلام میں ایسے دلائل اور شواہد پائے جو ان کے فاضل کمال کو خصوصاً علم فقہ، حدیث، عربی ادبیات کو ظاہر کرتے تھے۔

میں نے گفتگو کے دوران آپ سے جزیرہ خضراء سے متعلق واقعہ کو سننے کی خواہش کا اظہار کیا جو آپ نے دو جلیل القدر عالموں شیخ شمس الدین حلی اور شیخ جلال الدین حلی علیہ الرحمہ سے بیان کیا تھا۔ آپ نے اس واقعہ کو شروع سے آخر تک سید فخر الدین محترم و مکرم کی موجودگی میں ان تمام علمائے حلہ کے سامنے جو وہاں موجود تھے اور ان کی ملاقات کی غرض سے آئے تھے بیان فرمایا کہ یہ گفتگو ماہ شوال المکرم کی ۱۱ر تاریخ ۶۹۹ رہجری کی ہے جسے ہم بیان کررہے ہیں، یہ بات واضح رہے کہ یہ واقعہ بالکل اس طرح انھی کی زبانی ہے ممکن ہے کہیں الفاظ میں ردو بدل ہوگیا ہو لیکن معنی و مفہوم وہی ہیں۔

شیخ علی بن فاضل فرماتے ہیں: چند سال قبل شہر دمشق میں تحصیل علم کی غرض سے مقیم تھا، وہاں میں ایک مرد فاضل شیخ زین الدین علی مغربی اندلسی مالکی کے پاس درس لیتا تھا، موصوف ایک ایسے عالم و فاضل تھے جو ساتوں قرائتوں کو اچھی طرح جانتے تھے اور انہیں اکثر علوم جیسے نحو و صرف، منطق، معانی، بیان، اصول فقہ اور اصول دین میں دسترس حاصل تھی۔ بلحاظ طبیعت و مزاج نہایت مہربان و نرم تھے۔ آپ غیر متعصب سنی عالم تھے۔ ان کے بحث و مباحثہ اور درس میں کوئی اختلافی تنازعہ کی صورت نہیں ہوتی تھی جس کی وجہ سے ان کا کوئی دشمن نہ تھا۔ ان کے حسن ذات کی وجہ سے مذہبی اعتقاد و مسائل میں بھی کوئی ان کا مخالف نہ تھا۔ جب کسی شیعہ مسئلہ کا ذکر ہوتا تو کہتے علمائے امامیہ ایسا کہتے ہیں۔ برخلاف دیگر اساتذہ کے وہ لوگ ایسے موقع پر کہتے: رافضی علما ایسا کہتے ہیں۔ یہی سبب تھا کہ میں نے تحصیل علم کے لیے انھی کا انتخاب کیا اور ان سے پوری طرح استفادہ حاصل کرنے کا ارادہ کیا اور کسی دوسرے مدارس کا خیال دل سے نکال دیا۔ آخرکار ان تمام مذکورہ علوم

کے حصول کے لیے میں نے آپ کی شاگردی اختیار کر لی۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ انہوں نے دمشق روانہ ہو کر مصر جانے کا عزم کیا۔ لیکن شدید انس و محبت کے سبب ان کی جدائی ہمارے لیے سخت گراں تھی اور یہی کیفیت استاد محترم کی تھی۔ آخر کار توفیق الٰہی شامل ہوئی اور انہوں نے مجھے بھی اپنے ہمراہ مصر لے جانے کا فیصلہ کیا۔ میری طرح ان کے ساتھ غریب الدیار شاگردوں کا ایک گروہ بھی تھا جو ان سے فیض حاصل کرتا تھا۔ ان میں سے زیادہ تر ہم سفر ہو گئے۔

اس طرح ہم سب اپنے استاد محترم کے ساتھ سفر کرتے ہوئے مصر کے مشہور شہر قاہرہ پہنچ گئے۔ قاہرہ مصر کے تمام شہروں سے قدیم ہے۔ استاد نے مسجد ازہر میں چند روز تدریس کی غرض سے قیام کیا۔ مصر کے علما کو جیسے ہی ان کی آمد کی خبر ملی فوراً ان سے ملنے اور حصول فیض کی غرض سے آنا شروع ہو گئے۔ استاد نے یہاں نو ماہ قیام کیا ہم لوگوں نے بھی ان کے ساتھ اچھا وقت گزارا۔ اسی اثنا میں قافلہ اندلس (اسپین) سے آیا اور ان میں سے ایک شخص نے استاد کے والد کا ایک خط دیا جس میں ان کے سخت بیمار ہونے کی خبر تھی اور انہوں نے موت سے پہلے اپنے بیٹوں سے اپنے پاس آنے کی خواہش ظاہر کی تھی اور ساتھ ہی یہ تاکید کی تھی کہ بغیر کسی تاخیر کے جلد از جلد ان تک پہنچ جائیں۔ شیخ زین الدین اپنے والد کا خط پڑھ کر بہت رنجیدہ ہوئے اور رونے لگے، پھر انہوں نے اندلس جانے کا قصد کیا۔ ان میں میں بھی شامل تھا۔ شاید خداوند تعالیٰ نے استاد کو ہدایت دی تھی جس کی وجہ سے مجھے بہت زیادہ چاہتے تھے اور اپنا ہم سفر بنانا پسند کرتے تھے۔

بالآخر ہم اپنے استاد کے ساتھ مصر سے اندلس کے لیے روانہ ہو گئے۔ جب جزیرہ مذکورہ کے قریب پہنچے تو مجھے سخت علالت لاحق ہو گئی۔ جس کے سبب میں سفر جاری نہ رکھ سکا۔ استاد میری یہ حالت دیکھ کر بہت پریشان تھے اور روتے ہوئے کہنے لگے۔ تمہاری جدائی میرے لیے سخت دشوار ہے۔ اس کے بعد استاد نے اس قریہ کے خطیب کو دس درہم دیئے تاکہ وہ میری تیمارداری اس وقت تک کریں جب تک میں دو حالتوں موت یا شفاء میں سے کسی ایک حالت سے ہمکنار نہ ہو جاؤں اور یہ ہدایت کی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو صحت و سلامتی عطا فرمائی تو انہیں ان کے شہر پہنچا دینا۔ شاید اللہ کو اسی حد تک ہم دونوں کا ساتھ رہنا منظور تھا۔ یہ کہہ کر استاد اپنے وطن اندلس کے لیے روانہ ہو گئے۔ ساحل سمندر سے ان کے شہر کی مسافت پانچ دن کی تھی۔ میں نے اس مقام میں تین دن تک قیام کیا اور بخار کی شدت کے پیش نظر حرکت کرنے کی بھی طاقت نہ تھی۔ تیسرے دن آخر وقت میں بخار اترا تو میں اس قریہ کے گلی کوچوں میں پھرنے کی غرض سے باہر نکلا۔ اس وقت مجھ کو سمندر کے مغربی کنارے پر پہاڑوں سے اترتے ہوئے کچھ قافلے نظر آئے۔ یہ لوگ اون، گھی اور دیگر

ضروریات زندگی کا سامان فروخت کرنے کی غرض سے آرہے تھے۔ جب میں نے ان لوگوں کے بارے میں معلوم کیا تو ایک شخص نے کہا یہ لوگ ارض بربر کے اطراف سے آئے ہیں اور ارض بربر رافضیوں کے جزیرے سے قریب ہے۔ یہ سنتے ہی میں ان لوگوں کے پاس گیا اور ان کے علاقے کو دیکھنے کا شوق ظاہر کیا۔ مجھے بتایا گیا کہ وہاں جانے کے لیے پچیس دن کی مسافت طے کرنا ہوگی، جس میں دو دن بے آب و گیاہ صحرا طے کرنا ہوگا۔ اس کے بعد منزل مقصود تک پہنچ سکیں گے۔ میں نے ان میں سے ایک شخص سے سواری کی غرض سے ایک گدھا تین درہم میں کرایہ پر لیا تاکہ اس مسافت کو طے کرسکوں جو غیر آباد ہے۔ میں ان لوگوں کے ہمراہ اس مسافت کو طے کر کے جب ان کی آباد زمین میں پہنچا تو پیادہ ہو گیا اور ایک قریہ سے دوسرے قریہ سفر کرنے لگا۔ یہاں تک کہ ارض بربر کے پہلے حصہ میں پہنچ گیا۔ وہاں مجھے بتایا گیا کہ رافضیوں کا جزیرہ یہاں سے تین دن کی راہ پر ہے، یہ سنتے ہی میں بلا توقف چل دیا۔ چلتے چلتے میں ایک جزیرے میں پہنچا جس کے چاروں طرف شہر پناہ کی اونچی دیواریں تھیں اور اونچے برج دیدبانی کے لیے بنے ہوئے تھے، سمندر کے کنارے پر یہ جزیرہ ایک مضبوط قلعہ معلوم ہوتا تھا۔ میں اس کے بڑے دروازے سے اندر داخل ہوا اس دروازہ کا نام باب البربر تھا۔ میں اس کے گلی کوچوں میں پھرنے لگا۔ پھر میں نے جامع مسجد کا پتہ پوچھا تو لوگوں نے مسجد کی طرف رہنمائی کی۔ جب میں مسجد میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک بڑی جامع مسجد ہے جو شہر کے مغربی حصہ میں سمندر کے کنارے واقع ہے۔ میں مسجد کے ایک گوشے میں آرام کی غرض سے بیٹھ گیا۔ اتنے میں موذن نے اذان کہنا شروع کی، جس میں حی علیٰ خیر العمل کہا اور اذان کے بعد تعجیل ظہور امام زمانہؑ کی دعا کی۔ یہ سن کر خوشی سے میری آنکھوں میں آنسو آگئے کیونکہ مدت دراز کے بعد میں نے شیعوں کی اذان سنی تھی، اتنے میں گروہ در گروہ لوگ مسجد میں داخل ہونے لگے اور جو چشمہ مسجد کے مشرقی سمت پر درخت کے نیچے جاری تھا۔ اس سے وضو کرنے میں مشغول ہو گئے، مجھے یہ منظر دیکھ کر بے حد خوشی و فرحت محسوس ہوئی کیونکہ میں نے ایک مدت کے بعد دیکھا کہ وہ لوگ ائمہ معصومین علیہم السلام کے بتائے ہوئے طریقے پر وضو کر رہے ہیں۔ جب وہ وضو کر چکے تو ان کے درمیان سے ایک خوبرو مرد ظاہر ہوئے وہ نہایت سکون اور وقار کے ساتھ محراب مسجد کی طرف بڑھے اور نماز شروع کی۔ باقی لوگ ان کے پیچھے صف آرا ہو گئے اور یہ لوگ ائمہ معصومین علیہم السلام کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق باجماعت نماز پڑھنے لگے۔ تمام امور مستحبی، واجبی، تعقیبات اور تسبیح بھی اس طرح پڑھ رہے تھے۔ میں سفر کی پریشانی اور راستہ کی تھکاوٹ کے سبب ان کے ساتھ نماز ظہر میں شریک نہ ہوسکا۔

جب وہ لوگ نماز سے فارغ ہوئے اور مجھے اپنے ساتھ اقتداء کرتے نہیں پایا تو ان میں سے کچھ لوگ میری طرف بڑھے میری خیریت معلوم کرنے کے بعد کہنے لگے: تم کہاں کے رہنے والے ہو اور تمہارا مذہب کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ میں عراق کا رہنے والا ہوں۔ اگر میرے مذہب کی بابت جاننا چاہتے ہیں تو میں ایک مسلمان ہوں اور میرا عقیدہ اشھدان لا الہ الا الہ وحدہ لاشریک لہ و اشھدان محمد عبدہ و رسولہ O حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث کیا تا کہ ان کا دین تمام ادیان پر غالب آئے چاہے مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ تمہارے واسطے یہ دو شہادتیں کافی نہیں ہیں ان کی وجہ سے صرف دنیا میں فائدہ ہے کہ تمہاری جان محفوظ ہے تم تیسری شہادت کیوں نہیں پڑھتے جس کی وجہ سے جنت میں بغیر زحمت کے داخلہ ہوگا۔ میں نے دریافت کیا وہ تیسری شہادت کیا ہے؟ مجھے بتائیں خدا رحم کرے گا۔ اس پر ان کے امام جماعت نے کہا تیسری شہادت یہ ہے بیان کرو۔ اشھد ان امیر المومنین و یعسوب الدین و قائد الغرا لمحجلین علی بن ابی طالب والائمہ الاحد عشر من والدہٖ اوصیاء رسول اللہ و خلفاوٗہ بعدہٖ بلا فاصلۃ O ''میں گواہی دیتا ہوں کہ امیر المومنین دین کے سردار، باطہارت مومنین کے رہنما اور ان کی اولاد میں گیارہ امام یہ سب رسول اللہ کے وصی اور ان کے بعد بغیر کسی فاصلہ کے ان کے خلیفہ و جانشین ہیں۔'' اللہ نے ان کی اطاعت تمام بندوں پر فرض کی ہے اور ان کو اپنے امر و نہی کا ذمہ دار بنایا ہے اور اپنی زمین پر اپنی مخلوق کے لیے حجت بنایا ہے، اور تمام دنیا کے لیے اپنے عذاب سے امان کا سبب قرار دیا ہے۔ کیونکہ صادق و امین محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے ان کی امامت کی خبر دی ہے۔ جناب رسالت مآبؐ شب معراج جب آسمان پر تشریف لے گئے اور اپنے رب کی بارگاہ میں مقام قاب قوسین اَوادنیٰ پر فائز ہوئے تو اللہ کی آواز آئی اور اللہ نے ان بارہ اماموں کا ایک ایک کر کے نام لیا۔ علی بن فاضل کا بیان ہے کہ جب میں نے ان کی یہ گفتگو سنی تو میں بہت خوش ہوا اور میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ مدت کے بعد اپنے لوگوں کو دیکھا یہ وہ خوشی تھی جس کے سبب میری تمام تھکاوٹ دور ہوگئی۔ میں نے بتایا کہ میں بھی انہی کے مذہب پر ہوں۔ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئے اور بڑی مہربانی سے پیش آئے اور میرے آرام کے لیے مسجد کے ایک گوشہ میں جگہ بنادی، جب تک میں وہاں رہا میرا احترام کیا۔ امام مسجد شب و روز میرے ساتھ رہا کرتے تھے۔ میں نے امام مسجد سے دریافت کیا کہ یہاں کے لوگوں کے لیے خوراک کہاں سے آتی ہے، میں نے یہاں کہیں بھی زراعت ہوتے نہیں دیکھی۔ انہوں نے بتایا ہماری خوراک کے لیے اناج وغیرہ ''جزیرہ خضراء'' سے آتا ہے۔ جو

بحرابیض میں واقع ہے۔ یہ جزیرہ ان جزائر میں سے ایک ہے جہاں امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی اولاد آباد ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ سال میں کتنی دفعہ یہ سامان رسد آپ کے پاس آتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ سال میں دو دفعہ ایک دفعہ آچکا ہے دوسری دفعہ آنا ہے۔ میں نے پوچھا۔ اب ان کے آنے میں کتنے دن باقی ہیں؟ جواب ملا چار مہینے، اس طولانی مدت کو سن کر میں رنجیدہ خاطر ہوا۔ کیونکہ مجھ کو ان کی زیارت کی تمنا تھی۔ اس کے بعد چالیس دن تک میں انتظار کرتا رہا اور شب وروز یہ دعا کرتا رہا کہ مجھے جلد از جلد ملاقات کا شرف حاصل ہو۔ چالیسویں روز تیسرے پہر میرا دل بہت گھبرانے لگا تو میں ٹہلتا ہوا سمندر کے کنارے چلا گیا اور سامنے افق میں مغرب کی سمت دیکھنے لگا۔ ادھر سے میں نے سنا کہ ان کا اذ وقہ یعنی راشن آتا ہے۔ اسی دوران میں نے دیکھا کہ سمندر پر کچھ چیزیں حرکت کر رہی ہیں۔ میں نے واپس آکر لوگوں سے پوچھا کہ کیا سمندر میں سفید پرندے بھی پائے جاتے ہیں؟ انہوں نے پوچھا کہ کیا تم نے اس طرح کی کوئی شے دیکھی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ تب وہ خوش ہوئے اور کہاں یہ پرندے نہیں ہیں بلکہ یہ بادبانی کشتیاں ہیں جو ہمارے لیے اولاد امام زمانہ علیہ السلام کی طرف سے خوراک کا سامان لاتی ہیں۔ کچھ دیر میں وہ کشتیاں نزدیک آگئیں۔ لوگوں نے بتایا کہ اس مرتبہ یہ کشتیاں مقررہ وقت سے پہلے آگئی ہیں۔ تمام کشتیوں سے آگے ایک بڑی کشتی تھی اس کے پیچھے دوسری کشتیاں تھی، جن کے تعداد سات تھی۔ جو بڑی کشتی تھی اس سے میانہ قد کے نورانی شکل وصورت کے ایک بزرگ اترے۔ ان کا لباس بہت صاف ستھرا تھا وہ اترتے ہی مسجد میں چلے گئے جہاں ظہرین کی نماز ادا کی۔ میں اور دوسرے لوگ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ جب انکی نماز ختم ہوئی تو وہ سب سے پہلے میری طرف مڑے اور سلام کیا میں نے جواب سلام دیا۔ پھر پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ پھر گویا ہوئے، تمہارا نام علی ہے۔ میں نے کہا آپ نے صحیح فرمایا۔ پھر پوچھا تمہارے باپ کا کیا نام ہے، پھر خود ہی فرمایا ان کا نام فاضل ہے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ انہوں نے مجھ کو دمشق میں کہیں دیکھا تھا اور مجھ کو آپ وہیں سے جانتے ہیں۔ میں نے ان سے عرض کی یا شیخ! کیا آپ نے مجھ کو دمشق میں دیکھا تھا جس وقت میں وہاں سے مصر آرہا تھا۔ جواب دیا نہیں میں نے عرض کی پھر کیا جب میں مصر سے اندلس جارہا تھا اس وقت آپ سے ملاقات ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا میرے مولا امام زمانہ علیہ السلام کی قسم میں نے وہاں بھی تم کو نہیں دیکھا تھا۔ یہ سن کر میں بے حد حیران ہوا۔ میں۔ نے کہا تو پھر آپ مجھ کو کیسے جانتے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ کو میرے باپ کا نام بھی معلوم ہے۔ یہ سن کر ان بزرگ نے جواب دیا۔ تم کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ تمہارا نام ونشان تمہارے باپ کا نام تمہارے تمام حالات ہم تک پہنچ چکے ہیں اور

میں جزیرہ خضراء سے تم کو لینے آیا ہوں۔ یہ سن کر میں بہت خوش ہوا کہ میرا ذکر جزیرہ خضراء میں ہے اور میری طلبی وہاں سے ہے۔ شیخ نے اس جگہ ایک ہفتہ قیام کیا اور جو امانتیں لائے تھے وہ لوگوں تک پہنچا دیں اور ان سے اس سامان کی رسیدیں لیں اس کے بعد روانگی کے لیے آمادہ سفر ہوئے اور مجھ کو اپنے ہمراہ لے کر کشتی میں سوار ہو کر جزیرہ خضراء روانہ ہوئے اور سمندر میں ۱۶ ر روز کے سفر کے بعد دیکھا کہ سمندر کا پانی سفید نظر آنے لگا تو سمندر پر حیرت سے نظر کی تو شیخ محمد نے ہم سے کہا تم اس پانی کو بڑے غور سے دیکھ رہے ہو۔ میں نے عرض کیا میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ پانی کا رنگ تبدیل ہو گیا ہے۔

شیخ محمد نے جواب دیا یہ بحر ابیض (سفید سمندر) ہے اور جو سامنے جزیرہ نظر آ رہا ہے جس کے چاروں اطراف یہ سفید پانی ہے تم جزیرہ خضراء جانے کے لیے جس طرف سے بھی آؤ گے تم کو یہ سفید پانی ملے گا، یہ انتظام پروردگار عالم نے جزیرہ کی حفاظت کے لیے کیا ہے، جب بھی کوئی دشمن کی کشتی یا جہاز اس طرف آتا ہے تو غرق ہو جاتا ہے، چاہے وہ کتنا ہی مضبوط کیوں نہ ہو۔ علی بن فاضل بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے یہ پانی پیا تو مجھے آب فرات کی طرح میٹھا اور خوشگوار معلوم ہوا، حالانکہ سمندری پانی کھارا ہوتا ہے۔

ہم لوگ بحر ابیض سے گزر کر جزیرہ خضراء کے قریب پہنچ گئے اور اس بڑی کشتی سے اتر کر جزیرہ خضراء تک پہنچ کر شہر میں داخل ہوئے ہم نے دیکھا کہ اس جزیرہ میں سمندر کی اطراف سات برج بنے ہوئے ہیں۔ چاروں اطراف طرح طرح کے درخت پھلوں سے لدے ہوئے ہیں جو ہوا کے جھونکوں سے جھوم رہے ہیں اور ان کے نیچے میٹھے پانی کے چشمے جاری ہیں۔ اس شہر میں ہر طرف کئی بازار ہیں۔ زیادہ تر عمارتیں صاف و شفاف سفید پتھروں سے بنی ہوئی ہیں اور یہاں لوگ نفیس لباس زیب تن کیے گزر رہے ہیں، یہ حسین منظر دیکھ کر میرا دل خوشی سے جھوم اٹھا۔

شیخ محمد یہاں سے مجھے اپنے گھر لے گئے، جہاں کچھ دیر آرام کیا۔ اس کے بعد شہر کی جامع مسجد لے گئے، وہاں کافی لوگ موجود تھے۔ ان کے درمیان ایک اعلیٰ شخصیت موجود تھے جن کے چہرہ پر ایسا رعب و دبدبہ تھا جو بیان سے باہر ہے۔ لوگ ان کو شمس الدین محمد عالم کہہ کر مخاطب کر رہے تھے۔ ان کے سامنے قرآن وفقہ، عربی علوم و اصول دین کا درس لے رہے تھے اور ان مسائل کو سیکھ رہے تھے جو حضرت امام زمانہ علیہ السلام سے ان تک پہنچتے رہے ہیں۔ جب میں ان حضرات کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے خوش آمدید کہا اور اپنے قریب بٹھایا اور میرا مزاج پوچھا۔ سفر میں جو کچھ حالات گزرے اس کے متعلق گفتگو فرمائی اور بتایا کہ ان تمام حالات کی مجھ کو پہلے سے اطلاع مل چکی ہے اور میں نے ہی شیخ محمد کو تمہیں لینے کے لیے روانہ کیا تھا۔

سید شمس الدین نے حکم دیا کہ مسجد ہی کے ایک کمرے میں میری رہائش کا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ میں اس کمرے میں چلا گیا اور نماز عصر تک آرام کیا۔ کچھ دیر ہی گزری تھی کہ ایک آدمی میرے پاس آیا اور اس نے کہا، یہاں سے کہیں نہ جانا کیونکہ شمس الدین تمہارے ساتھ رات کا کھانا کھانے کے لیے تشریف لا رہے ہیں، اتنے میں آپ اپنے اصحاب کے ہمراہ تشریف لائے، دستر خوان بچھایا گیا اور ہم نے کھانا تناول کیا۔ کھانا کھانے کے بعد ہم سب ان کے ساتھ مغرب وعشاء کی نماز کی ادائیگی کی نیت سے مسجد میں آ گئے۔ بعد نماز سید شمس الدین اپنے گھر چلے گئے اور میں اپنے مقام پر واپس آ گیا۔ میں اسی حال میں ان کے ساتھ اٹھارہ دن رہا اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہوتا رہا۔ علی بن فاضل کا بیان ہے: جب میں نے سید شمس الدین کی اقتداء میں پہلی بار نماز جمعہ ادا کی تو میں نے دیکھا کہ آپ نے صرف دو رکعت نماز جمعہ ادا کی۔ اس کے بعد نماز ظہر ادا نہیں کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں سب لوگ نماز وجوب کی نیت سے ادا کرتے ہیں۔ میں نے سید شمس الدین سے عرض کیا کہ آپ نے نماز جمعہ فریضہ واجب کے طور پر پڑھی؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں کیونکہ نماز جمعہ کے جملہ شرائط موجود ہیں۔ میں نے سوچا شاید حضرت امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف یہاں موجود ہوں۔ دوسرے وقت میں نے ان سے تنہائی میں دریافت کیا کیا حضرت امام زمانہ علیہ السلام نماز کے وقت یہاں موجود تھے۔ انہوں نے جواب دیا نہیں اور بتایا کہ مجھ کو حضرت امام عصر علیہ السلام نے اپنا نائب خاص بنایا ہے۔ لہٰذا مجھے یہ نماز پڑھانے کا جواز حاصل ہے۔

علی بن فاضل کہتے ہیں میں نے سید شمس الدین سے پوچھا کیا آپ نے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی زیارت کی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ لیکن میرے والد نے بیان کیا تھا کہ انہوں نے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی صرف آواز سنی ہے، آپؑ کی زیارت نہیں کی لیکن میرے دادا کو یہ شرف حاصل ہوا تھا کہ انہوں نے صاحب الزمان علیہ السلام کے دیدار کا شرف حاصل کیا تھا اور آپؑ سے کلام بھی کیا تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ کچھ لوگ آپؑ کی زیارت کر سکتے ہیں اور کچھ نہیں؟ انہوں نے فرمایا۔ یہ پروردگار عالم کی رضا اور مصلحت کی بات ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے نبی و وصی بناتا ہے۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، دوسرا نہیں سمجھ سکتا کیونکہ انسان میں پوشیدہ خوبیاں صرف قدرت دیکھ سکتی ہے کوئی دوسرا نہیں۔ اس کے بعد سید شمس الدین نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھ کو لے کر شہر کے باغات میں چلے آئے۔ یہاں چہار اطراف نہریں جاری تھیں۔ انواع واقسام کے درخت پھلوں اور پھولوں سے لدے قطار در قطار کھڑے تھے۔ ان میں مختلف قسم کے پھل انار، امرود، انگور کی بیلیں اور طرح طرح کے میوے تھے۔ ایسے

درخت میں نے شام و عراق میں کہیں نہیں دیکھے تھے۔ ہم دونوں ان باغات کے درمیان چل رہے تھے کہ ایک خوبصورت شخص راستے میں ملے جو سفید اونی چادر میں ملبوس تھے، جب وہ ہمارے نزدیک آئے تو ہمیں سلام کیا اور آگے بڑھ گئے، وہ مجھے حیرت انگیز لگے، میں نے دریافت کیا یہ کون ہیں؟ سید شمس الدین نے بتایا وہ سامنے جو بلند پہاڑ نظر آرہا ہے اس پہاڑ کے اوپر ایک خوبصورت جگہ ہے وہاں ایک گھنا درخت ہے جس کے نیچے میٹھے پانی کا چشمہ بہہ رہا ہے اس کے پاس پختہ اینٹوں کا ایک گنبد ہے اس کے نیچے ایک عمارت ہے یہ مقام حضرت امام مہدی علیہ السلام ہے۔ تم نے جس شخص کو دیکھا یہ اور ان کا ایک اور ساتھی اس مقدس مقام کے خادم ہیں۔ میں ہر جمعہ کی صبح وہاں جاتا ہوں اور حضرت امام زمانہ کی زیارت پڑھتا ہوں پھر دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اس وقت مجھے محراب میں حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا ایک پرچہ ملتا ہے جس میں ایک ہفتہ کے تمام مسائل کا جواب اور ہدایات درج ہوتے ہیں، جس پر میں پورے ہفتہ عمل کرتا ہوں، اب تم بھی اس زیارت گاہ جا کر امام علیہ السلام کی زیارت اور نماز پڑھو۔ میں ان کے حکم کے مطابق اس پہاڑ پر چڑھا اور وہاں قبہ دیکھا جس کے متعلق سید شمس الدین نے بتایا تھا۔ وہاں مجھے وہ دونوں خدام بھی ملے جس خادم نے مجھے دیکھا تھا مجھے خوش آمدید کہا، جب دوسرے خادم کو اس نے بتایا کہ شمس الدین کے دوست ہیں تو دونوں نے میری خاطر مدارت کی۔ وہ روٹی اور انگور لائے میں نے یہ کھائے اور اس چشمہ کا پانی جو اس زیارت گاہ کے پاس جاری تھا۔ پھر میں نے اس چشمہ سے وضو کیا اور اندر جا کر زیارت پڑھی اور دو رکعت نماز ادا کی۔ میں نے ان خدام سے حضرت امام عصرؑ کے متعلق دریافت کیا اور پوچھا کیا میں ان کی زیارت کرسکتا ہوں؟ جواب ملا کہ یہ ممکن نہیں ہے اور ہمیں اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ کسی کو امام عصرؑ کی متعلق خبر دیں کہ وہ کہاں ہیں۔ میں نے ان سے عرض کی کہ میرے لیے دعا فرمائیں تو انہوں نے مجھے دعا سے نوازا اور میں وہاں سے اتر کر شہر پہنچ گیا۔

شہر پہنچ کر یہ خیال آیا کہ مجھے سید شمس الدین سے ملنا چاہیے لیکن جب ان کے گھر پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ گھر پر نہیں ہیں۔ لہٰذا میں شیخ محمد کے گھر چلا گیا۔ یہ وہی شیخ محمد تھے جن کے ساتھ میں کشتی پر آیا تھا۔ میں نے ان سے دونوں خدام سے گفتگو کا واقعہ بیان کیا۔ شیخ محمد نے بتایا سوائے سید شمس الدین کے اور ان جیسے افراد کے کسی کو اس پہاڑ پر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ ان سے میں نے شمس الدین کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کون ہیں۔ تو شیخ محمد نے کہا وہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کے اور امام زمانہ علیہ السلام کے درمیان پانچ واسطے ہیں، وہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے نائب خاص ہیں، اس کے بعد شیخ

زین الدین علی بن فاضل مازندرانی مجاور نجف اشرف نے اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے کہا: میں نے سید شمس الدین عالم سے جو مسائل سیکھنے تھے، ان میں سے بعض مسائل کے متعلق ان سے اجازت طلب کی تھی کہ کیا میں یہ دوسروں سے بیان کر سکتا ہوں۔ انہوں نے اس بات کی اجازت مرحمت فرمائی۔ میں نے ان سے نوے کے قریب مسائل حاصل کیے جو میں نے کتاب ''فوائد شمسیہ'' میں لکھے ہیں۔ اس کتاب کو میں سوائے مخصوص مومنین کے کسی کو نہیں دکھاؤں گا لیکن تمہیں دکھادوں گا۔

علی بن فاضل مازندرانی نے مزید فرمایا کہ اس جزیرے میں قیام کرتے ہوئے جب مجھے دوسرا جمعہ ہوا جو مہینہ کا درمیانہ جمعہ تھا جب ہم نماز جمعہ سے فارغ ہوئے اور سید شمس الدین نماز پڑھا کے درس دینے بیٹھے تو میں نے مسجد کے باہر شور کی آوازیں سنیں۔ میں نے آپ سے پوچھا یہ آوازیں کیسی سنائی دے رہی ہیں؟ آپ نے جواب دیا ہر درمیانی جمعہ کو ہمارے لشکر کے افسر گھوڑوں پر سوار ہو کر ہتھیاروں کے ساتھ باہر آکر حضرت امام زمانہ کی آمد کا انتظار کرتے ہیں۔ میں نے اجازت طلب کی کہ میں بھی دیکھوں تو مجھے اجازت مل گئی۔ میں نے مسجد سے باہر آکر دیکھا کہ کافی لوگ ہیں جو اللہ کی حمد وثناء بجالا رہے ہیں اور حضرت امام زمانہ کے ظہور کی دعا کر رہے ہیں۔ میں یہ دیکھ کر مسجد میں واپس آگیا۔ سید شمس الدین نے فرمایا۔ تم نے لشکر دیکھا؟ میں نے کہا جی ہاں فرمایا: تم نے افسروں کو گنا کہ ان کی تعداد کتنی تھی۔ میں نے کہا میں نے ان کو نہیں گنا۔ آپ نے بتایا کہ تعداد تین سو ہے ابھی تیرہ ناصر ومددگار باقی ہیں۔ اللہ کی جب رضا ہوگی اپنے ولی کے لیے آسانی مہیا کرے گا۔ میں نے دریافت کیا۔ اے میرے آقا! ایسا کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس کا علم کسی اور کو نہیں ہے لیکن اس کی کچھ علامات ہیں جن سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ اب خروج کا وقت آگیا ہے۔ ان نشانیوں میں سے تین نشانیاں ہیں۔ اول یہ کہ ذوالفقار خود بخود نیام سے باہر آجائے گی اور بحکم خدا فصیح عربی میں گویا ہوگی کہ اے ولی اللہ! اللہ کا نام لے کر اٹھو اور میرے ذریعے دشمنان خدا کو قتل کرو۔ دوم یہ کہ آسمان سے تین آوازیں سنائی دیں گی جن کو دنیا کے تمام انسان اپنی اپنی زبانوں میں سنیں گے۔ پہلی آواز ہوگی۔ ''اے مومنو! قیامت صغریٰ آگئی۔'' دوسری آواز ہوگی۔ ''آل محمدؐ پر ظلم کرنے والوں پر لعنت ہو۔'' تیسری آواز طلوع آفتاب کے وقت جب ایک جسم ظاہر ہوگا جو ندا دے گا۔ ایہا الناس:

اللہ نے صاحب الامر م ح م د بن الحسن المہدی کو بھیجا ہے، ان کا حکم سنو اور ان کی اطاعت کرو۔

علی بن فاضل فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ اے آقا! ایک حدیث حضرت امام زمانہ سے ہم تک پہنچی ہے کہ ''غیبت کبریٰ میں جو شخص میری رویت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ لہٰذا اس حدیث کی موجودگی

میں آپ نے یہ کیسے فرمایا کہ میرے دادا نے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کو دیکھا تھا یا اور لوگ جو حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کرتے ہیں وہ کیسے ہوتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا تم سچ کہتے ہو حضرت امام زمانہؑ نے یہی فرمایا تھا لیکن یہ قول اس وقت کے لیے تھا جب آپؑ کے دشمن بہت زیادہ تھے اور بنی عباس کے فرعون صفت بادشاہوں کا اقتدار تھا۔ یہاں تک کہ شیعہ آپؑ کا نام لیتے ہوئے ڈرتے تھے اور ایک دوسرے کو نام لینے سے روکتے تھے۔ لیکن اب وقت وہ نہیں رہا اور حضرت امام زمانہؑ کے دشمن مایوس ہو چکے ہیں۔ خصوصاً جزیرہ خضراء ان کی دسترس سے باہر ہے۔ یہ بیان کرنے کے بعد آپ نے فرمایا۔ حضرت امام زمانہؑ مکہ میں رکن و مقام کے درمیان سے وتر سال یعنی طاق سال (جو دو سے تقسیم نہ ہو) میں ظہور فرمائیں گے۔ لہٰذا مومنین کو انتظار کرنا چاہیے۔ میں نے عرض کیا میرا دل چاہتا ہے کہ یہاں آپ کے ساتھ اس وقت تک رہوں کہ یہاں تک کہ حضرت امام زمانہؑ کا ظہور ہو۔ فرمایا تمہارے وطن واپسی کا حکم پہنچ چکا ہے۔ تم اہل و عیال دار ہو اور ایک مدت سے ان سے دور ہو، ان سے مزید دوری جائز نہیں۔ یہ سن کر میں بہت غمگین ہوا اور گریہ کیا۔ میں نے کہا کیا مجھے اس بات کی اجازت ہے کہ میں نے جو کچھ دیکھا اسے میں دوسروں کو سنا دوں۔ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں تم بیان کرنا تاکہ مومنین کے دل مطمئن ہوں۔ پھر چند باتیں بیان کرنے سے منع فرمائیں۔ میں نے کہا کیا میں حضرت امام کے چہرہ پر نور کی زیارت کر سکتا ہوں۔ فرمایا تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہر مخلص مومن کے لیے امام کی زیارت ممکن ہے۔ لیکن وہ آپؑ کو پہچان نہیں سکتے۔ علی بن فاضل نے عرض کیا۔ میرے آقا! میں بھی ایک مخلص مومن ہوں لیکن مجھے حضرتؑ کی زیارت کا کبھی شرف حاصل نہیں ہوا۔ فرمایا ایسی بات مت کہو تم نے دو مرتبہ حضرت امام زمانہ کو دیکھا ہے۔ پہلی مرتبہ اس وقت جب تم سامرہ گئے تھے اور تمہارے ساتھی تم سے آگے نکل گئے تھے۔ یہاں تک کہ تم ایک خشک نہر کے پاس پہنچے اس وقت تمہاری طرف ایک سوار آئے جن کا گھوڑا سفید تھا اور اس پر کالی چیتیاں تھیں ان کے ہاتھ میں ایک طویل نیزہ تھا جب تم نے انہیں دیکھا تو تم خوف زدہ ہو گئے تھے۔ انہوں نے تم سے کہا تھا ڈرو مت! اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جاؤ۔ وہ اس طرف درخت کے نیچے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ میں نے کہا آپ بالکل ٹھیک فرما رہے ہیں۔ بالکل ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ پھر جناب شمس الدین نے فرمایا۔ جب تم دمشق سے مصر کی طرف اپنے استاد شیخ اندلسی کے ہمراہ روانہ ہوئے تھے اور راستہ میں قافلہ سے پیچھے رہ گئے تھے اور تم پر بہت خوف طاری تھا اس وقت حضرت امام زمانہ ایک سوار کی صورت میں تمہارے سامنے تھے۔ جو ایسے گھوڑے پر سوار تھے جس کی پیشانی اور پیر سفید تھے۔ اس وقت بھی آپؑ کے دست مبارک میں

نیزہ تھا۔ حضرتؑ نے تم سے فرمایا تھا۔ تمہارے داہنی جانب ایک آبادی ہے۔ آج کی شب وہیں بسر کرو۔ اور ان کو اپنے آبائی مذہب سے آگاہ کرنا۔ ان سے تقیہ کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ اور ان کے پاس کی دوسری آبادیوں جو جنوب مشرق میں واقع ہیں یہ سب مخلص مومن ہیں، یہ حضرت علی ابن طالب علیہ السلام اور ان کی اولاد طاہرین کے دین پر قائم ہیں۔ میں نے کہا بالکل ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا میں نے واقعہ کی تفصیل بیان کی۔

پھر میں نے سید شمس الدین سے دریافت کیا، کیا امام ہر سال حج کے موقع پر تشریف لاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ اے ابن فاضل! پوری دنیا مومن کے لیے ایک قدم کی راہ ہے جبکہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام جن کے صدقہ میں یہ دنیا قائم ہے جس طرح ان کے آباء طاہرین کے طفیل میں باقی ہے۔ بیشک آپؑ ہر سال حج کے لیے تشریف لاتے ہیں اور اپنے آباء طاہری کی زیارت کے لیے مدینہ، عراق، طوس تشریف لے جاتے ہیں پھر اپنی جگہ واپس آجاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے تاکید کی کہ میں جلد از جلد اپنے وطن لوٹ جاؤں۔ پھر سید شمس الدین نے مجھ کو جزیرہ خضراء میں رائج سکہ کے پانچ درہم عنایت فرمائے ان سکوں پر تحریر تھا۔ **لاالہ اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ محمد بن الحسن القائم بامر اللہ** یہ درہم میرے پاس بطور تبرک موجود ہیں۔

(سید مرتضیٰ موسوی علم الہدیٰ علیہ الرحمہ، شیخ ابوجعفر طوسی علیہ الرحمہ مولف کتاب تہذیب و استبصار، شیخ محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ مولف کتاب کافی، شیخ صدوق ابن بابویہ قمی علیہ الرحمہ مولف کتاب من لایحضرہ الفقیہ اور شیخ ابوالقاسم حلی علیہ الرحمہ مولف کتاب شرائع الاسلام)

برمودا میں پیش آنے والے واقعات

مثلث برمودا بحر اوقیانوس کے مغربی سرے پر واقع ہے۔ یہاں بیشمار کشتیوں اور بحری جہازوں کو حادثات پیش آچکے ہیں۔ مثلث برمودا کے متعلق ماسکو کے جریدے سے الانباء کی اشاعت مورخہ ۲۲/اکتوبر ۱۹۷۷ء میں یہ مضمون شائع ہوا۔ مثلث برمودا بحر اوقیانوس کے انتہائی مغربی سرے پر دریائے کاریب کے دہانے اور گلف اسٹریم کے راستہ پر واقع ہے۔ اس علاقہ کو ایک مثلث نما قرار دیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ یہ علاقہ بحر اوقیانوس کے نہایت پرسکون مرکز پر واقع ہے لیکن زمانہ قدیم سے سمندری سفر کرنے والوں کے لیے خطرناک اور وحشت انگیز نام سے مشہور ہے۔ روزنامہ جمہوریت از بغداد مطابق ۶ دسمبر ۱۹۷۵ء کی اشاعت میں برمودا کو گمشدہ کشتیوں کا سمندر، دریائے وحشت مثلث اجل، وحشت کا دریا، کشتیوں کی آرام گاہ،

خوفناک علاقہ اور بحر اوقیانوس کا قبرستان جیسے ناموں سے موسوم کیا ہے۔ دراصل اس طرح کے ناموں سے موسوم کرنے کی وجہ وہ بحری حادثات ہیں جو یہاں پیش آتے رہے۔

اسی طرح مشہور جریدہ ہفت روزہ اسبوع عربی کی ۸ اردسمبر ۱۹۷۸ء کی اشاعت میں لکھا گیا کہ پیرس میں مثلث برمودا پر چار کتابیں منظر عام پر آئیں جس میں مثلث برمودا کو افسانوی، پراسرار اور انتہائی مبہم علاقہ قرار دیا ہے۔ اسی طرح اس عنوان پر کئی کتابیں بھی تحریر کی گئیں۔ اسے مثلث برمودا اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ یہ علاقہ مثلث برمودا سے متصل ہے۔ یہ علاقہ آج تک انسانی دسترس سے باہر ہے۔ روزنامہ الفکر الجدید ۱۹۷۷ء بحوالہ بار الیلی از بلغانستان نے اپنے ایک مضمون میں تحریر کیا لینڈ بیرک کو خود اس حادثہ سے دوچار ہونا پڑا۔ وہ کہتا ہے میں ۱۹۲۸ء میں فلوریڈا جارہا تھا کہ اچانک اس کی نظر ہوائی جہاز کے قطب نما اور بلندی پیما پر پڑی تو دونوں ساکت تھے۔ جس وقت یہ حادثہ رونما ہوا تو مجھے پتہ چلا کہ میں مثلث برمودا کے علاقہ میں پھنس گیا ہوں۔ اسی طرح ایک اور واقعہ روزنامہ جمہوریت بغداد کی اشاعت مطابق ۱۵ اردسمبر ۱۹۷۶ء کو روزنامہ جمہوریت نے مشہور زمانہ امریکی سائنسدان سینڈرسن سے روایت کیا ہے اور سینڈرسن نے یہ واقعہ مثلث برمودا کے علاقے میں، وقت ساکن ہے کے ذیل میں تحریر کیا ہے کہ جو ہوائی جہاز اپنے وقت مقررہ سے تاخیر سے اپنی منزل تک پہنچتے ہیں ان کے لیے کوئی تدبیر کی جائے۔ سینڈرسن نے واقعہ کچھ اس طرح بیان کیا کہ چند سال قبل ایئر لائنز کا ایک ہوائی جہاز ۱۲۷ رمسافروں کو لے کر میامی (فلوریڈا) کے ہوائی اڈے کے راڈار پر شمال مشرقی سمت سے ظاہر ہوا اور ریڈیو کے ذریعے پیغام دیا کہ میں فلاں وقت پر اتر رہا ہوں لیکن اچانک ہوائی جہاز رڈار سے غائب ہوگیا۔ دس منٹ بعد دوبارہ یہ جہاز ہوائی اڈے کے افق پر نظر آنے لگا اور حسب معمول اتر گیا لیکن ہوائی جہاز کے تمام مسافر اور عملے کے افراد اور ہوائی اڈے پر موجود افراد سب خوف اور وحشت میں مبتلا تھے۔ خصوصاً اس وحشت میں اس وقت مزید اضافہ ہوگیا جب ان لوگوں نے اپنی گھڑیوں میں وقت دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان کی گھڑیاں ہوائی اڈے کی گھڑیوں سے دس منٹ پیچھے ہیں جبکہ صرف بیس منٹ قبل پائلٹ اور جہاز کے دوسرے عملے نے اپنی گھڑیوں کا وقت فلوریڈا کے ہوائی اڈے کی گھڑی کے مطابق ملایا تھا۔ یہاں رڈار پر موجود ڈیوٹی انجام دینے والے نے پائلٹ سے کہا حیرت ہے کہ آپ کا جہاز دس منٹ تک رڈار سے غائب رہا۔ روزنامہ جمہوریت نے مثلث برمودا کی اطلاع ملنے کے عنوان سے لکھا کہ ہوائی جہاز کا عملہ اور تمام مسافر حیرت سے ایک دوسرے سے پوچھتے تھے کہ دس منٹ تک ہم کہاں تھے اور سب اپنی گھڑیوں کو مسلسل دیکھ رہے تھے اور حیرت زدہ تھے اور کہتے تھے بیس منٹ کے عرصہ

میں ہماری گھڑیاں دس منٹ لیٹ کیسے ہو گئیں جبکہ ہم سب نے ہوائی جہاز پر اسپیکر پر اعلان کے مطابق اپنی گھڑیوں کو فلوریڈا کے ہوائی اڈے کی گھڑی کے مطابق ملا لیا تھا۔ سب ایک دوسرے سے کہتے تھے۔ ہماری زندگی کے دس منٹ کہاں چلے گئے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ دس منٹ کے لیے رفتار زمانہ رک گئی؟ برمودا میں اس طرح کے بیشمار واقعات پیش آتے رہتے ہیں کہ کبھی صرف حادثاتی خوف کی کیفیت تک واقعہ محدود رہا اور کبھی یہاں سے گزرنے والوں کو سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑا۔
مثلث برمودا میں رونما ہونے والے حیرت انگیز واقعات و حادثات کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر چکی ہے۔

میری سلیسٹ جہاز کی داستان

برمودا میں پیش آنے والے کچھ واقعات کی کافی تشہیر ہوئی۔ ان میں ایک واقعہ ''میری سلیسٹ'' نام کے ایک جہاز کا ہے جو مختلف جرائد میں شائع ہوا۔ رسالہ الف باء بغداد ۳۱ رمئی ۱۹۷۸ء، الموسوعۃ العربیہ اور روزنامہ جمہوریت بغداد ۱۵ ردسمبر ۱۹۷۶ء کے مطابق میری سلیسٹ اچانک دسمبر ۱۹۷۶ء میں کسی فنی خرابی کے بغیر بحر اوقیانوس کی سطح پر نمودار ہوئی یہ کشتی ہر لحاظ سے درست تھی اس میں کسی کی طرح کی کوئی معمولی خرابی بھی نہ تھی۔ اس کشتی کے تمام آلات درست تھے اور انجن بھی صحیح کام کر رہا تھا۔ اس کشتی میں ایندھن بھی وافر مقدار میں موجود تھا۔ یہاں تک کہ اس کا وائرنگ کا سسٹم پائپ اور رسے تک نہایت مضبوط تھے۔ اس کشتی میں پانی ٹنکی میں بھرا ہوا تھا۔ پانی اتنا وافر مقدار میں موجود تھا جو چھ ماہ کے لیے کافی تھا۔ کسی حملہ، حادثہ یا فنی خرابی کا کوئی نام و نشان تک نہ تھا اور یہ کشتی حسب معمول پانی پر رواں تھی لیکن کئی ماہ قبل اس کشتی کو کیا حادثہ پیش آیا اس میں موجود لوگوں پر کیا بیتی اس کے متعلق کوئی خبر نہیں ملی۔ اس کشتی کے کپتان کے کیبن میں اندراج کا رجسٹر کھلا ہوا تھا اور مثلث برمودا کے قریبی جزیرہ ازور کو عبور کرنے تک تمام حالات تفصیل سے درج تھے۔
کپتان کشتی سیف میں رقم، قیمتی جواہر اور انتہائی ضروری کاغذات یہ تمام چیزیں صحیح حالت میں موجود تھی۔ یہاں تک کہ ایک چھوٹا کرتا جو سلائی مشین میں سینے کی غرض سے رکھا ہوا تھا ابھی تک رکھا ہوا تھا۔ مسافروں کا کھانا، جو ان کے سامنے میزوں پر جو لگایا گیا تھا اور ان کی ضروریات کی تمام اشیاء اپنی جگہ موجود تھیں۔ یہاں تک کہ پانی سے بھرے ہوئے جگ بھی میزوں پر رکھے ہوئے تھے۔ کھانے کے سامان سے بھری ہوئی پیٹیاں اور فرج تک موجود تھے۔ اس جہاز میں چھ ماہ تک کے لیے کھانے کا ذخیرہ موجود تھا۔ یہاں تک کہ ہر چیز اپنی اصل حالت میں موجود تھی لیکن حیرت انگیز بات یہ تھی کہ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ مسافروں کا کیا بنا، ان کی

کوئی خیر خبر نہ مل سکی۔ اس حادثہ کے بعد جب معلومات جمع کرنے کی کوشش کی گئی تو تمام تحقیقات کے مراکز لاپتہ افراد کا پتہ لگائے بغیر خود بخود بند ہو گئے۔ ابتدا میں برطانیہ کے ادارہ تحقیقات اور اسکاٹ لینڈ یارڈ نے کوشش ضرور کی لیکن آخر میں یہ کام بغیر کامیابی کے ترک کر دیا۔ سب کو حیرت تو اس بات پر تھی کہ جو مسافر صحیح سلامت روانہ ہوئے تھے ان کے کسی سامان کو تو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچا اور جہاز بھی صحیح حالت میں لوٹ آیا لیکن مسافروں کا کوئی پتہ نہ چلا۔

سنیٹا میری کشتی کی داستان

الف باء بغداد کی اشاعت ۳۱ رمئی ۱۹۷۸ء میں پرتگال کی سنیٹا میری کشتی کے متعلق تحریر کیا کہ یہ کشتی اپنے مسافروں کو مع اپنے عملے کے ساتھ گم ہو گئی۔ یہاں تک کہ کئی سال گزر جانے کے بعد بحر اوقیانوس کی سطح پر کسی فنی اور موسمی خرابی کے بغیر نمودار ہو گئی۔ اس کشتی کے تمام مسافر اپنی اپنی سیٹوں پر خشک لاشوں کی صورت میں موجود تھے اس سلسلے میں آج تک یہ پتہ نہ چل سکا کہ کشتی صحیح حالت میں اتنے عرصے کے بعد خود بخود کیسے باہر آ گئی جبکہ تمام عملہ اور مسافر مرنے کے باوجود اس طرح موجود تھے کہ نہ کوئی لاش خراب ہوئی نہ گلی بلکہ حنوط شدہ ممیوں کی طرح اپنی اپنی سیٹوں پر تمام ساز و سامان کے ساتھ موجود تھیں۔

برطانیہ کا اٹلانٹا جنگی جہاز

الف باء بغداد جریدے نے یہ خبر ۳۱ رمئی ۱۹۷۸ء کو شائع کی کہ ۱۸۸۰ء میں برطانیہ کا ایک جنگی جہاز دو سو سپاہیوں کو لے کر جزیرہ برمودا سے روانہ ہوا اور کچھ دیر بعد لاپتہ ہو گیا۔ اس واقعہ کو ایک صدی گزرنے کے باوجود تا حال اس کے متعلق کوئی اطلاع نہ مل سکی کہ اس کشتی کا کیا بنا اور اس پر سوار مسافر کہاں گئے۔ تمام تر کوششوں کے باوجود آج تک اس معاملہ کی گتھی نہ سلجھ سکی۔

پانچ گمشدہ ہوائی جہاز

مشہور جریدے الکفاج العربی نے اپنی ۱۹ رفروری ۱۹۷۹ء کی اشاعت میں اور روزنامہ جمہوریت کے حوالے سے مثلث برمودا کے وحشت ناک حادثات میں سے ایک عظیم حادثہ امریکا کے پانچ ہوائی جہازوں اور ان کے عملے کے تمام افراد ایک ہی دن میں ایک ساتھ ایک ہی وقت میں گم ہو گئے۔ اس اخبار

میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ۵ ردسمبر ۱۹۴۵ء کو امریکائی بی ایم افنگیر ۳ راقسام کے پانچ ہوائی جہاز ریاست فلوریڈا کے فورٹ لوڈرڈل بولایہ کے ہوائی اڈہ سے مثلث برمودا کی تحقیقات کی غرض سے ایک ہی وقت محوئے پرواز ہوئے اور دوپہر کے بعد سوا بجے ایک جہاز کے پائلٹ چارلس ٹیلر نے کنٹرول ٹاور سے بذریعہ ریڈیو رابطہ کیا اور یہ آخری پیغام دیا۔ میں چارلس ٹیلر مخاطب ہوں، مجھے کنٹرول ٹاور سے رابطہ مطلوب ہے کیونکہ یہاں ایک غیر فطری حادثہ رونما ہوا ہے اور میرا جہاز اب قابو سے باہر ہو چکا ہے اور اب میں بالکل بے بس ہوں اور زمین نظر نہیں آ رہی ہے۔ میں دوبارہ بتا رہا ہوں کہ زمین بالکل آنکھوں سے اوجھل ہے، ہمارے تمام آلات ناکارہ ہو چکے ہیں اور دریا کا انداز بھی مختلف ہے میں نے آج تک دریا کو اس طرح نہیں دیکھا۔ اس پیغام کے جواب میں کنٹرول ٹاور سے جواب آیا اس وقت تم کہاں ہو فوری طور پر محل وقوع سے آگاہ کرو چارلس نے جواب دیا ہمیں اس بات کا علم نہیں کہ ہم کہاں ہیں محسوس یہی ہو رہا ہے کہ ہم لاپتہ ہو گئے ہیں۔ کنٹرول ٹاور سے آواز آئی کیا تم مغرب کی سمت پرواز کر رہے۔ جواب موصول ہوا ہمیں یہ نہیں معلوم ہو رہا ہے کہ مغرب کس سمت ہے، یہاں تک کہ دریا کی شکل بھی بدلی ہوئی ہے۔ اتنے میں کنٹرول ٹاور سے رابطہ منقطع ہو گیا لیکن دوبارہ رابطہ قائم ہوا، تو چارلس نے بتایا قطب نما انتہائی تیزی کے ساتھ تمام دائرے کے گرد گھوم رہے ہیں۔ حالانکہ قطب نما میں کوئی خرابی نہیں ہے لیکن پھر بھی چکر کاٹ رہا ہے، یہ بھی ممکن ہے ہم کسی ہوائی اڈے کے قریب ہوں لیکن اس کا ہمیں بالکل علم نہیں ہے۔ کنٹرول ٹاور سے یہ ہدایت ملی سورج کی مدد سے شمال کی سمت ہو کر سورج کو سمت قرار دیکر پرواز جاری رکھو۔ چارلس نے جواب دیا ہم ایک چھوٹے سے جزیرہ کی فضا میں ہیں اور ہمیں جزیرہ کے علاوہ کچھ اور نظر نہیں آ رہا ہے۔ اس آخری گفتگو کے بعد رابطہ منقطع ہو گیا لیکن کنٹرول ٹاور میں ان پائلٹس کی باہمی گفتگو آتی رہی جو اپنی بے بسی کا اظہار کر رہے تھے اور ایک دوسرے کو اس پراسرار سفر سے آگاہ کر رہے تھے۔ کنٹرول ٹاور نے ایک ہواباز کا یہ جملہ سنا جو دوسرے ہواباز سے کہہ رہا تھا۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہم فلوریڈا سے بہت دور نکل گئے ہیں اور گلو یک کی طرف محوئے پرواز ہیں۔ اس وقت چارلس ٹیلر نے کہا۔ اگر ہم سب کے سب اپنی موجودہ پرواز سے بالکل ۱۸۰ ردرجے کا زاویہ بنا کر چلیں تو ممکن ہے کہ دوبارہ فلوریڈا پہنچ جائیں۔ جب ان سب نے اپنے رخ ۱۸۰ ردرجے پر موڑے ان کی گفتگو کی آواز دھیمی پڑتی گئی یہاں تک کہ بالکل ختم ہو گئی کنٹرول ٹاور پر آخری جملہ یہ سنائی دیا۔ ہم آب سفید کی فضا میں ہیں، ہم راہ سے گم ہو چکے ہیں کنٹرول ٹاور کو ان کی گفتگو سے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ سورج انہیں نظر نہیں آ رہا تھا اور یہ بالکل مایوس ہو چکے ہیں اور زندگی کے آثار معدوم ہو گئے ہیں۔

تحقیقاتی کشتیوں کا واقعہ

روزنامہ جمہوریت بغداد مورخہ ۶ ردسمبر ۱۹۷۵ء کے مطابق جب ان پانچ جہازوں (جن کا ذکر پچھلے عنوان ''پانچ گمشدہ ہوائی جہاز'' میں کیا جا چکا ہے) کا رابطہ کنٹرول ٹاور سے بالکل منقطع ہو گیا تو فلوریڈا کے کنٹرول ٹاور کو یقین ہو گیا کہ وہ پانچوں جہاز یقیناً تباہی سے ہمکنار ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اسی دن ایک اور سراغرساں بہتر بڑا ہوائی جہاز ان پانچ ہوائی جہازوں کی خبر گیری کی غرض سے روانہ کیا گیا۔ اس جہاز میں ہوا باز نے اپنے ساتھ تیرہ تجربہ کار ہوابازوں کو لیا جب ان جہازوں نے ہوائی اڈے سے پرواز کی اور بلند ہو کر مثلث برمودا کا رخ اختیار کیا تو اپنا پہلا اور آخری جو پیغام دیا تھا اس میں بتایا تھا میں اٹھارہ سو میٹر کی بلندی پر پرواز کر رہا ہوں، یہاں کافی تند و تیز ہوا چل رہی ہے۔ اتنا کہنے کے بعد اس ہواباز کا کوئی پتہ نہ چلا کہ اس کا کیا ہوا اور یہ کہاں چلا گیا۔ اس واقعہ کے ایک دن بعد ۶ ردسمبر ۱۹۴۵ء کو مثلث برمودا میں تاریخ کے ایک بہت بڑے تحقیقاتی مشن کا پروگرام عمل میں لایا گیا تا کہ ۵ ردسمبر کو ایک دن میں گمشدہ چھ ہوائی جہازوں کا سراغ لگایا جا سکے۔ اس مشن کے لیے ایک بہت بڑا ہوائی بیڑہ تیار کیا گیا۔ اس میں ۹۷ رہوائی جہازوں نے حصہ لیا۔ اس بحری بیڑے میں ۲۴۰ رکشتیاں، چار آبدوزیں، اٹھارہ سمندری پانی کی حدود سے باخبر رکھنے کے لیے چھوٹی کشتیاں شامل ہوئیں۔ یہ اتنا کچھ سرکاری سطح پر ہوا۔ اس کے علاوہ سینکڑوں نجی کشتیاں، پرائیوٹ ہیلی کاپٹر اور ہوائی جہاز اور ہزاروں دریائے انگلینڈ اور دریائے یاما کے ماہر تیراک روانہ ہوئے۔ یہ تحقیقی عملہ جو اس قدر تحقیقاتی ساز و سامان سے لیس تھا جس کی مثال نہیں ملتی کئی دن تک مثلث برمودا کے علاقہ میں مصروف رہا لیکن ۵ ردسمبر کو گمشدہ جہاز سے متعلق بالکل بے خبر رہا یہاں تک کہ نہ تو جہاز کا کوئی ایک پرزہ تلاش کرنے میں کامیاب ہوئے نہ ہوابازوں کا کوئی نام و نشان تلاش کر سکے۔ آخر ہفتوں کی کوشش کے بعد جب یہ مشن بے نتیجہ ثابت ہوا تو اسے ختم کرنے کا اعلان کرنا پڑا۔

دو جٹ طیاروں کی تباہی

خبر نامہ انبائے ماسکو میں ۲۲ راکتوبر ۱۹۷۷ء کی اشاعت میں یہ خبر منظر عام پر آئی کہ ۱۹۶۳ء میں دوسرے طیاروں کو فضا میں ملانے والے دو جیٹ طیارے مثلث برمودا میں بلا کسی ظاہری سبب اور جنگی کارروائی کے از خود جل کر تباہ ہو گئے۔ اس واقعہ کے اسباب و علل معلوم نہ ہو سکے۔

ایچ کرافٹ جنگی کشتی

خبر نامہ انبائے ماسکو کے مطابق ۲۲ر اکتوبر ۱۹۷۷ء کے مطابق ماہ دسمبر ۱۹۶۷ء میں ایک ایچ کرافٹ جنگی کشتی جو میامی کی بندرگاہ سے دوربین سے نظر آرہی تھی یہ دیکھتے ہی دیکھتے مثلث برمودا کے آب سفید میں گم ہوگئی جس کا آج تک کوئی سراغ نہ مل سکا کہ یہ کہاں گئی اور اس پر سوار افراد کا کیا بنا۔

انبائے ماسکو مورخہ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۷۷ء کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۷۶ء کے دوران مثلث برمودا میں جو وحشت ناک اور حیرت میں مبتلا کرنے والے حادثات رونما ہوئے ان کی تعداد چھ ہے۔ جن میں کئی افراد دوران تحقیق لقمہ اجل بن گئے۔ مثلث برمودا کے حادثات کی تفصیل لکھتے ہوئے روزنامہ جمہوریت کی ۱۵ر دسمبر ۱۹۷۶ء کی اشاعت کے مطابق مثلث برمودا میں رونما ہونے والے وہ حادثات جو عالمی روزناموں اور جرائد میں شائع ہوئے ہیں ان کی تعداد بے شمار ہے اور قابل توجہ یہ بات ہے کہ یہاں ایک سو سے زیادہ ایسے ہوائی اور بحری حادثات جو تیس سال کی مدت کے دوران رونما ہوئے جن کا ریکارڈ متاثرہ ممالک کے ریکارڈ میں گمشدہ ہواباز کے عنوان سے موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تقریباً ایک سو ہواباز اور بحری جہاز پراسرار طور پر اس علاقہ میں آب سفید میں متاثر ہوئے اور جملہ گمشدہ ہونے والے جزائر برمودا اور جزائر پاناما کے مابین واقع اسی علاقہ سے متعلق تھے، جن کا آج تک کوئی سراغ نہ مل سکا اور نہ ان کی کوئی اصل وجہ بتائی جاسکی۔ رسالہ الف باء اپنی اشاعت مطابق ۳۱ر مئی ۱۹۷۸ء میں اپنے ایک کالم میں تحریر کیا کہ حقیقت تو یہ ہے کہ مثلث برمودا کے اس علاقے میں بات صرف ہوائی جہازوں اور بحری جہازوں کے گم ہونے تک محدود نہیں بلکہ آج تک یہاں ہزار سے زیادہ صرف ایسے افراد لاپتہ ہوچکے ہیں جن کی کشتیاں صحیح وسالم واپس ملی ہیں اتنی بڑی تعداد کا جن کا یہاں حادثہ پیش آیا اس کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

اکثر اوقات ایسے واقعات بھی پیش آئے کہ کسی جہاز کے ہواباز نے غیر دانستہ طور پر مثلث برمودا کا رخ کیا تو یہ غفلت کی بنا پر آگے بڑھنے سے قبل موت کے آثار نظر آنے لگے اور جہاز میں خرابیاں شروع ہونے لگی لیکن فوری طور پر وہاں سے رخ اپنی اصل منزل کی طرف کرلیا تو یہ خرابیاں دور ہوگئیں اور جہاز کے عملے اور مسافروں کو سکون میسر آیا۔ اس بات کا ذکر الاسبوع العربی اور روزنامہ جمہوریت بغداد کے علاوہ کئی اخبارات کی اشاعت میں کیا گیا ہے۔ مزید براں ان حادثات کی کوئی معقول وجہ تلاش کرنے کے لیے عالمی طاقتوں کی سطح پر تحقیقاتی ٹیمیں بھی تشکیل دی گئیں اور معاہدے بھی طے پائے اس قسم کا پہلا معاہدہ امریکا،

برطانیہ اور کینیڈا کے درمیان طے پایا۔ اس کے بعد ایسا ہی ایک معاہدہ امریکا اور روس کے درمیان طے پایا اور ان پر پوری شدومد کے ساتھ عمل بھی کیا گیا۔ تمام تر وسائل کے استعمال کے باوجود یہ ممالک اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے کہ مثلث برمودہ کے متعلق کوئی ٹھوس ثبوت فراہم کر سکیں۔ ہر کوشش بے نتیجہ ثابت ہوئی اور اب اس قدر حادثات پیش آنے کے بعد خوف کا یہ عالم ہے کہ کوئی ہوا باز اور جہاز راں اس طرف کا رخ کرنے کی بھی جرات نہیں کرتا۔

حالات رجعت و قیام

حضرت امام مہدی علیہ السلام کو پروردگار عالم نے پردہ غیبت احکام و انصرام کے اجراء کی جملہ توفیقات سے نوازا ہے اور آپ کے غیبت کے ایام کے دوران عبادت کا اجر عظیم ہے۔ حضرت عمار سا باطی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ان دو حالتوں میں عبادت کرنے والوں میں سے کس کی عبادت اصل اور زیادہ فائدہ مند ہے۔ یعنی حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی حکومت کے دوران عبادت کرنے والوں کی یا غاصب و بے عہد قریشی حکومت کے دوران عبادت گزاروں کی؟ آپؑ نے فرمایا۔ "ان لوگوں کی عبادت افضل اور زیادہ مفید ہے جو حضرت امام عصر علیہ السلام کے انتظار میں غاصب و عہد شکن حکومتوں کے جبر و ستم کے دوران عبادت جاری رکھیں گے۔" یہ جواب سن کر حضرت عمار سا باطی نے دوسرا سوال کیا کہ ایسی حالت میں جبکہ ہماری عبادت کم درجے کی ہو کر رہ جائے تو ہم حضرت امام عصر علیہ السلام کی حکومت کے قیام کی آرزو کیوں کریں؟

اصول کافی کتاب الحجۃ باب در فی حال غیبۃ کے مطابق اس سوال کے جواب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا "سبحان اللہ کیا تمہیں یہ بات محبوب نہیں کہ اللہ تعالیٰ مکمل حق اور مکمل عدل کو دنیا میں ظاہر اور غالب فرمائے اور یہ کہ پوری نوع انسان کو ایک کلمہ اور ایک دین پر متفق کر دے؟ اور پھٹے ہوئے متفرق دلوں میں الفت پیدا کر دے؟ اور دنیا سے اللہ کی نافرمانی اور مخالفت کو مٹا دے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے قوانین اور جزا و سزا کے مقرر کیے ہوئے عہد پورے ہوں۔ اور یہ کہ حق حکومت اور حقوق العباد حقداروں کو پہنچ جائیں اور کسی کے خوف سے حق کا کوئی پہلو اوجھل نہ رہ جائے۔ خدا کی قسم اے عمار جس حال میں تم آج کل بسر کر رہے ہو اس حال میں تمہارے مرنے والوں کی طرح ظہور کے زمانے کے لوگ مریں گے بلکہ دستداران محمدؐ و آل محمدؐ بدر و احد کے شہیدوں کی طرح شہداء کے مقام پر وفات پائیں گے۔ لہٰذا تم اس زمانے

کی زندگی اور موت پر خوشیاں مناؤ۔"

ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔"جب ہمارا قائم ظہور کرے گا تو زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے گی تو بندگان خدا سورج و چاند کی روشنی سے بے پرواہ و آزاد ہوں گے اور رات و دن ایک ہی ہو جائیں گے، ہر قسم کا اندھیرا دنیا سے دور ہو جائے گا۔ حضرت امام حجت علیہ السلام کے دور حکومت میں لوگ ہزار ہزار سال کی عمریں پائیں گے اور ان کے یہاں ہر سال ایک بیٹا پیدا ہوگا، بیٹی پیدا نہ ہوگی اور وہ اپنے بیٹوں کو جو لباس بھی پہنائیں گے وہ بچے کی جسامت کے ساتھ بڑھتا رہے گا اور کپڑوں کا جو رنگ پسند کریں گے وہی رنگ تبدیل ہوتا رہے گا۔ آپ کے عہد میں زمین پر کوئی ایسی چیز نہ رہے گی جو ضرر رساں ہو شر اور فساد کا نام ونشان نہ رہے گا اور نہ زہریلی چیزیں رہیں گی اور شیطان کے پاس لوگوں میں پھیلانے کے لیے کوئی عمل یا وسوسہ نہ رہے گا۔ حسد و فساد کا خاتمہ ہوگا۔"

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد دنیا نظام عدل کا گہوارہ بن جائے گی اور کار جہاں اللہ کی مرضی کے مطابق انجام پائیں گے تو حضور رجعت کا اعلان فرمائیں گے اور تمام لوگ باری باری زندہ کیے جائیں گے جو مشیت کے بہاؤ کی بنا پر اپنے اعمال کی جزا یا سزا سے محروم رہ گئے تھے تا کہ انہیں سزا و جزا دی جائے جو نیکی بدی کے یا جرم و گناہ کے سرزد ہونے کے بعد دنیا کی اسلامی حکومتوں سے ملنا چاہیے تھیں۔ کیونکہ اس جزا و سزا کے لیے لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا جو اس وقت (حضرت امام زمانہ کے دور میں) موجود لوگوں کو خوف و ہراس میں مبتلا کر سکتا ہے، اس لیے رجعت کی تمام کارروائیاں اس طرح اور زمین کے ایسے حصے میں کی جائیں گی جہاں سے دیگر انسانوں کو نظر نہ آئیں۔ زمین سے پہاڑ غائب ہو جائیں گے اور اس مقصد کے لیے زمین کو پھیلا کر لمبا اور وسیع کر دیا جائے گا۔ اس نظارے میں رجعت کی تمام کارروائیاں ایک قدرتی حجاب یا پردے کے پیچھے دیکھی جاسکیں گی جہاں وہی ماحول ہوگا جس میں انسانوں نے جرم یا نیکی کی تھی۔

زمانہ ظہور کی علامات

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں جب حضرت امام عصر علیہ السلام کا زمانہ قریب آئے گا تو اس زمانے کی حالت یہ ہوگی کہ مرد عورتوں کی مثل اور عورتیں مردوں کی مثل ہوں گی۔ اس دور میں عورتوں کے کام مرد اور مردوں کے کام عورتیں انجام دیں گی اور قطع وضع بھی مرد عورتوں کی اور عورتیں مردوں کی اختیار کریں گی۔ عورتیں گھوڑوں کی سواری کریں گی۔ لوگ تارک الصلوۃ ہو جائیں گے اور شہوت نفسانی کے غلام

بن جائیں گے۔ ہر طرف خونریزی، سود خوری اور حرام کاری عام ہو جائے گی۔ مضبوط مکانات کی تعمیر عمل میں آئے گی، کھانا کھلانے میں بخل کیا جائے گا۔ جھوٹ بولنا جائز سمجھا جائے گا۔ لوگ رشوت لے کر اپنی نفس پروری کریں گے، دین کو دنیا کے عوض بیچ دیں گے۔ قطع رحمی کریں گے۔ علم جاتا رہے گا اور ظلم کرنے پر فخر کیا جائے گا۔ فسق و فجور اختیار کیا جائے گا۔ وزراء اور حکام جھوٹ بولیں گے اور خیانت کریں گے۔ قاری فاسق ہو جائیں گے۔ ظلم ظاہر ہوگا۔ طلاق کی کثرت ہوگی۔ بیہودہ اور نااہل لوگوں کی گواہیاں قبول کی جائیں گی۔ شراب خوری اور فعل قوم لوط کی کثرت ہوگی۔ لوٹ مار کے مال کو لوگ غنیمت سمجھیں گے۔ صدقہ کو جرمانہ خیال کیا جائے گا۔ شریروں سے پناہ طلب کی جائے گی کہ ان کی زبانوں کے خوف سے سفیانی شام سے، یمانی یمن سے خروج کریں گے۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان زمین دھنس جائے گی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔ ''یہ امر جس کا تم انتظار کر رہے ہو اس وقت تک واقع نہ ہوگا جب تک کہ تم ایک دوسرے سے برائت و بیزاری اختیار نہ کرو گے اور ایک دوسرے کے منہ پر لعاب دہن نہ ڈالو گے اور ایک دوسرے کو لعن طعن نہ کرو گے اور ایک دوسرے کو جھوٹا نہ کہو گے۔'' علامات ظہور کے سلسلے میں نعمانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ''یہ امر اس وقت تک واقع نہ ہوگا جب تک کہ لوگوں میں سے ہر گروہ دوسرے لوگوں پر حکومت نہ کر لے، یہاں تک کہ ایک شخص بھی ایسا باقی نہ رہ جائے گا جو یہ کہہ سکے کہ اگر میرے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور دی جاتی تو میں لوگوں پر اس طرح عدالت کے ساتھ حکومت کرتا۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ حضرت امام قائم علیہ السلام کے قیام سے قبل دو ایسی علامتیں ظاہر ہونگی جو حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر اس روز تک ظاہر نہ ہوئی ہونگی۔ یہ علامات یہ ہوں گی۔ آفتاب کو نیمہ ماہ رمضان میں گہن لگے گا اور چاند کو ماہ رمضان میں حالانکہ ہمیشہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ ''جب مشرق کی طرف سے بڑی آگ ظاہر ہو تو یہ سمجھ لینا کہ لوگوں کی کشائش کا زمانہ قریب ہے۔ کیونکہ یہ علامات قیام قائم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے کچھ دن قبل ظاہر ہوں گی۔ حضرت امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خروج حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ایک علامت ۱۳، ۱۴ ماہ رمضان میں آفتاب کو گہن کا لگنا ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ ''ملک عدن سے ایک ایسی آگ ظاہر ہوگی جس کی وجہ سے انسان بندر اور سور مل کر اس سے بچنے کے لیے بھاگیں گے اور وہ آگ ان کا پیچھا کرے گی، اس ہنگام میں وہ گر جائیں گے اور اس آگ کا لقمہ بن جائیں گے۔'' ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا۔ ''قائم کے ظہور کا وقت تب آئے گا جب حجاز سے ایک

ایسی آگ ظاہر ہوگی جس کی روشنی بصریٰ تک پہنچے گی۔'' حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔''جب تم مشرق کی سمت سے آگ اٹھتی دیکھو جس کا رنگ سرخ و زرد ہوگا وہ تین سے سات دن کے درمیان تک باقی رہے گی اس وقت سمجھ لینا کہ اب فرج آل محمد کی امید ہے۔'' حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ ''ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام سے قبل آذربائیجان کے علاقہ سے ایک آگ کا ظاہر ہونا یقینی ہے، کوئی شے اس آگ کا مقابلہ نہ کر پائے گی۔ جب بھی ایسا وقت آئے تو اپنے گھروں سے باہر نکل آنا۔'' ایک اور حدیث میں ہے کہ'' جب بھی تم مشرق کی سمت سے آسمان پر آگ کا ایک ستون اٹھتے دیکھنا تو اپنے گھر والوں کے لیے ایک سال کے کھانے کا انتظام کر لینا۔''

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔'' حضرت امام مہدی علیہ السلام کے سر مبارک پر ایک بادل سایہ فگن ہوگا جو سورج کی حرارت سے روکے گا۔ آپؑ جہاں تشریف لے جائیں گے۔ وہ آپؑ کے ہمراہ جائے گا اور بلند ندا دے گا کہ یہ مہدی موعود (جن کے لیے وعدہ کیا گیا) آرہے ہیں۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے قبل جو علامات ظاہر ہوں گی۔ ان کے متعلق صاحبان عصمت و طہارت کے ارشادات موجود ہیں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث اور ائمہ اہل بیت کی اس سلسلے میں تواتر سے احادیث مرقوم ہیں جن کا ذکر متعدد کتب میں کیا گیا ہے۔ ارشاد معصومین علیہم السلام ہے کہ جب وقت ظہور حضرت امام زمانہ علیہ السلام ہوگا تو مرد عورتوں جیسے نظر آئیں گے، عورتیں مردوں کے مشابہ ہوں گی، عورتیں زین جیسی چیزوں گھوڑے اور اس مثل کی دوسری سواریوں پر سوار ہوں گی، جھوٹ بولنا جائز سمجھا جائے گا، رشوت کا رواج عام ہوگا، شہوت نفسانی کی پیروی کی جائے گی، دین کو دنیا کے عوض فروخت کیا جائے گا، نماز جان بوجھ کر قضا کی جائے گی، لوگ خواہشات نفسانی کی پیروی کریں گے، قتل کرنا معمولی چیز سمجھا جائے گا، سود خوری عام ہو جائے گی، زنا کاری عام ہوگی، رشتوں کا لحاظ ختم ہو جائے گا، احمقوں کو عاقل بنایا جائے گا، ظلم پر فخر کیا جائے گا، بردباری کو کمزوری اور بزدلی پر معمول کیا جائے گا، بادشاہ اور امراء فاسق و فاجر ہوں گے، وزراء جھوٹے ہوں گے، امانت دار خائن ہوں گے، ہر شخص کے مددگار ظلم پرور ہوں گے، ظلم و جور کا دور دورہ ہوگا، قاریان قرآن فاسق ہوں گے، طلاق کی کثرت ہوگی، فسق و فجور نمایاں ہوگا، جھوٹی گواہی قبول کی جائے گی، شراب نوشی عام ہو جائے گی، اغلام بازی کی زیادتی ہوگی، عورتیں عورتوں کے ذریعہ شہوت کی آگ بجھائیں گی، صدقہ خیرات سے ناجائز فائدہ اٹھایا جائے گا، مال خدا اور رسول کو مال غنیمت سمجھا جائے گا، شریروں کی زبان کے خوف سے نیک بندے خاموشی اختیار کریں گے، شام سے سفیانی

کا خروج ہوگا، یمن سے یمانی برآمد ہوگا، مکہ اور مدینہ کے درمیان بمقام لد ادوہ زمین دھنس جائے گی، رکن اور مقام کے درمیان آل محمدؐ کا ایک معزز فرد قتل ہوگا، بنی عباس میں شدید اختلاف پیدا ہوگا، ۱۵ رشعبان کو سورج گرہن اور اسی ماہ کے آخر میں چاند گرہن ہوگا، وقت زوال آفتاب تا وقت عصر قائم رہے گا، سورج مغرب سے طلوع ہوگا، مسجد کوفہ کی دیوار برباد کردی جائے گی، نفس ذکیہ اور ستر صالحین کا قتل ہوگا، خراسان کی جانب سے سیاہ جھنڈے برآمد ہوں گے، مصر میں ایک مغربی کا ظہور ہوگا؟ ترک جزیرہ میں ہوں گے، رومی رملہ میں پہنچ جائیں گے، مشرق میں ایک ستارہ نکلے گا جس کی روشنی مغرب تک پھیل جائے گی، ایک سرخی ظاہر ہوگی جو آسمان اور سورج پر غالب آئے گی، مشرق سے ایک زبردست آگ بھڑکے گی جو ۳ یا ۷ روز باقی رہے گی، وہ آگ مغرب تک پھیل کر دنیا کو درہم برہم کردے گی، عرب مختلف بلاد پر قابو پالیں گے اور عجم کے بادشاہ کو مغلوب کریں گے، مصری اپنے بادشاہ و حاکم کو قتل کردیں گے۔ باہمی کشت و خون کی کثرت ہوگی، اپنے سیدوں سے لوگ نافرمانی کریں گے، اپنے سرداروں کو قتل کریں گے، شام تباہ ہوجائے گا، قیس و عرب کے جھنڈے مصر پر لہرائیں گے، خراسان میں بنی کندہ کا پرچم لہرائے گا، فرات کا پانی اس قدر چڑھ جائے گا کہ کوفہ کے گلی کوچوں میں پانی ہی پانی ہوگا، ساٹھ عدد مدعیان نبوت ظاہر ہوں گے، انقر اولاد ابو طالب سے دعوئی امامت کریں گے، بنی عباس کا ایک عظیم شخص بمقام جلولا و خانقین نذر آتش کیا جائے گا، بغداد میں کرح جیسا پل بنایا جائے گا، سیاہ آندھی آئے گی، زلزلوں کی شدت ہوگی، اکثر مقام پر زمین دھنس جائے گی، ناگہانی اموات زیادہ ہوں گی، جان و مال اور ثمرات کی تباہی ہوگی، چونٹیوں اور ٹڈیوں کی کثرت ہوگی جو کھیتوں کو کھا جائیں گی، غلے کی پیداوار میں کمی واقع ہوگی، بعض گروہ سور اور بندر کی شکل میں مسخ ہوجائیں گے، آسمان سے ایک آواز آئے گی جسے تمام اہل زمین سنیں گے، آسمانی ندا کا ہر زبان والے کے کان میں اسی کی زبان میں پہنچنا، بعض صورتوں کا مقام عین الشمس میں ظاہر ہونا، زمین کا زندہ ہوکر اپنی تمام معلومات کا ظاہر کرنا، بارشوں کا پے در پے ہونا، نیکی اور بدی کا ایک نظر سے دیکھنا، اپنی اولاد کو برائی کا حکم دیا جائے گا اور اچھائی سے روکا جائے گا، لالچ کے سبب باطن میں خرابی آئے گی، اللہ کا خوف دل سے نکل جائے گا، قرآن کا صرف نام رہ جائے گا، مسجدیں آباد ہوں گی لیکن یہ ہدایت سے خالی ہوں گی، فقہا فتنہ پرور ہوں گے، عورتوں سے مشورہ لیا جائے گا، گناہ سر عام کیے جائیں گے، بدعہدی عام ہوگی، عورتوں کو تجارت میں شریک کیا جائے گا، ذلیل ترین شخص قوم کا سردار ہوگا، گانے والیوں کا زور ہوگا، اس زمانے کے لوگ اگلوں پر بلا وجہ لعنت کریں گے، قرآن ایک کہنہ کتاب سمجھی جائے گی، جھوٹی گواہی دی جائے گی، حق ختم ہوجائے گا اور باطل کو

فروغ ہوگا، دین اندھا کر دیا جائے گا، بدکاری اعلان کے ساتھ کی جائے گی، فسق و فجور میں جس کی مدح کی جائے گی خوش ہوگا، معصیت پر خرچ کرنے والوں کو ٹوکا نہ جائے گا، لڑکے عورتوں کی طرح اجرت پر استعمال ہوں گے، ہمسایہ ہمسائے کو اذیت پہنچائے گا، نیکی کا حکم دینے والا ذلیل رہے گا، نیکی کی راہ ترک کی جائے گی، بیت اللہ معطل کر دیا جائے گا، عورتیں انجمنیں قائم کریں گی، لوگ عورتوں کی طرح بال بنائیں گے، مردوں کی شرم گاہوں کا معاوضہ ملے گا، مومن سے زیادہ صاحب مال کی عزت کی جائے گی، عورتیں اپنے شوہروں کو مردوں کے ساتھ بدفعلی پر مجبور کریں گی، عورتوں کی دلالی کرنے والے معزز سمجھے جائیں گے، مومن غمگین اور غمزدہ ہوں گے، حرام کو حلال کیا جائے گا، دین میں اپنی رائے کو شامل کیا جائے گا، گناہ کے لیے پردہ شب کی ضرورت محسوس نہیں کی جائے گی، بڑے بڑے مال خدا کی معصیت پر صرف ہوں گے، حکام دین داروں سے دور بھاگیں گے، جج فیصلہ رشوت کی بنیاد پر کریں گے، حرام عورتوں سے زنا کیا جائے گا، جیسے ماں بہنیں، مرد اپنی زوجہ کی حرام کمائی کھائیں گے، عورتیں اپنے مردوں پر حکومت کریں گی، مرد اپنی زوجہ اور لونڈی کو کرایہ پر چلائیں گے، شریف کو ذلیل سمجھا جائے گا، حکام میں اس کی عزت ہوگی جو آل محمدؐ کو برا کہے گا، قرآن کا پڑھنا لوگوں پر بار ہوگا، چغل خوری عام ہوگی، غیبت کرنا اچھا عمل سمجھا جائے گا، حج اور جہاد خدا کی رضا کے بجائے دیگر مقاصد کے لیے انجام دیا جائے گا، برسر اقتدار طبقہ مومن کو کافر کے خاطر ذلیل کرے گا، ویرانہ آبادی میں تبدیل ہوگا، ناپ تول میں کمی لوگوں کا ذریعہ معاش ہوگا، لوگ ریاست طلبی کی خاطر اپنے کو بد زبانی میں مشہور کریں گے۔ تاکہ خوف کی وجہ سے حکومت ان کے سپرد کر دی جائے، نماز کو سبک سمجھا جائے گا، مال کثیر رکھتے ہوئے بھی زکوٰۃ ادا نہیں کی جائے گی، چوپائیوں کے ساتھ بدفعلی کی جائے گی، لوگ جانماز کی طرف برہنہ جائیں گے، چوپائے چوپایوں کو پھاڑ کھائیں گے، انسان صبح و شام نشے میں مبتلا ہوگا، قبر سے کفن چرا کر بیچا جائے گا، میت کو قبر سے نکالا جائے گا، لوگوں کے دل سخت ہو جائیں گے، لوگوں کی آنکھیں بے حیائی میں مبتلا ہوں گی، ذکر الٰہی لوگوں پر بار ہوگا، مال حرام عام ہو جائے گا، نماز دکھانے کے لیے پڑھی جائے گی، فقیہ دین کے سوا دوسرے کاموں کے لیے فقہ کی تعلیم حاصل کریں گے، لوگ بروں کا ساتھ دیں گے، حلال روزی کمانے والے کی مذمت کی جائے گی، حرام کے خواہشمند کی تعریف کی جائے گی، حرمین شریفین میں ایسے عمل ہوں گے جو منشائے الٰہی کے خلاف ہوں گے، آلات غنا مکہ و مدینہ میں عام ہو جائیں گے، حق کی ہدایت سے روکا جائے گا، لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے اور اہل شر کی اقتداء کریں گے چاہے وہ کچھ بھی کریں، نیکی کے راستے خالی ہو جائیں گے، سال بہ سال برائیوں میں نمایاں اضافہ ہوگا، میت کا مذاق

اڑایا جائے گا، مجالس میں صرف مالدار کی عزت ہوگی، فقیروں کو مضحکہ کے طور پر مال دیا جائے گا، اپنی عزت کے خوف سے کوئی شریف آدمی کسی کو روک ٹوک نہ کرسکے گا، گناہوں پر مال خوشی سے صرف کیا جائے گا لیکن اللہ کی راہ میں بالکل نہیں صرف ہوگا، والدین کی طرف سے اولاد کو عاق کرنا عام ہو جائے گا، والدین اپنی اولاد کی نظر میں کم تر ہوں گے، اولاد اپنے والدین پر افتراء کرنے میں خوشی محسوس کرے گی، عورتیں ملک و حکومت پر غالب آئیں گی، فرزند اپنے باپ پر بہتان لگائے گا، لڑکا ماں باپ کے لیے بددعا کرے گا، فرزند ماں باپ کے جلد مرنے کی تمنا کرے گا، انسان جس روز کوئی گناہ نہیں کرے گا اس دن غمگین ہوگا، حکمران مہنگائی کی خاطر غلہ ذخیرہ کریں گے، اعزاء کا مال فریب سے تقسیم کیا جائے گا، جوا کھیلا جائے گا، شراب کے ذریعے مریضوں کا علاج کیا جائے گا، نیکی اور بدی دونوں کی تلقین برابری کی حیثیت سے کی جائے گی، بچے منبروں پر بیٹھیں گے، کنیزوں سے مشورے کیے جائیں گے، عمریں قلیل اور تمنائیں کثیر ہوں گی، لوگوں کی صورتیں انسانی اور دل شیطانی ہوں گے، زہد ختم ہو جائے گا، تکبر لوگوں کے دلوں میں زہر کی طرح گردش کرے گا، بھائی بھائی سے حسد کرے گا، دوستوں سے خیانت کی جائے گی، حق کی نشانیاں مٹ جائیں گی، انسان کا مقصد حیات صرف پیٹ پالنا اور عیش کرنا ہوگا، صدقہ و خیرات اللہ کی خوشنودی کے لیے نہیں صرف سفارش پر دیا جائے گا، اوقات نماز کی پرواہ نہیں ہوگی، منبروں پر تقویٰ کا ذکر ہوگا لیکن واعظ بے عمل ہوگا، منافق اور دشمن خدا کی عزت ہوگی اور اہل حق بے عزت، اذان اجرت لے کر کہی جائے گی اور نماز پڑھانے کا عوض لیا جائے گا، خوف خدا نہ کھانے والے مسجدوں پر قابض ہوں گے، مسجدوں میں نااہل جمع ہو کر غیبتیں کریں گے، بدمست رسمی طور پر جماعت میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے گا، یتیموں کا مال کھانے والوں کی تعریف کی جائے گی، قاضی حکم خدا کے خلاف فیصلہ کرے گا، حکام لالچ کے سبب خائنوں پر بھروسہ کریں گے، میراث بدکاری پر صرف ہوگی، حاکم ایسے ہوں گے کہ جب ان سے کوئی بات کرے گا تو قتل کر دیا جائے گا، حکام شرفاء کے مال کو اپنا مال سمجھیں گے، کچھ چیزیں مشرق سے اور کچھ مغرب سے لائی جائیں گی جن سے ہماری امت کا امتحان لیا جائے گا، مساجد نقش و نگار سے مزین ہوں گی، قرآن مجید سجائے جائیں گے، مساجد کے مینار بلند بنائے جائیں گے، مرد سونے کا استعمال کریں گے اور ریشمی لباس پہنیں گے، چیتے کی کھال کا فرش بنایا جائے گا، سود خوری عام ہوگی، شرعی حد جاری نہ ہوگی، شریر افراد حاکم ہوں گے، مالدار تفریح کی غرض سے دکھاوے کے لیے اور متوسط تجارت کی غرض سے حج کرینگے، قرآن مجید سُر سے پڑھا جائے گا، ولدالزنا کی کثرت ہوگی، خوشامد عام ہوگی، لباس پر فخر و مباہات کیا جائے گا، امراء شطرنج کھیلیں گے، قاریان قرآن اور عباد ایک

دوسرے پر لعنت کریں گے، مالدار فقیروں سے دور بھاگیں گے، ملکی نظم ونسق میں وہ لوگ داخل ہوں گے جن کو اس سے کوئی دلچسپی نہ ہوگی، زمین اطراف سے دھنس جائے گی، درندے انسانوں سے باتیں کریں گے، لوگوں سے ان کے کوڑے اور جوتے کلام کریں گے، انسانی رانیں بولنے لگیں گی اور وہ ان لوگوں نے جو کیا ہوگا گھر کے مالک سے بتائیں گی، سفیانی، خراسانی، یمانی کا خروج ایک ہی دن ایک ہی مہینے اور ایک ہی سال ہوگا، طوفان کا زور ہوگا، وادی یابس سے ''ابن آکلۃ الا کباد'' خروج کرے گا، شام کا قریہ جابیہ زمین میں دھنس جائے گا، مومنین کا امتحان خوف، جوع، نقص اموال، نقص الانفس، نقص، ثمرات سے ہوگا، قتل نفس زکیہ کے ۱۵ دن بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا، دنیا میں فسادات اپنی انتہا پر ہوں گے اور نت نئے فتنے برپا ہوں گے، لوٹ مار برپا کریں گے، مردوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت ہوگی، حجاز سے آگ نکلے گی، مرد ریشمی لباس پہنیں گے، مشرق مغرب اور جزیزہ عرب میں زمینیں دھنس جائیں گی، مال کو پہنچانے والے اس میں سے چوری کریں گے، حرام خوری عام ہو جائے گی، گرانی حد سے بڑھ جائے گی، دریا خشک ہو جائیں گے، بارش ہونا بند ہو جائے گی، صخر کی اولاد سے ایک شخص خروج کرے گا، ایک یمنی بادشاہ حسن نامی یمن سے خروج کرے گا، حج کا راستہ بند کر دیا جائے گا، دولت کے بل بوتے پر حکومت حاصل کی جائے گی، جھوٹی قسمیں کھانا فیشن میں داخل ہوگا، مسجد براثا جو جنگ نہروان کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے راہب کے ذریعہ بنائی تھی تباہ کر دی جائے گی، آفتاب کے دائرہ کے قریب آسمان پر ایک ہاتھ ظاہر ہوگا، ترک میدان جنگ میں اتر آئیں گے، اہل ناقوس ''نصاریٰ'' کی حکومت دنیا پر چھا جائے گی، اسلامی ممالک میں بے شمار کلیسے بنائے جائیں گے، قزوین میں ایک مقام قرقیاس میں جنگ عظیم ہوگی۔

آثار غیر متوقع

حضرت امام زمانہ کے ظہور کے وقت مختلف آثار پیش آئیں گے۔ ان میں سے بہت سے واقعات ایسے پیش آئیں گے جن کی توقع نہ ہوگی۔ جن کو دیکھ کر انسان دنگ رہ جائے گا۔ ان آثار میں ایک واقعہ یہ پیش آئے گا کہ ماہ رمضان کے وسط میں سورج گرہن اور آخر ماہ رمضان المبارک میں چاند گرہن ہوگا جو عام طور پر دیکھنے میں نہیں آتا، اس پر لوگ حیرت زدہ ہو جائیں گے۔ آسمان سے ایک پنجہ ظاہر ہوگا۔ سورج کے قریب ایک صورت نمودار ہوگی۔ ایک ایسا ستارہ نظر آئے گا جس کی روشنی مثل مہتاب ہوگی اور یہ شکل میں بھی مہتاب کی مثل ہوگا۔ خراسان سے سیاہ پرچم ظاہر ہوگا، اور مشرق میں ایک ایسی آگ ظاہر ہوگی جس کا سلسلہ

تین یوم اور کچھ روایات کے مطابق سات یوم تک جاری رہے گا۔ ستارہ جدی کے قریب دمدار ستارہ ظاہر ہوگا۔ فرات سے نجف کی طرف نہر جاری ہوگی۔ مسجد کوفہ کی دیوار منہدم ہو جائے گی۔ شہر کوفہ کی تباہی اور اس کی دوبارہ آبادکاری عمل میں آئے گی۔ دنیا میں شدید قسم کا قحط پڑے گا۔ زلزلے کثرت سے آئیں گے۔ طاعون کی بیماری وبائی صورت اختیار کر جائے گی۔ قتل و غارت گری عام ہو جائے گی۔ ایک گروہ بندر اور سور کی شکل میں مسخ ہوگا۔ کوفہ میں ہر طرف قتل و غارت گری ہوگی، عرب حکومتوں کا مطلق العنان ہونا اور سلاطین عجم کا بے آبرو ہونا ان آثار میں شامل ہیں۔ قرآن مجید کو قیمتی زیورات سے سجایا اور آراستہ کیا جائے گا۔ مساجد میں سونے کا کام کیا جائے گا اور میناروں کو بے حد بلند کیا جائے گا۔ مسجد براثا تباہ ہو جائے گی۔ پورے آسمان پر سرخی پھیل جائے گی۔

حضرت امیر المومنین علی ابن طالب علیہ السلام نے اس بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔ یہ وہ زمانہ ہوگا جب لوگ نماز کو مردہ بنا دیں گے اور یہ باتیں عام ہوں گی۔ ظلم و ستم، فسق و فجور، امانتوں میں خیانت کرنا، جھوٹ کو جائز سمجھنا، سود خوری اور رشوت کا عام ہونا، بلند عمارتیں بنانا، اقربا سے قطع تعلق کرنا، خواہشات کا اتباع ہونا، خائن کو امین بنانا، اشرار کا احترام کرنا، رزیل ترین آدمی کو قوم کا سردار بنانا، رقص و سرور کا عام ہونا، علم دین حصول دینا کی غرض سے حاصل کرنا، دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا یہ وہ نشانیاں ہیں جو عام ہوں گی۔ اس زمانے میں صاحبان ایمان و معرفت کی تعداد بہت کم ہوگی، والدین کی جانب سے اولاد کو عاق کرنا عام ہو جائے گا۔ والدین اپنی اولاد کی نگاہ میں کمتر سمجھے جائیں گے، فرزند باپ پر بہتان لگائے گا۔ اولاد ماں باپ کے جلد مرنے کی تمنا کرے گی۔ اعزا کا مال فریب سے تقسیم کیا جائے گا۔ مساجد پر خوف خدا نہ کرنے والے قابض ہو جائیں گے، مساجد میں نااہل جمع ہو کر غیبت کریں گے۔ یتیموں کا مال کھانے والوں کی مدح سرائی کی جائے گی۔ منبروں پر تقویٰ کا ذکر ہوگا لیکن واعظ خود بے عمل ہوگا۔ تکبر زہر کی طرح دلوں میں سرایت کر جائے گا۔ عمریں قلیل اور تمنائیں کثیر ہوں گی۔

قیامت نامہ قدوۃ المحدثین میں شاہ رفیع الدین دہلوی لکھتے ہیں۔ نصاریٰ ساری دنیا کے ممالک کو فتح کرنے کا ارادہ کریں گے اور لاتعداد ممالک پر حکمرانی کریں گے۔ اس زمانے میں ابوسفیان کی نسل سے ایک ظالم و جابر پیدا ہوگا جو عرب و شام پر حکمرانی کرے گا۔ اس کی یہ کوشش ہوگی کہ سادات کا خاتمہ کر دیا جائے۔ شام و روم ایک فرقہ کو ہم نوا بنا کر دوسرے فرقے سے جنگ کریں گے اور قسطنطنیہ پر قبضہ کریں گے۔ قسطنطنیہ کا بادشاہ وہاں سے بھاگ کر شام میں پناہ گزین ہوگا، پھر وہ نصاریٰ کے دوسرے فرقے کی اعانت کرے گا،

فرقہ مخالف کے ساتھ نبرد آزما ہوگا، یہاں تک کہ اسلام کو زبردست فتح نصیب ہوگی۔ اس کے بعد نصاریٰ اور مسلمانوں میں جنگ ہوگی اور نصاریٰ غالب آئیں گے۔ اسلامی حکمران قتل ہوجائے گا اور ملک شام پر نصرانی جھنڈا لہرائیں گے۔ اس وقت مسلمانوں کا قتل عام ہوگا۔ مسلمان جان بچانے کو مدینہ منورہ کا رخ کریں گے اور نصرانی اپنی حکومت کو وسعت دیتے ہوئے خیبر تک جا پہنچیں گے۔ مسلمان عاجزی کے عالم میں گروہ در گروہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو تلاش کریں گے تاکہ اسلام محفوظ رہے اور ان کی جانیں محفوظ رہ سکیں۔ اسی دوران آپؑ ناگاہ مکہ معظمہ میں رکن ومقام کے درمیان سے ظاہر ہوں گے۔ بحارالانوار، نورالابصار، کشف الغمہ، ینابیع المودۃ، ترمذی، اعلام الوریٰ، طبرسی، ارجح المطالب، مشکوٰۃ، کتاب الوسائل اور دیگر کتب میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے قبل اور بعد میں پیش آنے والے بے شمار واقعات کا ذکر ملتا ہے۔

علاماتِ ظہور معصومینؑ کے مطابق

اس باب کے آخر میں زمانہ ظہور کی علامات معصومین علیہم السلام کی روایات کی روشنی میں بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ جناب رسالت مآبؐ نے علامات ظہور کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ ظہور امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی یہ علامت سامنے آئے گی کہ بچے منبروں پر چڑھیں گے۔ حذیفہ یمانی جناب رسالت مآبؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ ''ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام سے قبل لوگوں پر سختی پڑے گی کہ اپنے عزیزوں کو فروخت کرنے پر مجبور ہوجائیں گے، پیسہ حاصل کرنے کے لیے لوگ اپنی غلامی اور کنیزی کے لیے رضامند ہوں گے اور مشرکین ان کو خرید کر ان سے خدمت لیں گے۔'' آپؐ نے فرمایا: ''ظہور امام مہدی علیہ السلام نہیں ہوگا اس وقت تک جب تک پہاڑ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرلیں۔'' اسکے علاوہ اور بھی حیرت انگیز واقعات رونما ہوں گے جن کو لوگوں نے اس سے قبل نہیں دیکھا ہوگا۔

علامہ ابن طاؤس سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ بغداد میں ہر طرف بہت تیزی سے بربادی شروع ہوجائے گی۔ آپؐ نے ایک دن لوگوں کے سامنے ان فتنوں کا ذکر فرمایا۔ جو ان کی وفات کے بعد رونما ہونے والے ہیں۔ اس زمانے میں بغداد میں بہت سے حادثات پیش آئیں گے، جس میں بڑی تعداد میں مردوزن ہلاک ہوں گے، مال لوٹے جائیں گے، عورتوں کی عصمتیں تاراج ہوں گی، اللہ رحم کرے اس شخص پر جو اس زمانے میں بنی ہاشم کی عورتوں کو بے آبرو ہونے سے نجات دے کیونکہ یہ میری عزت وآبرو ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ عنقریب آخری زمانہ آنے والا ہے جس میں یہ حادثات رونما ہوں

گے، زمین دھنس جائے گی، لوگوں کی صورتیں مسخ ہو جائیں گی، آسمان سے سنگ باری ہوگی، یہ سب کچھ اس وقت ہوگا جب آلات لہولعب و موسیقی گھروں میں رائج ہو جائیں گے اور شراب کو حلال قرار دیا جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا: عنقریب میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ شادی نہ کرنا حلال سمجھا جائے گا ایسا اس وجہ سے ہوگا کہ عورتوں سے بجائے اولاد کے سانپ پیدا ہوں گے۔ جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا: دس علامات ایسی ہیں جو قیامت صغریٰ سے قبل ظاہر ہوں گی: سفیانی، دجال، دھواں، دابتہ الارض، سورج کا مغرب سے نکلنا، مشرق میں زمین کا دھنسنا، جزیرہ عرب میں زمین کا دھنسنا، عدن سے ایسی آگ کا ظاہر ہونا جو لوگوں کا تعاقب کرے گی اور ان کو ایک بڑے میدان میں جمع کردے گی، خروج حضرت امام مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا آسمان سے نازل ہونا۔ ابو سعید جناب رسالت مآبؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: مہدیؑ ہم میں سے ہیں ان کی پیشانی کشادہ اور ناک کھڑی ہوگی ایک اور مقام پر فرمایا: مہدی میری اولاد میں سے ہیں جن کا رنگ گندمی اور بدن مضبوط ہے ان کے داہنے رخسار پر ایک تل ہے جو ستارہ کی طرح درخشاں ہے۔ آپؑ زمین کو عدل سے بھر دیں گے، ان کی خلافت پر اہل زمین و آسمان اور طائر تک راضی ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا: ماہ جمادی الاول اور رجب کے درمیان بڑے عجیب امور ظاہر ہوں گے۔ ظہور مہدیؑ سے قبل دمدار ستارہ مشرق سے ظاہر ہوگا جس کی دم سے بہت روشنی نکلے گی۔ ماہ جمادی الاول اور رجب کے درمیان عجیب وغریب واقعات رونما ہوں گے۔ حدیفہ یمانی جناب رسالت مآبؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

''علامات ظہور امام مہدی علیہ السلام میں سے دجال اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا ہے۔ عدن کے ایک شہر ''ابین'' سے ایک آگ ظاہر ہوگی جو لوگوں کو ایک بڑے میدان میں ہھگا کر لے جائے گی، لوگ چلیں گے، جب وہ ٹھہرے گی تو لوگ ٹھہریں گے، آسمان پر دھواں ظاہر ہوگا اور دابتہ الارض ہوگا۔''

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ''بنی عباس پر ایک عجمی کا فرگروہ مسلط ہوگا جو خراسان کی طرف سے ان پر حملہ آور ہوگا جس شہر سے اس کا گزر ہوگا اس کو فتح کرتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ مکمل فتح حاصل کرے گا ایران کے شہر نیشاپور کو فتح کرے گا اس کے بعد اصفہان جائے گا اس کے بعد قم آئے گا، وہاں اس کے اور اہل قم کے درمیان جنگ واقع ہوگی جس میں بہت سے لوگ مارے جائیں گے۔ باقی شکست کھا کر بھاگ جائیں گے۔ ''واردھار'' میں پناہ لیں گے۔''

ایک دفعہ حضرت علی علیہ السلام کے خاص صحابی صعصعہ بن صوحان نے آپؑ سے سوال کیا کہ یا امیرالمومنینؑ! وہ عجیب بات کیا ہے جس کا آپؑ اکثر اپنے خطبوں میں ذکر فرماتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: اے

صعصعہ! تم پر اللہ کی رحمت ہو، میں کیونکر تعجب نہ کروں حالانکہ ایک ایسا وقت آنے والا ہے جس میں مردے زندہ ہو کر زندوں پر تلواریں ماریں گے۔ یہ زندہ وہ لوگ ہوں گے جو خدا کے اور ہمارے دشمن ہوں گے، گویا میں دیکھ رہا ہوں یہ زندہ ہو جانے والے لوگ ہمارے دشمنوں کو قتل کر رہے ہیں اور ان لوگوں کو بھی قتل کر رہے ہیں جو ہم سے بدگمان ہیں اور جو ہمارے فضائل میں شک کرتے ہیں۔"

عمرو بن سعید حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: قیامت صغریٰ اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک کہ دنیا کی آنکھیں خوف سے باہر نہیں نکل آئیں گی۔ اس وقت آسمان پر سرخی نمودار ہوگی جو فی الحقیقت ان فرشتوں کے آنسو ہوں گے جو عرش الٰہی کو اٹھائے ہیں۔ وہ ساکنان زمین کے حال زار پر گریہ کریں گے۔ اس وقت لوگوں کے درمیان ایک گروہ ایسا نمودار ہوگا جو بدبخت ہوگا، اس کی حکومت شریر لوگوں پر ہوگی، وہ ظالموں کے لیے فتنہ گر ہوگا، یہ لوگ بادشاہوں کو ہلاک کریں گے، ان کی آمد کوفہ میں ہوگی اور ان کا سردار ایک ایسا شخص ہوگا جس کا چہرہ اور دل کالا ہوگا، بے دین بدنصیب، پست فطرت، بدخو ہوگا، زناکار عورتوں کی گود میں پلا ہوگا، بدترین نسل سے پیدا ہوگا۔ یہ وہ زمانہ ہوگا کہ پروردگار عالم باران رحمت بند کر دے گا۔ یہاں تک کہ میری اولاد میں سے ایک شخص ظہور فرمائے گا۔ وہ سرخ علم والا اور سبز علامت والا ہوگا۔

مزید فرمایا۔ اس شہر "انبار" (انبار بغداد کے مغرب میں واقع ہے) کے رہنے والے ناامید ہو جائیں گے۔ اسی طرح شہر ہیت (یہ جو فرات کے کنارہ واقع ہے) کا حال ہوگا۔ کیونکہ وہ دن کردوں اور خوارج جو دشمنان اہل بیت سے ہیں ان کے لیے مصیبت کا دن ہوگا۔ یہ دن فرعون صفت ظالموں کی تباہی کا دن ہوگا اور اس بستی کی بربادی کا دن ہوگا جو بہت سی بستیوں کی ماں ہے اور قوم عاد کی بستی کی بہن ہے۔ اے عمرو بن سعد علی کے رب کی قسم وہ بستی شہر بغداد ہے۔ آگاہ ہو کہ خدا کی لعنت ہو بنی امیہ و بنی عباس کے گناہگاروں پر جو خیانت کار ہیں۔ وہ میری اولاد طاہرین کو قتل کریں گے اور میرا جو ان پر حق ہے اس کی یہ کوئی پرواہ نہیں کریں گے۔ میری بے حرمتی کے لیے جو کام انجام دیں گے اس میں خدا سے نہیں ڈریں گے۔ لہٰذا ان کے لیے بھی بہت دردناک دن آنے والا ہے وہ اس وقت چیخیں ماریں گے۔ وائے ہو بنی عباس کے دوستوں اور ان کی پیروی کرنے والوں پر اس وقت "نہاوند" اور "دینور" (یہ دونوں شہر ایران میں واقع ہیں) کے درمیان جنگ ہوگی۔ یہ جنگ شیعیان علیؑ کے محبوں کی جنگ ہوگی۔ ان کے آگے آگے ہمدان کا ایک شخص ہوگا، اس کی خلقت معتدل، اخلاق اعلیٰ، شکل و صورت خوش نما، آواز پر سوز، ناک کھڑی، پلکیں، دراز، گردن اونچی سر کے بیچ میں

مانگ نکلی ہوگی، آگے کے دو دانتوں کے درمیان فاصلہ، گھوڑے پر سوار، چہرہ چودھویں کے چاند کی مثل روشن ہوگا۔ اس کے ہمراہ جو لوگ ہوں گے، وہ بھی بہترین ہوں گے۔ جنہوں نے دنیا سے منہ موڑ کر دین کی طرف پناہ لی ہوگی، وہ ایسے عربی پہلوان ہوں گے جنہوں نے شدید ترین جنگ کے لیے اپنے کو تیار کیا ہوگا۔ اس دن ان کے دشمنوں کے نصیب میں شکست ہوگی۔ وہ دن ان کی تباہی و بے چارگی کا دن ہوگا۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے خطبہ تطنجیہ میں ارشاد فرمایا: ظہور مہدی علیہ السلام کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ خدا نجف کی ریگ کو جواہرات میں بدل دے گا جو مومنین کے پاؤں تلے روندے جائیں گے۔ شیخ صدوق نزال بن سمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت علی علیہ السلام نے ہمارے درمیان ایک خطبہ دیا اس میں حمد و نعت رسولؐ کے بعد فرمایا: اے لوگو! تم کو جو پوچھنا ہے، مجھ سے پوچھو اس سے قبل کہ میں تمہارے درمیان نہ رہوں۔ اس وقت آپؑ کے ایک صحابی صعصعہ بن صوحان کھڑے ہوئے اور انہوں نے پوچھا یا امیرالمومنینؑ! دجال کب خروج کرے گا؟ آپ نے ایک طویل خطبہ میں جو علامتیں بیان فرمائیں ان میں یہ علامتیں شامل تھیں۔ لوگ نماز ترک کریں گے، امانتیں ضائع کریں گے، جھوٹ کو جائز جانیں گے، سود کھائیں گے، رشوت لیں گے، مضبوط عمارتیں بنائیں گے، دین کو دنیا کے بدلے فروخت کریں گے، حکومت کی باگ ڈور نادانوں کے ہاتھوں میں دیں گے، عورتوں کو مشوروں میں شریک کریں گے، قاریان قرآن فاسق ہوں گے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے زمانہ ظہور کی علامتوں کا ذکر کرتے ہوئے مختلف مواقع پر فرمایا: حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے قبل دو ایسی علامتیں ظاہر ہوں گی جو حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر آج تک ظاہر نہیں ہوئیں، آفتاب کو نیمہ ماہ رمضان میں گہن لگے گا اور ماہتاب کو ماہ رمضان میں گہن لگے گا۔ حالانکہ ہمیشہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ خروج امام حضرت مہدی علیہ السلام کی ایک علامت ۱۳، ۱۴ ماہ رمضان میں آفتاب کو گہن لگنا، گویا مجھے دکھائی دے رہا ہے کہ اصحاب حضرت قائم علیہ السلام مغرب و مشرق پر حکومت کر رہے ہیں۔ دنیا کی کوئی شے ایسی نہیں جو ان کی مطیع و فرمانبردار نہ ہو یہاں تک کہ زمین و ہوا کے درند و پرند تک ان کی رضا کے طالب ہوں گے۔ آپؑ جس زمین سے گزریں گے وہ دوسری زمینوں پر فخر کرے گی اور کہے گی۔ آج اصحاب قائم علیہ السلام میں سے ایک شخص کا گزر مجھ پر ہوا ہے۔ جب حضرتؑ کا ظہور ہونے کو ہوگا۔ ممالک کے درمیان بہت زیادہ اختلافات پیدا ہوں گے۔ اس کا سبب مغربی ممالک ہوں گے، سب سے پہلے شام میں بربادی ہوگی، اس ملک میں تین پرچم بلند ہوں گے۔ ساتھ ایک گروہ ہوگا۔ پہلا

پرچم "مرد اصہب" یعنی سرخ وسفید مرد کا ہوگا۔ دوسرا پرچم "مرد بقع" یعنی مرد سیاہ وسفید کا ہوگا اور تیسرا پرچم سفیانی کا ہوگا۔ جب حضرت امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو ان کے ساتھ علم حضرت رسولؐ خدا انگشتری حضرت سلیمانؑ اور سنگ وعصا حضرت موسیٰؑ ہوں گے، ظہور امام زمانہ کے نزدیک ایک آبادی جس کا نام "جابیہ" ہے جو ملک شام میں واقع ہے۔ زمین میں دھنس جائے گی۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام بروز عاشورہ ہفتہ کے دن صحن کعبہ میں رکن ومقام کے درمیان کھڑے ہیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ہاتھ ان کے دست مبارک میں ہے۔ جبرائیلؑ آواز دے رہے ہیں۔ لوگو! آؤ اور حجت خدا کے ہاتھ پر خدا کی بیعت کرو۔

شیخ نعمانی تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ "جس وقت حضرت قائمؑ قیام فرمائیں گے تو جو دین کے احکام لوگوں میں رائج ہوں گے، ان کو باطل کر دیں گے۔ جس طرح جناب رسول خداؐ نے کیا تھا۔ اسی طرح حضرت قائمؑ بھی کریں گے اور احکام اسلام کو جدید طور پر رائج کریں گے۔ جناب ابو بصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ قائم امر جدید، کتاب جدید یعنی احکام جدید کے ساتھ قیام فرمائیں گے۔ آپ کا قیام عربوں کے لیے بہت سخت ہوگا، وہ سوائے تلوار چلانے کے اور کوئی کام نہ کریں گے۔ نہ وہ کسی کی توبہ قبول کریں گے اور نہ ملامت کرنے والوں کی ملامت ان کو اپنے اس اقدام قتل سے روکے گی۔ آپؑ نے فرمایا: سفیانی کا خروج آسمانی مغرب سے طلوع آفتاب یہ سب حتمی علامتیں ہیں۔ مزید ارشاد فرمایا: بنی عباس کا اختلاف اور نفس زکیہ کا قتل بھی حتمی ہے۔ جب یہ علامتیں وقوع پذیر ہوں گی تو اس کے بعد خروج حضرت امام مہدی علیہ السلام ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا: "ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے قبل حیرہ شہر میں جنگ واقع ہوگی جس میں بڑی تعداد میں لوگ مارے جائیں گے۔"

عمار دھنی کوفی حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے مجھ سے پوچھا۔ "تم سفیانی کے توقف کو اپنے درمیان کتنا سمجھتے ہو؟ میں نے کہا نو مہینے، جتنی مدت حمل ہوتی ہے، فرمایا۔ اے اہل کوفہ! تم لوگ کس قدر باخبر اور با اطلاع ہو۔" حضرت نے فرمایا: "اگر تم میں سے کوئی شخص ہمارے قائمؑ کی خدمت میں پہنچے تو ان کو اس طرح سلام عرض کرے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ النُّبُوَّةِ وَ مَعْدِنَ الْعِلْمِ وَ مَوْضَعَ الرِّسَالَةِ سلام ہو آپ پر اے نبوت کے گھر والے اور علم کے معدن اور رسالت کی جائے مقام"۔ آپؑ نے فرمایا: "اس سال مغربی ممالک میں بڑے پیمانے پر اختلاف رونما ہوں گے اور سب سے پہلی جنگ جو برپا ہوگی وہ شام میں۔" قائمؑ جب ظہور فرمائیں گے تو ان کے ساتھ رسولؐ خدا کا علم، حضرت

سلیمانؑ کی انگشتری، حضرت موسیٰؑ کا وہ پتھر جس سے بارہ چشمے ظاہر ہوئے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا حضرتؑ نے جناب جابر بن عبداللہ جعفی سے فرمایا: اے جابر! اپنی جگہ سے نہ ہلنا جب تک ان علامتوں کو نہ دیکھ لینا جو میں بیان کرنے والا ہوں بشرطیکہ ان کو تم پا سکو، اول اختلاف بنی عباس ہے لیکن تم اس کو نہ پا سکو گے لیکن میرے بعد اس علامت کو لوگوں سے بیان کرنا۔ اس کے بعد آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا پھر دمشق کی جانب سے فتح و کامیابی کی خبر تم تک پہنچے گی۔ آپؑ نے فرمایا۔ آخری زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو علماء کی بغیر سنتوں کی جستجو کریں گے اور انکے عیب تلاش کریں گے۔ وقت ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور حضرت امام مہدیؑ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا آقا قائمؑ کس وقت قیام کریں گے؟ آپؑ نے ارشاد فرمایا۔ اے ابوالجارود! تم ان کے زمانے کے لوگوں کو بھی نہ پاؤ گے۔ ابوالجارود نے عرض کی کیا میں حضرتؑ کے زمانے کے لوگوں کو بھی نہ پاؤں گا؟ آپؑ نے فرمایا۔ تم ان کے زمانے کے لوگوں کو بھی ہرگز نہ دیکھو گے۔

اس کے بعد فرمایا۔ ہمارا قائم برحق اس وقت ظاہر ہوگا جبکہ تمام شیعہ اس کا انتظار کرتے کرتے تھک چکیں گے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے مایوس ہو چکیں گے۔ جب وہ ظاہر ہوں گے تو تین روز تک لوگوں کو اپنی طرف بلائیں گے لیکن کوئی آپؑ کی طرف نہیں آئے گا۔ جب چوتھا روز ہوگا تو وہ خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر کہیں گے۔ خدایا! تو میری مدد فرما۔ آپؑ کی یہ دعا قبول ہوگی اس وقت پروردگار عالم ان فرشتوں سے خطاب فرمائے گا جنہوں نے جنگ بدر میں رسول اللہ کی بیعت کی تھی، کہ زمین پر جاؤ اور مہدی آخرالزمان کی بیعت کرو ان کے بعد تین سو تیرہ اشخاص اطراف عالم سے آئیں گے اور حضرتؑ کے دست مبارک پر بیعت کریں گے۔ اس کے بعد آپ مدینہ کی طرف مع اپنے ساتھیوں کے روانہ ہوں گے۔ وہاں پہنچ کر خاندان قریش کے ایک ہزار پانچ سو آدمیوں کو قتل کریں گے۔ ان افراد میں سے ایک بھی حلال زادہ نہ ہوگا، اس کے بعد مسجد النبیؐ کے اندر داخل ہوں گے اور اس کے اضافات کو منہدم کریں گے۔

حضرت جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا۔ حضرت امام زمانہ کا ظہور کب واقع ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا: یہ امر ابھی کیسے واقع ہو سکتا ہے حالانکہ ابھی حیرہ اور کوفہ کے درمیان جنگ و جدال شروع نہیں ہوئی ہے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''حضرت امام مہدی علیہ السلام کے خروج سے پہلے شعیب بن صالح کا خروج ہوگا جو شہر سمرقند سے ظاہر ہوں گے۔ آپؑ نے فرمایا: ''حضرت

امام مہدی علیہ السلام کے آنے سے قبل ایک شخص جزیزہ عرب سے خروج کرے گا جس کی سکونت تکریت میں ہوگی اور دمشق کی مسجد میں مارا جائے گا اس وقت شعیب بن صالح سمرقند سے خروج کریں گے۔ سفیان ملعون وادی یابس (ایک خشک صحرا ہے) سے آئے گا۔ وہ عتبہ بن ابوسفیان کی نسل سے ہوگا۔ جب وہ ظاہر ہوگا تو حضرت امام مہدی علیہ السلام کچھ دنوں کے لیے پوشیدہ رہیں گے اس کے بعد دوبارہ ظاہر ہوں گے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امام مہدی علیہ السلام کے سر پر ایک ابر سایہ فگن ہوگا جو حرارت آفتاب سے محفوظ کرے گا۔ آپؑ جہاں تشریف لے جائیں گے وہ ساتھ رہے گا اور ندا کرے گا۔ یہ مہدی موعود آرہے ہیں۔ وہب بن جمیع کا بیان ہے۔ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا۔ فرزند رسولؐ میں آپ پر قربان! یہ کون سا دن ہے جب تک اللہ نے ابلیس کو مہلت دی ہے؟ آپؑ نے ارشاد فرمایا: کیا تم خیال کرتے ہو کہ یہ روز قیامت ہے۔ جس میں اللہ تمام لوگوں کو محشور کرے گا؟ ایسا نہیں ہے، بلکہ یہ روز وہ ہے جس میں اللہ ہمارے قائم کو مبعوث کرے گا، جس وقت ہمارے قائم کو اللہ مبعوث کرے گا وہ مسجد کوفہ میں تشریف لے جائیں گے، اس وقت ابلیس آئے گا اور ان کے سامنے دوزانو بیٹھ کر کہے گا! ہائے افسوس میرے حال پر۔ اس وقت آپؑ اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر اس کی گردن کاٹ دیں گے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا۔ یہ ہے وقت معلوم، آپؑ نے فرمایا: ''گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ قائمؑ منبر کوفہ پر بیٹھے خطبہ دے رہے ہیں اور ان کے اصحاب جن کی تعداد اصحاب بدر کی طرح ۳۱۳ ہے ان کو گھیرے ہوئے ہیں، یہ لوگ علم دار دین ہیں اور زمین پر حکام خدا ہیں۔'' ایک دن جناب بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: یا بن رسول اللہؐ! آیا حضرت علی علیہ السلام کو حضرت قائمؑ کے مقامات کا علم تھا جس طرح اس عدد ۳۱۳ کا علم تھا؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں خدا کی قسم! حضرت علیؑ کو اصحاب قائمؑ کے صرف ٹھکانوں ہی کا نہیں بلکہ ان میں سے ہر ایک کا نام، ان کے باپ کا نام بھی معلوم تھا۔ ابوبصیر نے عرض کیا: میں آپ پر قربان! جو کچھ حضرت امیر المومنینؑ کو معلوم تھا وہ حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو بھی معلوم تھا اور جو کچھ ان بزرگوں کو معلوم تھا وہ آپؑ تک بھی پہنچا ہے اور آپؑ کو بھی معلوم ہے، لہذا میری آپؑ سے گزارش ہے کہ آپؑ حضرت امام زمانہؑ کے بارے میں جو معلومات رکھتے ہیں مجھے بتائیں۔ حضرتؑ نے فرمایا: جمعہ کے روز نماز کے بعد تم میرے پاس آنا۔ چنانچہ میں بروز جمعہ حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپؑ نے ایک شخص سے کہا میں ابوبصیر کے واسطے جو لکھواؤں تحریر کرو۔ (ابوبصیر بینائی نہ ہونے کے سبب لکھ نہیں سکتے تھے) پھر حضرت نے فرمایا لکھو۔ ''یہ وہ حدیث ہے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو لکھوائی اور ان اصحاب قائمؑ کے نام اور ان تمام لوگوں کے نام بھی بتا دیئے جو ان اصحاب کے علاوہ ان سے ملحق ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو ایک رات کو یکا یک اپنے بستروں سے غائب ہو جائیں گے اور قائم کے ظہور کے وقت سوئے مکہ روانہ ہو جائیں گے، یہ اس وقت ہوگا جب وہ آواز حق کو وقت ظہور سنیں گے۔ یہ لوگ بڑے نجیب اور فقیہ ہوں گے، نیز اللہ کی طرف سے لوگوں پر حاکم ہوں گے۔" اس کے بعد حضرت نے ان سب کے نام اور ان کے وطن کو ایک ایک کر کے بیان کیا اور فرمایا: "سب سے زیادہ یہ لوگ طالقان کے ہوں گے۔ ان کی تعداد چوبیس ہوگی۔ جن کو اللہ تعالیٰ ایک رات میں مکہ میں جمع کرے گا اور وہ رات شب جمعہ ہوگی۔" آپؑ نے فرمایا: "نیک کاموں کی طرف بڑھو تم جہاں بھی ہو گے۔ اللہ تم سب کو ایک جگہ جمع کر دے گا۔" "ظہور سے قبل تم لوگ آفتوں میں مبتلا ہو کر بے حال ہو جاؤ گے، جس طرح مٹی کی صراحی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے، خدا کی قسم تمہیں چھانٹا جائے گا، خدا کی قسم تمہیں شدید بلاؤں میں مبتلا کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ تمہارا سارا میل کچیل نکل جائے گا اور نکھر کر خالص ہو جاؤ گے۔ اس وقت دین حق پر بہت کم لوگ باقی رہ جائیں گے۔" "اگر تم میں سے کوئی انتظار فرج کی حالت میں وفات پا جائے تو ایسا ہی ہے جیسے حضرت قائم علیہ السلام کے خیمے میں اس کی موت واقع ہوئی۔" مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کو یاد کیا اور ان لوگوں پر افسوس کیا جو آپؑ کے انتظار میں مریں گے اور حضرت کی زیارت سے محروم رہے تو حضرت نے فرمایا: جس وقت حضرت قائم علیہ السلام قیام فرمائیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس مومن کی قبر میں آئیں گے جو ظہور قائم کے انتظار میں مرا ہوگا اور کہیں گے: اے بندہ خدا تمہارے امام نے ظہور کیا ہے، اگر چاہو تو زندہ ہو کر ان کے لشکر میں شامل ہو جاؤ اور اگر چاہو تو اس جگہ نعمتِ خدا اور عزت سے بہرہ مند رہو۔

پروردگار عالم کا سورہ رحمٰن آیت ۴۱ میں ارشاد ہے۔ "اس روز مجرم اپنی شکل ہی سے پہچان لیے جائیں گے۔" حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ آیت حضرت قائم کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ وہ گناہ گاروں کو ان کی صورت سے پہچان لیں گے اور اپنے اصحاب کے ذریعہ ان سب کو قتل کر دیں گے۔ جب قیام کا وقت آئے گا تو ماہ جمادی الثانی کے تیس دن اس کے بعد ماہ رجب کے دس دن ایسی شدید بارش ہوگی کہ لوگوں نے ایسی بارش کبھی نہ دیکھی ہوگی، اس بارش سے اللہ قبروں میں مومنین کے گوشت پوست کو اگائے گا، گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ مردے زندہ ہو کر جہینہ کے مقام پر اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے آرہے ہیں۔ سلطنت بنی امیہ تباہ نہ ہوگی جب تک کہ بنی عباس کی تلوار نہ اٹھے گی۔ ظہور قائم سے قبل

پانچ علامتیں ظاہر ہونا ضروری ہیں، آسمان سے خوفناک آواز، خروج سفیانی، خروج یمانی، زمین کا صحرا میں دھنسنا اور نفس زکیہ کی شہادت۔ یہ صیحہ آسمانی ماہ رمضان میں واقع ہوگا اور خراسانی کا بھی ظہور ہوگا۔ تین پرچم ایک سال اور ایک ماہ اور ایک دن میں بلند ہوں گے، خراسانی پرچم، سفیانی کا پرچم اور یمانی کا پرچم، اس وقت ہدایت کے لیے یمانی کے پرچم سے بہتر کوئی پرچم نہ ہوگا جو حق کی طرف رہنمائی کرے گا۔ دوسری سفید موت یہاں تک کہ ہر سات آدمیوں میں سے پانچ آدمی ختم ہو جائیں گے، سرخ موت تلوار سے ہوگی اور سفید موت طاعون کی وبا سے ہوگی۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں کسی نے عرض کیا: کیا خروج سفیانی علامت ہے؟ فرمایا: ہاں! اور نفس زکیہ کا مارا جانا بھی حتمی ہے اور بیابان کا زمین میں دھنس جانا حتمی ہے اور آسمان سے ایک ہاتھ کا ظاہر ہونا حتمی ہے اور ندائے آسمانی بھی حتمی ہے، راوی نے پوچھا وہ ندا کیا ہوگی؟ فرمایا: ایک منادی حضرت قائمؑ اور آپؑ کے والد جناب عسکری علیہ السلام کا نام لے کر ندا کرے گا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا نام لے کر ندا کرے گا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی مفضل سے فرمایا: سید حسنی کا خروج ہوگا، وہ ایک خوبصورت جوان ہوں گے جو دیلم کی طرف سے آئیں گے اور فصیح زبان میں آواز بلند کریں گے: اے آل محمد! ستم رسیدہ کی آواز پر لبیک کہو۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے وہ خزانے جو طالقان میں ہیں لبیک کہیں گے۔ یہ سونے چاندی کے خزانے نہیں بلکہ فولاد کی مثل مضبوط مردان آہنی ہوں گے۔ جو ایسے سفید گھوڑوں پر سوار ہوں گے جن پر سیاہ دھبے ہوں گے، ان شہسواروں کے ہاتھوں میں اسلحہ ہوگا جس سے ظالموں کا خاتمہ کریں گے، یہاں تک کہ کوفہ میں داخل ہوں گے اور راستہ بھی اکثر مقامات کو صاف کرتے ہوئے کوفہ کو سید حسنی کی پناہ گاہ قرار دیں گے۔ آپؑ نے فرمایا: خراسان، سفیانی، یمانی ان تینوں کا خروج ایک سال ایک مہینہ اور ایک دن میں ہوگا۔ ان تینوں کے گروہوں میں سے ایک گروہ یمانی ہدایت کرنے والا ہوگا۔ یہی وہ گروہ ہوگا جو حق کی طرف رہنمائی کرے گا اور حضرت قائمؑ کی آمد سے قبل اتنی بارش ہوگی کہ خرمہ کے درخت تباہ ہو جائیں گے، اس علامت میں شک نہ کرنا۔ آپؑ نے فرمایا: حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے قبل اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے گناہوں اور اعمال بد کی وجہ سے تنبیہ کرے گا ابتدا میں طرح طرح کے عذاب آئیں گے، وہ عذاب یہ ہوں گے کہ آسمان میں ایک آگ ظاہر ہوگی جس کی سرخی پورے آسمان پر چھا جائے گی، بغداد اور بصرے میں زمین دھنس جائے گی اور ان دونوں شہروں کے مکین فنا ہو جائیں گے، اہل عراق پر ایسا خوف طاری ہوگا کہ ان کو سکون نہ ملے گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی زرارہ سے فرمایا: ''اے زرارہ! اگر تم حضرت قائمؑ کی غیبت کا زمانہ پاؤ تو یہ دعا پڑھنا۔ اے خدا! تو میرے واسطے اپنی ذات کو نمایاں کر دے اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے نبی کو نہ پہچان سکوں گا، اے خدا تو اپنے نبی کو بھی میرے لیے ظاہر دے۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں امام حجت کو نہ پہچان سکوں گا۔ اے خدا! تو اپنی حجت کو بھی میرے لیے ظاہر دے اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا۔ آپؑ نے فرمایا: ''قائمؑ کے خروج سے قبل بنی ہاشم میں سے بارہ آدمی ایسے خروج کریں گے کہ لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیں گے۔'' شیخ مفید حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں۔ ''سفیانی کا خروج حتمی علامت ہے، یہ علامت رجب کے مہینے میں ظاہر ہوگی۔''

آپؑ نے فرمایا: ''شب ۲۳ ماہ رمضان میں حضرت قائمؑ کو پکارا جائے گا اور آپؑ بروز عاشورہ جس روز حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے ظہور فرمائیں گے۔'' آپؑ نے فرمایا: سب سے پہلے شام کی سرزمین تباہ ہوگی، اس میں تین پرچم (یعنی گروہ) آپس میں اختلاف کریں گے، ایک پرچم سرخ وسفید مرد کا ہوگا دوسرا پرچم سیاہ وسفید مرد کا ہوگا، تیسرا پرچم سفیانی کا ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا: منادی آسمان سے حضرت امام مہدیؑ کا نام لے کر پکارے گا۔ اس کی آواز اتنی تیز ہوگی کہ مشرق ومغرب میں ہر شخص اسے سنے گا، جو سوتا ہوگا وہ جاگ جائے گا، جو کھڑا ہوگا بیٹھ جائے گا، جو بیٹھا ہوگا وہ کھڑا ہو جائے گا، یہ عاشورہ کے دن مکہ میں رکن مقام کے درمیان کھڑے ہوں گے اور ان کے سامنے جبرائیلؑ امین کھڑے ہوئے پکار رہے ہوں گے: آگاہ ہو جاؤ کہ حضرت قائمؑ نے ظہور فرمایا۔ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہے۔ پس وہ تمام زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جبکہ وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''کون ہے جو مرگ ''عبداللہ'' کی ضمانت دے تاکہ میں ضامن بن جاؤں، حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا۔'' اس کے بعد فرمایا: جب عبداللہ کو موت آئے گی تو اس کے بعد لوگ کسی پر اکٹھا نہ ہوں گے اور حکومت کسی کو نہ ملے گی سوائے تمہارے صاحب الزمان کے انشاء اللہ۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ لوگوں کے پاس قرآن باقی رہ جائے گا اور اسلام کا صرف نام ہوگا۔ وہ لوگ اپنے کو مسلمان کہیں گے لیکن اسلام سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہ ہوگا، مسجدیں ان کی آباد ہوں گی مگر دل ہدایت سے خالی ہوں گے۔

ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا لوگ کس وقت ظالموں سے نجات

پائیں گے؟ آپؑ نے فرمایا: جب یہ دیکھنا کہ حق مر چکا ہے اور اہل حق دنیا سے گزر چکے ہیں، ظلم وستم ساری دنیا پر چھا گیا ہے، احکام قرآنی کو پرانی باتیں کہا جا رہا ہے اور جو باتیں اس میں نہیں ان پر عمل ہو رہا ہے اور آیات قرآنی کے حسب خواہش معنی بیان کیے جا رہے ہیں، دین اس طرح الٹ گیا ہے جس طرح پانی کا برتن الٹ جاتا ہے، اہل حق پر اہل باطل کا غلبہ ہے، ہر طرف بری باتوں کا رواج ہے اور کوئی بری باتوں سے روکنے والا نہیں بلکہ برے کام کرنے والوں کو مجبور سمجھا جا رہا ہے، گناہ کی باتیں ظاہر ہوگئی ہیں اور مرد مردوں کے ساتھ برے کاموں میں مشغول ہیں اور عورتیں عورتوں کے ساتھ مشغول ہیں، مومن خاموش ہیں کیونکہ کوئی بھی ان کی بات ماننے کو تیار نہیں ہے، فاسق جھوٹ بول رہے ہیں اور کوئی بھی ان کو نہیں ٹوکتا، چھوٹے بڑوں کو حقیر سمجھنے لگے ہیں، لوگ قطع رحمی کر رہے ہیں، رشتہ دار ایک دوسرے کا حق ادا نہیں کر رہے ہیں، اگر کسی کی طرف برے کام کی نسبت دی جائے تو بجائے برا ماننے کے خوش ہوتا ہے اور کہنے والے کو نہیں روکتا، لڑکے عورتوں کے کام کرنے لگے ہیں اور دیکھنا نیکی کی راہ دکھانے والا ذلیل سمجھا جاتا ہے، لوگ ایک دوسرے کی جھوٹی تعریف کرتے ہیں، نیکی کا راستہ بند ہوگیا ہے، قرآن پر عمل کرنے والے ذلیل وخوار سمجھے جاتے ہیں اور ان کے چاہنے والے بھی۔

جب دیکھنا نیکی کا راستہ بند ہوگیا ہے اور بدی کا راستہ کھلا ہے، خانہ کعبہ کی زیارت کو ترک کیا جا رہا ہے، لوگوں کے قول وفعل میں تضاد ہے، عورتیں اپنے لیے جلسے منعقد کرتی ہیں جس طرح مرد، مالداروں کا لوگ زیادہ احترام کرتے ہیں اور زنا کار عورتوں کی بڑی تعریف ہوتی ہے۔ جب دیکھنا مومن غمزدہ اور ذلیل سمجھے جا رہے ہیں، جھوٹے گواہوں پر اعتماد کیا جاتا ہے، لوگ حرام کو حلال اور حلال کو حرام سمجھنے لگے ہیں، اور دین کے قوانین رائے کے ذریعے بنائے جا رہے ہیں اور قرآنی احکامات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ جب دیکھنا کہ اللہ کے خلاف لوگوں میں اتنی جرأت پیدا ہوگئی ہے کہ برے کاموں کے لیے رات کا بھی انتظار نہیں کرتے، مومن میں اتنی جرأت نہیں رہی کہ کسی کو برائی سے روکے بلکہ دل ہی دل میں کڑھتا ہے اور جب دیکھنا زیادہ تر مال ودولت کا حصول اللہ کے غضب کا سبب بنتا ہے، حکام کافروں کو مقرب بارگاہ بناتے ہیں اور نیک لوگوں سے دوری اختیار کرتے ہیں، قاضی رشوت لینے لگے ہیں، صرف تہمت و گمان پر بے گناہ کو قتل کیا جاتا ہے۔ شوہر اپنی بیوی کی حرام کمائی کھاتا ہے۔ بیوی اپنے شوہر پر غالب ہے، جھوٹی قسمیں زیادہ کھائی جائیں گی، قمار بازی عام ہو جائے گی، مسلمان عورتیں اپنے آپ کو کافروں کے سپرد کریں گی، وسائل لہو ولعب اور آلات موسیقی عام ہوں گے، تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ حکومت کا مقرب

بارگاہ وہ شخص ہوگا جو اہل بیت علیہم السلام کو برا کہے اور جو شخص اہل بیت کو دوست رکھتا ہو اس کو لوگ جھوٹا کہیں گے اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی، لوگوں کو قرآن کا سننا گوارا نہ ہوگا، اللہ کے حدود و قوانین معطل ہو جائیں گے، غیبت کرنے میں لوگوں کو سکون ملے گا۔ لوگ حج غیر اللہ کے لیے بجا لائیں گے، مال کم تولیں گے، خونریزی کو معمولی سمجھا جائے گا، لوگ اغراض دنیا کی خاطر حکومت کریں گے، انسان اپنے آپ کو بدزبانی میں شہرت دینا پسند کرے گا، لوگ ایسے لوگوں سے ڈریں گے اور اپنے امور ان کے سپرد کریں گے، نماز کو سبک سمجھا جائے گا لوگ زکوٰۃ کا مال غصب کر کے مالدار ہو جائیں گے، قبریں کھود کر کفن چرایا جائے گا، شہروں میں بدامنی بڑھ جائے گی۔ تم دیکھو گے لوگ غفلت کے عالم میں شب و روز بسر کریں گے اور ان کو احساس نہ ہوگا کہ وہ کس بدبختی اور غفلت کا شکار ہیں، لوگوں کے دل اتنے سخت ہو جائیں گے کہ ان کی آنکھوں میں آنسو آنا بند ہو جائیں گے، حرام خوری اعلانیہ ہوگی، لوگوں میں اخلاص ختم ہو جائے گا، نماز دکھاوے کیلئے پڑھی جائے گی۔ تم دیکھو گے کہ اگر کوئی شخص حلال کی کمائی کرنا چاہتا ہے تو لوگ اس کی مذمت کریں گے اور حرام کی کمائی کھانے والے کی تعریف کریں گے، مدینہ میں اللہ کے ناپسندیدہ کام کیے جائیں گے اور کوئی منع نہیں کرے گا، آلات لہو و لعب دونوں حرموں میں عام ہوں گے، اگر کوئی حق بات زبان سے ادا کرے گا یا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرے گا تو لوگ کہیں گے خاموش ہو جاؤ یہ تمہاری ذمہ داری نہیں، مرے ہوئے لوگوں کا مذاق اڑایا جائے گا اور کوئی برا نہیں مانے گا، ہر نئے سال نئی بدعتیں سامنے آئیں گی اور برائیاں ہر گزشتہ سال سے زیادہ نظر آئیں گی، لوگ مال داروں کے علاوہ کسی کی پیروی کرنے کو تیار نہ ہوں گے، خوفناک آفات، ناگہانی آئیں گی لیکن لوگ ان کو اہمیت نہیں دیں گے اور نہ ان سے خوف زدہ ہوں گے، اولاد کو والدین عاق کریں گے اولاد والدین کو حقارت سے دیکھے گی، عورتوں کا حکومت پر غلبہ ہوگا اور کوئی کام ان کی مرضی کے بغیر نہ ہوگا، اموال ذوی القربیٰ (خمس وغیرہ) باطل کے راستوں میں خرچ ہوں گے اور لوگ ان سے جوا کھیلیں گے، شراب پئیں گے، منافقین کی اجارہ داری ہوگی اور اہل حق بے آسرا ہوں گے، اذان اور نماز کاروباری حیثیت اختیار کرے گی، لوگ پیسہ لے کر اذان کہیں گے اور نماز پڑھائیں گے، مسجدیں ایسے لوگوں سے بھری ہوں گی جو خوف خدا نہیں کرتے، غیبت کرنے کے لیے اور اپنے مردہ بھائیوں کا گوشت کھانے کے لیے مساجد میں جمع ہوں گے، تم دیکھو گے مست اور نادان لوگوں کو نماز پڑھائیں گے اور کوئی اعتراض کرنے والا نہ ہوگا۔ تم دیکھو گے جو یتیم کا مال کھائے گا لوگ اس کی تعریف کریں گے اور اسے صالح اور ہمدرد سمجھیں گے، حکومتیں مرے ہوئے لوگوں کی میراث کو

فاسق و بے خدا ترس افراد کو رشوت کے طور پر بخشیں گی، ان سے کچھ حاصل کریں گی اور کچھ دیں گی تا کہ جو چاہے کریں، منبر پر تقویٰ کا حکم دینے والے خود اس سے اپنے کو بری قرار دیں گے، صدقہ و خیرات دکھاوے کے لیے ادا کیا جائے گا، شکم سیری کی تمیز ختم ہو جائے گی لوگوں میں دنیا پرستی اس حد تک بڑھ جائے گی کہ ان کو اس بات کی کوئی فکر نہ ہو گی کہ وہ جو امور انجام دے رہے ہیں وہ دین کے مطابق ہیں بھی یا نہیں۔

اس کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس وقت تم یہ حالات دیکھنا تو ہوشیار ہو جانا اور اللہ سے اپنی نجات کی دعا طلب کرنا اس لیے کہ یہ وہ زمانہ ہو گا کہ لوگوں کے سروں پر اللہ کا غضب سایہ فگن ہو گا، یہ یاد رکھو اللہ نے ان کو اس لیے مہلت دی تھی کہ وہ زیادہ گناہ کر کے زیادہ عذاب کے مستحق بن جائیں۔ اس وقت عذاب الٰہی کا انتظار کرنا اور کوشش کرنا اللہ تمہیں عام لوگوں کے اطوار و کردار کے خلاف دیکھے تا کہ اگر عذاب خدا نازل ہو اور تم بھی اس میں مبتلا ہو جاؤ تو جلدی رحمت خدا میں داخل ہو جاؤ اور اگر تم بچ گئے تو وہ لوگ جہنم واصل ہوئے اور تمہاری نجات ہو گئی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اللہ اپنے نیک بندوں کا اجر ضائع نہیں کرتا اور اللہ کی رحمت نیک بندوں کے قریب ہے۔"

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا علامات ظہور میں سے ایک علامت یہ ہے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک حادثہ واقع ہو گا۔ راوی کہتا ہے۔ میں نے عرض کیا: اس حادثہ کا سبب کیا ہو گا؟ فرمایا: مذہبی تعصب جس کی وجہ سے فلاں شخص فلاں شخص کی اولاد سے پندرہ بڑے جرأت مندوں لوگوں کو قتل کرے گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ظہور کے وقت تین صدائیں بلند ہوں گی۔ (۱) آگاہ ہو کہ تمام ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔ (۲) قیامت نزدیک ہے۔ (۳) صدا ایک بدن سے نکلے گی جو وقت طلوع آفتاب آسمان پر ظاہر ہو گا جو یہ کہے گا: خدا نے حضرت امام زمانہ کو تمہارے واسطہ بھیجا ہے لہٰذا ان کے احکام کو سنو اور ان کی اطاعت کرو۔

حضرت امام رضا علی علیہ السلام فرماتے ہیں: وہ صدا جس طرح نزدیک سے سنائی دے گی اسی طرح دور سے بھی سنائی دے گی، وہ صدا صاحبان ایمان کے لیے رحمت اور کفار کے لیے عذاب کا باعث ہو گی۔

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام فرماتے ہیں: گویا میں حضرت قائم علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ بروز شنبہ (یعنی ہفتہ کے روز) عاشورہ کے دن مکہ میں خانہ کعبہ کے سامنے رکن و مقام کے درمیان کھڑے ہوئے ہیں۔ آپؑ کے سامنے جبرائیل علیہ السلام یہ آواز دے رہے ہیں۔ لوگو! آؤ صاحب الزمانؑ کے ہاتھ پر بیعت کرو، ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا خدا کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہے۔

اعلان ظہور کے وقت کے حالات

غیبۃ نعمانی اور بحار الانوار میں روایت ہے کہ ابن عقدہ نے احمد بن یوسف سے، احمد نے ابن مہران سے ابن مہران نے ابن بطائنی سے انہوں نے اپنے والد سے اور وہیب سے اور انہوں نے ابو بصیر سے روایت کی ہے اور ابو بصیر نے کہا کہ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔" جب تم لوگ دیکھو کہ مشرق سے ایک عظیم آگ کرکم (زعفران ہندی) کے مانند نمودار ہوئی جو تین یا سات دن تک برابر روشن رہے گی تو اس وقت آل محمدؐ کے فرج وکشادگی کی توقع رکھنا۔ انشاء اللہ، بیشک اللہ تعالیٰ قوی اور حکمت والا ہے۔ پھر فرمایا۔ صیحہ (با آواز بلند اعلان ماہ رمضان ہی میں ہوگا جو اللہ کا مہینہ ہے اور یہ صیحہ و اعلان کل مخلوق کے لیے جبرائیلؑ امین کریں گے۔ پھر فرمایا: ایک منادی آسمان سے امام قائم علیہ السلام کے نام کا اعلان کرے گا، جسے تمام مشرق و مغرب کے لوگ سنیں گے۔ اس اعلان کو سن کر سوتا ہوا شخص جاگ جائے گا، بیٹھا ہوا کھڑا ہو جائے گا اور بیٹھا ہوا خوف کے مارے کھڑا ہو جائے گا اور اللہ رحم کرے گا اس بندے پر جو آواز پر لبیک کہے گا، اس لیے کہ یہ پہلی آواز حضرت جبرائیلؑ روح الامین کی ہوگی۔ پھر فرمایا: یہ اعلان ۲۳ رمضان شب جمعہ ہوگا۔ اس اعلان میں کوئی شک نہ کرنا، اس آواز پر لبیک کہنا اور شام کے وقت (ابلیس ملعون) اعلان کرے گا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ فلاں مظلوم قتل کر دیا گیا تا کہ لوگوں کو شک اور فتنے میں مبتلا کر دے۔ اس دن کتنے لوگ ابلیس ملعون کی آواز سن کر شک میں مبتلا ہوں گے اور واصل جہنم ہوں گے۔ غرض جب تم لوگ ماہ رمضان میں سنو تو شک نہ کرنا کیونکہ اس کی واضح پہچان یہ ہوگی کہ یہ اعلان حضرت امام قائم علیہ السلام کے نام سے اور آپ کے پدر کے نام سے ہوگا۔ اس اعلان کو پردہ نشین عورتیں بھی سنیں گی اور اپنے باپ اور بھائیوں کو خروج کرنے کے لیے ہمت بڑھائیں گی۔ پھر فرمایا: یہ دونوں اعلان قبل ظہور امام لازماً ہوں گے۔ ایک اعلان آسمان سے جو حضرت جبرائیل کریں گے اور ایک اعلان زمین سے جو ابلیس لعین کرے گا کہ فلاں شخص مظلوم قتل ہوا۔ اس اعلان سے وہ فتنہ برپا کرنا چاہے گا۔ اس لیے تم لوگ پہلی آواز پر لبیک کہنا اور دوسری سے محتاط رہنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ مزید فرمایا: جب حضرت امام قائمؑ ظہور فرمائیں گے تو اس سے پہلے لوگوں میں شدید خوف و ہراس ہوگا۔ زلزلے آئیں گے، فتنے برپا ہوں گے، لوگ مصائب میں مبتلا ہوں گے، طاعون پھیلا ہوگا، اہل عرب میں آپس میں تلواریں چل رہی ہوں گی، ان میں شدید اختلاف ہوگا، ان کے دین میں انتشار ہوگا، لوگ اس قدر بدحال ہوں گے کہ صبح و شام موت کی تمنا کریں گے۔ ہر شخص ایک دوسرے کو کھائے جا رہا ہوگا

گا۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا ظہور اس وقت ہوگا جب لوگوں پر بے انتہا مایوسی چھائی ہوگی۔ انہیں فرج و کشادگی کی کوئی امید نہ ہوگی۔ کتنا خوش نصیب ہوگا وہ جو آپؑ کے زمانے کو پائے گا اور آپؑ کے انصار میں شامل ہوگا اور بدبخت اور انتہائی بدنصیب ہوگا وہ جو آپؑ کو تسلیم نہیں کرے گا، آپؑ کی مخالفت کرے گا اور آپؑ کے دشمنوں میں شامل ہوگا۔

مزید فرمایا: امام قائم علیہ السلام امر جدید، کتاب جدید، سنت جدید اور فیصلہ جدید کے ساتھ ظہور فرمائیں گے، وہ اہل عرب پر سخت ہوں گے۔ آپؑ کی نظر میں ان لوگوں کی سزا صرف قتل ہوگی، وہ ان سے کسی ایک کو بھی چھوڑنا نہیں چاہیں گے، وہ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی پروا نہیں کریں گے۔ پھر فرمایا: جب بنی فلاں کا آپ میں اختلاف ہو تو اس وقت فرج و کشادگی کا انتظار کرنا۔ ان لوگوں کے آپس میں اختلاف ہی سے تم لوگوں کے لیے فرج و کشادگی ہے۔ جب ان میں اختلاف پایا جائے تو توقع رکھنا کہ ماہ رمضان میں امام قائم علیہ السلام کے ظہور کا اعلان آسمان سے ہوگا، ویسے اللہ جو چاہے کرے مگر امام قائم اس وقت تک ظہور و خروج نہ کریں گے اور جو کچھ تم لوگ چاہتے ہو وہ اس وقت تک نہ ہوگا جب تک کہ بنی فلاں میں اختلاف نہ ہو۔ جب ایسا ہوگا تو دوسرے ان سے حکومت چھین لینے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ ان میں اختلاف پیدا ہو جائے اور ان کا کلمہ متفرق ہوگا اور سفیانی خروج کرے گا۔ آپؑ نے فرمایا: اور یہ بھی لازمی ہے کہ بنی فلاں کی حکومت ہو پھر جب یہ حاکم ہو جائیں گے تو ان میں آپس کا اختلاف پیدا ہو اور یہ سب متفرق ہو جائیں گے۔ ان کی حکومت کا شیرازہ بکھر جائے گا اور ان پر خراسانی مشرق سے اور سفیانی مغرب سے خروج کرے گا۔ جیسے دوڑ کے دو گھوڑے ایک ادھر سے دوسرا ادھر سے یہاں تک کہ بنی فلاں ان دونوں کے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے اور ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ پھر فرمایا سفیانی و خراسانی اور یمانی ان تینوں کا خروج ایک ہی سال ایک ہی مہینے اور ایک ہی دن میں ہوگا، جیسے موچی کا سُوا جو ایک کے پیچھے ایک دھاگے ڈالتا ہوا چلتا ہے۔ اس وقت ہر طرف مایوسی ہی مایوسی ہوگی۔ ان تینوں کے جھنڈوں میں ہدایت کا جھنڈا صرف یمانی کا ہوگا۔ اس لیے کہ وہ تمہارے امام کی طرف بلائے گا۔ جب یمانی خروج کرے گا تو وہ اسلحوں کی خرید تمام لوگوں پر خصوصاً تمام مسلمانوں پر حرام کر دے گا اور امام قائم کی طرف چلے گا کیونکہ اس کا جھنڈا ہدایت کا نشان ہوگا اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ اس کا ساتھ نہ دے اور جو اس سے گریز کرے گا وہ جہنمی ہوگا کیونکہ وہ حق کی طرف بلائے گا اور سیدھے راستے کی طرف دعوت دے گا۔

راوی کہتا ہے کہ پھر آپؑ نے مجھ سے فرمایا: بنی فلاں کی حکومت تو اس طرح ٹوٹے گی جیسے کہ مٹی کا پیالہ

اور جیسے کوئی شخص مٹی کے کسی برتن کو ہاتھ میں لیے جا رہا ہو اور اچانک وہ برتن اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر جائے اور پاش پاش ہو جائے اور اس کے گرتے ہی ہائے کر کے بیٹھ جائے۔ پس اسی طرح ان کی حکومت ان کے ہاتھوں سے نکل جائے گی۔ جبکہ حکومت کے چلے جانے کا انہیں اس سے پہلے وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے منبر کوفہ پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ طے کر دیا وہ طے ہے اور جو فیصلہ کر دیا اس کا ہونا ہے۔ بنی امیہ یہ حکومت تلوار کے ذریعے بالا علان حاصل کریں گے اور بنی فلاں کو ناگہانی طور پر یہ حکومت مل جائے گی۔ مزید فرمایا: اس چکی کو لازماً چلنا ہے اور جب یہ اپنے قطب پر اور اپنے پاؤں اور ساق پر کھڑی ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ ایک ظالم غلام کو جس کی اصل کا پتہ نہ ہوگا اس کی طرف بھیجے گا اور فتح و نصرت اس کے ساتھ ہوگی۔ اس کے ساتھیوں کے بال لمبے لمبے ہوں گے، مونچھیں ہوں گی، سیاہ لباس میں ہوں گے، ان کے پرچم بھی سیاہ ہوں گے۔ خدا کی قسم! گویا میں ان کو اور ان کے افعال کو دیکھ رہا ہوں کہ ان کے بدکرداروں اور ظالم عربوں کے اوپر کیا گزرے گی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی بداعمالیوں کے بدلے انہیں (غلاموں کی فوج کو) ان لوگوں پر مسلط فرمائے گا جو ان ہی کے شہر میں دریائے فرات کے کنارے ان کو قتل کریں گے اور تیرا پروردگار اپنے بندوں پر کبھی ظلم نہیں کرتا۔

خطبہ لؤلؤ

کفایہ اور بحار الانوار میں نقل ہے کہ علقمہ بن قیس سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام نے منبر کوفہ سے خطبہ دیا جو خطبہ لؤلؤ کے نام سے مشہور ہے اس خطبے کے آخر میں آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''آگاہ ہو جاؤ میں عنقریب کوچ کرنے والا اور پردے میں جانے والا ہوں۔ اب تم اس کی امید رکھو کہ بنی امیہ کے فتنے ہوں گے۔ کسریٰ جیسی حکومت ہوگی جس چیز کو اللہ نے زندہ کیا ہے مردہ کی جائے گی۔ اس وقت اپنے گھروں کو اپنا عبادت خانہ بنالینا اور دانتوں سے انگارے چبانا اور بہت زیادہ اللہ کا ذکر کرتے رہنا اس لیے کہ اللہ کا ذکر بہت عظمت والی چیز ہے اگر تم سمجھ لو۔ تم دیکھو گے کہ دجلہ و دجیل و فرات کے درمیان مقامِ زوراء پر ایک شہر آباد ہوگا۔ کاش تم دیکھتے کہ اس میں ایسے پختہ مکانات ہوں گے جو اینٹ اور چونے سے بنے ہوں گے جن کو سونے چاندی، لاجورد، سنگ مرمر، سنگ رخام سے زینت دی گئی ہوگی، اس میں ہاتھی دانت کے دروازے ہوں گے۔ خیمے اور قبے اور طرح طرح کے پردے ہوں گے ان میں ساگوان مرو اور صنوبر کے در ہوں گے، اس میں بہت سے قصر ہوں گے اور بنی شیصان (شیطان) کے چوبیس سلاطین اس کے والی ہوں

گے جن کے یہ نام ہیں۔ سفاح، مقلاص و جموح وخدوع ومظفر وموتش ونظار وکیش ومتہور وعشار ومصطلم و مستعصب وعلام ورہبانی وخلیع وسیار ومترف وکدید واکتب ومسرف واکلب ودیم وصیلام وعیوق اور ایک خاکستری رنگ کا قبہ سرخ صحرا میں تعمیر کیا جائے گا جس کے عقب میں قائم علیہ السلام بالحق ہوں گے جن کا چہرہ اس طرح چمکتا ہوگا جیسے ستاروں کے درمیان چاند۔ آگاہ رہو کہ اس کے ظہور کی دس علامات ہیں سب سے پہلے دمدار ستارہ طلوع ہوگا۔ اس کے بعد عجیب سے عجیب تر علامتیں ظاہر ہوں گی، یہاں تک کہ دس علامتیں ظاہر ہو چکیں گی، تب وہ چمکتا ہوا چاند (امام قائمؑ) نمودار ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ توحید اتمام کو پہنچے گا۔

ظہور حضرت امام زمانہؑ

وہب بن جمیع کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: فرزند رسولؐ! میں آپ پر قربان جاؤں۔ یہ کون سا دن ہے جس تک اللہ نے ابلیس کو مہلت دی ہے۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا۔ کیا تمہارے خیال میں یہ روز قیامت ہے جس میں اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو محشور فرمائے گا؟ نہیں ایسا نہیں ہے۔ بلکہ یہ دن وہ دن ہوگا جس میں اللہ ہمارے قائم کو مبعوث کرے گا، جس وقت تمہارے قائم کو اللہ تعالیٰ مبعوث فرمائے گا وہ مسجد کوفہ میں تشریف لے جائیں گے، اس وقت ابلیس ان کے سامنے دوزانو بیٹھے گا اور کہے گا: ہائے افسوس میرے حال زار پر اس وقت حضرت امام مہدی علیہ السلام اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر اس کی گردن قطع کر دیں گے۔ اتنا فرمانے کے بعد حضرتؑ نے فرمایا: یہ ہے وقت معلوم۔ جب حضرت امام زمانہؑ کے ظہور کی علامات ظاہر ہوگی اس وقت رکن ومقام کے درمیان آل محمدؐ سے ایک مرد حق کا ظہور ہوگا، اس وقت ایک منادی آسمان سے ندا دے گا کہ وہ اور ان کے ہمراہی حق پر ہیں۔ جب وہ ظاہر ہوں گے تو اپنی پیٹھ کعبہ سے لگائے کھڑے ہوں گے اور تین سو تیرہ ان کے اصحاب ہوں گے اور وہ جو پہلی بات کہیں گے وہ یہ آیت ہوگی۔ بقیۃ اللہ خیر لکم ان کنتم مومنین بقیۃ O اللہ تمہارے لیے خیر ہے اگر تم مومنین سے ہو اور کہیں گے میں بقیۃ اللہ، حجۃ اللہ، خلیفۃ اللہ ہوں۔ پس ہر ایک ان کو السلام علیک یا بقیۃ اللہ فی الارض کہہ کر سلام کرے گا اور ان کے اطراف دس ہزار آدمی جمع ہو جائیں گے۔ اس وقت نہ کوئی یہودی ہوگا نہ نصرانی، کوئی ایسا نہ ہوگا جو ان پر ایمان نہ لایا ہو اور ان کی تصدیق نہ کی ہو۔ سب ایک ہی دین وملت پر فائز ہوں گے۔ سب کا دین اسلام ہوگا۔ وہ مخلوق جو اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا معبود سمجھے گی اس پر آگ برسے گی اور وہ مخلوق جل کر خاک ہو جائے گی۔

حضرت امام زمانہؑ جب ظہور فرمائیں گے تو اس وقت جو حالات و واقعات پیش آئیں گے ان کے متعلق قیامت نامہ قدوۃ المحدثین میں شاہ رفیع الدین دہلوی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور مکہ معظمہ میں رکن و مقام کے درمیان سے ہوگا۔ نور الابصار اور غایۃ المقصود کے مطابق آپؑ ''کرعہ'' سے روانہ ہو کر مکہ معظمہ سے ظہور فرمائیں گے۔ گوہر یگانہ میں مہر جائسی علیہ الرحمہ نے علامات ظہور کے باب میں گیارہ علامات کا ذکر کیا ہے۔ (۱) اصفہان سے خروج دجال (۲) دنیا کفر و فساد سے معمور ہوگی (۳) ندائے آسمانی بلند ہوگی (۴) عثمان بن عتبہ از نسل یزید بن معاویہ شام سے خروج کرے گا۔ (۵) سیاہ علموں والے لشکر کا نجد سے مکہ و مدینہ آنا۔ (۶) محمد بن حسن نفس زکیہ کا درمیان رکن و مقام قتل۔ (۷) ایک حسنی سید کا پشت مسجد کوفہ پر قتل۔ (۸) یمن میں ادریس کا خروج۔ (۹) کوفہ کا آباد ہونا۔ (۱۰) سال سال کی مدت تک قحط کا ہونا اور بارش کا نہ ہونا۔ (۱۱) آفتاب میں کھڑکی نمودار ہونا جس میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بذریعہ ابر زمین پر تشریف لائیں گے۔

تحفۃ العوام مرتبہ مولوی باقر حسین دہلوی اعلی اللہ مقامہ میں مرقوم ہے کہ جب حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا وقت قریب ہوگا تو بہت سی علامات ظاہر ہوں گی۔ ۱۵ رمضان المبارک میں سورج گہن اور آخر ماہ میں چاند گہن ہوگا، آفتاب اول روز سے وسط عصر تک آسمان پر رہے گا، مشرق کی سمت ایک دمدار ستارہ، چاند کی مثل روشن ظاہر ہوگا۔ پھر وہ ستارہ خم کھائے گا یہاں تک کہ اس کے دونوں سرے مل جائیں گے، اطراف عالم پر سرخی پھیل جائے گی، مشرق کی سمت طول میں آگ ظاہر ہوگی جو تین یا سات دن رہے گی، سات کاذب دعویٰ پیغمبری کریں گے۔ مغلوں کے دو فرقوں میں شدید خونریزی ہوگی، بغداد میں اول روز سیاہ آندھی اور زلزلہ آئے گا، اکثر شہر زمین میں غرق ہو جائیں گے، عراق میں قتل، وبا، مال، زراعت، میوے کثرت سے ہوں گے اور ٹڈی دل آئے گا، اولاد ابی طالب میں بارہ علم بہ دعوئ امامت بلند ہوں گے، ایک بدعتی جماعت بندر اور سور کی صورتوں میں مسخ ہو جائے گی، ماہ جمادی الآخر سے رجب المرجب کے دس روز تک اس قدر پانی برسے گا کہ خلقت نے ایسی بارش کبھی نہ دیکھی ہوگی اور اس بارش سے قبروں کے اندر مومنین کے گوشت اُگیں گے، قیامت کے قریب تین چاند متواتر انتیس کے ہوا کریں گے۔

حضرت صاحب الزمانؑ کے ظہور سے قبل پانچ علامتیں ظاہر ہوں گی۔ ماہ رجب المرجب میں آسمان سے ندا آئے گی، سفیانی نکلے گا، خانہ کعبہ کے سامنے یا پشت کوفہ ایک پاکیزہ نفس حسنی قتل ہوگا، اہل یمن خروج کریں گے۔

مجمع البحرین کے مطابق حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام قریہ ''کرعہ'' جو مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کے ۳۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے، وہاں سے روانہ ہو کر مکہ معظمہ میں ظہور فرمائیں گے۔ وہ میری زرہ زیب تن کیے ہوں گے، میری تلوار حمائل کیے ہوں گے اور میرا عمامہ باندھے ہوں گے۔ ان کے سر پر ابر سایہ فگن ہوگا اور ملک آواز دے گا کہ یہی امام مہدی ہیں، ان کی اتباع کرو۔ لغات سروری میں ہے کہ آپؑ قصبہ خیردان سے ظہور فرمائیں گے۔ بوقت ظہور رکن حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہو کر با آواز بلند ندادیں کہ اے! وہ لوگوں جن کو پروردگار عالم نے روئے زمین پر میرے ظاہر ہونے سے قبل میری نصرت کے لیے یکجا کیا ہے۔ آجاؤ تم ہی میرے مخصوص گروہ ہو اور بزرگوں سے ہو۔ حضرتؑ کی یہ ندا لوگوں تک پہنچے گی، خواہ وہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں ہوں۔ حضرتؑ کی ندا سنتے ہی لوگ چشم زدن میں پہنچ جائیں گے۔ یہ نقیب امام کہلائیں گے۔ اس وقت ایک نور ظاہر ہوگا جو زمین سے آسمان تک بلند ہوگا اور ہر مومن کے گھر میں داخل ہوگا۔

نور الابصار اور اعلام الوریٰ کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام کعبہ میں کھڑے ہوں گے اور دیوار سے تکیہ لگا کر اپنے دست مبارک کھولیں گے جو مثل ید بیضا ہوں گے۔ (جناب موسیٰ کا روشن ہاتھ) آپؑ فرمائیں گے جو بیعت کرے گا گویا اس نے یداللہ پر بیعت کی۔ بیعت کا سلسلہ شروع ہوگا سب سے پہلے جبرائیلؑ بیعت فرمائیں گے۔ ان کے بعد ملائکہ بیعت کریں گے۔ نقبا بیعت سے مشرف ہوں گے۔ اس وقت لوگوں کا اژدھام ہوگا۔ لوگ حیران ہوں گے کہ یہ کون ہیں۔ ایک منادی کی غائب سے آواز بلند ہوگی، جس کو ساکنان زمین و آسمان سنیں گے کہ یہ مہدی آل محمدؐ ہیں ان کی بیعت کرو اس کے ساتھ ہی ملائکہ اور ۳۱۳ر آدمی اس امر کی تصدیق کریں گے، اس وقت گروہ در گروہ لوگ آپؑ کی زیارت کو آئیں گے اور دس ہزار کی تعداد میں لوگ بیعت کا شرف حاصل کریں گے۔ اس دن نہ کوئی یہودی ہوگا نہ نصرانی صرف دین اسلام ہوگا جو آپ کی مخالفت کرے گا اس پر آسمان سے آگ برسے گی۔ ینابیع المودۃ کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پرچم پر البیعۃ اللہ لکھا ہوگا آپؑ اپنے ہاتھوں پر اللہ کے لیے بیعت لیں گے اور کائنات میں صرف دین اسلام کا پرچم لہرائے گا۔

علامہ عبدالرحمٰن جامی لکھتے ہیں کہ قطب ابدال اور عارفین سب آپؑ کی بیعت کریں گے۔ آپؑ جانوروں کی زبان سے بھی واقف ہوں گے۔ آپ تمام انسانوں اور جنوں میں عدل قائم فرمائیں گے۔ اعلام الوریٰ اور ارشاد مفید میں مرقوم ہے۔ مخلصین آپؑ کی خدمت میں کوفہ سے حاضر ہوں گے جن کو حاکم وقت

مقرر کیا جائے گا۔ کتاب منتخب بصائر کے مطابق ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت یوشع بن نون، جناب سلمان فارسی، حضرت ابودجانہ انصاری، حضرت مقداد اسود، حضرت مالک اشتر اور قوم موسیٰ علیہ السلام کے ۱۵ افراد اور سات اصحاب کہف۔ ارشاد مفید، نورالابصار اور اعلام الوریٰ کے مطابق جب کوئی بھی دشمن آل محمدؐ اور منافق باقی نہ رہے گا تو آپؑ ایک منبر پر تشریف لائیں گے اور واقعہ کربلا بیان فرمائیں گے، اس وقت لوگ شدت سے گریہ کریں گے اور کئی گھنٹے تک گریہ وزاری جاری رہے گی۔ پھر آپؑ حکم فرمائیں گے کہ مشہد حسینؑ تک فرات کاٹ کر لائی جائے اور ایک مسجد تعمیر کی جائے۔ جس کے ایک ہزار در ہوں، آپؑ کے حکم کے بموجب ایسا ہی کیا جائے گا۔ اس امر کی انجام دہی کے بعد آپؑ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ تشریف لے جائیں گے۔

جس روز آپ کا ظہور ہوگا وہ منگل کا دن ہوگا اور محرم کی دسویں تاریخ ہوگی، پہلے حضرت جبرائیلؑ بیعت کریں گے اور ہر ایک مومن کی قبر میں ایک فرشتہ ندا دے گا تمہارے امام نے ظہور فرمایا ہے، اگر تم چاہو تو تمہیں ان کے پاس پہنچا دیں۔ پھر جس وقت حضرت مکہ معظمہ سے تشریف لائیں گے اور مومنین جمع ہو جائیں گے تو اس وقت حضرت امام مہدی علیہ السلام کی منادی ہوگی کہ کوئی شخص پانی اور خوراک اپنے ہمراہ نہ رکھے۔ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پتھر ایک اونٹ پر بار کیا جائے گا۔ جس میں سے ہر منزل پر بارہ چشمے جاری ہو کر بھوکوں اور پیاسوں کو سیراب کریں گے، وقت سفر زمین سمٹ جائے گی جس کی وجہ سے بہت جلد نجف اشرف میں پہنچ جائیں گے اور وہاں قیام کریں گے تو اسی پتھر سے دودھ اور شربت کی نہریں جاری ہوں گی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے کوئی وقت ظہور کا ظاہر نہیں فرمایا، جو مقرر کرے وقت کا جس نے علم غیب کا دعویٰ کیا وہ کافر ہوا۔

آپ دفعتاً پشت خانہ کعبہ سے اس طرح ظاہر ہوں گے کہ عبائے جناب رسول کریمؐ اوڑھے ہوں گے، زرد عمامہ فرق اقدس پر، نعلین پائے مبارک میں، عصاء دست مبارک میں، چند گوسفند ساتھ، سفید پوشاک زیب تن، دو انگشتریاں دست مبارک میں، ایک حضرت امام حسین علیہ السلام کی جس کا نقش "انی مستجیر بک یا امان الخائفین" دوسری حضرت امام حسن علیہ السلام کی جس پر "انی واثق برحمتک" اس وقت آپؑ کا سن اقدس چالیس سال کا معلوم ہوگا۔ اس طرح آپ تنہا خانہ کعبہ پہنچیں گے۔ اس وقت اہل مکہ پر نیند غالب ہوگی۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام اپنا دست مبارک اپنے روئے اقدس پر پھیریں گے اور فرمائیں گے حمد و شکر اس خداوند تعالیٰ کا جس نے ہمارے وعدے کو سچا کیا اور پشت کو ہماری میراث قرار دیا،

اسے ہم جہاں چاہیں قرار کریں۔اس کے بعد حجر اسود کے درمیان اور مقام ابراہیم پر آپؑ کھڑے ہوں گے اور ایک عمود نور زمین سے آسمان تک بلند ہوگا، صبح کو تین سو تیرہ مومنین خدمت میں حاضر ہوں گے جن میں چھ مومنین ہندوستان سے مذکور ہیں۔حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے۔۸۰ اسی ہزار ملائکہ مجاورین قبر الحسینؑ حضرت قائمؑ کے پایہ رکاب شریک جہاد ہوں گے اور انتقام خون ناحق مظلوم کربلا لیں گے۔مزید براں جس وقت حضرت امام عصر ظہور فرمائیں گے تو حضرت عیسیٰؑ و حضرت خضر و الیاس و ادریس علیہم السلام خدمت امام میں حاضر ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامؑ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔جناب مفضل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ کا پایہ تخت شہر کوفہ ہوگا جس کی آبادی اس وقت بغداد سے ملحق ہو جائے گی۔آپؑ کا دربار مسجد کوفہ میں لگے گا۔بیت المال مسجد سہلہ میں۔مقام خلوت نجف اشرف میں۔آپؑ کے لشکر کی تعداد لشکر ظفر پیکر ۴۹۰۰۰ ار میل کے رقبہ میں پڑاؤ ڈالے گا۔ آپؑ کے علمدار محمد حنفیہ ہوں گے۔اسی ہزار ملائکہ مجاورین قبر حضرت امام حسین علیہ السلام آپ کے پایہ رکاب شریک ہوں گے جو انتقام خون ناحق حضرت امام حسین علیہ السلام ظالموں سے لیں گے۔بعد معرکہ دجال ملعون کو قتل کریں گے اور ظلم و جبر کو روئے زمین سے حروف غلط کی طرح مٹا دیں گے۔اس کے بعد ۳۰۹ ربرس تک حکمرانی کریں گے۔

نصرت امام کے لیے ملائکہ کا نزول

اکمال الدین کی روایت کے بموجب ابن تغلب سے روایت ہے کہ حضرت ابو عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام پشت نجف پہنچے ہوئے ہیں اور جب آپؑ پشت نجف پہنچیں گے تو ایک چتکبرے گھوڑے پر سوار ہوں گے، جس کی پیشانی پر ایک لکیر ہوگی، آپؑ کا گھوڑا ایک جھرجھری لے گا، اہل شہر میں سے ایک شخص یہی سمجھے گا کہ یہ ہم ہی لوگوں میں سے کوئی شخص ہیں مگر جب آپؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کا پھریرا لہرائیں گے تو تیرہ ہزار وہ ملائکہ آسمان سے اتریں گے جو اب تک امام قائم علیہ السلام کا انتظار کر رہے تھے۔یہ وہ ملائکہ ہوں گے جو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں تھے اور یہی ملائکہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا جا رہا تھا تو آپؑ کے ساتھ تھے، اور یہی ملائکہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا گیا تو آپ کے ساتھ تھے۔نیز چار ہزار فرشتے ایسے گھوڑوں پر سوار ہوں گے جن پر نشان لگا ہوا اور دوہری سواریوں والے ہوں گے۔پھر تین سو تیرہ وہ

جو جنگ بدر میں شریک تھے اور چار ہزار فرشتے وہ بھی ہوں گے جو یوم عاشورا حضرت امام حسین علیہ السلام کی نصرت کرنا چاہتے تھے مگر امامؑ نے ان کو اجازت نہیں دی تھی تو وہ پرواز کر گئے تھے اور اللہ تعالیٰ سے اجازت حاصل کر کے قبر حضرت امام حسین علیہ السلام پر مغموم وسوگوار اور گریہ کناں تا قیامت مجاور بنے رہیں گے اور قبر حضرت امام حسین علیہ السلام سے آسمان کے درمیان ان فرشتوں کی آمدورفت ہوتی رہتی ہے۔

لحد میں ظہور امام کی مبارک باد

کامل الزیارۃ میں موقوم ہے کہ حسین بن محمد بن عامر نے احمد بن اسحٰق سے انہوں نے سعد بن مسلم سے انہوں نے عمر بن ابان تغلب سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ نے ارشاد فرمایا: گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام نجف کوفہ میں ہیں اور آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ مبارک زیب تن کیے ہوئے ہیں اور اسے کمخواب کے ایک لباس سے ڈھانپے ہوئے ایک ایسے سرمئی گھوڑے پر سوار ہیں جس کی پیشانی پر ایک سفید لکیر ہے۔ آپ کو دیکھ کر سب لوگ یہ گمان کریں گے کہ یہ بھی ہمارے ہی اہل شہر میں سے ہیں۔ اتنے میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ علم مبارک لہرائیں گے جس کا چوب عرش کے چوبوں میں سے ایک ہے، اسے دیکھ کر ہر مومن کا دل فولاد کی طرح مضبوط وقوی ہو جائے گا اور اس کو چالیس مردوں کی طاقت حاصل ہوگی، بلکہ جو مومن مر چکا ہوگا وہ بھی اپنی قبر میں خوش ہوگا، وہ ایک دوسرے سے قبر میں ملاقات وزیارت سے مشرف ہوں گے اور حضرت امام عصر والزمان علیہ السلام کے ظہور کی خوشخبری سنائیں گے اور مبارک باد دیں گے، پھر آپ پر تیرہ ہزار تین سو تیرہ فرشتے نازل ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: وہ سب فرشتے ہی ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں وہ وہی فرشتے ہوں گے جو حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ سفینے میں تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ آگ میں ڈالے جانے وقت موجود تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بنی اسرائیل کے لیے دریا کو شگافتہ کرتے وقت موجود تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آسمان پر اٹھائے جانے والے تھے اور چار ہزار وہ فرشتے ہوں گے جو جنگ بدر میں شریک تھے اور چار ہزار وہ فرشتے ہوں گے جو اس مقصد سے نازل ہوئے تھے کہ ہم حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ دشمنوں سے جنگ کریں گے لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام نے انہیں جنگ کی اجازت نہیں دی تھی اور اب وہ آپ کے قبر مطہر پر بال پریشان، سروں پر خاک اڑاتے ہوئے قیامت تک آنسو بہاتے رہیں گے جن کے سردار کا نام منصور ہے اور جو شخص آپ کی زیارت کی

غرض سے حاضر ہوتا ہے یہ سب اس کا استقبال کرتے ہیں اور جب وہ وہاں سے زیارت کر کے رخصت ہوتے ہیں تو کچھ فاصلے تک اس کے ساتھ جاتے ہیں، جب کوئی بیمار پڑتا ہے تو یہ اس کی عیادت کرتے ہیں اور جب کوئی مرتا ہے تو یہ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور بعد موت اس کے لیے دعائے مغفرت بھی کرتے ہیں، اور یہ تمام اسی سرزمین پر حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے وقت کا انتظار کرتے ہیں۔ غیبت نعمانی میں بھی یہ روایت مرقوم ہے۔

علم رسول کی فضیلت

غیبۃ نعمانی میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے بارے میں جو حضرت امام زمانہ علیہ السلام کو حاصل ہوگا اس بارے میں سلسلہ روایت اس طرح تحریر فرمائی۔ عبدالواحدین بن عبداللہ نے محمد بن جعفر سے انہوں نے ابن خطاب سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے حماد بن ابوطلحہ سے انہوں نے (ثابت) ثمالی سے روایت کی ہے کہ ثمالی کا بیان ہے کہ حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے ثابت! گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارا قائم اہل بیت تمہارے اس نجف پر نمودار ہوا ہے۔ یہ فرما کر آپؑ نے کوفہ کی طرف اشارہ کیا اور جب وہ ظہور فرمائیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو لہرائیں گے اور اس علم کے لہراتے ہی جنگ بدر میں شریک فرشتے آسمان سے اتریں گے۔ میں نے عرض کیا: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم کیسا ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا: اس کا چوبہ عرش کا اور اللہ کی رحمت کا ایک چوبہ ہوگا، اس کو لے کر اللہ کی نصرت کے ساتھ روانہ ہوں گے، یہ علم جس طرف بڑھے گا ادھر اللہ کے دشمنوں کو ہلاک کر دے گا۔ میں نے عرض کیا: وہ علم آپ حضرات کے پاس امام قائم علیہ السلام کے ظہور تک پوشیدہ رہے گا اور وہ اس کو (آپ حضرات کے ذریعے) حاصل کریں گے یا اس وقت ان کے پاس لایا جائے گا؟ آپؑ نے فرمایا: یہ لایا جائے گا۔ میں نے عرض کیا وہ علم کون لے کر آئے گا؟ آپؑ نے فرمایا: یہ علم حضرت جبرائیلؑ لائیں گے۔

ایک اور روایت میں غیبۃ نعمانی کے حوالے سے مرقوم ہے کہ ابن عقدہ نے یحییٰ بن زکریا بن شیبان سے انہوں نے یونس بن کلیب سے انہوں نے ابن بطائنی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوبصیر سے روایت کی ہے اور ابوبصیر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امام مہدی علیہ السلام مکہ سے اس وقت تک خروج نہیں کریں گے جب تک کہ آپؑ کا حلقہ پورا نہ ہو جائے۔ میں نے عرض کیا: حضرتؑ کے حلقے میں کتنے لوگ ہوں گے؟ آپؑ نے فرمایا: دس ہزار افراد ہوں

گے، حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے داہنے جانب و حضرت میکائیلؑ بائیں جانب ہوں گے، پھر موسم برسات کے بادلوں کے ٹکڑوں کی طرح مختلف قبائل سے کسی سے ایک کسی سے دو کہیں سے تین کسی سے چار کسی سے پانچ کسی سے چھ کسی سے سات کسی سے آٹھ کسی سے نو اور کسی سے دس افراد آ کر آپؑ کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ غیبۃ طوسی کے مطابق عبداللہ بن حماد سے عبداللہ بن حماد نے عبداللہ بن سنان سے اور عبداللہ بن سنان سے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر (بن محمد باقرؑ) الصادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ طے کر لیا ہے کہ وہ وقت معین کرنے والوں کے خلاف (اقدام) کرے گا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علم مبارک ہے۔ جس کو حضرت جبرائیل علیہ السلام یوم بدر لے کر نازل ہوئے تھے اور اسے لے کر چلے تھے۔ پھر فرمایا: اے ابو محمد! بخدا اس علم کا پھریرا نہ سوت کا ہے نہ کتان کا، نہ حریر کا نہ پرنیان کا۔ میں نے عرض کیا: پھر یہ کس چیز کا بنا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کا پھریرا جنت کے اوراق کا ہوگا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یوم بدر لہرایا تھا، پھر اسے لپیٹ کر حضرت علی علیہ السلام کے حوالے کیا تھا۔ حضرت ابو الائمہ علی علیہ السلام کے پاس مسلسل رہا، یہاں تک کہ جنگ بصرہ (جمل) میں حضرت ابو الائمہ حضرت علی علیہ السلام نے وہی پھریرا لہرایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرمائی اس کے بعد آپؑ نے اسے لپیٹ کر رکھ دیا اور اب وہ پھریرا اس وقت ہمارے پاس ہے اور حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور سے قبل اسے کوئی نہیں لہرائے گا۔ جب آپ ظہور فرمائیں گے تو وہی اس کو لہرائیں گے، جسے دیکھ کر مشرق و مغرب کا ہر شخص اس کو برا کہے گا مگر اس پھریرے کا رعب و دبدبہ ایک ماہ کی مسافت کے برابر آگے آگے اور ایک ماہ کی مسافت کے برابر پیچھے پیچھے، ایک ماہ کے برابر داہنی جانب اور ایک ماہ کی مسافت کے برابر بائیں جانب چھایا رہے گا۔ پھر آپؑ نے فرمایا: اے ابو محمد امام قائم علیہ السلام غیض و غضب کے عالم میں خروج کریں گے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس مخلوق پر غضب ناک ہوگا۔

آپ وہی قمیص زیب تن کیے ہوں گے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یوم جنگ بدر زیب تن فرمائی تھی اور آپؑ کے فرق اقدس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا عمامہ اور جسم مبارک پر آپ کی سابغہ نامی زرہ اور دست پاکیزہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تلوار ذوالفقار ہوگی، جسے آپ آٹھ ماہ تک اپنے دوش مبارک پر رکھے رہیں گے اور قتل عام کریں گے (ظالموں کا) اور قتل عام سب سے پہلے بنی شیبہ سے شروع ہوگا اور ان لوگوں کے ہاتھ قطع کریں گے اور خانہ کعبہ میں لٹکائیں گے۔ آپؑ کا ایک منادی اعلان کرے گا کہ "یہ سب خانہ کعبہ کے چور تھے۔ اس کے بعد قریش کی گرفتاریاں ہوں گی۔ ان سے بھی سوائے

تلوار کے کچھ نہ لیں گے اور نہ سوائے تلوار کے کچھ دیں گے۔" غیبہ نعمانی میں یہ روایت مرقوم ہے کہ محمد بن ہمام نے احمد بن ما بنداد سے انہوں نے احمد بن ہلیل سے انہوں نے ابن ابو عمیر سے انہوں نے ابو المعزا سے انہوں نے ابو بصیر سے روایت کی ہے کہ ابو بصیر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا (جنگ جمل میں) اہل بصرہ سے مقابلہ ہوا جو آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم مبارک لہرایا یہ دیکھ کر حزب مخالف کے پاؤں کانپنے لگے اور چلا اٹھے کہ اے ابن ابی طالب تم نے تو ہمیں مار ہی ڈالا۔" اس کے بعد امیر المومنین نے حکم دیا کہ ان کے اسیروں کو قتل نہ کیا جائے، زخمیوں کو نہ مارا جائے، بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کیا جائے، جو ہتھیار ڈال دے اس کو امان دی جائے اور جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھا رہے اس کے لیے بھی امن وامان ہے۔

جب صفین چھڑی تو لوگوں نے عرض کیا۔ آپؑ یہاں بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم مبارک لہرا دیں اور اس کے لیے حضرت امام حسنؑ و حضرت امام حسینؑ اور حضرت عمار بن یاسر کے ذریعے سے آپؑ پر زور ڈالا تو آپؑ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: اے فرزند! اس قوم کے لیے ایک مدت مقرر ہے وہ اس مدت تک رہیں گے اور یہ علم مبارک تو میرے بعد سوائے امام قائم علیہ السلام کے اور کوئی نہیں کھولے گا۔

جناب فاطمہؑ پر ہونے والے مظالم کا انتقام

علل الشرائع میں مرقوم ہے کہ ماجیلویہ نے اپنے چچا سے انہوں نے برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سلیمان سے انہوں نے داؤد بن نعمان سے انہوں نے عبدالرحیم قیصر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو جعفر امام محمد بن باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ "جب ہمارے امام قائم علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو حمیرا، ان کے پاس لائی جائے گی وہ اس پر حد جاری کریں گے اور فاطمہ بنت محمدؐ کا اس سے انتقام لیں گے۔"

یمانی کا خروج

بحار الانوار کے مطابق یمانی کے خروج کے متعلق حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے قیام سے قبل پانچ نشانیاں لازمی ہیں۔ یمانی کا خروج، سفیانی کا خروج، آسمانی ندا، نفس زکیہ کا قتل اور زمین کا بیدا میں دھنس جانا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی

ہے کہ سفیانی، یمانی اور خراسانی کا خروج ایک ہی سال میں ایک ہی مہینے میں اور ایک ہی دن ہوگا، یہ اس طرح عمل میں آئے گا کہ ایک دوسرے کی پیروی میں یکے بعد دیگرے آئیں گے۔ اس وقت ہر طرف جنگ وتباہی ہوگی اور یمانی کے پرچم سے زیادہ ہدایت والا کوئی پرچم نہ ہوگا۔ یہی حق کا پرچم ہوگا جو حضرت صاحب الزمانؑ کی پیروی کی دعوت دے گا۔ آپؑ نے فرمایا: جب یمانی کا خروج ہو تو لوگوں پر اسلحہ فروخت کرنا حرام ہوگا۔

بحارالانوار میں حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور سے قبل سفیانی، یمانی، مروانی اور شعیب بن صالح کا خروج ہوگا۔ شارۃ الاسلام کی روایت کے مطابق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جب یمانی کا خروج ہو تو ان کی طرف مائل ہو جانا کیونکہ ان کا پرچم ہدایت کا پرچم ہوگا۔ کسی مسلمان پر جائز نہیں کہ وہ اس پرچم کی مخالفت کرے، جو بھی ایسا کرے گا وہ جہنمی ہے۔ کیونکہ وہ حق اور راہ مستقیم کی دعوت دیں گے۔ بحارالانوار کے مطابق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یمانی کے پرچم سے زیادہ ہدایت والا کوئی اور پرچم نہیں ہے، یہ پرچم ہدایت کرے گا حق کی طرف۔

بحارالانوار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ قول مرقوم ہے کہ یمانی حضرت علی علیہ السلام کا محب ہوگا، یمانی اور سفیانی مقابلے کے دو گھوڑوں کی مثل ہیں کہ ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں گے۔ بحارالانوار میں مرقوم ہے کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام یمن کی ایک بستی سے جس کا نام کرعہ ہے خروج فرمائیں گے۔

سفیانی کے عراق پر حملہ کے بعد یمانی افواج عراق میں داخل ہوں گی اس وقت یمانی اور ایرانی لشکر مل کر سفیانی افواج کا مقابلہ کرے گا۔ مزید یہ کہ سفیانی کے مدمقابل مشرق والی افواج بھی خراسانیوں کی فوجیں ہوں گی۔ یمانی اس کی مدد کے بعد یمن واپس آجائیں گے۔ یمن حجاز اور خلیجی ریاستوں کی حکومت حضرت امام مہدی علیہ السلام کے تابع یمانی کے سپرد ہوگی۔ اللہ رب العزت ان کے ذریعے دین کی تائید فرمائے گا۔ اسی طرح حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وزراء میں ایرانیوں کی کثرت ہوگی۔ انہی میں سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی فوج کے سالار شعیب بن صالح ہوں گے۔ اس طرح یمانی کا انقلاب ہدایت یافتہ ہوگا جو حق کی حمایت میں پیش پیش ہوگا اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے حکم کی پیروی کرے گا اور خصوصاً یمانی کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ملاقات کا شرف حاصل ہوگا اور یہ آپؑ سے رہنمائی حاصل کریں گے۔ اسی لیے حدیث میں آیا ہے کہ ''یمانی حق کی طرف ہدایت کرے گا، یہ تمہیں تمہارے

امامؑ کی طرف دعوت دے گا۔ لہٰذا کسی مسلمان پر جائز نہیں کہ اس کی مخالفت کرے جو ایسا کرے گا وہ آتش جہنم میں جائے گا۔"

بحارالانوار میں غیبت طوسی کے حوالے سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے۔ "سفیانی سے پہلے مصری یمانی خروج کریں گے۔" بحارالانوار میں عبید بن زرارہ سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے جب سفیانی کا ذکر کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: وہ کیونکر خروج کر سکتا ہے جبکہ سرعیدہ نے صنعا میں ابھی خروج نہیں کیا ہے۔

سفیانی کا خروج

احادیث میں سفیانی کے خروج سے متعلق روایات ملتی ہیں۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا ہندہ جوجگر خوارہ حضرت حمزہ تھی اس کا بیٹا (سفیانی) وادی یابس یعنی خشک دریا سے خروج کرے گا، وہ ایک متوسط القامت ہے، اس کا چہرہ وحشت ناک، سر بڑا، چہرہ پر چیچک کے داغ اور کانا ہے، اس کا نام عثمان بن عنبہ ہے۔ یہ ابوسفیان کی نسل سے ہوگا۔ بشر بن غالب سے روایت ہے کہ سفیانی عیسائی مذہب ہوگا۔ وہ ملک کا سربراہ ہوگا۔ عمار دھنی کوفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے پوچھا تم سفیانی کے توقف کو اپنے درمیان کتنا جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا نو مہینے، جتنی مدت حمل ہوتی ہے۔ فرمایا: اے اہل کوفہ! تم لوگ کس قدر باخبر ہو۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: سب سے پہلے شام کی سرزمین برباد ہوگی، اس میں تین گروہ آپس میں اختلاف کریں گے۔ ایک کا پرچم سرخ و سفید ہوگا، دوسرا پرچم سیاہ و سفید ہوگا اور تیسرا پرچم سفیانی کا ہوگا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ جس وقت ملک شام میں دو لشکر حکومت کا دعویٰ کریں اور ایک دوسرے سے آمادہ پیکار ہوں تو یہ اللہ کی ان علامتوں میں سے ایک علامت ہوگی، کسی نے سوال کیا کہ اس کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا: اس کے بعد شام میں ایک ایسا زلزلہ آئے گا جس سے ایک لاکھ انسانوں کی ہلاکت پیش آئے گی۔ اللہ تعالیٰ اس زلزلے کو دینداروں کے لیے رحم اور بے دینوں کے لیے سزا قرار دے گا۔ یہ وہ وقت ہوگا جب تم دیکھو گے کہ ایک زبردست لشکر زرد رنگ کے جھنڈوں کے ساتھ مغرب سے آئے گا۔ یہاں تک کہ شام پہنچ جائے گا اس وقت تم انتظار کرنا کہ شام کا ایک دیہات جس کا نام خرستا ہے زمین میں

دھنس جائے گا، جب یہ علامت بھی ظاہر ہو جائے تو ہندہ جس نے حضرت حمزہ کا جگر چبایا تھا اس کے بیٹے سفیانی کے آنے کا انتظار کرنا جو وادی یابس جو ایک خشک صحرا ہے سے ظاہر ہوگا۔

حضرت عمار یاسر سے روایت ہے۔ تین آدمی شام سے سر اٹھائیں گے جو سلطنت کے متمنی ہوں گے۔ ایک سیاہ و سفید، دوسرا سرخ و سفید، تیسرا سفیانی ہوگا، قبیلہ کلب سے ہوگا وہ لوگوں کو دمشق میں اکٹھا کرے گا، مغرب کے لوگ مصر پر حملہ کریں گے۔ یہ سفیانی کی آمد کی علامت ہے لیکن اس سے قبل ایک شخص اٹھے گا جو لوگوں کو آل محمدؐ کی پیروی کی دعوت دے گا۔ ترک حیرہ اور رومی فلسطین میں قدم جمائیں گے۔ اس وقت ایک عبداللہ دوسرا عبداللہ سے آگے بڑھ جائے گا۔ یہاں تک کہ آمنے سامنے کے لشکر فرات کے کنارے مقام قرقیسا میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے صف آرا ہوں گے اور ان کے درمیان سخت جنگ ہوگی اور اس کے بعد مغرب کا حکمران ان شہروں پر قبضہ کرے گا، مردوں کو قتل کرکے عورتوں کو اسیر کرے گا پھر مقام قیس جو مصر میں واقع ہے کو پلٹ دے گا۔ اس کے بعد سفیانی جزیرہ العرب میں داخل ہوگا اور یمنی بھی خروج کرے گا جو مال و متاع یمنی اور بادشاہ مغرب ان ممالک سے لوٹ کر لے گئے ہوں گے سفیانی سب کو واپس کرے گا، اس کے بعد وہ کوفہ جائے گا اور آل محمدؐ کے دوستوں کو قتل کرے گا اور ان کے سردار کو قتل کرے گا۔ یہ وہ وقت ہوگا جب حضرت امام مہدی علیہ السلام کا قیام ہوگا۔ ان کے لشکر کا نام شعیب بن صالح ہوگا۔ جب اہل شام سفیانی کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے اور اس کے ہاتھ ربیعت کریں گے تو پھر سب مل کر اس کی سرداری میں حضرت امام مہدی علیہ السلام سے جنگ کے لیے مکہ کی طرف روانہ ہوں گے۔ اس وقت مکہ میں نفس زکیہ اور ان کے بھائی کو بڑی بے کسی سے قتل کیا جائے گا۔ اس وقت لوگ ایک آسمانی ندا سنیں گے۔ ''اے لوگو! تمہارے امیر مہدیؑ کا ظہور ہو گیا ہے۔ یہی وہ مہدیؑ ہیں جو زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح آج وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہے۔''

حضرت عمار یاسر سے یہ حدیث روایت ہے کہ سفیانی کوفہ میں وارد ہوگا، وہ دوستداران آل رسولؐ کو قتل کرے گا اور جو شخص آل محمدؐ کا ہم نام ہوگا یہ اسے قتل کر دے گا۔ اس کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا اور آپؑ کے علم بردار شعیب بن صالح ہوں گے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام عراق کو آزاد کرائیں گے، سفیانی کے تمام اتحادی مارے جائیں گے، اسی طرح آپ خوارج کے گروہوں کا بھی صفایا کریں گے اور عراق کو اپنی حکومت کا مرکز قرار دیں گے۔

خراسانی کا خروج

بحارالانوار کی روایت کے مطابق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ خراسانی، سفیانی، یمانی ان تینوں کا خروج ایک ہی دن مہینہ اور سال میں ہوگا۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے یہ حدیث روایت ہے کہ عراق والوں کے پاس نہ گندم آئے گا اور نہ درہم تو ہم نے سوال کیا یہ کس وجہ سے ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا غیر عرب کی وجہ سے کہ ان کو اس سے روک دیا جائے۔ (بحارالانوار) محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ بنی عباس کے لیے سیاہ پرچم خروج کرے گا۔ پھر خراسان سے ایک اور سیاہ پرچم خروج کرے گا ان کی ٹوپیاں سیاہ اور لباس سفید ہوں گے، ان کے آگے آگے ایک شخصیت شعیب بن صالح بنی تمیم سے ہوں گے۔ وہ سفیانی کے ساتھیوں کو شکست دیں گے، یہاں تک کہ بیت المقدس میں اتریں گے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام اور آپؑ کی حکومت کی خاطر زمین ہموار کریں گے اور شام سے ان کے لیے تین سو کی مدد بھجی جائے گی۔ اس خروج کے معاملے میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پرچم سپرد کرنے کے درمیان ۷۲ ماہ کا فاصلہ ہوگا۔ (مخطوط ابن حماد)

بحارالانوار کی روایت کے مطابق حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروری ہے کہ سفیانی، یمانی، خراسانی کا خروج ایک سال ایک ہی مہینے اور ایک ہی دن ہوگا۔ ان کا نظام خرز کے نظام کی مانند ہوگا، بعض بعض کے تابع ہوگا۔ ہر طرف سے جنگ ہوگی، جو ان کا مقابلہ کرے گا اس کے لیے تباہی ہوگی۔ ان جھنڈوں میں یمانی کے جھنڈے سے زیادہ ہدایت والا جھنڈا نہیں۔ یہ ہدایت کا پرچم ہے کیونکہ یہ تم کو تمہارے حضرتؑ کی طرف بلائے گا۔

مسجد براثا

کشف الیقین اور بحارالانوار میں روایت ہے مرقوم ہے کہ محمد بن مشھدی نے محمد بن قاسم سے محمد بن قاسم نے احمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے مشائخ سے، انہوں نے سلیمان اعمش سے، انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے اور جابر بن عبداللہ انصاری نے کہا کہ مجھ سے خادم رسول انس بن مالک نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام اہل نہروان سے جنگ کر کے واپس ہوئے تو راہ میں آپؑ نے مقام براثا پر منزل فرمائی وہاں ایک راحب جس کا نام حباب تھا اپنے دیر میں قیام پذیر تھا۔ جب براثا

نے اپنے دیر کے قریب لشکر کے شور وغل کی آواز سنی تو اس نے جھانک کر دیکھا تو یہ امر اس کو قبیح محسوس ہوا۔ فوراً دیر سے اترا اور کہنے لگا، یہ فوج کیسی ہے؟ اور اس کا سردار کون ہے؟ تو اسے بتایا گیا کہ اس کے امیر و سردار حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں جو جنگ نہروان سے واپس ہوئے ہیں۔ یہ سن کر وہ مجمع کو چیرتا ہوا آیا اور امیر المومنینؑ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا: ''اے واقعی اور حقیقی امیر المومنینؑ! آپ پر میرا سلام ہو۔'' آپؑ نے فرمایا: ''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں واقعی اور حقیقی امیر المومنینؑ ہوں؟'' اس نے کہا: ''اس کی خبر میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دی ہے۔'' حباب نے کہا: ''اب آپ اپنا دست مبارک بڑھائیں، پس میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے، محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور بیشک آپ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ان کے وصی ہیں۔''

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا: ''تم کہاں رہتے ہو؟'' حباب نے کہا: ''میرا یہاں دیر ہے میں اس میں رہتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: ''اب آج کے بعد اس میں نہ رہنا بلکہ اس کے بدلے یہاں ایک مسجد بنوالو اور اس کے بانی کے نام پر اس مسجد کا نام رکھ دینا۔ چنانچہ ایک شخص جس کا نام براثا تھا وہاں مسجد تعمیر کرا دی۔ لہٰذا اس کے بانی کے نام پر اس مسجد کا نام مسجد براثا رکھ دیا گیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا: ''اے حباب! تم یہاں پانی کہاں سے پیتے ہو؟'' اس نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ دریائے دجلہ سے پانی لاتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا۔ تم یہاں کنواں کیوں نہیں کھود لیتے۔ حباب نے عرض کیا: یا امیر المومنین! میں جب بھی یہاں کنواں کھودتا ہوں کھارا پانی نکلتا ہے، میٹھا پانی نہیں نکلتا۔ آپؑ نے فرمایا: اچھا اس مقام پر کنواں کھودو۔ جب وہاں کھدائی کی گئی تو ایک بہت بڑی پتھریلی چٹان ظاہر ہوئی جسے لوگ اکھاڑ نہ سکے۔

چنانچہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اس چٹان کو ایک اشارے سے اکھاڑ پھینکا اور جو پانی وہاں سے برآمد ہوا وہ شہد سے زیادہ شیریں اور مکھن سے زیادہ لذیذ تھا۔ پھر آپؑ نے فرمایا: اے حباب اب تم اس چشمے سے پانی پیتے رہنا، لیکن سنو! عنقریب تمہاری اس مسجد کے پہلو میں ایک شہر آباد ہوگا اور اس میں ظالموں اور بدکاروں کی کثرت ہوگی، ہر شب جمعہ ستر ہزار حرام کاریوں کا ارتکاب ہوگا اور تمہاری اس مسجد پر جانور باندھے جائیں گے اور اسے ایک کافر منہدم کرے گا، تین سال تک حج روک دیا جائے گا۔ لوگوں کی زراعتیں جلادی جائیں گی اور پھر ان لوگوں پر ایک بدکار مسلط ہوگا وہ جس شہر میں جائے گا اسے برباد کرے گا اور اہل شہر کو ہلاک کرے گا، پھر وہ وارد بصرہ ہوگا اور وہاں کے ہر ستون کو گرائے گا وہاں کے باشندوں کو بے سکون کردے گا۔ اس کے بعد کھنڈرات پھر سے آباد ہوں گے اور وہاں ایک جامع

مسجد تعمیر ہوگی، اس کے بعد بصرہ پھر سے آباد ہوگا۔ وہ بدکار یہاں سے شہر واسط میں جائے گا جس کو حجاج نے آباد کیا ہوگا اور اس شہر کے ساتھ بھی وہی سلوک کرے گا، پھر بغداد پہنچے گا اور اس کو مٹائے گا، لوگ وہاں سے بھاگ کر کوفہ میں پناہ لیں گے، پھر وہ اور جس نے اس کو بغداد آنے کی دعوت دی ہوگی دونوں میری قبر کھودنے کے لیے چلیں گے، ان دونوں کا مقابلہ سفیانی سے ہوگا اور وہ انہیں شکست دے گا اور انہیں قتل کردے گا اور اس کی فوج کوفہ کی جانب بڑھے گی اور کوفہ میں داخل ہوگی تو وہ وہاں جس کو چاہے گا قتل کرے گا حتی کہ ایک بچے کو بھی پائے گا تو اسے بھی قتل کردے گا۔ پھر اس وقت اے حباب! افسوس بڑے بڑے مظالم اور فتنوں کی امید رکھو اور جو کچھ میں بتا رہا ہوں اسے یاد رکھو۔

مسجد سہلہ کے فضائل

قصص الانبیاء اور بحارالانوار میں مرقوم ہے کہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے محمد بن علی بن مفضل سے انہوں نے احمد بن محمد بن عمار سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حمران فلانسی سے، انہوں نے محمد بن جمہور سے، انہوں نے عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اے ابو محمد! گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ امام قائمؑ مسجد سہلہ میں مع اپنے اہل و عیال کے وارد ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کیا: کیا مسجد سہلہ میں ان کی منزل وجائے قیام ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں، یہ مقام حضرت ادریس علیہ السلام کی بھی منزل وجائے قیام رہ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس نے مسجد میں نماز پڑھی ہے اس میں قیام کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمہ اقدس میں قیام کیا ہو، ہر مومن اور مومنہ کا دل اس مسجد کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ نیز ہر دن اور رات اس مسجد میں ملائکہ آتے ہیں اور اس میں عبادت کرتے ہیں۔ اے ابو محمد! اگر میں تم لوگوں کے قرب وجوار میں رہتا تو اس مسجد کے سوا کسی اور جگہ ایک نماز بھی نہ پڑھتا۔ پھر یہ کہ ہمارا قائمؑ قیام کرے گا تو وہ دنیا والوں سے (دشمنان خدا اور رسولؐ سے) اللہ اور اس کے رسولؐ کا اور ہمارا انتقام لے گا۔ فضل نے عثمان بن عیسیٰ سے، انہوں نے صالح بن ابواسود سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ کے سامنے مسجد سہلہ کا ذکر ہوا تو آپؑ نے فرمایا: ''مسجد سہلہ تو ہمارے صاحب الامرؑ کی منزل ہوگی جب وہ اپنے اہل و عیال کو لے کر یہاں آئیں گے۔'' (غیبۃ طوسی) کتاب کافی میں محمد بن یحییٰ سے انہوں نے علی بن حسن سے انہوں نے عثمان سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔ (بحارالانوار)

دجال کا خروج

دجال کے بارے میں لاتعداد تاریخی شواہد موجود ہیں۔ان میں سے قابل ذکر غایۃ المقصود، ارشاد الطالبین، زہرۃ الریاض، صحاح المصابیح، صحیح بخاری، صحیح مسلم، مجمع البحرین، کتاب الوسائل، قیامت نامہ، معارف الملۃ ،شرح مشکوٰۃ اور مجمع البحار شامل ہیں۔دجال کا اصل نام صائد، باپ کا نام صید اور اس کی ماں کا پتہ عرف مطامہ ہے۔ یہ جناب رسول خداؐ کے عہد میں مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر یہ مقام تیہ میں چہارشنبہ کو بوقت غروب آفتاب پیدا ہوا تھا۔ یہ پیدائش کے وقت ہی تیزی سے بڑھنے لگا، اس کی داہنی آنکھ پھوٹی ہوئی تھی اور بائیں آنکھ پیشانی پر تھی۔ یہ چند روز میں بڑا ہو گیا اور خدائی دعویٰ کا مرتکب ہوا۔ جناب رسالت مآبؐ نے جناب سلمان فارسی اور چند اصحاب کو اپنے ہمراہ لیا اور مقام تیہ تشریف لائے اور تبلیغ فرمائی اور دعوت اسلام دی۔ آپؐ نے اس سے فرمایا تھا کہ خدائی کا دعویٰ کرنا چھوڑ دے اور میری نبوت کو مان لے۔ لیکن یہ نہ مانا اور بدزبانی شروع کر دی اور چاہا کہ آپؐ پر حملہ کر دے لیکن جناب رسالت مآبؐ کے اصحاب نے آگے بڑھ کر اس کو اس ارادہ بد سے روک دیا۔

رسول اللہؐ اور اصحاب کی راہ میں دجال نے ایک بہت بڑا پتھر جو مثل پہاڑ نظر آتا تھا حائل کیا۔ جسے حضرت جبرائیلؑ نے ہٹا دیا۔ جب جناب رسول اکرمؐ مدینہ کے قریب پہنچے تو یہ بہت بڑا لشکر لے کر پہنچا تو حضورؐ نے بارگاہ احدیت میں عرض کی بار الہا اس کو اس وقت تک اسیر کر دے جب تک اسے زندہ رکھنا مقصود ہے۔ اسی وقت حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے اور اسے گردن سے پکڑ کر جزیرہ طبرستان میں قید کر دیا۔ ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے اٹھارہ دن میں دنیا نہایت پرسکون ہو چکی ہو گی، ناگاہ دجال کا خروج ہو گا اور ہندوستان کے ایک پہاڑ پر نمودار ہو گا اور وہاں سے خدائی کا دعویٰ کرے گا کہ میں خدائے بزرگ ہوں۔ (معاذ اللہ) یہ آواز مشرق تا مغرب پہنچے گی۔ آخر ۷۰ لاکھ کا لشکر تیار کرے گا۔ اس کے ہمراہ شیطانی قوتیں ہوں گی۔ اس کی فتنہ پروری اپنی انتہا پر ہو گی۔ جب یہ کوفہ کے قریب پہنچے گا تو حضرت امام مہدی علیہ السلام خود وہاں تشریف لے جائیں گے اور اسے بحکم خداوند عالم نابود فرمائیں گے۔ اس وقت گھمسان کی جنگ ہو گی اور شام تک پھیلے ہوئے لشکر کثیر پر حضرت حملے کریں گے۔ آخر دجال مقابلے کی تاب نہ لا کر عقبہ افیق اور بعض روایات کے مطابق بمقام "لد" مارا جائے گا۔ دجال کی ہلاکت کے بعد حضرت امام مہدی اس کے لشکر پر حملہ فرمائیں گے، جس میں اس کے تمام اہل لشکر قتل ہوں گے۔ اس وقت جو کافر بھی زمین کے کسی گوشہ

میں چھپے گا، حضرت اسے قتل کردیں گے۔ اس کے بعد روئے زمین پر کہیں بھی دجال کا ماننے والا باقی نہ رہے گا۔

حذیفہ یمانی جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ''علامات ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام میں سے دجال اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا ہے۔ نیز عدن کے ایک شہر ابین سے ایک آگ ظاہر ہوگی جو لوگوں کو ایک بڑے میدان میں بھگا کر لے جائے گی۔ جب وہ چلے گی تو لوگ چلیں گے جب وہ ٹھہرے گی لوگ ٹھہریں گے۔ نیز آسمان پر دھواں ظاہر ہوگا اور دابۃ الارض ہوگا۔ دجال کے متعلق بہت احادیث مرقوم ہیں۔ دجال اپنے دعوؤں کو ثابت کرنے کے لیے شعبدہ بازیوں میں تمام وسائل استعمال کرے گا۔ یہود اس کی پیروی کریں گے اور اس کا ساتھ دیں گے۔ یہ مسلمانوں کے خلاف بہت بڑا فتنہ ہوگا۔ انجیل کے مطابق دجال کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے۔ عیسائیوں کا اور تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس وقت حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی حکمرانی ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپؑ کے معاون و نائب ہوں گے۔ اہل بیتؑ سے روایات میں ہے کہ دجال کو مسلمان امام مہدی علیہ السلام کی قیادت میں قتل کریں گے۔

زندیق کا خروج

زندیق کے خروج کے بارے میں روایت ہے کہ یہ قزدین سے خروج کرے گا۔ حضرت محمد حنفیہ نے فرمایا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی علامات میں سے زندیق کا خروج ہے۔ یہ قزدین سے خروج کرے گا جو ایران کا شہر ہے، یہ وہاں کے لوگوں کی بے حرمتی کرے گا اور بزرگوں کو بے عزت کرے گا اور ان کے اصولوں اور قوانین کو توڑے گا اور مذہبی آثار کو برباد کرے گا۔ جو شخص زندیق سے فرار اختیار کرے گا وہ اسے گرفتار کرے گا، جو اس سے جنگ کرے گا وہ ہلاک ہوگا، جو اس سے کنارہ کشی کرے گا وہ مفلس و نادار ہو جائے گا، جو اس کی پیروی کرے گا کافر ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ لوگوں کے دو گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ اپنے دین کے جانے پر گریہ کرے گا اور دوسرا دنیا جانے پر افسوس کرے گا۔

یاجوج ماجوج کا خروج

تفسیر صافی، مجمع البحرین، صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی، قیامت نامہ، ارشاد الطالبین اور غایۃ المقصود کے مطابق دجال اور اس کی قوم کے قتل کے بعد یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا۔ ان کا خروج سد سکندری سے

ہوگا اور یہ ساری دنیا میں پھیل جائیں گے۔ ان کی کوشش ہوگی کہ دنیا کو تباہ کردیں۔ ان کا تعلق حضرت نوح کے بیٹے یافث کی اولاد سے ہوگا۔ یہ حضرت نوحؑ کے زمانے میں دنیا جہاں کا آخری حصہ تھا یہ اس جگہ پیدا ہوئے، جہاں سورج پہلی بار طلوع ہوا تھا۔ یہ اونٹ، ہاتھی، گھوڑا اور انسان غرض یہ کہ جو کچھ ان کے سامنے آتا اسے کھا جاتے تھے۔ ان سے وہاں کی آبادی تنگ تھی۔ ان کی قوت کا یہ عالم ہوگا کہ چار سو قبائل اور قوموں کے سردار ہوں گے۔ ان کی تعداد اتنی کثیر ہوگی کہ اس کا تعین مشکل ہوگا۔ یہ وہ قوم ہے جس کے یہاں ہر فرد کی ایک ہزار اولادیں ہوتی ہیں۔ جسمانی اعتبار سے یہ تین طرح کے شباہت وقد وقامت رکھتے ہیں، ایک گروہ وہ جو بہت زیادہ قد آور ہے جو لمبائی اور چوڑائی میں تقریباً یکساں مثل ہاتھی کے ہوتے ہیں، ایک گروہ وہ جو اپنا ایک کان بچھاتے ہیں دوسرا اوڑھتے ہیں، اس کے سامنے پہاڑ اور لوہے کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جب ذوالقرنین وہاں پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے ان سے نجات کی درخواست کی کہ ہمیں یاجوج ماجوج سے بچائیں۔ تو انہوں نے وہ راستہ جو دو پہاڑوں کے درمیان تھا، جہاں سے ان کا گزر ہوتا تھا، علم پروردگار عالم سے لوہے کی دیوار سے جو ۲۰۰ گز اونچی اور ۶۰ گز چوڑی تھی اسے بند کردیا۔ اس دیوار کو سد سکندری کہا جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ذوالقرنین کا اصل نام سکندر اعظم تھا، سد سکندری کے لگ جانے کے بعد ان کی خوراک وہ سانپ ہیں جو آسمان سے برستے ہیں، ان لوگوں کا خروج حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا۔ سد سکندری کٹ جائے گی اور یہ وہاں سے نکل کر ساری دنیا کو درہم برہم کردیں گے، دنیا کی کوئی چیز کھانے پینے کے قابل نہ رہے گی اور بیشمار لوگوں کی موت واقع ہوگی۔ یہ ایسے جنگ جو اور درندہ صفت ہوں گے کہ دنیا کو مار کھائیں گے اور آسمان کی طرف تیر بارانی کریں گے اور جب آسمان سے بحکم خدا خون آلودہ تیر لوٹے گا تو یہ خوش ہوکر کہیں گے، اب ہمارا اقتدار آسمان تک پہنچ گیا ہے۔ اس کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے پروردگار عالم نغف نام کی ایک بیماری ان پر مسلط کرے گا۔ یہ بیماری ناک سے شروع ہوکر ایسی پھیلے گی کہ ایک ہی شب میں ان کا خاتمہ ہوجائے گا۔ پھر ان کے مردہ جسموں کو کھانے کے لیے عنقا نامی پرندے پیدا ہوں گے جو دنیا سے ان کا نام ونشان مٹادیں گے۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب دریافت کیا یا رسول اللہ! یاجوج ماجوج کون ہیں؟ فرمایا: یہ چند امتیں ہیں ہر امت میں چار لاکھ گروہ ہوں گے ان میں سے ایک فرد بھی اس وقت تک نہ مرے گا جب تک اپنی اولاد میں سے ہر فرد کو نہ دیکھ لے، یہ اولاد آدم سے ہوں گے، یہ دنیا کو تباہ و برباد کرنے کی غرض

سے اپنی جگہ سے ظاہر ہوں گے، ان کے لشکر کا اولین حصہ شام میں ہوگا اور آخری حصہ عراق میں یہ اس قدر کثرت سے ہوں گے کہ جب دریائے فرات و دجلہ و طبریہ (جواردن کا شہر ہے) میں داخل ہوں گے تو ان دریاؤں کا سارا پانی پی جائیں گے، یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچیں گے۔ اس وقت کہیں گے ہم نے زمین پر رہنے والوں کو ختم کر دیا اب اس سے جنگ کریں گے جو آسمان پر ہے۔ پس آسمان کی طرف تیر اندازی کریں گے وہ تیر جب واپس آئیں گے تو خون آلود ہوں گے۔ اس وقت یہ کہیں گے ہم نے آسمان کے ساکنوں کو بھی ختم کر دیا۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جو مسلمان باقی بچے ہوں گے وہ طور سینا میں ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کرے گا کہ میرے بندوں کی حفاظت کرو۔ اس دعا کے ساتھ ہی اللہ زہریلے کیڑوں کو یاجوج ماجوج کی طرف بھیجے گا جو ان کی ناکوں میں داخل ہو جائیں گے، جس سے وہ ایک رات میں صبح نمودار ہونے تک سب مر جائیں گے، ان کا سردار شام میں ہوگا اور ان کی فوج کا آخری حصہ عراق میں ہوگا یہ سب مر جائیں گے۔ ان کی لاشوں کی بدبو زمین پر ہر طرف پھیل جائے گی۔ پس اللہ تعالیٰ بادلوں کو بھیجے گا جو موسلا دھار بارش برسائیں گے اور زمین کو ان کی لاشوں کی گندگی سے صاف کریں گے۔ پھر اس کے بعد سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰؑ کا ظہور ہوگا۔

خروج سید حسنی

جناب سید حسنی حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ناصران میں شامل ہوں گے۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملتا ہے۔ آپ دیلم اور قزوین کی جانب سے خروج فرمائیں گے۔ جب آپ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی نصرت کے لیے ندا بلند فرمائیں گے تو طالقان کی ایک سپاہ عظیم آپ کے گرد جمع ہو جائے گی۔ ان کے ہمراہ کوفہ کا رخ فرمائیں گے اور راستہ میں حائل ہونے والے دشمنان خدا کا قلع قمع فرمائیں گے۔ اس وقت خبر بصورت ندا ہوگی۔ ''حضرت امام عصر علیہ السلام نے ظہور فرمایا ہے اور کوفہ تشریف لائے ہیں۔'' اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے جناب حسنی حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر دلائل امامت کی گزارش کریں گے تاکہ تمام لوگوں پر حضرت امام زمانہؑ کی امامت کا ثبوت واضح ہو جائے اور سب آپ کی امامت کا قرار کر لیں۔ اس کے بعد آپ حضرت کی بیعت کریں گے۔ جناب حسنی کے ہمراہیوں میں سے چار ہزار افراد حضرت کے معجزات و کرامات کو جادو سے تعبیر کریں گے اور نہروان کے خوارج کی طرح بیعت سے انکار کریں گے۔ شدید مخالفت اور حق سے انحراف کی بنا پر یہ لوگ تہ تیغ کر دیئے جائیں گے۔

سید حسنی اپنی دعوت خود نہیں دیں گے لیکن ایک بادشاہ کی طرح سلوک کریں گے۔ یہ اس وقت ہوگا جب ایران سے بادشاہی کا خاتمہ ہو چکا ہوگا اور جمہوری حکومت کا قیام عمل میں آ چکا ہوگا۔ ہر طرف انتشار اور بدامنی کا دور ہوگا اور الگ الگ حکومتیں قائم ہوں گی۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ سید حسنی طبرستان سے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ خروج کریں گے اور ایران کے شہر نیشاپور کو فتح کر کے اصفہان جائیں گے اس کے بعد قم آئیں گے، وہاں ان کے اور اہل قم کے درمیان زبردست جنگ ہوگی۔ جس میں کافی تعداد میں لوگ مارے جائیں گے۔ باقی شکست کھا کر راہ فرار اختیار کریں گے۔ یہاں تک کہ ''وارد ھار'' میں پناہ لیں گے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے صحابی جناب مفضل سے فرمایا: اس کے بعد حسنی کا خروج ہوگا وہ ایک خوبصورت جوان ہوں گے جو دیلم کی طرف سے آئیں گے اور بہ زبان فصیح آواز دیں گے: اے آل محمد! استم رسیدہ کی آواز پر لبیک کہو! پس اس وقت اللہ کے وہ خزانے جو طالقان میں ہیں لبیک کہیں گے۔ یہ سونے اور چاندی کے خزانے نہیں ہیں بلکہ فولاد کی طرح مضبوط مردان آہنی ہوں گے جو سفید گھوڑے جن پر سیاہ دھبے ہوں گے ان پر سوار ہوں گے، ان کے ہاتھوں میں اسلحہ ہوگا جس سے ظالموں کو ہلاک کریں گے۔ یہاں تک کہ یہ کوفہ پہنچیں گے اور راستہ میں اکثر مقامات کو صاف کرتے جائیں گے اور کوفہ سید حسنی کی پناہ گاہ قرار دیں گے۔ ناگاہ سید حسنی اور ان کے اصحاب پہنچیں گے اور پوچھیں گے۔ اے فرزند رسولؐ یہ کون ہیں جو ہماری سرزمین میں آئے ہیں۔

سید حسنی کہیں گے مجھ کو ان کے پاس لے چلو تا کہ معلوم ہو یہ کون شخص ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم! سید حسنی کو معلوم ہوگا کہ یہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں اور یہ آپ کو پہچانتے ہوں گے اور چاہیں گے کہ اپنے اصحاب کا بھی تعارف کرا دیں۔ سید حسنی حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے کہ اگر آپ ہی حضرت امام مہدی آخر الزمان ہیں تو آپ کے پاس رسول اللہؐ کا عصا اور ان کی انگشتری اور لباس و زرہ جس کا نام ''فاضل'' ہے کہاں ہیں؟ ان کا عمامہ جس کا نام سحاب ہے، ان کا رہوار جس کا نام ''یربوع'' ہے، ان کا اونٹ جس کا نام ''عضباء'' ہے، ان کا خچر جس کا نام ''یعفور'' ہے، ان کی سواری براق جس کا نام ''نجیب'' ہے، نیز وہ قرآن جو حضرت امیر المومنین نے تحریر فرمایا تھا، یہ تمام تبرکات کہاں ہیں؟ اس وقت حضرت امام مہدی علیہ السلام یہ تبرکات سید حسنی کو دکھائیں گے۔ اس کے بعد عصائے رسولؐ کو ایک سخت پتھر میں نصب فرمائیں گے۔ فوراً وہ درخت بن جائے گا اور اس میں سبز پتے نکل آئیں گے۔

اس وقت سید حسنی اپنے اصحاب سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے فضائل بیان کریں گے۔ یہ سن کر سب ان کی بیعت کے لیے آمادہ ہو جائیں گے۔ پہلے سید حسنی کہیں گے۔ اللہ اکبر! اے فرزند رسولؐ! اپنا دست مبارک بڑھایئے تاکہ ہم سب آپ کی بیعت کریں، اس وقت حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہاتھ پر سید حسنی اور ان کے سارے اہل لشکر حضرتؑ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔"

نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام

نور الابصار، صحیح مسلم، ابن ماجہ، کتاب ابن جوزی، قیامت نامہ، سراج القلوب، مشکوۃ اور غایۃ المقصود کے مطابق حضرت عیسیٰ دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دمشق کی جامع مسجد کے منارہ پر نزول فرمائیں گے۔ حضرت عیسیٰ فرمائیں گے یہ ممکن نہیں کہ نماز میں پڑھاؤں، نماز آپ پڑھائیں۔ لہذا حضرت امام مہدی علیہ السلام امامت فرمائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی ظلم و جور کا خاتمہ ہوگا اور دنیا کے ستائے ہوئے بے کس و ناچار سکون سے زندگی بسر کریں گے، لوگوں کے دل ایمان کی روشنی سے منور ہوں گے، کوئی نہ کسی کا مخالف ہوگا اور نہ دشمن بلکہ معاشرہ امن و امان کا گہوارہ بن جائے گا۔ لوگ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی صدق دل سے بیعت کریں گے اور آپؑ کے حکم کے تابع ہوں گے۔ دین اسلام کی ہر شخص پیروی کرے گا۔ جہالت کا خاتمہ ہوگا اور علم و آگہی کا پرچار ہوگا۔ لوگ تنہا ویرانوں میں سفر بلا خوف و خطر کریں گے۔ حضرت کے ساتھ جو صاحبان بلند سیرت شریک ہوں گے۔ ان پیروکاروں میں جناب سید حسنی کا بڑا مقام ہوگا۔ یہ حکومت دینی میں اہم کردار ادا کریں گے۔

خروج عثمان بن عنبہ

آثار ظہور حضرت امام عصر علیہ السلام میں جہاں دیگر آثار ظاہر ہوں گے، ان میں عثمان بن عنبہ کا خروج بھی علامات کے وقوع پذیر ہونے کے آخری دور میں ہوگا۔ یہاں کے حالات اس نہج پر پہنچ جائیں گے کہ عالمی جنگ وقوع پذیر ہوگی۔ ارشاد مفید میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب سے روایت ہے۔ "حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور سے قبل سرخ و سفید موت ہے۔" سرخ موت تلوار سے ہوگی اور سفید موت طاعون سے ہوگی۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کمال الدین میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں کہ آپؑ نے ان ہونے والے واقعات کے متعلق فرمایا: ''حضرت قائمؑ اس دور میں قیام فرمائیں گے جب زلزلے، فساد اور مصائب کا دور ہوگا۔ طاعون کی وباء پھیلے گی اور عربوں کے درمیان فیصلہ کن جنگ ہوگی۔ اس زمانے میں لوگوں میں اختلافات ہوں گے۔ یہ مختلف گروہوں میں تقسیم ہوں گے، دین میں اختلاف پایا جائے گا، حالات اس درجہ خراب ہوں گے کہ لوگ خواہش کریں گے کہ موت صبح یا شام کسی وقت آ جائے، لوگوں کی ہمدردیاں بدلنے میں دیر نہ لگے گی۔ لوگ ایک دوسرے کو کھا رہے ہوں گے، جس کے سبب لوگ موت کی تمنا کریں گے۔''

اس زمانے کے حالات کی خبر بحار الانوار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس قول سے ہوتی ہے۔ ''یہ ضروری ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے قیام سے قبل بھوک و قحط ہو جس میں لوگ بھوکے مریں اور قتل کے سبب خوف میں مبتلا ہوں۔''

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت کے ظہور سے قبل جنگ و جدال کا دور ہوگا، جب آپؑ ظہور فرمائیں گے تو پہلے حجاز کو فتح فرمائیں گے، اس کے بعد عراق کو پھر روس اور دیگر اقوام سے جنگ ہوگی، جس میں پروردگار عالم آپؑ کو کامران فرمائے گا۔ اس کے بعد امن و سکون کا دور ہوگا۔ حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں۔ ''پس اللہ تعالیٰ ضرور اچانک ہم اہل بیت میں سے ایک کے ذریعہ آسودگی اور خوشحالی لائے گا۔'' اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام زمانہؑ کی ذات گرامی کے باعث برکت کا نزول ہوگا اور آپؑ کے ظہور سے امن و امان کا قیام عمل میں آئے گا۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ تمام یہود و نصاریٰ اور تمام دوسری قومیں مسلمان ہو جائیں گی۔

عالمی جنگ کا رونما ہونا

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا وقت ظہور نزدیک ہوگا تو دنیا میں ہر طرف بے چینی کا عالم ہوگا۔ یہاں تک کہ حالات اس نہج پر پہنچ جائیں گے کہ عالمی جنگ وقوع پذیر ہوگی۔ ارشاد مفید میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے۔ ''حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور سے قبل سرخ و سفید موت ہے۔ سرخ موت تلوار سے ہوگی اور سفید موت طاعون سے ہوگی۔'' شیخ صدوق علیہ الرحمہ کمال الدین میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ان ہونے والے واقعات کے متعلق فرمایا: ''حضرت قائمؑ اس دور میں قیام فرمائیں گے جب زلزلے، فساد اور

مصائب کا دور ہوگا۔ طاعون کی وباء پھیلے گی اور عربوں کے درمیان فیصلہ کن جنگ ہوگی۔ اس زمانے میں لوگوں میں اختلافات ہوں گے۔ یہ مختلف گروہوں میں تقسیم ہوں گے، دین میں اختلاف پایا جائے گا، حالات اس درجہ خراب ہوں گے کہ لوگ خواہش کریں گے کہ موت صبح یا شام کسی وقت آجائے، لوگوں کی ہمدردیاں بدلنے میں دیر نہ لگے گی۔ لوگ ایک دوسرے کو کھا رہے ہوں گے، جس کے سبب لوگ موت کی تمنا کریں گے۔''

اس زمانے کے حالات کی خبر بحارالانوار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس قول سے ہوتی ہے۔ ''یہ ضروری ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے قیام سے قبل بھوک قحط کا سال ہو جس میں لوگ بھوکے مریں اور قتل کے سبب خوف میں مبتلا ہوں۔''

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرتؑ کے ظہور سے قبل جنگ وجدال کا دور ہوگا۔ جب آپؑ ظہور فرمائیں گے تو پہلے حجاز کو فتح فرمائیں گے۔'' اس کے بعد عراق کو پھر روس اور دیگر اقوام سے جنگ ہوگی، جس میں پروردگار عالم آپؑ کو کامران فرمائے گا۔ اس کے بعد امن وسکون کا دور ہوگا۔ حضرت امیر المومنین فرماتے ہیں۔ ''پس اللہ تعالیٰ ضرور اچانک ہم اہل بیت میں سے ایک کے ذریعے آسودگی اور خوشحالی لائے گا۔'' اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام زمانہؑ کی ذات گرامی کے باعث برکت کا نزول ہوگا اور آپؑ کے ظہور سے امن وامان کا قیام عمل میں آئے گا۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ تمام یہود ونصاریٰ اور تمام دوسری قومیں مسلمان ہو جائیں گی۔

امام مہدی کے اصحاب اور ان کی تعداد

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مخصوص اصحاب جن کی تعداد تین سو تیرہ ہوگی۔ ان کے بارے میں متعدد احادیث ہیں۔ جن میں ان اصحاب کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب کی تعداد تین سو تیرہ ہوگی جو ایک ہی ساعت میں آپؑ کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ جیسے خزاں کے موسم میں بادلوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے مل کر ایک بادل کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی طرح یہ یکجا ہو جائیں گے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ''حضرت قائم کے اصحاب مختلف قبائل سے موسم خزاں کے بادلوں کی مانند اکٹھے ہو جائیں گے۔ بعض سے ایک بعض سے دو، بعض سے تین اور بعض سے دس۔'' حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے

مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''حضرت قائم کے اصحاب تین سو تیرہ ہوں گے وہ عجمیوں کی اولاد ہوں گے. ان میں سے بعض کو دن میں بادل پر اٹھا کر لے جایا جائے گا اور وہ اپنے نام ونسب اور وضع قطع سے پہچانے جائیں گے اور بعض اپنے بستر پر سوئے ہوئے ہوں گے تو وہ بغیر کسی معیاد و مدت کے مکہ پہنچ جائیں گے ان کا بستر ان کی سواری بن جائے گا۔''

ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا۔ خدا ان کے لیے ایک جماعت کو خریف (موسم خزاں) کے بادلوں کی طرح جمع کرے گا اور ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت پیدا کردے گا، وہ کسی سے نہیں ڈریں گے اور نہ اس بات سے خوف میں ہوں گے کہ کوئی اور ان میں شامل ہو، ان کی تعداد اصحاب بدر جتنی ہوگی۔ پہلے لوگوں میں سے کسی کو بھی ان پر سبقت حاصل نہیں ہوگی اور نہ بعد میں آنے والے ان کی عظمت کا ادراک کرسکیں گے۔ حضرت امیر المومنین کا ارشاد ہے۔'' قائم کے اصحاب جوان ہوں گے۔ ان میں بوڑھوں کی تعداد آنکھ میں سرمے کے برابر ہوگی یا کھانے میں نمک جتنی اور کھانے میں سب سے کم نمک ہوتا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے انصار زمین کے مختلف حصوں سے ان کے پاس آئیں گے اور ان کے لیے زمین سمٹ جائے گی حتیٰ کہ وہ ان کی بیعت کریں گے۔''

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت امام مہدی علیہ السلام کو اذن ظہور ہوگا تو آپؑ خدا کا عبرانی نام لے کر دعا فرمائیں گے تو خزاں کے بادل کی طرح آپؑ کے تین سو تیرہ اصحاب جمع ہو جائیں گے جو اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوں گے۔ ان میں سے کچھ رات کو بستر پر سو جائیں گے اور جب صبح بیدار ہوں گے تو مکہ میں ہوں گے اور کچھ دن میں بادل پر اٹھ کر مکہ جائیں گے اور ان کا نام ونسب اور حلیہ معروف ہو جائے گا۔ جب آپؑ سے دریافت کیا ان میں سے ایمان کے اعتبار سے کون بڑا ہوگا؟ تو امام نے فرمایا:' وہ جو دن کے وقت بادل میں سفر کریں گے اور اپنے گھروں سے مکہ کی جانب چلے جائیں گے اور انہی کے بارے میں آیت اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا O ایک اور حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اصحاب حضرت امام مہدی علیہ السلام ایسے مرد ہوں گے گویا ان کے دل لوہے کی تختیاں ہوں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں ذرا بھی شک نہ کریں گے۔ وہ پتھر سے زیادہ سخت ہوں گے، اگر وہ پہاڑ پر کھڑے ہوں گے تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں گے۔ ایسا معلوم ہوگا جیسے گھوڑے پر عقاب بیٹھے ہوں اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زین کو مسح کر رہے ہیں

اور اس سے برکت حاصل کر رہے ہوں۔ وہ امام کو گھیرے ہوں گے انہیں جنگ میں اپنی جانیں پیش کریں گے۔ وہ امام کی رضا کے مطابق عمل کریں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جو راتوں کو نہیں سوئے ان کی نمازوں میں شہد کی مکھیوں جیسی آواز ہوتی ہے۔ وہ پہلو کے بل کھڑے ہو کر راتیں گزارتے ہیں، وہ صبح کے وقت اپنے گھوڑے تیار کرتے ہیں، رات میں خوف خدا سے کانپتے ہیں اور دن کے وقت امور زندگی میں مثل شیر ہوتے ہیں۔ وہ اطاعت میں مثل ایک غلام فرماں بردار ہوتے ہیں۔ وہ چراغوں کی مثل ہیں۔ ان کے دل مثل فانوس ہیں۔ خشیت الٰہی سے کانپتے ہیں اور شہادت کی دعا کرتے ہیں۔ ان کو راہ خدا میں مارے جانے کی تمنا ہوتی ہے۔ ان کا نعرہ یَا لِثَارَاتِ الْحُسَیْن ہے۔ وہ ایک ماہ چلیں گے اور ان کی چال میں رعب و دبدبہ ہوگا وہ فرمانبردار ہو کر اپنے مولا کی جانب جائیں گے اور ان کے ذریعے خدا امام برحق کی مدد فرمائے گا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''جب شیعہ جو اپنے مولا کے ظہور کے وقت سو رہے ہوں گے تو وہ بغیر کسی مدت کے گزرے امام کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے اور ان کی صبح مکہ میں ہوگی۔''

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ بوقت ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام جسے سفر کرنا ہوگا وہ اس وقت سفر مکمل کر لے گا اور جسے سفر نہیں کرنا ہوگا وہ اپنے بستر سے غائب ہو کر خدمت امام میں پہنچ جائے گا۔ حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''آگاہ ہو، حضرت امام مہدی علیہ السلام سیرت و صورت میں سب سے بہتر ہوں گے۔ جب آپؑ قیام فرمائیں گے تو اصحاب بدر کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ مردان کے پاس جمع ہو جائیں گے، ایسا معلوم ہوگا کہ وہ ایسے شیر ہیں جو اپنی کچھار سے باہر نکل آئے ہیں۔ وہ لوہے کی چادروں کی طرح سخت ہوں گے، اگر وہ پہاڑوں کو اپنے مقام سے ہٹانا چاہیں گے تو ہٹا دیں گے، وہ اللہ کی توحید کے علمبردار ہوں گے، رات کو خوف خدا سے گریہ کرتے ہیں جیسے بوڑھی ماں جوان بیٹے کی موت پر روتی ہے، وہ راتیں نوافل اور عبادت میں گزارتے ہیں اور دن کو روزے کی حالت میں ہوتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ ایک ہی ماں اور ایک ہی باپ کے اولاد ہیں، ان کے دل ایک دوسرے کی محبت اور خیر خواہی میں سرشار ہیں، آگاہ ہو کہ میں ان کے ناموں اور علاقوں کو جانتا ہوں۔'' حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ''رکن اور مقام کے درمیان تین سو سے کچھ زیادہ اصحاب بدر کی تعداد کے مطابق مرد حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کریں گے۔ ان میں مصر کے چنیدہ افراد، اہل شام کے ابدال اور اہل عراق کے نیک لوگ شامل ہوں گے۔ حضرت حذیفہ یمانی نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "جب حضرت قائمؑ کے خروج کا وقت قریب ہوگا تو آسمان سے ایک ندا بلند ہوگی: اے لوگو! خدا نے ظالموں کا زمانہ تم سے ختم کر دیا ہے اور امت محمدؐ سے بہترین شخص کو حکومت دی ہے۔ تم مکہ میں ان کے ساتھ ملحق ہو جاؤ تو مصر سے نجباء، شام سے ابدال اور عراق سے کچھ ٹولیاں نکلیں گی، وہ راتوں کو خوف خدا سے گریہ کرنے والے اور دن کے وقت امور زندگی میں باہمت ہوں گے اور وہ رکن و مقام کے درمیان حضرت قائمؑ کی بیعت کریں گے۔"

حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے تین سو تیرہ اصحاب نہایت نیک اور صالح ہوں گے ان کا مقام بہت بلند ہوگا، یہ اپنی مثال آپ ہوں گے۔ یہ اپنے اوصاف اور سیرت حسنہ سے پہچانے جائیں گے۔ حضرت علی علیہ السلام نے ان کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا: "ان کے نام آسمان میں مشہور اور معروف اور زمین میں غیر معروف معلوم ہوں گے۔" یہ وہ اعلیٰ حسب نسب ہوں گے جن میں وہ جملہ اوصاف موجود ہوں گے جو حضرتؑ کی ہمراہی کے لیے ضروری ہیں، ایمان و تقویٰ اور مستقل مزاجی ان کی خو میں داخل ہوگی۔ ان میں سے بعض کو اللہ بزرگ و برتر طے الارض کی صفت سے سرفراز فرمائے گا۔ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے کہ وہ مختلف علاقوں سے حضرتؑ کی خدمت اقدس میں داخل ہو جائیں گے اور زمین ان کے لیے سمٹ کر راہ ہموار کرے گی، یہ ایسے کامل ایمان ہوں گے کہ یقین کی منزل پر فائز ہوں گے اور شک و شبہات کا ان کے دلوں میں کسی طرح کا گزر نہ ہوگا نہ یہ کسی لالچ و طمع کے حامل ہوں گے نہ ان کو کسی کا خوف ہوگا۔ یہ وہ نیک بخت ہوں گے جو ہمہ وقت حکم امام کے منتظر ہوں گے اور حضرت پر اپنی جانیں فدا کرنے پر آمادہ ہوں گے۔ یہ حضرت کے احترام میں آپؑ کے گھوڑے کی زین کو آنکھوں سے مس کریں گے۔ ان لوگوں کی راتیں عبادت میں خضوع و خشوع سے بسر ہوں گی، ان کے قلوب نور سے منور ہوں گے۔ دراصل یہ نہایت پاکیزہ نفس کامل ایمان اور اعلیٰ ظرف ہوں گے۔ ان میں بڑی تعداد میں جوان ہوں گے، بوڑھوں کی تعداد بہت کم ہوگی لیکن خیالات و نظریات سب کے ایک ہوں گے، ان میں کسی قسم کا اختلاف نہ ہوگا۔ یہ سب ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہوں گے، ان کی سوچ اور طرز عمل یکساں ہوگا۔ ان کو دنیا کا کوئی خوف نہ ہوگا یہ ہمہ وقت جہاد کے لیے تیار ہوں گے۔ یہ حکم امام کے منتظر ہوں گے۔ ان حضرات کا نعرہ یَا لِثَارَاتِ الْحُسَیْن ہوگا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصحاب حضرت امام زمانہ اصحاب امام حسینؑ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق حاصل کریں گے۔ ان کے قدم کسی بھی منزل پر متزلزل نہ ہوں گے۔ یہ اپنے عزم میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار اور وفا کا پیکر ہوں گے۔

ظہور قائمؑ کے منتظرین کی اہمیت

ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کا انتظار ایک احسن عمل ہے۔ اس لیے کہ آپؑ کے انتظار میں زندگی گزارنے والا اپنے اعمال پر نظر رکھتا ہے اور اسے اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام وقت کے امام ہیں، جن کے سامنے ہمارے اعمال پیش ہوتے ہیں جو آپ کے نام لیوا ہیں، ان کے نیک اعمال سے آپ کو مسرت حاصل ہوتی ہے اور امت کی بداعمالیوں پر آپ رنجیدہ خاطر ہوتے ہیں۔ جناب امام عصرؑ کے انتظار کو امت کا سب سے احسن عمل قرار دیا ہے۔ اس حدیث سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس انتظار کے کس قدر روشن پہلو ہیں۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ جناب رسالت مآبؐ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔ ''زمانہ غیبت میں میری امت کا سب سے افضل عمل انتظار فرج اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔'' ظاہر ہے وہ عمل جس میں رضائے الٰہی شامل ہو وہ نہایت احسن عمل قرار پاتا ہے۔ دراصل اس عمل میں امام سے محبت کا پہلو نمایاں نظر آتا ہے۔ جس کا تعلق اجر رسالت سے ہے۔ دراصل حضرت امام مہدی علیہ السلام کا انتظار کرنا بھی اجر رسالت کا ادا کرنا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی انتظار فرج کی حالت میں وفات پا جائے تو ایسا ہے جیسے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے خیمہ میں اس کو موت آئی۔'' اسلام میں عمل کا تعلق نیت پر موقوف ہے۔ کیونکہ بحیثیت ایک محبؑ کے جب ساری زندگی کوئی مومن آپؑ کے ظہور کا انتظار کرتا ہے، یہاں تک کہ موت دامن گیر ہو جائے تو اس کی نیت میں تمنائے ظہور اور اشتیاق دیدار شامل ہوتا ہے۔ لہٰذا اسے اسکا اجر وثواب اس قدر زیادہ عطا ہوتا ہے جیسے اس کی موت حضرت امام عصر علیہ السلام کے خیمہ مبارک میں آئی ہو۔ حدیث معتبر ہے کہ جو محبت آل محمد میں مرتا ہے وہ شہید ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث کے تحت جناب رسالت مآبؐ کی آل سے محبت واجب ہے۔ اس محبت کے زمرے میں آپؐ کی صاحبزادی جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا، ائمہ اہل بیت علیہم السلام اور حضرت علی علیہ السلام کی اولاد شامل ہے جو شجرہ طیبہ سے متعلق ہیں۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام عصر و الزمان ہیں اور آل رسولؐ کے روشن چراغ و منبع ہدایت ہیں۔ لہٰذا آپ کی محبت کا یہ تقاضا ہے کہ آپ کی آمد کا خلوص نیت سے انتظار کیا جائے۔

مفضل بن عمر روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت

میں حضرت قائم علیہ السلام کو یاد کیا اور ان لوگوں پر افسوس کیا جو آپؑ کے انتظار میں وفات پا ئیں گے اور انہوں نے حضرت کی زیارت نہیں کی۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''جس وقت حضرت قائم علیہ السلام قیام فرمائیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ کے فرشتے مومن کی قبر میں تشریف لائیں گے جو ظہور قائم کی تمنا میں مرا ہوگا اور کہیں گے: اے بندہ خدا تمہارے امام زمانہ نے ظہور کیا ہے اگر چاہو تو زندہ ہو کر ان کے لشکر میں شامل ہو جاؤ اور اگر چاہو تو اسی جگہ نعمت و عزت خداوندی سے بہرہ مند رہو۔''

حضرت امام زمانہ پردہ غیبت میں منصب امامت پر فائز ہیں اور اپنی ذمہ داریاں انجام دے رہے ہیں اور منصب امامت کی ذمہ داریاں آپ کے سپرد ہیں۔ لہٰذا اپنے محبوں کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ جس طرح انبیاء علیہم السلام ظاہر ہوں یا در پردہ ہوں، ان کی نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا، اسی طرح امام پردہ غیبت میں ہوں یا ظاہر ہر حال میں منصب امامت پر فائز ہیں۔ آپؑ کا وجود بقائے عالم کی ضمانت ہے اگر یہ نہ ہوتے تو دنیا کا وجود و استحکام ناممکن تھا کیونکہ پروردگار عالم نے ہر زمانے کے لیے ایک ہادی کا ہونا لازمی قرار دیا ہے۔ ان کے نور کے وسیلے سے کاروبار حیات رواں ہے، بارش کا ہونا، اناج کا پیدا ہونا، پھل و پھول اور اللہ کی نعمتوں کا نزول سب کچھ معصوم کے وسیلے سے ہے۔ جناب رسالت مآبؐ وجہ وجود کائنات اور رحمت اللعالمین ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا لیکن امامت کا سلسلہ باقی رہے گا۔ میرے آخری فرزند امام مہدی منصب امامت پر پردہ غیبت میں تشریف فرما ہوں گے۔'' یہ حدیث موجودگی امام پر نص محکم ہے۔ قرآن مجید پارہ ۹، آیت ۱۸ ار میں ارشاد رب العزت ہے۔ ''اے رسولؐ جب تک تم ان میں موجود ہو خدا ان پر عذاب نازل نہ کرے گا اور نہ ایسی حالت میں عذاب نازل فرمائے گا کہ لوگ استغفار کرتے رہیں۔'' تو یہی سبب ہے کہ اجتماعی عذاب جیسے سابقہ قوموں پر نازل ہوتا رہا تھا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے منسوخ ہوگیا۔ حدیث ہے۔ ''ستارے اہل آسمان کے لیے امان کا سبب ہیں اور میرے اہل بیتؑ زمین والوں کے واسطے باعث امن ہیں، ستارے نہ ہوں تو آسمان والوں کے لیے مصیبت ہے اور میرے اہل بیتؑ میں سے کوئی نہ ہو تو زمین والوں کے لیے مصیبتیں ہیں۔'' ایک اور مقام پر آپؐ نے فرمایا۔ ''اگر ایک ساعت بھی روئے زمین حجت خدا سے خالی ہو جائے تو ساری زمین تباہ و برباد ہو جائے گی اور حجت خدا نہ ہونے کی صورت میں زمین اس طرح موجیں مارے گی جس طرح سمندر موجزن ہوتا ہے۔

ان احادیث کی روشنی میں یہ بات حتمی ہے کہ جناب امام مہدی علیہ السلام کا وجود صاحبان مودت کے

لیے نہایت اہمیت رکھتا ہے اور آپؑ کے انتظار میں زندگی گزارنا نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ جناب جابر بن عبداللہ انصاری نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی۔ کیا زمانہ غیبت میں حضرت قائم علیہ السلام سے دوستوں کو فائدہ پہنچے گا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ہاں جابر اس خدا کی قسم جس نے مجھ کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ یقیناً ان کی غیبت میں وہ ان سے مستفید ہوں گے اور ان کے نور ولایت سے اس طرح روشنی حاصل کریں گے جس طرح لوگ آفتاب سے فائدہ حاصل کرتے ہیں، اگرچہ اس پر بادل چھایا ہو۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تمہارے بعد ایک ایسی قوم آئے گی جن میں ایک شخص اجر و ثواب میں تمہارے پچاس آدمیوں کے برابر ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم نے تو بدر و احد و حنین میں جہاد کیے ہمارے تذکرے قرآن مجید میں ہیں۔ فرمایا: اگر ان جیسے مصائب و صعوبتیں تمہیں پیش آئیں تو تم ان کی طرح صبر نہیں کر سکتے۔ امام فرماتے ہیں۔ ”ظہور کے منتظر رہنا کیونکہ خدا کے نزدیک بہترین عمل، انتظار ظہور امام مہدی علیہ السلام ہے اور ہمارے امر کا منتظر اس شخص کی مثل ہے جو راہ خدا میں شہید ہو اور اپنے خون میں لوٹے۔“ ان احادیث کی روشنی میں منتظرین حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا مقام بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔

ظہور حضرت امام زمانہؑ

حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور سے مراد آپؑ کا پردہ غیبت سے تشریف لانا ہے۔ احادیث میں آیا ہے کہ آپؑ کے ظہور کے وقت ایک آسمانی ندا سنائی دے گی جس میں آپؑ کی آمد کا اعلان کیا جائے گا۔ یہ ندا ماہ رمضان المبارک میں سنائی دے گی اور آپؑ مدینہ منورہ میں ظہور فرمائیں گے۔ یہ آواز پوری دنیا میں سنی جائے گی اور تمام لوگ اپنی اپنی زبانوں میں یہ آواز سنیں گے۔ اس ندا کے گونجتے ہی جو لوگ سو رہے ہوں گے وہ بیدار ہو جائیں گے، بیٹھے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے اور اس آواز کو سن کر لوگ گھروں سے باہر آ جائیں گے تاکہ یہ معلوم کر سکیں کہ یہ ندا کیسی ہے۔ یہ ندا دینے والا کہے گا ظلم کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ اب کفر، جنگ، خونریزی اور غارت گری کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ اس ندا میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی پیروی کی دعوت دی جائے گی اور حضرتؑ کا نام ولایت کے ساتھ پکارا جائے گا۔ جب آپؑ کے ظہور کی خبر سفیانی تک پہنچے گی وہ اس وقت شام، اردن اور فلسطین کا حاکم ہوگا۔ یہ آپؑ کی آمد کی خبر سن کر آپؑ کے قتل کے ارادے سے اپنا لشکر مدینہ منورہ کی طرف روانہ کرے گا لیکن اس لشکر کے پہنچنے سے قبل حضرت

امام مہدی علیہ السلام مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو چکے ہوں گے۔ سفیانی کو مدینہ پہنچ کر یہ معلوم ہوگا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام مکہ کی جانب روانہ ہو گئے ہیں تو یہ لشکر کے تعقب میں مکہ کا رخ کرے گا اور جب یہ لشکر مقام بیدا میں پہنچے گا تو زمین میں دھنس جائے گا۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام مکہ پہنچ کر جبل الصفا کے قریب ایک گھر میں قیام فرمائیں گے۔ آپؑ کے ظہور کے بعد مشرق و مغرب سے حضرتؑ کے تین سو تیرہ اصحاب خاص مکہ مکرمہ میں جمع ہو جائیں گے۔ یہ سب حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وہ انصار ہوں گے جو امام کے صدق دل سے پیروکار اور جانثار ہوں گے۔ آپؑ کے ساتھ اصحاب صالحین جذبہ ایمانی سے سرشار ہو کر ہر محاذ پر آمادہ جہاد ہوں گے۔ آخر آپؑ کا انقلاب چودہ مہینوں میں پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔ آخری آٹھ مہینوں میں آپؑ مکہ میں ظاہر ہوں گے۔ مکہ سے مدینہ، مدینہ سے عراق اور عراق سے قدس کی طرف روانہ ہوں گے۔ دوران حکومت عالم اسلام میں وحدت پیدا کریں گے۔ اس کے بعد روم کے ساتھ صلح فرمائیں گے۔

ندائے آسمانی

جب حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا وقت ظہور ہوگا تو آسمان سے ایک ندا بلند ہوگی، جو ساری دنیا میں سنائی دے گی۔ یہ ندا دنیا کے تمام افراد اپنی اپنی زبانوں کے مطابق سنیں گے، یہ آواز بالکل صاف اور واضح ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ جب یہ آواز بلند ہوگی تو جو لوگ سو رہے ہوں گے، وہ بیدار ہو جائیں گے، جو بیٹھے ہوں گے وہ کھڑے ہو جائیں گے، اس آواز کے خوف سے لوگ گھروں سے باہر نکل آئیں گے تا کہ اس آواز سے متعلق باخبر ہوں۔ یہ ندا دینے والا کہے گا۔ "ظلم کی بھی کوئی حد ہوتی ہے، اب کفر، خونریزی، جنگ وجدال اور غارت گری کا خاتمہ ہونا چاہیے۔" اس ندا میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی پیروی کی دعوت دی جائے گی۔ حضرتؑ کا اسم مبارک مع آپ کے والد گرامی کے پکارا جائے گا۔ مزید برآں لوگ ایک دوسرے سے پوچھیں گے۔ مہدی کہاں ہیں اور یہ کون ہیں لیکن صاحبان مودت کو یقین محکم ہوگا کہ یہ وقت ظہور ہے۔ کیونکہ ان کے سامنے احادیث ہوں گی، جن میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا ذکر ہوا ہے۔ وہ اس اعلان کے سنتے ہی آپؑ کی نصرت کے لیے آمادہ ہوں گے اور ان کے خضوع وخشوع کی انتہا نہ ہوگی۔ صاحبان تقویٰ محب اس آواز کو سن کر جلد از جلد خدمت امام میں پہنچنے کی سعی کریں گے۔ ابوحمزہ ثمالی روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: صدائے آسمانی کس طرح

ہوگی۔آپ نے فرمایا:''ایک منادی صبح کو آسمان سے صدا دے گا۔جس کو ہر قوم اپنی زبان میں سنے گی اور وہ صدا یہ ہوگی۔اَلا اَنَّ الْحَقَّ فِی عَلِیٍّ وَ شِیْعَۃِ۔''حق علیؑ اور ان کے شیعوں کی طرف ہے۔''حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:''وہ صدا جس طرح نزدیک سے سنائی دے گی، اسی طرح دور سے سنائی دے گی، وہ اہل ایمان کے لیے رحمت اور کفار کے لیے عذاب کا باعث ہوگی۔''شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔''ماہ رمضان المبارک ۲۳ رتاریخ کو شب جمعہ ایک زوردار آواز لوگ سنیں گے۔''

آسمانی ندا کے بارے میں متعدد احادیث موجود ہیں۔خصوصاً ابن حماد نے اپنی مخطوطہ میں، علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں اس کا ذکر کیا ہے۔حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔''دو آوازیں سنائی دیں گی، پہلی ندا ابتدائی رات میں اور دوسری رات کے آخری حصے میں، ہشام بن سالم نے عرض کیا اس کی نوعیت کیا ہوگی؟ تو آپ نے فرمایا کہ پہلی آواز آسمانی ہوگی اور دوسری ابلیس کی جانب سے ہوگی۔ہشام نے سوال کیا ان دونوں کو ایک دوسرے سے کس طرح علیحدہ کیا جائے گا تو حضرت نے فرمایا اس کو وہ شخص پہچان جائے گا جس نے اس آواز کے آنے سے قبل اس کے بارے میں سنا ہوگا۔بحار الانوار میں محمد بن مسلم سے یہ حدیث روایت ہے کہ''آسمان سے حضرت قائم علیہ السلام کے نام سے یہ آواز آئے گی جو مشرق تا مغرب سنی جائے گی۔سونے والا اس آواز سے بیدار ہو جائے گا، جو بیٹھا ہوگا وہ کھڑا ہو جائے گا، جو کھڑا ہوگا خوف سے بیٹھ جائے گا۔یہ آواز جبرائیل امین کی ہوگی۔''

بحار الانوار میں عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھا کہ میں نے ہمدان کے ایک شخص سے سنا کہ وہ آپ سے عرض کر رہا تھا۔یہ عامۃ الناس ہم پر عیب لگاتے ہیں اور ہم سے کہتے ہیں کہ تم کہتے ہو کہ ایک منادی آسمان سے صاحب الزمان کے نام کی آواز دے گا تو حضرت امام تکیہ لگائے بیٹھے تھے، یہ سن کر خفگی سے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اسے مجھ سے روایت نہ کرو بلکہ میرے والد سے کرو اور اس بارے میں ان سے پوچھنے میں کوئی حرج نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ خدا کی قسم! یہ کتاب خدا میں روشن و واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے نشانی کو اتاریں تو ان کی گردنیں اس نشانی کے لیے جھکنے والی ہو جائیں۔''

پروردگار عالم نے ہر امر کی بجا آوری کے لیے وسیلہ قرار دیا ہے لہٰذا ظہور کی توقیر اور اس کی عظمت کے پیش نظر انسان کو آگاہ کرنا قدرت کے امور سے ایک اہم امر ہے تاکہ یہ آواز سن کر صاحبان ایمان نصرت کے لیے تیار ہو جائیں اور دشمنان دین بے چین و مضطرب ہو جائیں۔اس ندا پر لبیک کہنے والے وہ محبان امام

ہوں گے جو ہمیشہ آپؑ کے ظہور کے متمنی و منتظر تھے۔

مخطوطہ میں سعید بن میتب سے روایت ہے کہ اس نے بیان کیا: ابتدا میں فتنہ ہوگا جب ایک طرف سے سکون ہوگا تو دوسری طرف بے چینی، یہ فتنہ ختم نہ ہوگا یہاں تک کہ آسمان سے ایک منادی ندا دے گا۔ آگاہ ہو جاؤ حاکم اور امیر فلاں ہے۔ ابن میتب نے اپنے ہاتھوں کو آپس میں ملا کر اور زور دے کر تین مرتبہ ایسا کہا۔ مخطوطہ میں یہ روایت ہے کہ جب منادی آسمان سے ندا دے گا کہ حق آل محمدؐ ہیں تو اس وقت لوگوں کی زبانوں پر حضرت امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے اور لوگوں کے دلوں میں آپؑ کی محبت پیدا کی جائے گی اور آپؑ کے سوا ان کی زبانوں پر کسی اور کا ذکر نہ ہوگا۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک منادی آسمانوں سے ندا دے گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ حق آل محمدؐ ہیں اور زمین سے ایک ندا دینے والا کہے گا حق آل عیسیٰ سے ہے۔ راوی کہتا ہے اس بارے میں مجھے شک ہوا کہ حضرت نے کیا فرمایا۔ یہاں ابو عبداللہ نعیم نے جو راوی ہے شک کیا۔ دراصل بعد والی آواز شیطان کی ہوگی تا کہ لوگوں کو شک میں مبتلا کرے۔ لیکن جو اپنے ایمان میں کامل اور یقین میں محکم ہوں گے، ان پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

مخطوطہ ابن حماد میں مرقوم ہے کہ ابن مسعود نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔ جب رمضان المبارک میں ایک آواز بلند ہوگی تو بتحقیق شوال المکرم میں پیچیدگیاں پیدا ہوں گی، ذی قعد میں قبائل کی علیحدگی ہوگی اور ذی الحجہ میں خونریزی ہوگی اور محرم میں کیا ہونے والا ہے۔ اس جملہ کو تین مرتبہ فرمایا۔ یہ بات دور ہے اس مہینے میں لوگوں کو بے دردی سے قتل کیا جائے گا۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ یہ آواز کیا ہوگی۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ ۱۵ر رمضان المبارک شب جمعہ ایک آواز نہایت بلند ہوگی جس سے سوئے ہوئے بیدار اور کھڑے ہوئے بیٹھ جائیں گے، عورتیں اپنے پردے سے باہر آجائیں گی، زلزلوں کے اس سال میں جمعہ کی رات ہوگی، جب تم جمعہ کی صبح کو نماز پڑھ لو تو اپنے گھروں میں داخل ہو جانا اور اپنے دروازوں کو بند کر لینا اور اپنے کو چھپا لینا۔ اس وقت اپنے کانوں کو بند کر لینا، جب تمہیں اس آواز کا احساس ہو تو سجدہ میں گر جانا اور کہنا سبحان القدوس سبحان القدوس۔ پس جو بھی ایسا کرے گا وہ نجات پائے گا اور جو ایسا نہیں کرے گا ہلاک ہوگا، فریقین نے تحریر کیا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اس دوران چند امور انجام دیں گے۔ آپؑ مدینے میں اپنے انصار سے رابطہ فرمائیں گے، مکہ معظمہ میں انصار سے رابطہ کریں گے، دنیائے اطراف سے آپؑ کے جو مخلصین آپ کی تلاش میں مصروف ہوں گے تا کہ آپؑ کے دست مبارک پر بیعت کریں۔ آپؑ ان سے ملاقات فرمائیں گے۔ سات علماء جن کا تعلق مختلف ممالک سے ہوگا حضرتؑ ان

سے غیر متوقع طور پر ملاقات کریں گے۔ ان میں سے ہر ایک شخص نے اپنے ملک اور شہر میں تین سو تیرہ مخلصین سے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی خاطر بیعت لی ہوگی اور وہ آپؑ کی تلاش میں ہوں گے۔ تا کہ اپنی اور اپنی جماعت کی جانب سے آپؑ کے ہاتھ پر اس خواہش کے ساتھ بیعت کریں گے کہ آپ اسے قبول فرمائیں، یہ وہ اصحاب امام ہونگے جن کا ذکر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت سے فرمایا تھا۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ ''حضرت امام عصر علیہ السلام کا ذکر بلند ہوگا اور آپؑ کا امر ظاہر ہو جائے گا۔'' بحار الانوار میں واضح روایت حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے دستخط سے ہے جو حضرتؑ نے اپنے سفیر حضرت محمد بن السمری کے ذریعے فرمایا۔ ''عنقریب میرے شیعوں میں سے کچھ آئیں گے، جو مجھ سے ملاقات کا دعویٰ کریں گے، آگاہ ہو کہ جو شخص سفیانی کے خروج اور آسمانی آواز سے پہلے ملاقات کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا اور افترا طراز ہے۔ اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سفیانی اور آسمانی ندا کے بعد سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کبریٰ کا دور ختم ہو جائے گا۔ تا کہ ظہور کے مقاصد کو مکمل کیا جائے۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپؑ ظالموں کی نظر سے مخفی ہوں گے لیکن اپنے انصار کو شرف ملاقات بخشیں گے۔ بحار الانوار میں حذلم بن بشیر نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے یہ روایت کی ہے کہ ''جب سفیانی ظاہر ہوگا تو حضرت امام مہدی علیہ السلام مخفی ہو جائیں گے پھر بعد میں ظاہر ہوں گے۔''

بحار الانوار میں مرقوم ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''حضرت قائمؑ اس وقت تک قیام نہیں کریں گے جب تک بارہ افراد میں سے ہر ایک یہ کہے کہ ہم نے ان کو دیکھا ہے۔ پس ان لوگوں کو دوسرے لوگوں کی طرف سے جھٹلایا جائے گا۔'' بحار الانوار کی روایت کے مطابق آپؑ مدینہ منورہ میں قیام فرمائیں گے اور تیس افراد سے ملاقات فرمائیں گے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ''آپؑ جس امر کے لیے ظہور فرمائیں گے۔ ضروری ہے کہ آپؑ اپنی غیبت میں تنہا ہوں، بہترین رہائش گاہ مدینہ منورہ ہوگی اور تیس افراد سے ملاقات ہوگی اور حضرتؑ کے ساتھ رہیں گے۔ جب ان میں سے کسی کو موت سے قربت ہوگی تو اس کی جگہ دوسرا لے لے گا اور بعض کی عمروں میں اضافہ ہوگا جس طرح حضرت خضر علیہ السلام۔''

بحار الانوار میں عبداللہ بن فضل سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ''صاحب الامر کے لیے غیبت ہے جو ہر حال میں لازم ہے، ہر باطل پرست اس میں شک کرے گا۔'' میں نے عرض کی یہ غیبت حضرت امام عصر علیہ السلام کے لیے کیوں ضروری قرار دی گئی ہے؟

امام نے فرمایا: ''ایسے امر کے لیے جس کو ظاہر کرنے کی ہمیں منجانب قدرت اجازت نہیں دی گئی۔ لہٰذا ہم اس راز سے تمہیں آگاہ نہیں کر سکتے۔'' میں نے عرض کیا۔ آپ کی غیبت میں کیا حکمت ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہی حکمت ہے جو گزشتہ اللہ کی غیبتوں میں ہوتا رہا ہے۔ اس حکمت کی وجہ ظاہر نہ ہو گی لیکن آپ کے ظہور کے بعد جس طرح جو شخص حضرت خضر علیہ السلام کے پاس آیا تھا۔ اس کے لیے کشتی میں سوراخ کرنے، لڑکے کو قتل کرنے اور بغیر اجرت کے دیوار بنانے کی حکمت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب تک ظاہر نہ ہوئی جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوئے۔ اے ابن فضل! یہ امر الٰہی میں سے ایک امر، اس کے رازوں میں سے ایک راز اور غیب میں سے ایک غیب ہے اور جب ہمیں یہ علم ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے تو ہم تصدیق کرتے ہیں کہ اس کے تمام افعال کی ایک حکمت ہے اگرچہ اس کی وجہ ہمارے لیے ظاہر و منکشف نہ ہو۔''

حضرت امام زمانہؑ کی سواری

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے اپنے اسناد کے ساتھ روایت ہے کہ آپ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ذکر میں ایک طویل حدیث میں ارشاد فرمایا: پھر امام زمانہؑ ایک ببول کے درخت کے نیچے تشریف فرمائیں گے، اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس ایک مرد بنی کلب کی شکل میں آئیں گے اور کہیں گے، اے بندہ خدا! آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ حضرت امام زمانہؑ فرمائیں گے۔ اے اللہ کے بندے! مجھے انتظار ہے کہ شام ہو جائے تو مکہ جاؤں اس دھوپ اور گرمی کی تمازت میں مجھے چلنا پسند نہیں۔ آپ جبرائیلؑ کو ہنستا دیکھ کر پہچان جائیں گے کہ یہ جبرائیلؑ ہیں، پھر جبرائیلؑ آگے بڑھ کر مصافحہ کریں گے اور سلام کریں گے اور عرض کریں گے اٹھیے۔ پھر گھوڑا لائیں گے جس کو ''براق'' کہتے ہیں، اس پر آپ کو سوار کریں گے اور آپ کو لے کر جبل رضوی پہنچیں گے۔ وہاں حضرت محمدؐ و علیؑ تشریف لائیں گے اور دونوں آپ کو ایک منشور تحریر کریں گے تاکہ لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنائیں۔ یہ منشور لے کر آپ تشریف لائیں گے تو لوگ آپ کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ پھر ان میں سے ایک شخص اٹھ کر اعلان کرے گا۔ اے لوگو! تم جن کی تلاش میں تھے وہ آ گئے۔ آپ اسی چیز کی طرف دعوت دے رہے ہیں جس کی جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوت دیا کرتے تھے۔ یہ سن کر لوگ کھڑے ہو جائیں گے۔ حضرت امام زمانہؑ بھی کھڑے ہو جائیں گے اور فرمائیں گے۔ اے لوگو! میں فلاں بن فلاں ہوں، میں اللہ کے نبی کا فرزند ہوں، میں تم لوگوں کو اس امر کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کی طرف اللہ کے نبی نے تمہیں دعوت دی تھی۔ آپ کے اس اعلان

پر لوگ آپؑ کو قتل کرنے کے لیے بڑھیں گے تو تین سو سے کچھ زائد آدمی جن میں پچاس کا تعلق کوفہ سے ہوگا باقی ماندہ دوسرے لوگ جو مختلف اطراف کے ہوں گے اور وہ ایک دوسرے کو پہچانتے بھی ہوں گے وہ سب اٹھ کر آپؑ کی حفاظت پر معمور ہوں گے۔ (بحار الانوار)

علم کے پھریرے اور تلوار کا گویا ہونا

عیون الاخبار اور بحار الانوار کے حوالے سے یہ روایت نقل ہے کہ احمد بن ثابت دوالیبی نے محمد بن علی بن عبدالصمد سے، انہوں نے علی بن عاصم سے انہوں نے ابو جعفر ثانی حضرت امام علی النقی علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی کعب سے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے صلب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام میں ایک ایسا مبارک ذکی، طیب، طاہر، مطہر ودیعت قرار دیا ہے جس کا ہر مومن مُقر ومحبّ ہوگا جس سے پروردگار عالم نے اس کی ولایت کا عہد و میثاق لیا ہوگا اور جس سے ہر کافر و منکرِ ''خدا اور رسولؐ'' انکار کرے گا۔ امامؑ، صاحب تقویٰ اور صاحب طہارت ہوگا، وہ راضی برضائے الٰہی اور ہادی و مہدی ہوگا۔ وہ عدل کے ساتھ حکومت کرے گا اور عدل کا حکم دے گا، وہ اللہ کے قول کی تصدیق کرنے والا ہوگا اور اللہ بزرگ و برتر اس کے قول کو سچا کر دکھائے گا۔ وہ زمین تہامہ (مکہ و حجاز کے کچھ علاقے) سے اس وقت خروج کرے گا جب اس کے ظہور کی تمام علامتیں ظاہر ہو چکی ہوں گی، اس کے پاس خزانے ہوں گے لیکن سونے و چاندی کے نہیں بلکہ حسین و خوبصورت گھوڑے اور شاندار سواروں کے خزانے جو مختلف ممالک سے اصحاب بدر کی تعداد کے مطابق ۳۱۳ رجع ہوں گے۔ اس امام کے پاس ایک صحیفہ مہر شدہ ہوگا جس میں اصحاب کے نام اور ان شہروں کے نام، ان کی طبیعت اور مزاج، ان کے حلئے اور ان کی کنیت بھی تحریر ہوگی۔ وہ اپنے امام کی اطاعت میں انتہائی انہماک اور جدوکد سے کام لیں گے۔ یہ سن کر ابی نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! اس (امام) کے دلائل و علائم کیا ہیں؟ جناب رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا: اس کے پاس ایک علم ہوگا جب وقت خروج ہوگا تو اس کا پھریرا از خود کھل جائے گا اور اللہ رب العزت اسے گویائی عطا فرمائے گا تو وہ علم اس طرح کلام کرے گا۔ ''اے اللہ کے ولی! خروج فرمایئے اور اللہ کے دشمنوں کو قتل کیجئے۔

امامؑ کی سیف نیام میں ہوگی لیکن جب وقت خروج ہوگا تو سیف بھی از خود نیام سے باہر نکل آئے گی اور اللہ بزرگ و برتر اس کو بھی قوت کلام عطا فرمائے گا تو اس طرح اپنے امام سے کلام کرے گی کہ ''اے اللہ

کے ولی! اب آپ آمادہ ہوں اب آپ کے اللہ کے دشمنوں کو چھوڑ کر بیٹھے رہنا جائز نہیں۔'' یہ سن کر آپ ؟علم وسیف لیے ہوئے) نکل کھڑے ہوں گے اور اس وقت اللہ کے دشمنوں کو جہاں بھی پائیں گے قتل کریں گے اور حدود الٰہی کو قائم کریں گے، احکام کو نافذ فرمائیں گے۔ حضرت جبرائیلؑ آپؑ کے داہنے جانب اور حضرت میکائیلؑ بائیں جانب ہوں گے اور جو میں تم سے کہتا ہوں اسے آئندہ یاد کرو اگرچہ کچھ دنوں بعد ہی سہی اور میں اپنا معاملہ تو اللہ غالب و بزرگ کے ہی سپرد کرتا ہوں۔

اے ابی! خوش نصیب ہے وہ جو اس (امامؑ) سے ملاقات کرے گا، سعادت مند ہے وہ جوان سے محبت کرے گا اور خوش نصیب ہے وہ جوان کی امامت کا قائل رہے گا، وہ ہلاکت سے محفوظ رہے گا اور اللہ اور اس کے رسولؐ اور تمام ائمہ کے اقرار کی وجہ اللہ عزوجل اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دے گا۔ ان لوگوں کی مثال روئے زمین پر مشک کے مانند ہوگی جس کی خوشبو دور تک پھیلتی ہے، وہ کبھی خراب نہیں ہوتی اور آسمان پر ان کی مثال چمکتے اور منور قمر کی طرح ہے جس کی روشنی و نور کبھی ماند نہیں پڑتا نہ بجھتا ہے۔ ابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان ائمہ طاہرین کا کچھ حال و اوصاف بیان فرمایئے؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بارہ صحیفے نازل فرمائے ہیں اور ہر امام کا جو صحیفہ ہے اس کے اختتام پر اس کا نام اور اوصاف مرقوم ہے۔

حضرت امام زمانہؑ کی بیعت

حضرت امام مہدی علیہ السلام امام العصر ہیں اور آپؑ کے سامنے اہل دینا کے اعمال روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ اجر رسالت ادا کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ روزانہ آپؑ کی بیعت کی تجدید کریں اور صدق دل سے اس بات کا عہد کریں کہ ان کا ہر عمل رضائے امام کے مطابق انجام پائے گا۔ بیعت کے مقاصد و فرائض بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ صرف اقرار بیعت کافی نہیں بلکہ بیعت کرنے والے کی ذمہ داری میں بہت اضافہ ہو جاتا ہے، جس کا تعلق حقوق امام سے ہے، پاسداری فرض ہے۔ اس لیے کہ بیعت کرنا ایمان کا اہم رکن ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے۔'' ایمان زبان سے اقرار، دل کی معرفت اور اجزائے بدن سے عمل پیرا ہونے کا نام ہے۔'' اس قول کی روشنی میں یہ معلوم ہوا کہ ایمان صرف زبانی اقرار کا نام نہیں ہے بلکہ دل کی گہرائیوں سے قبولیت اور عمل کا نام ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ امام کی بیعت پوری معرفت کے ساتھ ہونا ضروری ہے اس امر کو بجالانے کے لیے امام کی دی ہوئی تعلیم و ہدایت پر عمل کرنا ضروری ہے۔

بیعت حضرت امام زمانہ کے بارے میں مفاتیح الجناں میں نہایت واضح احکام و دعا کا ذکر ہے۔ ''پروردگار پہنچا دے امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں درود و سلام من جملہ مومنین و مومنات کے جو مشارق و مغارب میں ہوں، خشکی و تری میں ہوں، زندہ اور مرحومین کی طرف سے بھی میرے والدین اور خود میری طرف سے بھی، جس امام کو تیرے عرش کا تقرب حاصل ہے اور کلمات (معصومینؑ) کی مدد بھی، جسے تیری مکمل رضامندی عطا ہوئی اور جس کی ذات میں تو نے کتاب اور علم کا حصار کر دیا ہے، پروردگار میں آج بھی ہر روز کی طرح قائم آل محمدؐ کے لیے اپنے اس معاہدے کی اور ان کے ہاتھ خود کو فروخت کر دینے کے بندھن (بیعت) کی تجدید کر رہا ہوں جس کی تعمیل کی مجھ پر ذمہ داری عائد ہے۔ چنانچہ اے اللہ جس طرح تو نے مجھے اس عہد و پیمان اور بیعت جیسی شرافت سے مشرف کیا ہے اور اس عظیم الشان بزرگی تک پہنچایا ہے اور اپنی ایسی نعمت عظمیٰ کے لیے مخصوص فرمایا ہے اس طرح التجا کرتا ہوں کہ تو میرے مولا، میرے حکمران اور مالک زمانہ علیہ السلام پر درود و سلامتی جاری رکھ اور تو مجھے ان کا دفاع کرنے والوں میں بنا دے اور مجھے دل کی پوری رضامندی کے ساتھ سرکار (حضرت امام مہدیؑ) کے حضور حاضر رہنے والوں میں بنا دے تاکہ میں بھی ان لوگوں کی صف میں شمار ہو جاؤں جن کی مدح کرتے ہوئے تو نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے، کہ ان لوگوں کی صف تو گویا سیسہ پلائی ہوئی بنیادوں پر اطاعت خدا اور رسولؐ و آل محمدؐ کے لیے استوار کی گئی ہے۔ اے اللہ چونکہ مجھ پر امام زمانہ علیہ السلام کی بیعت کی ذمہ داری قیامت تک کے لیے عائد ہے اس لیے آج بھی گزرے ہوئے دنوں کی طرح اپنے عہد و بیعت کی پھر تجدید کرتا ہوں جس کی تعمیل میرے ذمہ ہے اور میں اس ذمہ داری سے آپؑ کے قیام تک منہ نہ موڑوں گا۔''

اس دعا کا ہر جملہ چشمہ ہدایت کے مترادف ہے۔ جیسا کہ مرقوم ہے۔ ''پروردگار میں آج بھی روز کی طرح قائم آل محمدؐ کے لیے اپنے اس معاہدے کی اور ان کے ہاتھ خود کو فروخت کر دینے کے بندھن کی تجدید کرتا ہوں جس طرح کی تعمیل کی مجھ پر ذمہ داری عائد ہے۔'' اس دعا کی مناسبت سے یہ بات واضح ہے کہ عہد وفا جو بیعت کے مقاصد میں داخل ہے اسے پورا کرنا بہت بڑی ذمہ داری ہے اس عہد میں محبت اہل بیت، اعمال صالح کا بجالانا، احکام شریعت پر عمل کرنا اور رضائے امام کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔ اس دعا میں پروردگار سے التجا ہے کہ ''اے اللہ چونکہ مجھ پر حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی بیعت کی ذمہ داری قیامت تک کے لیے ہے لہٰذا آج بھی گزرے ہوئے دنوں کی طرح اپنے عہد و بیعت کی پھر تجدید کرتا ہوں جس کی تعمیل میرے ذمہ ہے اور میں اس ذمہ داری سے قیامت تک منہ نہیں موڑوں گا۔'' معلوم ہوا کہ بیعت کی ذمہ

داری وقتی نہیں ہوتی بلکہ اس عہدو فا کو ہمیشہ نبھانا ہوتا ہے، مرضیِ امام کے مطابق بیعت ایک عہد مسلسل کا نام ہے۔ بیعت کرنے کے بعد مومن اس بات کا پابند ہو جاتا ہے کہ اس کی منزل ایمان ہے، دنیاداری کو ایمان اور سچائی کے ساتھ نبھانا ہے اور حق کے دامن کو کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑنا ہے، اس راہ میں حق کی خاطر ہر مصیبت و پریشانی برداشت کر کے راہ مستقیم پر گامزن رہنا مقاصد بیعت میں شامل ہے۔

مفاتیح الجنان میں نماز کی مقبولیت کو یقینی بنانے کے لیے دعا مرقوم ہے جو نماز کی نیت سے قبل پڑھنا ہے۔ اس دعا میں اہل بیتؑ کا وسیلہ و معرفت و سعادت کی التجا ہے۔

اللھم صلی علی محمد و آل محمد بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم انی اتوجہ الیک بمحمد و آل محمد و اقد مھم بین یدی صلاتی و القرب بھم الیک فاجعلنی بھم و جیھا فی الدنیا و الآخرۃ و من المقربین منت علی بمعر فتھم فاختم لی بطاعتھم و معرفتھم و ولایتھم فانھا السعادۃ و اتخم لی فالک علی کل شی قدیر ۔'' اے اللہ میں محمد و آل محمد علیہم السلام کے ذریعے سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تیرے اور اپنی نماز کے درمیان محمد و آل محمد علیہم السلام کو مقدم وسیلہ بناتا ہوں اور ان کے ذریعے سے تیری قربت چاہتا ہوں۔ چنانچہ مجھے ان کے وسیلے سے دنیا اور آخرت میں اپنے سے وابستہ اور اپنے مومنین میں داخل رکھ تو نے جو مجھے ان کی معرفت عطا کر کے ممنون کیا ہے یہ بڑی سعادت ہے۔ چنانچہ مجھے اس سعادت میں ان کی اطاعت اور معرفت میں اور ان کی ولایت میں، ان ہی کے صدقے میں درجہ کمال تک پہنچا دے اور یہ سب کچھ تیرے لیے آسان ہے اس لیے کہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔''

اس دعا میں اطاعت امام، معرفت اور ولایت کے اقرار کو بہت بڑی سعادت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لہٰذا اطاعت امام پر قائم رہنے میں انسان کی فلاح ہے۔ امام سے محبت اجر رسالت ادا کرنے کا وسیلہ ہے اور بیعت امام کے مقاصد کو پورا کرنا واجبات میں داخل ہے۔ اس لیے کہ جب تک معرفت امام نہ ہوگی اصول دین وفروع کے اجراء کا سبب سمجھ میں نہیں آسکتا یہ وہ مقتدر ہستی ہیں جو منبع ہدایت ہیں۔

بیعت امام کا مطلب پیروی امام کا عہد کرنا ہے۔ جب آپؑ ظہور فرمائیں گے تو آپ کی بیعت کرنے والوں میں تمام مخلوق خدا شریک ہوگی۔ اس بیعت کرنے والوں میں زمین و آسمان کے مکین شامل ہوں گے۔ سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر بیعت کریں گے۔ احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت امام زمانہؑ اپنے اصحاب سے مختلف شرائط پر بیعت لیں گے۔ یہ شرائط آپ کے ظہور

سے قبل بھی واجب ہیں اور بعد میں ان کا شمار واجبات میں ہوگا۔ مثلاً امر بالمعروف نہی عن المنکر، جبکہ بعض شرائط زہد واخلاق سے منطبق ہوں گی۔ جب امام مہدی علیہ السلام بیعت لیں گے تو یہ بیعت حکم تاکیدی ہو جائے گی۔ جس پر ہر حال میں عمل پیرا ہونا واجب ہوگا۔ اس بیعت کی صفت یہ ہوگی کہ ہر شخص صدق دل سے بیعت امام کرے گا اس کے لیے انحراف بیعت ممکن نہیں ہوگا جبکہ دنیا میں قبل از ظہور بیعت کرنے والے اپنے عہد سے پھر گئے۔ اس وقت بیعت نہایت پائیدار اور مستحکم ہوگی اور بیعت کرنے والے جملہ شرعی اور اخلاقی ذمہ داریوں کو نہایت احسن طریقے سے پورا کریں گے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ ''سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کریں گے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا بیعت کرنا امام سے متعلق تمام شبہات عوام الناس کے دلوں سے دور کردے گا اور یہ امر دلوں کو تقویت عطا فرمائے گا جس سے صاحبان مودت کو بڑا سکون وقرار میسر آئے گا۔ حضرت امام محمد تقی الجوادؑ فرماتے ہیں۔ ''ایسا لگتا ہے کہ روز عاشور ہفتے کا دن ہے اور میں حضرت قائمؑ کے ساتھ رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان موجود ہوں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت امام عصر علیہ السلام کے سامنے ندا دے رہے البیعۃ اللہ۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ ''اللہ جب حضرت قائمؑ کو خروج کا اذن دے گا تو آپؑ منبر پر تشریف فرماں ہوں گے اور لوگوں کو اپنی جانب متوجہ فرمائیں گے اور انہیں اللہ کا واسطہ دے کر اپنے حق کی طرف بلائیں گے اور سنت رسول کا ذکر فرمائیں گے اور جو اللہ نے آپ کو علم عطا کیا ہے اس کی روشنی میں عمل فرمائیں گے تو اللہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجے گا تو وہ حطیم پر نازل ہو کر فرمائیں گے۔ آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ حضرت قائم علیہ السلام اس کا جواب عطا فرمائیں گے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کریں گے: اپنا دست مبارک بڑھائیں سب سے پہلے میں آپؑ کی بیعت کروں گا، پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام آپؑ کے ہاتھوں پر بیعت کریں گے، اس منزل پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب بھی موجود ہوں گے جو آپؑ کی بیعت سے مشرف ہوں گے۔ آپؑ مکہ معظمہ میں قیام فرمائیں گے۔ حتیٰ کہ آپؑ کے دس ہزار اصحاب مکمل طور پر جمع ہو جائیں گے، پھر آپؑ مدینہ کی طرف روانہ ہوں گے۔ یہ بیعت ہمیشہ کے لیے آخری بیعت ہوگی اس کے بعد کوئی کسی کی بیعت نہیں کرے گا۔ الشیعہ والرجعہ کے مطابق ''جو لوگ حضرتؑ کی بیعت کر چکیں گے ان دوستوں کو مختلف زمینوں کی طرف روانہ کریں گے اور شہروں میں عدل واحسان کا حکم

دیں گے ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی زمین کا حاکم ہوگا پھر اس کے بعد دنیا کے تمام شہر عدل واحسان سے آباد ہو جائیں گے۔"

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے خطبات

بحار الانوار میں حضرت زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت امام عصر طویٰ کے در سے اتریں گے تو تین سو تیرہ افراد آپؑ کے ہمراہ ہوں گے۔ یہ تعداد جنگ بدر میں مجاہدین کی تعداد کے برابر ہوگی۔ یہاں تک کہ مسجد الحرام میں تشریف لائیں گے۔ چار رکعت نماز مقام ابراہیم کے پاس ادا فرمائیں گے پھر اپنی پشت مبارک حجر اسود سے لگائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کریں گے۔ جناب رسالت مآبؐ کو یاد فرما کر ان پر صلوٰۃ بھیجیں گے۔ اس کے بعد ایسا کلام فرمائیں گے جو کبھی کسی نے نہ کیا ہوگا اور سب سے پہلے آپؑ کے دست مبارک پر حضرت جبرائیل علیہ السلام بیعت کریں گے۔"

مخطوطہ ابن حماد میں ابو جعفر سے روایت ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام عشاء کے وقت ظاہر ہوں گے۔ آپؑ کے ساتھ رسول اللہ کا پرچم، قمیص اور تلوار ہوگی۔ جب نماز پڑھ لیں گے تو بلند آواز سے کہیں گے۔ اے لوگو! میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں اور یہ کہ تمہارا تمہارے رب کے سامنے کیا مقام ہے، اللہ تعالیٰ نے حجت کو اختیار کیا ہے اور انبیاء علیہم السلام کو بھیجا ہے اور کتاب کو اتارا ہے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اللہ کو کسی کا شریک نہ ٹھہراؤ، اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو، اسے زندہ کرو جسے قرآن نے زندہ کیا ہے اور اسے ختم کرو جسے قرآن نے ختم کیا ہے۔ (مطلب یہ کہ جو احکامات خداوندی ہیں انہیں بجالاؤ اور جن باتوں سے منع کیا ہے ان کاموں کو نہ کرو) ہدایت کے مددگار بنو، تقویٰ اختیار کرو، دنیا پست اور اس کی فنا قریب اور زوال نزدیک ہے۔ اس نے چھوڑنے کا اعلان کیا ہے، میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلاتا ہوں اور یہ کہ کتاب خدا پر عمل کرو اور باطل کا خاتمہ کرو اور رسول اللہؐ کی سنتوں کو قائم کرو۔

بحار الانوار میں ابو خالد کابلی کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ گویا میں جناب قائم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپؑ نے اپنی پشت حجر اسود پر لگا رکھی ہے اور اللہ کے حقوق یاد دلا رہے ہیں اور فرماتے ہیں لوگو! جو مجھ سے خدا کے حوالے نزع کرنا چاہے میں سب لوگوں سے اولویت رکھتا ہوں خدا سے یعنی میرا تعلق خدا سے زیادہ ہے اور میں اس حوالے سے نزع کرنے کا زیادہ حقدار ہوں۔ اے لوگو! جو آدم علیہ السلام کے حوالے سے مجھ سے احتجاج کرنا چاہتا ہے تو مجھے حضرت آدم علیہ السلام سے زیادہ اولویت ہے۔ اے لوگو!

جو حضرت نوح علیہ السلام کے حوالے سے مجھ سے نزع کرنا چاہتا ہے تو سب لوگوں سے زیادہ حضرت نوح علیہ السلام سے میں تعلق رکھتا ہوں۔ اے لوگو! جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے مجھ سے نزع کرنا چاہتا ہے تو میں سب لوگوں سے زیادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نزدیک ہوں۔ اے لوگو! جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے مجھ سے نزع کرنا چاہتا ہے تو میں سب سے زیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تعلق رکھتا ہوں۔ اے لوگو! جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے نزع کرنا چاہتا ہے تو میں سب لوگوں سے زیادہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تعلق رکھتا ہوں۔ اے لوگو! جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے مجھ سے نزع کرنا چاہتا ہے تو میں سب سے زیادہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اولویت اور تعلق رکھتا ہوں۔ اے لوگو! جو کتاب خدا کے حوالے سے مجھ سے نزع کرنا چاہتا ہے تو میں لوگوں سے زیادہ کتاب خدا سے متعلق ہوں۔ پھر آپ مقام ابراہیم پر تشریف لائیں گے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھیں گے۔ بحار الانوار کی روایت کے مطابق آپ فرمائیں گے۔ اے لوگو! ہم اللہ سے مدد مانگتے ہیں اور ان لوگوں سے قربت چاہتے ہیں جنہوں نے ہمارا مثبت جواب دیا ہے۔ ہم تمہارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے اہل بیت ہیں۔ ہمارا تعلق محمدؐ سے لوگوں کی نسبت زیادہ ہے۔ پس پروردگار عالم آپؑ کے اصحاب کو اکٹھا کردے گا۔ جن کی تعداد تین سو تیرہ ہوگی۔ وہ رکن اور مقام کے درمیان آپؑ کی بیعت کریں گے۔ آپ کے پاس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لکھوایا ہوا عہد نامہ ہوگا جسے فرزندوں کو اپنے آباء سے وراثت میں ملا ہوگا۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: پس حضرت امام مہدی علیہ السلام کی جانب سے ایک شخص کھڑا ہوگا اور آواز دے گا۔ اے لوگو! یہ تمہارا مطالبہ، تمہاری آواز تھی جو آگے ہیں۔ اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ جس کی طرف تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت دی، پس وہ کھڑے ہو جائیں گے، حضرت خود کھڑے ہوں گے اور فرمائیں گے: اے لوگو! میں فلاں بن فلاں ہوں، نبیؐ مرسل کا بیٹا ہوں۔ اس بات کی طرف تمہیں بلاتا ہوں جس کی طرف رسول خداؐ نے تمہیں بلایا۔ پس لوگ اٹھیں گے تاکہ آپؑ کو قتل کردیں لیکن تین سو تیرہ (۳۱۳) اور کچھ افراد کھڑے ہوں گے اور وہ آپ کے آگے کھڑے ہو کر قتل نہ ہونے دیں گے۔ (بحار الانوار)

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت امام مہدی علیہ السلام مسجد الحرام میں تشریف لائیں گے تاکہ آپ کے قیام کا آغاز بیت اللہ سے ہو۔ آپؑ کعبہ کے ساتھ پشت لگائے ہوں گے اور اپنے

سامنے موجود اصحاب اور دیگر لوگوں سے خطاب فرمائیں گے۔ خطبے کی ابتدا حمد وثنا اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود سے کریں گے، پھر اپنا مکمل تعارف پیش کریں گے اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ آپ سب سے پہلے اس آیت کی تلاوت فرمائیں۔ ''خدا کا بقیہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر تم مومن ہو۔'' پھر فرمائیں گے۔ ''میں تم پر خدا کا بقیہ، خلیفہ اور حجت ہوں۔ بقیہ کا مطلب ہے جو کسی سے بچ جائے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام ان اولیائے الٰہی کا ہمیشہ رہنے والا بقیہ ہیں کہ جو بشریت کا افضل طبقہ ہیں۔ نبوت کا خاتمہ جناب رسالت مآبؐ پر ہوا۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں اور حضرت امام مہدی علیہ السلام آخری امام ہیں۔ آپؑ کے بعد کوئی امام نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ہدایت کے لیے منتخب کیا۔''

ایک اور خطبہ میں آپؑ نے لوگوں کی توجہ حقوق اللہ، رسول اور قرآن کی طرف دلائی جس کے متعلق حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ''حضرت امام مہدی علیہ السلام بوقت عشاء مکہ میں ظہور فرمائیں گے اور آپؑ کے پاس رسول اللہ کا پرچم، قمیص، تلوار، علامات نور و بیان ہوگا۔ جب آپ نماز عشاء پڑھ لیں گے تو بہ آواز بلند ارشاد فرمائیں گے۔ ''اے لوگو! میں تمہیں اللہ کی جانب متوجہ کرتا ہوں، تمہارا مقام تمہارے رب کے پاس ہے۔ اس نے تمہارے لیے راہ ہموار کی، انبیاء بھیجے اور کتاب نازل کی۔ وہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اس کو کسی کا شریک نہ بناؤ اور اس کی اطاعت پر کاربند رہو جسے قرآن نے زندہ کیا اسے زندہ کرو، جسے قرآن نے ختم کیا اسے ختم کرو (نیکی اور ہدایت) کے سلسلے میں مددگار بنو اور اہل تقویٰ میں شامل ہو جاؤ۔ بیشک دنیا عنقریب ختم ہونے والی ہے اور اس نے وداع کہہ دیا ہے، میں تمہیں خدا، رسول خدا، قرآن پر عمل، باطل کے خاتمے اور سنت رسول کو زندہ کرنے کی طرف بلاتا ہوں۔'' یہ وہ خطبہ ہے جس میں نیکی کی تعلیم، خوف خدا اور دین کی تعلیم نہایت فصیح و بلیغ انداز میں فرمائی ہے۔ نہایت اختصار کے باوجود اس خطبہ میں ایسا درس دیا ہے جو طویل خطاب میں بھی کوئی دوسرا شخص نہیں دے سکتا۔ یہ فیض امام ہے کہ چند قطرے بھی مثل دریا رواں نظر آتے ہیں۔ یہ کمال علم و حکمت کی انتہا ہے۔

حدیث میں ایک اور خطبہ کا ذکر ملتا ہے۔ جس کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ خطبہ آپ دیوار خانہ کعبہ سے پشت لگا کر فرمائیں گے جس کا ذکر بحار الانوار میں روایت ہے۔ ''آگاہ ہو جو حضرت آدم اور حضرت شیثؑ کو دیکھنا چاہے تو میں ان دونوں کے کمالات کا حامل ہوں۔ آگاہ ہو جو حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بیٹے سام کو دیکھنا چاہتے ہو تو میں ان دونوں کی صفات کا حامل ہوں۔ آگاہ ہو جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دیکھنا چاہے تو مجھ میں ان دونوں کے اوصاف موجود

ہیں۔ وہ مجھے دیکھ لے۔ آگاہ ہو جو حضرت عیسیٰ اور حضرت شمعون علیہ السلام کو دیکھنا چاہے تو میں ان دونوں کے خصائص سے آراستہ ہوں۔ آگاہ ہو جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو دیکھنا چاہے تو میں ان دونوں کی صفات کا منبع ہوں۔ آگاہ ہو جو حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیکھنا چاہے تو میں ان دونوں کے کردار کا مالک ہوں۔ آگاہ ہو جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہونے والے ائمہ کو دیکھنا چاہے تو مجھ سے ان سب کا عکس نظر آتا ہے۔" اس عظیم الشان خطبہ میں جن انبیاء علیہم السلام اور ائمہ اہل بیت اطہار کا ذکر اپنی نسبت سے فرمایا ہے اس سے مراد یہ ہے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام علم وحکمت، سیرت و کردار اور اخلاق میں ان تمام معصومین علیہم السلام کے اسوہ حسنہ کا عملی نمونہ ہیں۔ مطلب یہ کہ اے لوگو! تم مجھ میں جملہ انبیاء وائمہ کی سیرت و کردار دیکھ سکتے ہو۔

وارث تبرکات انبیاءؑ

حضرت امام مہدی علیہ السلام امامت کا بارہواں باب ہیں۔ آپ وارث علم لدنی اور وارث تبرکات انبیاء علیہم السلام ہیں۔ آپ علم وفضل میں یکتائے زمانہ ہیں۔ آپؑ کی وارثت مال دنیا نہیں بلکہ یہ تو آپ کے قدموں کی خاک سے ابتر ہے، جس طرح جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ اس دنیا کی قیمت میری پیوندگی نالین کے برابر بھی نہیں۔ وارث انبیاء سے مراد وہ اشیاء ہیں جو انبیاء کرام نے اپنے بعد اپنے اوصیاء کے لیے چھوڑیں اور یہ ایک وصی سے دوسرے وصی تک منتقل ہوتے ہوئے یہاں تک کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچیں اور بعد وفات سید کونین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تبرکات مع جناب رسالت مآبؐ کے تبرکات حضرت علی ابن ابی طالب کو بحیثیت جانشین منتقل ہوئیں اور حضرت علی علیہ السلام کے بعد تسلسل سے ائمہ اہل بیت میں منتقل ہوتی رہیں اور آخر میں حضرت امام مہدی علیہ السلام تک پہنچیں جو حضرت کے پاس موجود ہیں اور تا ظہور آپ کی ملکیت رہیں گے۔

ان تبرکات کے بارے میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "جب حضرت امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو آپؑ کے پاس جناب رسالت مآب کا پرچم، حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پتھر اور عصا ہوگا۔" حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے جناب رسالت مآبؐ کے پرچم کے بارے میں فرمایا: "جنگ بدر کے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ پرچم لے کر نازل ہوئے تھے اور جناب رسالت مآبؐ نے اسے لہرایا تھا۔ اس کے بعد تہہ کر کے

حضرت علی السلام کے حوالے کر دیا تھا۔ اس کے بعد یہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس رہا، یہاں تک کہ بصرہ والے دن آپؑ نے اسے لہرایا تو پروردگار عالم نے آپؑ کو فتحیاب کیا۔ اس فتح کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے اسے لپیٹ دیا اور فرمایا، اب یہ پرچم ہمارے پاس ہے اور اسے کوئی نہیں لہرائے گا اور جب حضرت امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو اسے لہرائیں گے۔ حضرت سلیمان کی انگوٹھی انبیاء کی وراثت سے گزرتی ہوئی جناب رسالت مآبؐ کی وراثت میں آئی۔ یہ مخصوص انگوٹھی جب حضرت امام مہدی علیہ السلام پہنیں گے تو پروردگار عالم پرندوں، ہوا اور فرشتوں کو ان کے قبضے میں دے گا اور حضرت موسیٰ کے پتھر اور عصا کے بارے میں سورہ بقرہ میں ارشاد رب العزت ہے۔ ''جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے پانی طلب کیا تو ہم نے کہا کہ اپنا عصا پھر پر مارو اور جب آپ نے یہ عصا پتھر پر مارا تو اس سے بارہ چشمے ابل پڑے۔''

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ ''جب حضرت قائم خروج فرمائیں گے اور اپنے ہمراہ حضرت موسیٰ بن عمران کا پتھر اٹھائے ہوں گے جس کا وزن ایک اونٹ کے برابر ہوگا تو وہ جس جگہ بھی پڑاؤ فرمائیں گے وہاں چشمے جاری ہو جائیں گے۔'' حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ ''حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا، جنت کے درختوں میں سے اس کی ایک ''آس'' شاخ ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدین کا رخ کیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اسے لے کر آپؑ کی خدمت میں آئے۔'' اس حدیث میں جس درخت کی شاخ کا ذکر ہے وہ درخت نہایت خوشبو دار تھا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یعقوب بن شعیب سے فرمایا۔ ''کیا میں تمہیں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی وہ قمیص دکھاؤ جسے پہن کر آپ قیام فرمائیں گے؟ یعقوب نے کہا۔ جی ہاں! کیوں نہیں۔ آپؑ نے ایک صندوق منگوایا اور اسے کھولا اس میں سے ایک گاڑھے دھاگوں سے بنی ہوئی قمیص نکالی تو اس کے دائیں جانب کے بٹن پر خون لگا ہوا تھا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ رسول اللہ کی قمیص ہے جس روز آپؐ کے دندان مبارک مجروح ہوئے تھے۔ آپؐ یہ قمیص پہنے تھے اور حضرت قائم علیہ السلام بھی یہ قمیص پہن کر قیام کریں گے۔ یعقوب بن شعیب کہتے ہیں میں نے اس کا بوسہ لیا اور اپنے چہرے پر لگایا۔ پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسے تہہ کر کے میرے سامنے سے اٹھالیا۔

روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فضل بن عمر سے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ کیا تھا۔ فضل نے کہا جی نہیں۔ تو حضرت نے فرمایا۔ ''جب حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کرتا لے کر نازل ہوئے اور یہ کرتا انہیں پہنا دیا، جس کی وجہ

سے آپؑ ہر طرح کی گرمی سے محفوظ رہے۔ جب آپؑ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اولاد کو نظر بد سے محفوظ رکھنے کے لیے امن و پناہ قرار دیا اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کو پہنا دیا۔ حضرت اسحٰق علیہ السلام نے وہ کرتا حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیا اور جب حضرت یوسف پیدا ہوئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے وہ کرتہ انہیں پہنایا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے بعد میں اسے کھولا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس کی خوشبو محسوس کی جس کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا اور یہ کرتہ جنت سے آیا تھا۔ مفضل نے عرض کی میں آپؑ پر قربان جاؤں۔ اب وہ کرتہ کس کے پاس ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا: ''اب یہ اس کے اہل کے پاس ہے اور جب حضرت امام مہدی علیہ السلام خروج کریں گے تو وہ ان کے پاس ہوگا۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: ہر نبی نے جو بھی میراث، علم یا کسی اور صورت میں چھوڑی وہ آل محمدؐ تک پہنچی ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو کرتہ رسول خدا نے جنگ احد میں پہنا تھا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام وقت ظہور وہ پہنے ہوں گے۔ آپؑ کے پاس جناب رسول اکرمؐ کا عمامہ ''سحاب'' ہوگا، آپ کی زرہ ''سابغہ'' اور رسول اکرمؐ کی ذوالفقار ہوگی۔ ذوالفقار وہ تلوار ہے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام عرش سے مولا علیؑ کے لیے لائے تھے اور یہ قصیدہ پڑھا تھا کہ ''علیؑ سے بڑھ کر کوئی فاتح نہیں اور ذوالفقار سے بڑھ کر کوئی تلوار نہیں۔'' ذوالفقار جناب رسالت مآبؐ نے اپنے دست مبارک سے حضرت علی علیہ السلام کو عطا فرمائی تھی۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ''حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا، حضرت آدم علیہ السلام کا تھا جو حضرت شعیب کی وراثت میں آیا پھر حضرت موسیٰ بن عمران اس کے وارث ہوئے اور اب وہ ہمارے پاس ہے، میں ابھی اسے دیکھ کر آیا ہوں، یہ جس طرح درخت سے جدا کیے جانے کے وقت سرسبز و تازہ تھا اب بھی اسی حالت میں موجود ہے، اگر اسے بولنے کا حکم دیا جائے تو یہ بولتا ہے، یہ ہمارے قائم کے لیے بنایا گیا ہے۔ وہ اس سے وہ کام لیں گے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لیا تھا۔ اسے جو حکم دیا جاتا ہے بجالاتا ہے اور اگر اسے زمین پر ڈال دیا جائے تو یہ اپنی زبان سے اہل باطل کے سحر اور جادو کا کام تمام کر دیتا ہے۔'' آپ کو پروردگار عالم کی جانب سے ہر محاذ پر فتح حاصل ہوگی۔

آپؑ دشمنان دین سے اس وقت تک جہاد کریں گے جب تک وہ حق کی دشمنی اور فساد سے باز نہیں آئیں گے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ حضرت قائم میں ان کے نانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت تلوار کے ذریعے جہاد کرنا ہے۔ وہ خدا اور رسولؐ کے دشمنوں، ظالموں اور سرکشوں کو قتل کریں گے، وہ تلوار اور رعب سے فتح یاب ہوں گے اور ان کے مقابل کوئی پرچم بلند نہ ہو سکے گا۔ جس تلوار

سے آپ جہاد کریں گے وہ آپ کی وراثت ہوگی۔ اس کے سامنے جو بھی آئے گا اس کا بچنا محال ہوگا۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام میں سات انبیاء کی سنتیں ہوں گی، ان سنتوں میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت سے جہاد ہوگا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے سورۃ السجدہ کی آیت ۲۱ر کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ ادنیٰ عذاب سے مراد خوراک اور پانی کی قلت ہے اور عذاب اکبر سے مراد" آخری زمانے میں حضرت قائم کا تلوار کے ساتھ خروج فرمانا ہے۔"

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا امر دین کی بجا آوری میں چار انبیاء کی سنتیں ہیں اور ان میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت تلوار ہے، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: "امام مہدی علیہ السلام انہیں (ظالموں کو) "حضرت" کے عذاب میں مبتلا کریں گے اور انہیں تلوار کے ذریعے قتل کریں گے۔"

آپ کی تلوار جو ورثہ ہے محمدؐ اور ائمہ کا آپؑ کے دست مبارک میں آپؑ کے ارشاد کی منتظر ہوگی۔ دنیا کی تمام طاقتیں اس کے سامنے معذور اور بے بس ہو جائیں گی اس وقت کے جدید ہتھیار قدرت خداوندی سے ناکارہ ہو جائیں گے اور آپؑ تلوار سے جہاد فرما کر اپنے آباء جناب رسالت مآبؐ کے وصی جناب امیر المومنینؑ کی جرأت و شجاعت کا اظہار فرمائیں گے۔ اس طرح دنیا سے ظلم و جبر کے اقتدار کا خاتمہ کر دیں گے اور دنیا کو گہوارہ امن بنا دیں گے۔

حضرت امام مہدیؑ کی حکومت

حضرت امام مہدی علیہ السلام تمام دنیا سے کفر و گمراہی کا خاتمہ فرما کر جامع و اکمل اسلامی حکومت کا قیام عمل میں لائیں گے۔ جہاں حق کی پاسداری ہوگی اور دنیا میں امن و سکون قائم ہوگا۔ پورا معاشرہ اسقدر پر امن ہوگا کہ کسی بھی مخلوق خدا کو کسی طرح کا خطرہ نہ ہوگا۔ چرند پرند اور انسان سب پر امن دور میں داخل ہو جائیں گے۔ یہ وہ پر امن طرز حکومت ہوگی جس کی بنیاد جناب رسالت مآبؐ نے رکھی تھی۔ اس اسلامی حکومت کی مکمل تصویر حضرتؑ کے دور حکومت میں نمایاں ہوگی۔

حق الیقین میں ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد حکومت کا قیام عمل میں لائیں گے۔ آپؑ کا پایہ تخت کوفہ ہوگا۔ مکہ معظمہ میں آپؑ اپنا نائب مقرر فرمائیں گے۔ دیوان خانہ مسجد کوفہ ہوگی اور وہیں سے آپؑ احکامات کا اجراء فرمائیں گے۔ بیت المال مسجد سہلہ کو مقرر فرمائیں گے۔ خلوت کدہ نجف اشرف ہوگا۔ آپؑ حکومتی نظام اس طرز پر چلائیں گے جس سے رعیت کا ہر فرد مطمئن نظر آئے گا۔ اس

طرز حکومت میں نقص امن کا کوئی خطرہ نہ ہوگا اور کوئی شخص یہ شکوہ نہیں کرے گا کہ وہ اپنے حقوق سے محروم ہے۔ عدل و انصاف اپنی انتہا پر نظر آئے گا۔ اس زمانے میں کوئی مجرم نظر نہ آئے گا۔ دراصل یہ سکون و شادمانی کا دور ہوگا جہاں پر مومن کی دلی تمنا پوری ہوگی اس زمانے میں حسرت و مایوسی کا خاتمہ ہوگا اور ہر طرف خوشگوار ماحول ہوگا۔

الیواقت الجواہر کی روایت کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حکومت میں گناہ بالکل سرزد نہ ہوں گے۔ تمام لوگ پرہیزگار ہو جائیں گے۔ جہالت و بخل کا خاتمہ ہوگا۔ کمزوروں اور ضعیفوں کی دادرسی کی جائے گی۔ ظلم واستبداد کا دنیا سے خاتمہ ہو جائے گا۔ دنیا کے تمام مذاہب کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ہر طرف دین اسلام کا چرچا ہوگا۔ جو بھی حضرت کے مقابلے میں آئے گا اور حق کی مخالفت کرے گا، قتل ہوگا۔ جزیہ موقوف ہوگا۔ اس لیے کہ اس کی ضرورت باقی نہیں رہے گی کیونکہ صرف دین اسلام ہوگا۔ ساری دنیا میں عدل اور انصاف ہوگا۔

آپ کے زمانے اقتدار میں ایسی پرامن زندگی ہوگی کہ انسان نے کسی زمانے میں ایسا پرامن ماحول نہیں دیکھا ہوگا۔ راستے اس قدر پرامن ہوں گے کہ عورتیں بغیر کسی خوف و خطرہ کے سفر کریں گی۔ اس زمانے میں کسی کی حق تلفی نہ ہوگی۔ مالی اور جانی خطرات کا کہیں نام و نشان تک نہ ہوگا۔ لوگ اپنا سامان بغیر کسی خوف کے گھروں میں چھوڑ کر باہر آئیں گے۔ اس دور میں چوری اور بدعنوانی کا تصور بھی نہیں ہوگا۔ موذی درندے بے ضرر ہو جائیں گے، چھوٹے جانور بھیڑ بکریاں شیر کے سامنے بے خوف گزریں گے۔

ابن طاؤس علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ ''جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے تو دجال کو قتل کریں گے، چرواہے اپنی گوسفندوں سے کہیں گے کہ چرنے کے لیے فلاں جگہ جاؤ اور اس وقت لوٹ آنا۔ گوسفندوں کے گلے دو کھیتوں کے درمیان ہوں گے مگران کے ایک خوشے سے تجاوز نہیں کریں گے اور نہ ایک شاخ کو بھی پاؤں تلے روندیں گے۔ ابن حماد نے فتن میں ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے ملاحم میں عقد الدرر اور بحار الانوار کے مطابق یہ وہ دور ہوگا جب حضرت قائم زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے تاکہ لوگ اپنی فطرت کے تحت بازگشت کریں۔ اس دور میں نا تو ناحق خون بہے گا اور نہ کسی سوئے ہوئے کو جگایا جائے گا۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام جب تشریف لائیں گے اس زمانے میں بھیڑیا گوسفند پر حملہ نہیں کرے گا اور نہ شیر گائے کو کھائے گا، سانپ انسان کو کسی طرح کا ضرر نہیں

پہنچائے گا۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ خصال میں، اثباۃ الہداۃ اور بحار الانوار کے مطابق حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "جب حضرت امام مہدی علیہ السلام قیام کریں گے تو آسمان سے پانی برسے گا، درندے اور چوپائے ایک ہی درے امن کے ساتھ داخل ہوں گے انہیں انسانوں سے کوئی غرض نہ ہوگی اور اس قدر امن وسکون ہوگا کہ ایک عورت عراق سے شام چلی جائے گی نہ کوئی درندہ اسے پریشان کرے گا اور نہ ہی وہ کسی درندے سے خوفزدہ ہوگی۔"

ینابیع المودۃ، حقائق الحق کے مطابق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "حضرت امام مہدی علیہ السلام کا لشکر کانے دجال کو نیست ونابود کردے گا، زمین کو اس کے منحوس وجود سے پاک کرنے کے بعد آپؑ مشرق تا مغرب تمام عالم پر فرمانروائی کریں گے اور جابقا سے جابر تک کو فتح کریں گے۔ بلکہ آپؑ کی حکومت تمام شہروں تک محیط ہوگی، جسے استحکام ودوام حاصل ہوگا۔" آپؑ لوگوں کے ساتھ عادلانہ رویہ اختیار فرمائیں گے۔ انتہا یہ ہوگی کہ گوسفند بھیڑیے کے نزدیک چرنے میں مصروف ہوگی اور امن وامان کا یہ عالم ہوگا کہ بچے بچھوسے کھیلیں گے لیکن ان کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ دنیا سے تمام برائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ مسند احمد اور ابن حماد کی کتاب فتن میں مرقوم ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے قبل قیامت نہیں آئے گی۔ ابوامامہ باہلی کہتے ہیں کہ ایک دن جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا اور آخر میں فرمایا: اس زمانے میں لوگوں کا پیشوا ایک نیک اور صالح انسان ہوگا، اس زمانے میں بھیڑیا گائے پر ظلم نہیں کرے گا، دلوں سے کینہ ختم ہو جائے گا، جانوروں کے منہ سے لگام ہٹالی جائے گی۔ انسان تو انسان جانور تک ایک دوسرے کے حقوق سے تجاوز نہیں کریں گے، بچہ درندے کے منہ میں اپنا ہاتھ ڈالے گا لیکن وہ اسے کوئی گزند نہیں پہنچائے گا، شیر اونٹ کی قطار میں اور بھیڑ گوسفند کے گلے میں حفاظتی طور پر چلے گا۔ اس دوران میں جانی اور مالی حفاظت کا کوئی خوف نہ ہوگا۔ انسان موذی جانوروں کے خوف سے مبرا ہوگا، کوئی ذی روح کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ یہ پیار ومحبت اور انسیت کا زمانہ ہوگا۔ ابن طاؤس علیہ الرحمہ سے ملاحم اور حقائق الحق میں روایت ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ "حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں امت آپ کی پناہ میں ہوگی، جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے سردار (یعسوب) کی پناہ میں ہوتی ہیں۔ اسی طرح امت آپ کی پناہ میں محفوظ و پرسکون ہوگی، آپؑ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسا کہ اس سے پہلے ظلم وجور سے پر ہوگی۔ سوتے ہوئے انسان کو کوئی بیدار نہیں کرے گا اور نہ کسی کا کوئی ناحق خون بہائے گا۔"

المعجم الکبیر کی روایت کے مطابق جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا۔ ''حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں عورت ظلم وستم اور ناانصافی سے بے خوف وخطر ہو کر رات کو سفر کرے گی۔'' المعجم الکبیر، جامع الاصول اور بیہقی نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی ہے۔ ''یقیناً خداوند عالم دین کو اس طرح مکمل کرے گا کہ جو شخص رات کو صنعا سے حضر موت تک مسافرت کرے گا تو اسے خدا کے علاوہ کسی کا خوف نہیں ہوگا۔'' مفید اختصاص، عیاشی تفسیر، غیبۃ النعمانی، بحار الانوار، اثبات الہداۃ اور الفائق نے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا ہم کیوں حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور کی تمنا کریں؟ کیا ہم غیبت کے زمانے میں بلند مرتبہ پر ہوں گے؟ آپؑ نے فرمایا۔ ''سبحان اللہ تم نہیں چاہتے کہ امام اپنی عدالت پوری دنیا میں عام کریں اور راستوں کو پرامن بنادیں اور اپنے منصفانہ فیصلے سے ستم رسیدہ کی نصرت فرمائیں۔ علل الشرائع تفسیر برہان، نور الثقلین اور بحار الانوار کے مطابق علی بن عقبہ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ جس وقت حضرت قائم ظہور فرمائیں گے تو عدالت قائم کریں گے اور آپ کے دور حکومت میں ظلم کا خاتمہ ہو جائے گا اور راستے پرامن ہو جائیں گے۔ تفسیر عیاشی اور بحار الانوار کے مطابق حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ ''حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد کسی کا کوئی حق کسی کے ذمہ باقی نہیں رہے گا کیونکہ حضرتؑ اسے واپس لے کر حقدار کو واپس کر دیں گے۔ روضۃ الواعظین اور بصائر الدرجات میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث مرقوم ہے۔ ''جس وقت حضرت قائم قیام فرمائیں گے تو حضرت داؤد علیہ السلام کے فیصلوں اور حکم پر عمل فرمائیں گے، انہیں شاہد و گواہ کی احتیاج نہیں ہوگی۔ خداوند عالم احکام الٰہی ان پر الہام فرمائے گا۔ آپؑ اپنے علم کے مطابق عمل کریں گے اور اسی کے لحاظ سے فیصلہ کریں گے۔'' آپ کا ہر حکم رضائے الٰہی کے مطابق ہوگا۔

آپؑ کے دور اقتدار میں معاشی حالات بہت اچھے ہوں گے، زمین و آسمان سے برکتوں کا نزول ہوگا، دریا پانی سے بھرے ہوں گے، کہیں خشک سالی کا نام ونشان تک نہ ہوگا، ہر زمین زرخیز ہوگی اور باغ وکھیتیاں سرسبز ہوں گی، درختوں کی شاخیں پھلوں سے لدی ہوں گی، ہر پھل نہایت شیریں ولذیذ ہوگا اور صحرا نخلستان میں تبدیل ہو جائیں گے، فقر وتنگدستی کا خاتمہ ہو جائے گا، ہر فرد کی اقتصادی حالت بہتر ہوگی، غربت وافلاس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ابن حماد نے فتن میں، احمد بن حنبل نے مسند میں اور ابن بطریق نے عمدہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ روایت نقل کی ہے جس میں آپؑ نے فرمایا۔ ''جب قائم اہل بیت قیام فرمائیں گے تو بیت المال کی لوگوں میں عادلانہ تقسیم ہوگی، زمین کے اوپر کی دولت (خمس وزکوۃ) اور زمین کے اندر

چھپی ہوئی دولت (معدنیات) آپؑ کے پاس جمع ہو جائے گی، اس وقت آپؑ لوگوں سے خطاب کریں گے، آؤ جس کے لیے تم لوگوں نے اپنی رشتہ داریاں منقطع کر دی تھیں اور خونریزی اور گناہ پر آمادہ تھے، اب لے جاؤ، آپ اس طرح حق داروں میں مال تقسیم فرمائیں گے کہ اس سے قبل اس طرح کسی نے تقسیم نہیں کیا ہوگا۔'' سنن ابن داؤد کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بخشش بغیر احسان کے مہربان باپ کی مثل ہوگی، اس لحاظ سے خود دوسروں کی بخشش کے مقابلہ میں جو لوگوں کو غلام بناتے ہیں، دین فروشی اور آبروریزی پر موقوف ہوتی ہے۔ آپ کی بخشش نہایت پسندیدہ اور خوشگوار ہوگی۔ ان لوگوں میں مال تقسیم فرمائیں گے جو پیغمبرؐ کی سیرت پر عمل پیرا ہوں گے۔

ابن طاؤس علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔ ''حضرت امام مہدی علیہ السلام زمین کے خزانوں کو باہر نکالیں گے اور لوگوں کے درمیان مال تقسیم فرمائیں گے، اس طرح اسلام کی شان و شوکت لوٹ آئے گی۔''

اصول کافی اور التہذیب میں یہ روایت مرقوم ہے کہ عبداللہ بن سنن کہتے ہیں۔ ''میرے والد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی۔ 'میرے پاس محصول (ٹیکس، لگان) کی کچھ زمین ہے جس پر میں نے کھیتی اگائی ہے۔ حضرت نے کچھ توقف فرما کر کہا۔ اگر ہمارے قائم قیام کریں گے تو تمہارا حصہ اس زمین سے زیادہ ہوگا۔''

نعمانی نے غیبۃ میں اور علامہ مجلسی بحار الانوار میں تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''جب ہمارے قائم قیام کریں گے تو لوگوں کے درمیان مساوات سے اموال تقسیم کر کے عادلانہ طرز برقرار کریں گے۔'' آپؑ کے دور حکومت میں مال و زر اس قدر افراط میں ہوگا کہ کوئی صدقہ و زکوٰۃ لینے والا نہ ہوگا۔ عقدالدرر کی روایت کے مطابق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دور ظہور میں لوگ مال و زکوٰۃ گلی کوچوں میں ڈال دیں گے لیکن اس کو لینے والا نہیں ملے گا۔'' ارشاد مفید اور بحار الانوار کی روایت کے مطابق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ ''حضرت قائم علیہ السلام کے قیام کے وقت زمین اپنے دفینے اگل دے گی، لوگ اسے دیکھیں گے، صاحبان زکوٰۃ کو تلاش کریں گے لیکن کوئی لینے والا نہ ہوگا اور لوگ پروردگار عالم کے فضل و کرم سے دولت سے بے نیاز ہوں گے۔'' ابن طاؤس علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ ''حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حکومت میں عمریں طولانی ہوں گی۔'' خرائج اور بحار الانوار کی روایت کے مطابق حضرت امام حسین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ''حضرت قائم کی دور حکومت میں کوئی نابینا، اپاہج زدہ

اور مصیبت میں مبتلا روئے زمین پر نہ ہوگا، پروردگار عالم سب کے درد و آزار ختم کر دے گا۔"

در منثور سیوطی کے مطابق آپؑ کے عہد حکومت میں مکمل امن و امان ہوگا۔ انسان، بکری، بھیڑ، گائے، شیر، سانپ سب ایک دوسرے سے بے خوف زندگی بسر کریں گے۔ مشکوٰۃ کے حاشیہ پر مرقوم ہے کہ دنیا کے تمام مظلوموں اور آل محمد کی موجودگی میں ان پر ظلم کرنے والوں کو طلب فرما کر انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ حضرتؑ تمام امور کی نگرانی کے لیے تشریف فرما ہوں گے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام اس عہد کی مدت حیات مکمل فرما کر انتقال فرمائیں گے اور آپؑ کو روضہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام پر دفن کیا جائے گا۔ اعلام الوریٰ اور ارشاد مفید کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حکومت اس وقت تک قائم رہے گی جب دنیا کے ختم ہونے میں چالیس یوم باقی رہ جائیں گے۔ الیواقت الجواہر میں مرقوم ہے کہ آپؑ کے دور میں جزیہ موقوف ہو جائے گا۔ غایۃ المقصود کی روایت کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام کے عہد میں جو لوگ زندہ کیے جائیں گے ان کی تعداد چار ہزار ہوگی۔ آپؑ کی حکومت اس وقت تک قائم رہے گی جب تک دنیا کے ختم ہونے میں ۴۰ ؍یوم باقی رہیں گے۔ (ارشاد مفید، اعلام الوریٰ) اعلام الوریٰ میں مرقوم ہے۔ دراصل یہ مدت قبروں سے مردوں کے نکلنے اور قیامت کبریٰ کے لیے ہوگی۔ حشر و نشر، حساب و کتاب، صور پھونکنا اور دیگر لوازم قیامت کبریٰ اسی میں ادا ہوں گے۔ صواعق محرقہ، المعارف الراغبین اور حاشیہ نور الابصار میں ہے۔ اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام لوگوں کو جنت کا پروانہ دیں گے۔ لوگ اسے لے کر پل صراط سے گزریں گے۔ ارجح المطالب میں ہے۔ پھر آپؑ حوض کوثر کی نگرانی کریں گے جو دشمن آل محمد حوض کوثر پر ہوگا، اسے آپ اٹھا دیں گے۔ مزید برآں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی مدت کے بارے میں ارشاد مفید، غیبۃ طوسی، روضۃ الواعظین، الفصول المہمہ، بحار الانوار اور نور الثقلین کے مطابق آپ کی مدت حکومت سات سال ہوگی۔ لیکن اس زمانے کے سال اس زمانے کے سالوں کے مقابلے میں بڑے ہوں گے۔ آپؑ کی حکومت کا ہر سال دس سال کے مساوی ہوگا۔ لہٰذا آپ کی مدت حکومت اس لحاظ سے ستر سال ہوگی۔

جابر بن عبداللہ انصاری نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ حضرت امام زمانہ کتنے سال زندگی گزاریں گے؟ حضرتؑ نے فرمایا: قیام کے دن سے وفات تک ۱۹؍سال طولانی ہوگی۔

کسی بھی حکومت میں قوانین کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ یہ قوانین اگر عدل پر موقوف ہوں اور ان پر عمل درآمد کیا جائے تو معاشرہ خوشحال ہوتا ہے اور اس کے برعکس اگر قوانین تو بنائے جائیں لیکن ان پر عمل درآمد نہ ہو تو معاشرہ پستی کا شکار ہوتا ہے اور عوام الناس میں بے چینی پائی جاتی ہے جس کے نتیجے میں حکمرانوں کی زندگی

بھی مسائل کا شکار ہو جاتی ہے۔ عدل کا فقدان لوگوں کی زندگی اجیرن کر دیتا ہے۔ قانون کی عملداری سے بہتر نتائج سامنے آتے ہیں لیکن عام طور پر حکومتیں ان قوانین کو اپنے ذاتی مفاد کے لیے استعمال کرتی ہیں، غریبوں کے لیے قانون کچھ اور ہوتا ہے اور امراء کے لیے کچھ اور قول و فعل کا یہ تضاد معاشرہ کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ اس زمانے میں مختلف ممالک میں ہزاروں قوانین رائج ہیں لیکن سب میں قدر مشترک یہ ہے کہ ان پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ کہیں مذہب کے نام پر اور کہیں حقوق انسانی کے نام پر عوام الناس کا استحصال کیا جاتا ہے۔

جب امام مہدی علیہ السلام کی حکمرانی ہوگی تو قوانین عدل و انصاف پر مبنی ہوں گے جس میں دین کا عنصر نمایاں ہوگا، جس پر اس طرح عملدرآمد ہوگا کہ ہر شخص مطمئن نظر آئے گا۔ یہ نظام حیات موجودہ طرز زندگی سے مختلف ہوگا، موجودہ طرز حکمرانی میں سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ حاکم وقت عدل نہیں کرتا۔ لہٰذا غیر اخلاقی اور غیر انسانی حرکات کا مرتکب ہوتا ہے۔ جس کے سبب امن و امان اور معاشی و معاشرتی مسائل سر اٹھانے لگتے ہیں جبکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دور حکمرانی میں ہر طرف امن و سکون ہوگا۔ اس کی اصل وجہ یہ ہوگی کہ آپ امامِ عادل ہیں اور علم و حکمت میں وارث انبیاء و ائمہ اہل بیت ہیں۔ پروردگار عالم کے چنیدہ صاحب اقتدار ہو کر قیام فرمائیں گے اور نفاذ شریعت کے ذریعے حقوق انسانی کو دوام بخشیں گے۔ جہاں معاشرہ کا ہر فرد مطمئن نظر آئے گا۔ اس دور میں غیر اسلامی قوانین کا مکمل طور پر خاتمہ ہو جائے گا۔ جو قوانین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب علی مرتضیٰؑ نے نافذ فرمائے تھے ان قوانین پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ حکومت میں پوری طرح عمل کیا جائے گا۔ زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی اپنے عروج پر ہوگی، نظام عدل، نظام تعلیم، نظام معیشت الغرض تمام شعبہ ہائے حیات میں ترقی بام عروج پر نظر آئے گی۔ یہ سب کچھ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی برکت سے ہوگا۔ جہالت، محرومیت، افلاس، ظلم و ستم، بے راہ روی، غیبت اور بہتان تراشی جیسی برائیوں کا تصور بھی نہ ہوگا۔

روحانی طرز حکومت

جب حضرت امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو دنیا کی حالت نہایت ابتر ہو چکی ہوگی۔ ہر طرف ظلم و جور کا دور ہوگا۔ جس طرح جب آپ کے جد بزرگوار حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تھے تو دنیا کی حالت نہایت خراب ہو چکی تھی لیکن نور رسالت سے ایک عظیم انقلاب برپا ہو گیا تھا اور صدیوں پرانے بوسیدہ نظام میں حیرت انگیز تبدیلی رونما ہو گئی تھی۔ دنیا کی کوئی ایسی برائی نہ تھی جو

عربوں میں موجود نہ ہو۔ چوری، لوٹ مار، قتل و غارتگری کا بازار گرم تھا۔ اخلاقی طور پر اہل عرب تباہ ہو چکے تھے۔ قبائل ایک دوسرے سے برسر پیکار تھے۔ غریب و نادار کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ یہ مذہبی طور پر مختلف عقائد میں بٹے ہوئے تھے، بت پرستی، آتش پرستی کے علاوہ مختلف جانوروں اور درختوں کی پوجا کی جاتی تھی۔ خانہ کعبہ میں بتوں کی پرستش عام تھی لیکن جناب رسالت مآبؐ نے ایک قلیل عرصہ میں عربوں کی حالت بدل دی۔ آپ نے اپنے اعلیٰ اخلاق اور احکام خداوندی کے اجراء سے حیوان صفت لوگوں کو انسان بنا دیا۔

اسی طرح فرزند رسول حضرت امام مہدی علیہ السلام دنیا کا دامن جو ظلم و جور سے بھرا ہوگا اسے عدل و انصاف سے آراستہ فرمائیں گے۔ آپ کا طرز حکومت عادلانہ ہوگا۔ یہ ایک ایسا دور ہوگا جس میں روحانیت نمایاں ہوگی۔ پروردگار عالم کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل ہوگا اور قرآن و سنت کی عملداری ہوگی۔ اس زمانے میں ہر شخص حکومت وقت سے مطمئن ہوگا۔ کسی کو کسی سے کوئی شکوہ نہ ہوگا۔ ہر شخص کو اس کے حقوق عطا ہوں گے اور کوئی ذی روح کسی کو نقصان یا ضرر نہیں پہنچائے گا۔ آپ رضائے الٰہی کے مطابق نظام حیات قائم فرمائیں گے۔ اس زمانے میں عدل اپنی انتہا پر ہوگا اور مکمل اسلامی نظام زندگی کا دور ہوگا۔ زمین اپنے تمام ذخائر اگل دے گی، پیداوار میں اضافہ ہوگا۔ بنجر زمینیں زرخیز ہو جائیں گی اور باران رحمت سے باغات سرسبز اور کھیتیاں لہلہائیں گی۔ درختوں میں ایسے شیریں اور شاداب پھل ہوں گے جن کی لذت کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ پیداوار میں اضافہ ہوگا۔ ضروریات زندگی کثرت سے مہیا ہوں گی۔

وحشی درندے بے ضرر ہوں گے اور دنیا سے خطرناک بیماریوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور ہر شخص صحت مند نظر آئے گا۔ ماحول نہایت خوشگوار ہوگا۔ عدل و انصاف کے عظیم ترین مظاہرے کے طور پر تمام مظلوم بلائے جائیں گے اور ساتھ ہی ان پر ظلم کرنے والے حاضر کیے جائیں گے۔ محمد و آل محمد تشریف لائیں گے اور ان پر ظلم و ستم روا رکھنے والے اشقیاء طلب کیے جائیں گے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام دادرسی فرمائیں گے اور ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔ اس وقت محمدؐ و آل محمدؑ کی عملداری ہوگی۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس روحانی طرز حکومت کی تمام امور میں نگرانی فرمائیں گے۔ مزید یہ کہ اس دور میں جناب عیسیٰ علیہ السلام اپنی سابقہ ۳۳ رسالہ ارضی زندگی میں مزید سات سال کا اضافہ فرما کر انتقال فرمائیں گے۔ انہیں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دفن کیا جائے گا۔ ظہور امام مہدی علیہ السلام کے دوبارہ ظاہر ہونے کے عقیدے کو رجعت کہتے ہیں جو ضروریات مذہب حقہ میں سے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بعد بحکم خدا شدید ترین کفار و منافقین اور کامل ترین

مومنین، حضرت رسالت مآبؐ، ائمہ طاہرینؑ اور بعض انبیاء سلف دولت حق محمدیؐ کے اظہار کے لیے دنیا میں پلٹ آئیں گے۔ دین اسلام کو بہت فروغ ہوگا۔ قیامت میں عذاب عظیم سے قبل زمانہ رجعت میں ظالموں سے ظلم کا حساب لیا جائے گا۔ اس طرح مظلوم کو اس کا حق ملے گا اور عدل کا نظام قائم ہوگا اور اس روحانی طرز حکومت میں کوئی اپنے حق سے محروم نہیں ہوگا۔

یہ حکومت نہایت وسیع ہوگی، جس کا دائرہ اختیار روحانیت پر مبنی ہوگا۔ جس کے بارے میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ ''بتحقیق ہمارا ملک حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے ملک سے بڑا ہوگا اور ہماری سلطنت ان کی سلطنت سے بڑی ہوگی۔'' حضرت امام مہدی علیہ السلام کے لیے ایسے اسباب مہیا کیے جائیں گے جو حضرت ذوالقرنین کے لیے مسخر نہیں کیے گئے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت میں فلسطین، ایران اور ملک شام و مصر تھے۔ افریقہ، یمن، چین اور ہند پر آپؑ کی حکومت نہ تھی جبکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی مملکت دنیا کے تمام خطوں پر محیط ہوگی۔ یہاں تک کہ چھوٹی سی بستی میں بھی آواز حق گونجے گی اور زمین کے تمام ویران علاقے آباد ہو جائیں گے۔ جیسا کہ احادیث میں ہے۔ ''حضرت امام مہدی علیہ السلام کے لیے جو امکانات مسخر کیے جائیں گے۔ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوں گے۔ وہ وسائل جو معجزات اور کرامات کے طور پر ہوں گے۔ ان کی کثرت ہوگی۔ جناب سلیمان علیہ السلام کی حکومت آپؑ کی زندگی تک باقی رہی، جبکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حکومت دنیا کی اختتام تک باقی رہے گی۔ دنیا کی حکومتوں میں اتار چڑھاؤ آتا رہتا ہے، ان میں یکسوئی نظر نہیں آتی اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حکومتیں عوام الناس کے ساتھ عدل نہیں کرتیں بلکہ حاکم وقت اپنے ذاتی مقاصد کو ترجیح دیتے ہیں۔ انہیں عوام کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس جناب مہدی علیہ السلام کی حکومت میں استحکام ہوگا۔ دوران حکومت نہ کوئی سازش ہوگی نہ کسی طرح کی رکاوٹ آئے گی۔ یہ ایک ایسا نظام روحانی ہوگا۔ جہاں ہر انسان معاشی تفکرات سے بری ہوگا۔ ضروریات زندگی وافر مقدار میں ہوں گی اور دنیا ذکر محمدؐ و آل محمدؐ کی پیروی میں مصروف ہوگی۔ دنیا کے کسی کونے میں بھی کفر کا نام و نشان نہ ہوگا۔ یہ دور دین اسلام کی تکمیل کا دور ہوگا جس میں ہر ذی روح کو اطمینان قلبی نصیب ہوگا۔ حق ظاہر ہوگا اور باطل کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہوگا۔ ہر وہ نیکی جس کا قرآن و احادیث میں بجالانے کا حکم ہے۔ آپؑ کے دور اقتدار میں اس پر عمل کیا جائے گا۔

آپؑ کے دور اقتدار میں روحانیت کا منظر عام ہوگا اور عدل و انصاف کا چرچا ہوگا۔ آپؑ کے فیصلے جناب داؤد علیہ السلام اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی مثل ہوں گے۔ جو نہایت قلیل

وقت میں کیے جائیں گے۔ ان کا طرز روحانیت پر مبنی ہوگا۔ آپؑ شکل دیکھ کر جرائم سے باخبر ہو جائیں گے۔ آپ کو کسی گواہی کی حاجت نہیں ہوگی۔ اس روحانی طرز حکومت میں آپؑ کے پاس ایک بہت بڑا سرمایہ تمام انبیاء اور اولیاء کی میراث ہوگی، جناب ابراہیم علیہ السلام کا پیرہن، عصائے جناب موسیٰ علیہ السلام، جناب سلیمان علیہ السلام اور حضرت امیر المومنینؑ کی ذوالفقار۔ یہ تمام تبرکات اپنی اصل صفات کے ساتھ ہوں گے۔ آپؑ کو ان تمام چیزوں پر اسی طرح حق تصرف ہوگا جس طرح صاحبان طہارت کو حاصل تھا۔ آپؑ کو ظاہری توانائی کی حاجت نہیں ہوگی۔ آپؑ کا دست سخا قدرت الٰہی کا مظہر ہوگا۔ آپؑ کے نور سے زمین اس قدر منور ہوگی کہ آفتاب و ماہتاب کے بغیر بھی کاروبار حیات چلتا رہے گا پروردگار عالم ہر شے کو آپؑ کے اختیار میں عنایت فرمائے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد رب العزت ہے۔ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ۔ ''اور ہم نے ہر چیز کو ایک معصوم امام کے قبضے میں کر دیا ہے۔''

آپ کو اپنے دور اقتدار میں کسی مشورہ کی حاجت نہیں ہوگی۔ آپؑ ہر معاملے میں بااختیار اور خود مختار ہوں گے۔ بحیثیت اللہ تعالیٰ کے نمائندے کے آپ جملہ صفات حسنہ کا پیکر ہوں گے۔ دنیا کے مشاہدات کے لیے کوئی پردہ حائل نہیں ہوگا۔ لہٰذا آپ تمام مخلوقات کی حاجات و ضروریات سے آگاہ ہوں گے۔ آپؑ کو اس بات کی قطعی حاجت نہ ہوگی کہ کوئی حالات سے باخبر رکھے یا کسی بات کے متعلق معلومات فراہم کرے۔ آپؑ کے نمائندے جو امور کی انجام دہی پر فائز ہوں گے انہیں آپؑ کی ہدایت ہوگی کہ اگر کوئی مسئلہ ان کی سمجھ سے باہر ہو تو اپنی ہتھیلی دیکھ لیں اس پر تمام مسائل کا حل تحریر نظر آئے گا۔

مساجد کی غیر ضروری آرائش کو محو کر دیا جائے گا۔ مسجد الحرام، مسجد نبوی اور مقام ابراہیمؑ ان کی اصل منزل تک لائیں گے۔ آپؑ کی مملکت روحانی کا پرچم وہی ہوگا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا۔ یہ نشان فتح و نصرت ہوگا۔ اس پرچم کا عمود عرش الٰہی کا بنا ہوگا۔ اس پرچم کی یہ صفت ہوگی کہ جس ظالم پر اس کا سایہ پڑے گا وہ تباہ ہو جائے گا۔ آپؑ کی فوج مثل چٹان مستحکم ہوگی۔ اس عہد روحانی میں ہر مومن میں چالیس افراد کی قوت ہوگی۔ ہر مومن پیکر جمال ہوگا۔ اس کے چہرے سے نور عیاں ہوگا۔ اس زمانے میں ہر ساعت مبارک ہوگی۔ آپؑ اپنے محبوں کی حاجت روائی فرمائیں گے اور دنیا امن کا گہوارہ ہو جائے گی۔

کتاب البیان میں مفتی العراقین صدر الحفاظ محمد یوسف گنجی شافعی تحریر فرماتے ہیں کہ ابوسعید خدری جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دور حکومت میں میری امت اتنی زیادہ نعمتوں سے سرفراز ہوگی کہ اس سے قبل اتنی نعمتیں کبھی نہیں ملی ہوں گی، ان پر

آسمان سے برابر باران رحمت نازل ہوگا، زمین ہر قسم کی نعمتوں یعنی پھولوں سے بھری ہوگی اور اپنے خزانوں کو باہر نکال دے گی۔ اس طرح مال و دولت کا انبار لگ جائے گا۔ لوگ حضرتؑ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کریں گے۔ مولا عطا فرمائیں۔ آپ عطا فرمائیں گے۔ بحار الانوار میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت ہے۔ ''زمین حضرت امام مہدی علیہ السلام کے لیے اپنے خزانے اگل دے گی۔ وہ مال اس طرح دیں گے جیسا کہ دینے کا حق ہے۔ اس دوران مال شمار سے باہر ہوگا۔'' ایک اور روایت میں ہے کہ ''زمین ستون کی مانند سونے کو نکالے گی۔'' کتاب النواصب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب ہمارے قائم کا ظہور ہوگا تو روئے زمین تمام کی تمام ان کے نور سے چمک اٹھے گی اور بندگان خدا سورج کی روشنی سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ تاریکیاں ختم ہو جائیں گی، لوگوں کی اتنی طویل عمر ہوگی کہ ان میں سے ہر ایک کی نسل سے ہزار بیٹے ہوں گے۔ زمین اپنے خزانے اگل دے گی۔ ہر شخص کے پاس اس قدر مال و دولت ہوگی کہ لوگ ضرورت مندوں کو تلاش کریں گے لیکن کوئی لینے والا نہیں ملے گا۔ یہاں تک کہ زکوۃ کے مستحقین بھی نہیں ملیں گے۔ نعمت خداوندی سے ہر شخص مستفید ہوگا کوئی کسی کا محتاج نہ ہوگا۔ اس حدیث کی بابت علامہ گنجی شافعی تحریر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث متن کے اعتبار سے احسن حدیث ہے۔

اس کو حافظ ابوالقاسم طبرانی نے اپنی معجم اکبر میں روایت کیا ہے۔ جس کو ہم نے حرف بہ حرف تحریر کیا ہے۔

بحار الانوار میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ جب اہل بیتؑ کے قائم قیام فرمائیں گے تو آپ مال و دولت کی مساویانہ تقسیم فرمائیں گے اور عدل و انصاف کریں گے۔ پس جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ آپؑ توریت اور دوسری آسمانی کتابوں کو انطاکیہ کے غار سے درآمد کریں گے اور اہل توریت کو توریت سے اہل انجیل کو انجیل سے اور اہل زبور کو زبور سے اور اہل قرآن کو قرآن سے فیصلہ سنائیں گے۔ مزید یہ کہ زمین کے پوشیدہ اموال ظاہر ہو کر آپؑ کی خدمت میں آئیں گے۔ اس وقت آپ فرمائیں گے جس دولت کی خاطر تم نے رشتہ داریاں ختم کیں، خون بہایا اور جسے اللہ نے حرام قرار دیا تم نے اس حرام کا ارتکاب کیا۔ آج یہ دولت میں تمہیں اس قدر عطا کرتا ہوں کہ اس سے قبل کسی نے نہیں دیا۔ آپؑ زمین کو عدل و انصاف سے معمور فرمائیں گے جس طرح وہ پہلے ظلم و جور سے بھری تھی۔

لوگ امت واحدہ کی صورت میں متحدہ ہوں گے۔ معاشرہ ہر طرح کی احتیاج سے بے نیاز ہوگا، حرص و لالچ کا خاتمہ ہوگا۔ معاشرہ پر امن اور محبت سے معمور ہوگا۔ کسی طرح کے جھگڑے فساد اور اختلافات نہ ہوں

گے۔ لوگ ایک دوسرے کی خدمت قربت الی اللہ کریں گے۔ جب کسی چیز کی ضرورت ہوگی تو درود پڑھ کر دوسروں سے بلاتوقف حاصل کریں گے۔ مخطوطہ ابن حماد میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے۔ ''حضرت امام مہدی علیہ السلام سے ساکنان ارض وسماں راضی ہوں گے، آسمان اپنے تمام قطرات زمین پر ڈالے گا اور زمین اپنی تمام نباتات کو ظاہر کرے گی۔ یہاں تک کہ جو لوگ زندہ ہیں وہ اپنے مردوں کی تمنا کریں گے۔ (یعنی یہ کہ لوگ یہ تمنا کریں گے کہ کاش ہمارے مرحومین زندہ ہوتے اور وہ ان نعمتوں سے فیضاب ہوتے جن سے ہم فیضاب ہورہے ہیں)

بحارالانوار کے مطابق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے: حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ہر مومن اپنے برادر مومن کو مشرق سے مغرب میں اور مغرب میں ہوتے ہوئے مشرق میں دیکھے گا۔ حضرتؑ نے فرمایا: جب آپ قیام فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری سماعت اور ربصارت میں مدد کرے گا۔ درمیان میں کوئی قاصد نہ ہوگا۔ جب حضرتؑ ان سے باتیں کریں گے تو وہ ان کی بات سنیں گے اور جب وہ اپنی جگہ پر ہوں گے تو وہ انہیں دیکھیں گے۔ کمال الدین میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب معاملات اس امر کے حضرت امام مہدی علیہ السلام تک پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ اس زمین کی ہر پستی کو بلند کردے گا اور آپؑ کے لیے ہر بلندی کو پست کردے گا، یہاں تک کہ دنیا آپؑ کے نزدیک ہتھیلی کی مانند ہوگی، اس حد تک کہ جیسے ہتھیلی میں ایک بال بھی ہو تو نظر آتا ہے۔ آپؑ زمین تا آسمان نور کا ایک ستون نصب کریں گے جس میں آپؑ بندگان خدا کے اعمال پر نظر فرمائیں گے اور جو چیزیں اہرام مصر کی چٹانوں کے نیچے پوشیدہ ہیں۔ آپؑ سے قبل کوئی ان تک نہیں پہنچے گا۔ بحارالانوار میں حضرت امام باقر علیہ السلام کا ارشاد مرقوم ہے کہ میں حضرت قائم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپؑ نے خافقین (مشرق ومغرب) کے درمیان احاطہ کیا ہوا ہے اور ہر شے آپؑ کی مطیع اور تابع فرمان ہے۔ یہاں تک کہ درندے، حیوانات تک۔

حضرت امام باقر علیہ السلام کا یہ قول بحارالانوار میں مرقوم ہے کہ ''حضرت امام مہدی علیہ السلام سحاب (بادل، ابر) صعب پر سوار ہوں گے اور اسباب پر جائیں گے، سات آسمانوں اور سات زمینوں کے اسباب ہیں پانچ آباد اور پانچ ویران ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ بتحقیق پروردگار عالم نے ذوالقرنین کو دو سحاب میں اختیار دیا ایک ذلول تھا اور دوسرا صعب تھا۔ انہوں نے ذلول منتخب کیا۔ یہ وہ ہے جس میں رعد و برق نہیں ہوتی اگر وہ صعب کا چناؤ کرتے تو یہ ان کے لیے نہیں تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت قائم علیہ السلام کے لیے معین کیا تھا۔

دور امام مہدی میں علم وحکمت

حضرت امام مہدی علیہ السلام وارث علم لدنی ہیں۔ آپ کے نانا شہر علم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جدامجد باب مدینۃ العلم حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ لہٰذا آپ منبع علم و حکمت ہیں۔ جب آپ مملکت روحانی پر فائز ہوں گے تو دنیا کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر علم وحکمت کی روشنی عطا فرمائیں گے۔ آپ کے دور میں حیرت انگیز علمی ترقی دیکھنے میں آئے گی۔ جہالت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس دور میں باعمل صاحبان علم ودانش ہوں گے۔ عوام الناس میں دین کو سمجھنے کا اس قدر شعور ہوگا کہ قرآنی آیات کے معنی اور مفہوم کو سمجھنے کا ادراک ہوگا اور اس پر پوری طرح عمل پیرا ہوں گے۔ علمی شعور کے سبب پاکیزہ زندگی گزارنے کا رواج ہوگا۔ شعور کا یہ عالم ہوگا کہ ایک شخص مشرق میں ہونے کے باوجود مغرب میں موجود برادر مومن کو دیکھنے کی صلاحیت رکھے گا، یہ دوری کے باوجود ایک دوسرے سے گفتگو کریں گے اور ایک دوسرے کی بات سنیں گے۔ گھر میں موجود اشیاء انسان کو خبر دیں گی۔

اس دور میں معاشی ترقی اپنے عروج پر ہوگی۔ دور حاضر میں انسان جس قدر ترقی کرتا جا رہا ہے۔ اخلاقی اعتبار سے پستی کی طرف بڑھتا جا رہا ہے۔ اپنے اقدار سے انحراف کر رہا ہے اور اسلامی تمدن کو فراموش کرتا جا رہا ہے۔ لیکن حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے دور اقتدار میں دنیاوی ترقی کے ساتھ اخلاقی اعتبار سے انسان نہایت بلندی پر نظر آئے گا۔ معاشرہ میں کوئی خرابی نظر نہ آئے گی۔ کوئی شخص کسی کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھے گا۔ اخلاقی اقدار کا ہر شخص پاس کرے گا۔ عزت وناموس ہر شخص کی محفوظ ہوگی۔ علمی معیار اتنا بلند ہوگا کہ ہر فرد نیکی اور بدی کے فرق کو محسوس کرتے ہوئے احکام الٰہی کی پاسداری کرے گا۔ اس زمانے میں فکر وآگہی حد کمال پر ہوگی۔

خرائج، بصائر الدرجات اور بحار الانوار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد مرقوم ہے کہ "علم ودانش کے ۲۷ حروف ہیں جن میں سے اب تک جو کچھ پیغمبروں نے پیش فرمائے ہیں وہ دو حروف ہیں لوگ ان دو حروف کے علاوہ آشنا نہیں ہیں۔ جب حضرت امام مہدی علیہ السلام قیام فرمائیں گے تو باقی ۲۵ حروف سے آگاہی فرمائیں گے جن کو لوگوں میں رائج فرمائیں گے۔ مزید یہ کہ ان دو حروف کو اشاعت فرما کر ۲۷ حروف لوگوں میں پیش فرمائیں گے۔" اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ انسانی ترقی جو آپ کے ظہور سے قبل دنیا کے سامنے آئے گی اس کے مقابلے میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا دور علمی اعتبار سے نہایت

بلند ہوگا۔ عقد الدرر میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مرقوم ہے۔ "یہ امر اس کی شان میں ہے جو سن و سال کے لحاظ سے ہم سب سے کم ہوگا لیکن اس کی یاد ہم سب سے زیادہ دل نشین ہوگی۔ پروردگار عالم علم و دانش انہیں عطا کرے گا اور کبھی انہیں خود پر موقوف نہیں کرے گا۔ مثالب النواصب میں یہ حدیث مرقوم ہے کہ آپ نے فرمایا۔ "جس امام کے پاس قرآن، علم اور اسلحے ہوں گے مجھ سے ہے۔" اس حدیث سے علم امامت اور اختیار امام پر روشنی ظاہر ہوتی ہے۔

حلیۃ الابرار، کمال الدین، العدد القویہ اور اثبات الھداۃ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد مرقوم ہے۔ "علم و دانش، کتاب الٰہی اور سنت نبویؐ کے اعتبار سے ہمارے مہدیؑ دل میں اس طرح بس گے جس طرح گھاس بہترین کیفیت کے ساتھ اگتی ہے۔ تم میں سے جو بھی وہ زمانہ پائے اور ان سے ملاقات کرے تو ان پر اس طرح میرا سلام کرے، تم پر سلام ہو اے خاندان رحمت و نبوت، علم و دانش کے خزانے، جانشین رسالت" یہ حدیث اس امر کی جانب واضح پیغام ہے کہ جناب امام مہدی علیہ السلام بحیثیت جانشین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس قدر صاحب علم ہیں اور آپ کی محبت کس قدر اہمیت کی حامل ہے۔ آپ اسلامی تہذیب و تمدن کا اجراء فرمائیں گے۔ آپ کے فیصلے قرآن و سنت کے عین مطابق ہیں تمام فیصلے قلیل مدت میں طے فرمائیں گے جو علمی بصیرت کا آئینہ دار ہوگا اور کمال عدل یہ کہ ہر شخص صدق دل سے آپؑ کے فیصلے قبول کرے گا۔ ارشاد مفید، روضۃ الواعظین، کشف الغمہ اور نور الثقلین کی روایت کے مطابق حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ "حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں تمہیں اتنی حکمت وفہم و فراست عطا ہوگی کہ ایک عورت اپنے گھر میں کتاب خدا اور سنت رسولؐ کے مطابق فیصلہ کرے گی۔"

احقاق الحق میں حضرت امیر المومنینؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: "لوگ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں عبادت اور دین کی طرف مائل ہوں گے اور نماز باجماعت پڑھیں گے۔"

آپ علم امامت سے دلوں کو منور اور عقلوں کو بالیدگی عطا فرمائیں گے۔ ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا نیز ملاحم اور احقاق الحق میں مرقوم ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ "جب حضرت قائم علیہ السلام تشریف لائیں گے تو اپنا ہاتھ بندگان خدا کے سروں پر پھیریں گے تو لوگوں کی عقلوں کو جمع کریں گے اور ان کے اخلاق کو کامل کریں گے۔" حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے دور میں ہر طرف علم و دانش کا چرچا ہوگا، علوم دینیہ سے عوام الناس باخبر ہوں گے اور شریعت کے تابع ہو جائیں گے۔ عام تفاسیر کا رواج ختم ہو جائے گا، صرف محمدؐ و آل محمدؑ سے مروی تفاسیر قابل عمل ہوں گی۔ آپ کے دور اقتدار میں لوگ اس

طرح قرآن سیکھیں گے جس طرح نزول ہوا تھا۔ قرآن کی تفسیر، معنی ومفہوم اس کی اصل کیفیت کے ساتھ سمجھیں گے اور اس پر عمل پیرا ہوں گے۔ اس طرح صحیح علم سے وابستہ ہوں گے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ''تمہیں امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں حکمت عطا کی جائے گی، یہاں تک کہ عورتیں بھی کتاب خدا اور سنت رسولؐ کے مطابق فیصلہ کریں گی۔''

یہ علم وفضل کا دور ہوگا جہاں تمام گروہ بندیاں اور فقہی اختلافات کا خاتمہ ہو جائے گا، صرف دین اسلام اور شریعت جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم فرمایا تھا وہ مکمل اور جامع طور پر قابل عمل ہوگا۔ آپؑ تمام تعلیمی اور تربیتی وسائل بروئے کار لائیں گے جو قابل عمل ہوں گے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام بروایت شواہد النبوت

مولانا عبدالرحمٰن جامی کی ولادت ۲۳ رشعبان المعظم ۸۱۷ ہجری محلہ خرجرد قصبہ جام علاقہ خراسان (ایران) میں ہوئی۔ لقب عماد الدین المعروف بہ نور الدین اور نام عبدالرحمٰن المتخلص بہ جامی ہے۔ شواہد النبوت فارسی زبان میں آپ کی سیرت النبیؐ پر شہرہ آفاق تصنیف ہے۔ اس کتاب کے آخری حصے میں آپ نے بارہ ائمہ اہل بیت کا ذکر کیا ہے آپ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں تحریر فرمایا: آپؑ بارھویں امام ہیں۔ آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے اور آپ الامام حجۃ، القائم، المہدی، المنتظر اور صاحب الزمان کے لقب سے ملقب ہیں۔ آپؑ خاتم دوازدہ ائمہ ہیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ آپؑ سر من رائے میں ایک غار میں داخل ہوگئے۔ آپؑ کے پیرو ابھی تک آپؑ کے منتظر ہیں۔ یہ واقعہ ۲۶۵ ہجری کا ہے، بعض کہتے ہیں۔ ۲۷۰ ہجری کا ہے، یہی درست ہے لیکن جو بات لوگ خیال کرتے ہیں وہ ابھی تک مخفی ہے۔

آپ کی والدہ کا نام صقیل یا سوسن تھا اور نرجس بھی کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ان کے اور بھی نام ہیں۔ حضرتؑ کی ولادت رمضان المبارک کی ۲۳ رتاریخ کو ۲۵۸ ہجری میں سر من رائے میں ہوئی۔ حکیمہ عمہ ابوز کا بیان ہے کہ ایک دن میں ابومحمد کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپؑ نے فرمایا: اے عمہ! آج رات ہمارے یہاں قیام کریں کیونکہ آج کی رات پروردگار عالم ہمیں کچھ عطا کرے گا۔ یعنی ہمارے یہاں پیدائش ہوگی۔ میں نے کہا: حضرت! یہ بچہ کس سے ہوگا۔ جبکہ بی بی نرجس سے تو حمل کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ آپ نے فرمایا: اے عمہ! نرجس کی مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ جیسی ہے۔ اس لیے ان کا حمل ولادت سے قبل ظاہر نہیں ہوگا۔ حضرت عمہ کہتی ہیں میں نے یہ رات وہیں گزاری۔ جب آدھی رات ہوئی تو میں نے اٹھ

کر نماز تہجد ادا کی اور بی بی نرجس نے تہجد پڑھی۔ میں نے دل ہی دل میں کہا: صبح ہونے کو ہے مگر جو حضرت ابو محمدؑ نے فرمایا ہے اس کے آثار نظر نہیں آتے۔ حضرت ابو محمدؑ نے مجھے آواز دی: اے عمہ! جلدی نے کریں۔ میں اسی کمرہ میں جس میں بی بی نرجس تھیں واپس چلی گئی۔ آپ مجھے راہ میں ملیں، آپ پر لرزہ طاری تھا، میں نے انہیں سینے سے لگایا اور قل ھو اللہ احد، انا انزلنا، آیۃ الکرسی پڑھ کر آپ پر دم کی۔ آپ کے شکم سے آواز آئی۔ یعنی جو کچھ میں نے پڑھا تھا۔ آپ کے بچے نے بھی وہی پڑھا۔ پھر میں نے دیکھا گھر نور علیٰ نور ہو گیا ہے اور بی بی نرجس کا فرزند زمین پر سجدہ ریز ہے۔ میں نے بچے کو اٹھالیا۔ حضرت ابو محمدؑ نے اندر سے آواز دی ۔اے عمہ! میرے بچے کو میرے پاس لاؤ۔ میں آپ کے پاس لے گئی۔ آپؑ نے اپنی گود میں بٹھایا اور اپنی زبان ان کے منہ میں دی۔ پھر فرمایا: اے میرے بچے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بات کرو۔ پس بچے نے کہا: بسم اللہ الرحمن الرحیم و زید ان من علی الذین استعنعفو افی الارض و نجعلھم ائمۃ و نجعلھم الوارثین۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ سبز پرندوں نے مجھے تھام لیا۔ حضرت ابو محمدؑ نے ایک سبز پرندے سے فرمایا: اسے لے کر اس کی حفاظت کرو۔ یہاں تک کہ خداوند تعالیٰ ہمیں اس کے بارے میں حکم دے۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے امر کو پہنچانے والا ہے۔ میں نے حضرت محمدؑ سے پوچھا یہ دوسرے پرندے کیا ہیں؟ حضرت نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں اور باقی ملائکہ رحمت ہیں۔ پھر فرمایا: اے عمہ! اسے اس کی والدہ کے یہاں واپس لے جاؤ۔ بمفجوائے مضمون ''تم آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کرو اور محزون نہ ہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگوں کو علم نہیں۔'' جناب عمہ آپ کو آپ کی والدہ کے پاس لے گئیں۔ جب آپؑ کی ولادت ہوئی تو ناف بریدہ اور مختون تھے۔ آپؑ کے دائیں جانب بالشت بھر لمبائی میں ''جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا'' کے الفاظ تحریر تھے۔ وہ روایت کرتی ہیں کہ پیدائش کے وقت زمین پر دو زانو حالت میں تھے اور انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔ آپؑ کو چھینک آئی، آپؑ نے فرمایا: الحمد للہ رب العالمین۔ ایک شخص کہتے ہیں کہ میں ابو محمد زکی کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے بعد خلیفہ اور امام کون ہوگا؟ آپ اندر گئے پھر کندھے پر ایک بچہ جو چودھویں رات کے چاند جیسا حسین تھا۔ اٹھا کر باہر آئے۔ بچے کی عمر تین سال تھی۔ آپؑ نے اس شخص سے فرمایا: دیکھو! اگر تم خدا کے یہاں معزز نہ ہوتے تو میں تمہیں اپنا یہ بچہ نہ دکھاتا، اس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر ہے اور اس کی کنیت یہ ہے۔ ''ھو الذی یملاء الارض قسطاً لما ملمت جوراً و ظلما''

ایک اور شخص کا بیان ہے کہ ایک دن میں حضرت ابو محمدؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپؑ کی دائیں جانب ایک گھر دیکھا جس پر پردہ پڑا ہوا تھا، میں نے عرض کی: اے آقا! آپؑ کے بعد صاحب امر کون ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا: ذرا پردہ اٹھاؤ، میں نے پردہ اٹھایا تو ایک چھوٹا سا بچہ نہایت پاکیزہ و مطہر جس کے دائیں رخسار پر تل تھا، گیسو کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے، باہر آئے اور حضرت ابو محمدؑ کی آغوش میں بیٹھ گئے۔ حضرت ابو محمدؑ نے فرمایا: یہ تمہارے صاحب امر ہیں۔ اس کے بعد وہ بچہ آپ کے زانو سے اٹھا۔ حضرت ابو محمدؑ نے اس بچے سے کہا۔ ''یا بنی ادخلو الی الوقت المعلوم۔'' وہ بچہ گھر چلا گیا۔ میں اسے دیکھتا رہا۔ کچھ دیر بعد حضرت ابو محمدؑ نے فرمایا: اٹھو اور دیکھو کہ گھر میں کون ہے؟ میں نے دیکھا تو گھر میں کوئی بھی نہ تھا۔

ایک شخص کا بیان بیان ہے کہ خلیفہ معتضد نے مجھے دو اشخاص کے ساتھ طلب کیا اور کہا کہ حسن بن علی سرمن رائے میں فوت ہو گئے ہیں، جلدی جاؤ اور ان کے گھر میں جس شخص کو بھی دیکھو اس کا سر میرے پاس لے آؤ۔ ہم آپؑ کے مکان میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ مکان نہایت پاکیزہ اور صاف ستھرا تھا۔ گویا اس کی تعمیر سے ابھی ابھی فارغ ہوئے تھے۔ ہم نے اس مکان پر پردہ پڑا ہوا دیکھا۔ پردہ اٹھایا تو ایک گڑھا نظر آیا، وہاں آئے تو یہ گڑھا ہمیں دریا نظر آیا۔ جس کے اوپر بوریا بچھا ہوا تھا اور ایک خوبصورت شخص اس پر قیام کی صورت میں نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے ہماری طرف کوئی توجہ نہ دی۔ میرے ساتھیوں میں سے ایک آگے بڑھا کہ آپ تک رسائی حاصل کرے لیکن وہ پانی میں غرق ہو کر پھڑ کتا رہا۔ آخر میں نے اس کا ہاتھ پکڑا تو وہ ڈوبنے سے بچا۔ اس کے بعد ایک اور شخص نے آپؑ تک پہنچنے کی کوشش کی لیکن اس کا بھی یہی حال ہوا اور میں نے اسے خلاصی دلائی۔ میری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی۔ میں نے صاحب خانہ سے معذرت کرتے ہوئے کہا: خدا کی قسم مجھے اس صورت حال سے آگاہی نہ تھی اور نہ ہی پتہ تھا کہ ہم کہاں آ رہے ہیں۔ میں نے جو کچھ کیا ہے، اس کے لیے خداوند قدوس کی طرف رجوع کر کے معافی مانگتا ہوں۔ میں نے جو کچھ کیا انہوں نے اس کی پرواہ نہ کی۔ ہم معتضد کے یہاں واپس چلے گئے اور تمام واقعہ سنا دیا۔ معتضد کہنے لگا: اس راز کو پوشیدہ ہی رہنے دو۔ اگر لوگوں کو پتہ چلا تو تمہاری گردن مار دیں گے۔ ان حالات و واقعات سے قاریوں کو ان کی جلالت شان کا پتہ چل گیا ہوگا۔

امامیہ شیعہ حضرات آپؑ کی دو غیبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ایک غیبت قصریٰ یعنی چند عرصے کے لیے غیبت مطلب یہ کہ آپؑ کے زمانہ ولادت سے لے کر انقطاع سفارت تک۔ دوسری غیبت طولیٰ یعنی زمانہ انقطاع سفارت سے لے کر اس زمانے تک جو خداوند قدوس نے آپؑ کے ظہور کا وقت مقرر کیا ہے۔ غیبت

قصریٰ میں آپؑ کے لیے سفیروں کا اثبات بھی کیا جاتا ہے جو یکے بعد دیگرے آتے رہے۔ یہ سفیر آپؑ اور تمام مخلوق کے درمیان ایک واسطہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان سے لوگوں کی حاجات وسوالات پورے ہوتے ہیں۔ یہ سفارت ایک شخص علی بن محمد نامی پر ختم ہو چکی ہے، جن کی وفات ۳۲۶ ہجری میں ہوئی۔ ان سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی وفات سے چھ روز قبل ایک سرکاری دستاویز نکالی جسے حضرت محمد بن العسکری علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا تھا۔ اس کی نقل درج ذیل ہے۔

بسم الله الرحمن الرحیم یا علی بن محمد اعظم الله اجر اخوانک فیک فانک میت مابینک و بین ست ایام فاجمع امرک و لا ترض الیٰ احد یقوم مقامک بعد وفاتک فقد وقعت الغیبة التامه فلا ظهور الا بعد اذن الله تعالیٰ و ذالک بعد طول الامد وقسوة القلب و امتلاء الارض و سیاتی من شیعتی من یدعیٰ المشاهده الا فمن ادعی المشاهده قبل خروج السفیانی و الصیحته فهو کذاب مفتر و لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظیم.

چنانچہ چھٹے روز تک کسی سے وصیت سفارت نہ کی گئی بعد ازاں غیبت طولیٰ کا زمانہ آ گیا جو اللہ تعالیٰ کی مشیت تک چلے گا۔ آپؑ کی غیبت قصریٰ کے دوران میں طائفہ سفارت سے متعلقہ لوگوں نے آپ سے بہت سی روایات بیان کی ہیں۔

ایک دفعہ اہل حلہ میں سے ایک شخص، جس کا نام اسماعیل تھا کو زخم آ گیا جس کے علاج ومعالجہ سے حلہ اور بغداد کے حکماء عاجز آ گئے اور کہنے لگے کہ اس کا علاج سوائے قطع و برید کے کوئی نہیں لیکن یہ حصہ کاٹنے میں بہت زیادہ خطرہ ہے۔ کیونکہ وہ نس جس پر زندگی کا دارومدار ہے اس کے قریب ہی ہے۔ اسماعیل کہتا ہے جب تمام اطباء مایوس ہو گئے۔ تو میں سر من رائے مشہد شریف چلا گیا۔ اماموں کی زیارت کے بعد میں ایک حوض میں کود گیا اور خدا سے اس قدر استغاثہ کرنے لگا۔ بعض راتوں میں قیام بھی کرتا رہا اور زیادہ وقت وہیں گزارا۔ ایک روز میں نے دجلہ کے کنارے جا کر غسل کیا، پاک وصاف کپڑے پہنے اور مشہد شریف کی طرف متوجہ ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس طرف چار سوار آ رہے ہیں وہ تلوار بستہ تھے، ایک کے ہاتھ میں نیزہ تھا اور چوتھے کے کندھے پر اتری ہوئی کمان تھی۔ یہ سب شرفائے مشہد میں سے معلوم ہوتے تھے۔ جب میرے پاس آئے تو انہوں نے السلام وعلیکم کہا، میں نے وعلیکم السلام کہا۔ نیزہ بردار کمان والے کے دائیں طرف کھڑے ہو گئے اور دوسرے دوان سے ذرا دور کھڑے ہو گئے اور جن کے پاس کمان تھی وہ مجھ

سے کہنے لگے۔ کیا تم اپنے اعزا و اقارب کے یہاں اکیلے ہی جاؤ گے۔ میں نے کہا: ہاں جناب آپ نے فرمایا: میرے پاس آؤ تا کہ میں تمہارے زخم کا معائنہ کروں۔ میں ان کے پاس گیا۔ آپ نے میرے زخم کو اچھی طرح نچوڑ دیا۔ نیزہ بردار کہنے لگے: اے اسماعیل! کیا تمہیں فلاح حاصل ہوئی۔ میں حیران تھا کہ وہ میرے نام سے کیسے آگاہ ہو گئے۔ میں نے کہا: ہم فلاح پا گئے، آپ بھی انشاء اللہ فلاح پائیں گے۔ نیزہ بردار کہنے لگے: یہ امامؑ ہیں۔ میں دوڑ کر آپ کے پاس گیا، آپؑ سے بغلگیر ہوا پھر آپؑ کے زانو کو بوسہ دیا۔ آپؑ چل دیئے میں بھی پیچھے پیچھے ہو لیا۔ آپؑ نے مجھ سے واپس جانے کو کہا۔ میں نے عرض کی: میں آپؑ سے ہرگز جدا نہیں ہوں گا۔ آپؑ نے بار دیگر فرمایا: مصلحت اسی میں ہے کہ تم واپس چلے جاؤ۔ میں نے وہی جواب دیا۔ نیزہ بردار نے کہا تمہیں شرم نہیں آتی، تمہیں امام نے دوبارہ واپس جانے کو کہا ہے اور تم خلاف امر کر رہے ہو۔ یہ سن کر میں کھڑا ہو گیا۔ آپؑ چند قدم چلے پھر مجھ سے کہا: دیکھو تم جب بغداد جاؤ گے تو مستنصر تمہیں دربار میں طلب کرے گا اس کی کوئی بات نہ ماننا۔ میں اسی حالت میں تھا کہ آپؑ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس کے بعد میں مشہد شریف میں آ گیا اور ان سواروں کے حالات معلوم کیے۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ شہر کے آس پاس کے گاؤں کے شرفا تھے۔ میں نے کہا وہ تو امامؑ تھے۔ انہوں نے پوچھا۔ امام صاحب نیزہ بردار تھے یا صاحب کمان؟ میں نے کہا: صاحب کمان تھے۔ پھر کہا تم نے انہیں اپنا زخم دکھایا۔ میں نے کہا ہاں دکھایا تھا۔ لیکن آپؑ نے اسے نچوڑ دیا تھا۔ یہ زخم میری دائیں ران پر تھا۔ میں نے ظاہر کیا تو دائیں ران پر اس قسم کا کوئی نشان نہ تھا۔ مجھ پر دہشت کے مارے شک گزرنے لگا۔ میں کہتا تھا ہو سکتا ہے زخم بائیں طرف ہو۔ میں نے اسے بھی دیکھا تو کوئی نشان نہ تھا۔ اس پر لوگ میرے گرد جمع ہو گئے اور کپڑے پھاڑنے لگے۔ خادمان مشہد مجھے گھر لے گئے اور اس طرح لوگوں سے خلاصی دلائی۔ میرے پہنچنے سے پہلے خبر بغداد شریف پہنچ گئی تھی۔ یہاں بھی لوگ مجھ پر امنڈ آئے۔ قریب تھا کہ میں اس جم غفیر میں مارا جاتا لیکن مجھے خلیفہ کے پاس لے گئے۔ مستنصر نے مجھ سے میرا واقعہ پوچھا۔ میں نے اسے دہرایا۔ مستنصر کہنے لگا اسے ہزار دینار دیدو۔ میں نے لینے سے انکار کر دیا کیونکہ حضرت امامؑ نے اس بارے میں مجھے پہلے ہی نصیحت فرمائی تھی کہ اس سے کوئی چیز نہ لینا۔ یہ حال دیکھ کر مستنصر رونے لگا لیکن میں اس کے یہاں سے باہر چلا آیا۔

جامع الاصول میں قیامت کی علامات و شرائط کے ذکر میں حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر دنیا میں سے صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ

اس دن کو اتنا طویل کر دے گا حتیٰ کہ مجھ سے یا میرے اہل بیت میں سے اللہ تعالیٰ ایک آدمی پیدا فرمائے گا جو میرے ہم نام ہوں گے اور جو روئے زمین کو عدل وانصاف سے ایسا بھر دیں گے کہ اس سے پیش تر روئے زمین ظلم وجور سے مملو تھی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ دنیا اس وقت تک اختتام پذیر نہ ہوگی جب تک میرا ہم نام میرے اہل بیت میں سے پوری مملکت عرب کا مالک ومختار نہ ہو جائے۔ اس روایت کو حضرت امام ابی داؤد نے روایت کیا ہے۔ جامع الاصول میں ابو الحق سے مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے حضرت امام حسن علیہ السلام کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سردار ہوگا۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا اور اس کے بعد اس کی اولاد سے ایک پیدا ہوگا جو تمہارے نبی کا ہم نام ہوگا جو خلقتاً اگر چہ مجھ سے مشابہ نہ ہوگا تاہم اخلاق میں وہ میرا ہم شبیہ ہوگا۔ پھر اس کے بعد مندرجہ بالا الفاظ دہرائے یعنی زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ اس کو بھی ابی داؤد نے بیان کیا لیکن قصے والا حصہ بیان نہیں کیا۔ ابن عربی صاحب فتوحات مکیہ نے حضرت مہدی کے ذکر میں کہا وہ تین سو ساٹھ کاملین میں سے ہوں گے تمہیں معلوم ہونا چاہیے۔ (اللہ تعالیٰ تمہیں اور ہمیں موید کرے) حق تعالیٰ اپنے نائب کو ایسے وقت میں ظاہر فرمائے گا جبکہ تمام زمین ظلم وجور سے مملو ہوگی۔ تو خلیفہ اسکو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ بالفرض اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی ہوا تو حق تعالیٰ اس دن کو اتنا طویل کر دے گا۔ حتیٰ کہ یہ خلیفہ جو آل رسولؐ ہوگا اور اولاد فاطمہؑ اور میرا ہم نام ہوگا۔ ان کی کنیت ان کے دادا حسنؑ بن علیؑ کے ساتھ ملتی ہے۔ وہ لوگوں سے مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان بیعت لیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ خلقت میں مشابہ ہوں گے۔ ان کے ہاتھ پر عرفاء، اہل حقائق اور اہل کشف وشہود بیعت کریں گے اور ان کی دعوت کو پھیلائیں گے اور ان کے معاون ومدد ہوں گے۔ وہ ان کے وزیر ہوں گے۔ جو مملکت کا بوجھ اٹھائیں گے۔ اور ان کی ہر معاملہ میں اعانت کریں گے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے ایک ایسی جماعت کو ظاہر فرمائے گا جو ابھی تک خزانہ غیبت میں چھپی ہوئی ہے۔ حق تعالیٰ ان کو کشف کے ذریعے سے حقائق اور معاملات مخلوق سے مطلع فرمائے گا۔ ان کے مشورے سے وہ فیصلے کریں گے اور یہ لوگ حقیقتاً عارف ہوں گے اور اس کا نام اور جو کچھ ان کے دل میں ہوگا پہچانیں گے اور صرف علم عطائی کی برکت ہوگی۔ اسی علم کی وجہ سے ہر اس چیز کو جس سے شخص موصوف کا مرتبہ اور منزلت معلوم کریں گے اس لیے کہ وہ خلیفہ ہیں جو حیوانات تک کی زبان سمجھ لیں گے اور ان کا عدل وانصاف جن وانس میں جاری وساری ہوگا۔

معروف علماء سے روایت

شیخ اکبر محی الدین ابوعبداللہ محمد بن علی عربی حاتم الطائی اندلسی متوفی ۶۳۸ ہجری کے متعلق علامہ شعرانی نے اپنی کتاب ''لواقح الاخبار'' میں ان کی بصیرت علمی اور روحانیت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ آپ اہل سنت کے ارکان میں سے منفرد تھے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ ''خبردار ہو اور یہ جان لو! حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور یقینی ہے۔ آپ کا ظہور اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک دنیا ظلم و ستم سے نہ بھر جائے۔ جب آپ کی تشریف آوری ہوگی تو آپ اسے عدل و انصاف سے معمور فرمائیں گے۔ اگر دنیا کی زندگی میں صرف ایک دن باقی رہ جائے تو خداوند قدوس اس دن کو طویل فرمائے گا کہ یہاں تک کہ خلیفہ الٰہی کا ظہور ہوگا اور وہ خلیفہ برحق عترت پیغمبر سے جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے فرزند ہیں جن کے جد اعلیٰ حضرت امام حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور آپ کے پدر بزرگوار حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند امام علی النقی علیہ السلام ہیں۔ آپ کا اسم گرامی حضرت رسول خدا کے ہم نام ہے، آپ کی مسلمان رکن و مقام کے مابین بیعت کریں گے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام تمام مخلوق الٰہی میں سب سے زیادہ رسول خدا سے مشابہ ہیں۔ آپ کی پیشانی مبارک وسیع و عریض اور ناک اونچی ہے۔ آپ جب تشریف لائیں گے تو اپنے دور اقتدار میں مال و دولت لوگوں میں مساوی تقسیم فرمائیں گے، رعایا میں عدل و انصاف قائم کریں گے، لوگ آپ سے کہیں گے: اے مہدی! ہم کو مال دیجئے! آپ اپنے سامنے موجود مال و دولت میں سے سائل کے اٹھانے کی طاقت کے مطابق اس کے دامن میں ڈال دیں گے، حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور اس وقت ہوگا جب لوگ دین سے بہت دور ہو چکے ہوں گے۔ خداوند تعالیٰ آپ کے ذریعہ ان کی اصلاح کرے گا کہ قرآن کے ذریعے بھی اتنی اصلاح نہ ہوئی ہوگی۔ (کشف الاستار)

شیخ عارف خبیر ابو المواہب عبدالوہاب بن احمد بن علی شعرانی متوفی ۹۷۳ ہجری صاحب کتاب 'الیواقیت'' نہایت معروف علمی شخصیت تھے۔ آپ نے اپنی تصنیف میں حضرت امام زمانہ کے ظہور کی علامتیں بیان فرمانے کے بعد تحریر فرمایا: ''ایسے آثار و ہنگام میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی توقع کی جاسکتی ہے۔ حضرت امام مہدی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند ہیں اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے آسمان سے اترنے کے بعد آپ دونوں ایک جگہ جمع ہو جائیں گے۔ حضرت امام زمانہ سے متعلق کمال

الدین بن محمد بن ابوطلحہ نے اپنی معروف کتاب ''مطالب السئول'' کے بارہویں باب میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت باسعادت اور آپؑ کے صلب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے ہونے کی تصریح کی ہے۔ فقیہ و واعظ شمس الدین ابوالمظفر یوسف بن قزاغلی بغدادی حنفی معروف بہ سبط ابن جوزی متوفی ۶۵۴ ہجری اپنے زمانے کے معروف علماء میں شمار کیے جاتے تھے جن کے علمی کارناموں پر کئی نامور علماء نے اعتراف کیا ہے۔ آپ اپنی کتاب تذکرۃ خواص امۃ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی سوانح حیات کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''آپؑ کی اولاد میں حضرت امام مہدی علیہ السلام ابن حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام ہیں۔ آپؑ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ آپؑ ہی خلف، صاحب الزمان، قائم، منتظر، تالی (قائم) کے القاب سے مشہور ہیں اور آپ بسلسلہ امامت کی آخری کڑی ہیں۔'' مزید تحریر فرماتے ہیں کہ ہم کو عبدالعزیز بن محمود بن بزار نے ابن عمر کے حوالہ سے خبر دی ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''آخری زمانہ میں میری اولاد میں سے ایک شخص آئے گا جس کا نام میرا نام، جس کی کنیت میری کنیت ہوگی وہ زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وستم سے بھر چکی ہوگی۔ یہ مہدی علیہ السلام ہیں جن کے دور میں ایسا ہوگا۔'' سبط جوزی اس کے آگے تحریر فرماتے ہیں: یہ مشہور حدیث ہے جس کو ابن داؤد زہری نے حضرت علی علیہ السلام کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اگر زمانہ کی مدت کا ایک ہی دن باقی بچے تو خداوند تعالیٰ اس ایک دن کو اس قدر طولانی فرما دے گا کہ میرے اہل بیت سے وہ (حضرت امام مہدیؑ) آئیں گے جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ (تذکرہ خواص الامہ)

حافظ محمد بن محمد بن محمود، بخاری معروف بہ ''خواجہ پارسا'' حنفی علماء میں پائے کے عالم تھے اور نقشبندی بزرگوں میں بڑی عظمت کے مالک تھے۔ آپ کا انتقال ۸۲۲ ہجری میں ہوا۔ آپ اپنی کتاب فصل الخطاب میں تحریر فرماتے ہیں۔ جسے علامہ سلیمان قندوزی نے ینابیع المودۃ میں نقل کیا۔ ''ائمہ اہل بیتؑ میں حضرت امام ابومحمد حسن عسکریؑ ابن امام علی نقی تھے، آپ شہادت کے بعد اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں بمقام سامرہ دفن ہوئے۔ پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد آپ چھ سال اس دنیا میں زندہ رہے اور اپنے بعد کوئی فرزند نہ چھوڑا، سوائے ابوالقاسم (محمد) کے آپؑ ہی امام منتظر مسمی بہ قائم، حجت، مہدی، صاحب الزمان اور شیعہ امامیہ کے نزدیک بارہ اماموں کے سلسلہ کی آخری کڑی ہیں۔ حضرت امام منتظر نیمہ شعبان ۲۵۵ ہجری کو پیدا ہوئے۔ آپؑ کی والدہ کا نام نرجس تھا، اپنے والد محترم کی وفات کے وقت آپؑ کی عمر

پانچ سال تھی، آپؑ اس وقت سے آج تک غائب ہیں لیکن اپنے خاص الخاص اصحاب اور قابل اعتماد افراد خاندان کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں۔

حافظ ابوالفتح محمد بن ابوالوارث متوفی ۴۱۲ھ ہجری اپنی کتاب الاربعین میں تحریر فرماتے ہیں۔ ثقہ و قابل اعتماد راویوں نے پیغمبر خدا سے روایت کی ہے۔ جو شخص میری امت سے چالیس حدیث حفظ کرلے میں اس کی شفاعت کروں گا۔ اگر کوئی پوچھے وہ چالیس احادیث کون سی ہیں جن کو حفظ کرلینے والے انسان کو اس قدر اجر و ثواب اور فضل عظیم حاصل ہوتا ہے۔ تو جواب میں ہم کہیں گے۔ جان لو کہ یہی سوال علامہ محمد بن ادریس امام شافعی کے سامنے بھی پیش ہوا تھا۔ آپ نے جواب میں فرمایا تھا۔ چالیس احادیث سے مراد فضائل و مناقب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کے متعلق احادیث ہیں۔ اس کے بعد حافظ ابوالفتح فرماتے ہیں۔ ہمیں اپنے سلسلہ سند سے خبر ملی ہے کہ محمد بن لیث نے کہا: میں نے امام حنبل کو فرماتے سنا کہ امام شافعی کے دور میں امام شافعی سے بڑھ کر دین اسلام پر کسی نے احسان نہیں کیا۔ میں جب بھی تعقیبات نماز میں دعا کرتا ہوں تو اس طرح کہتا ہوں: پروردگار! مجھے اور میرے والدین اور محمد بن ادریس امام شافعی کو بخش دے۔ یہ دعا میں نے اس دن سے شروع کی ہے جب سے میں نے ان سے سنا تھا کہ ان چالیس احادیث سے مراد فضائل و مناقب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ اور اہل بیت طاہرین کی شان میں وارد ہونے والی احادیث ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں: میرے ذہن میں یہ فتور رہا کہ کس طرح امام شافعی کے لیے ثابت ہوا کہ وہ احادیث صرف اہل بیتؑ بالخصوص حضرت علیؑ کی شان میں منقول ہونے والی احادیث ہیں؟ تو رات کو میں نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ فرما رہے ہیں: تم نے محمد بن ادریس شافعی کی بات میں شک کیا ہے، کیا تم نہیں جانتے کہ میرے اہل بیتؑ کے فضائل و مناقب کا شمار نہیں کیا جاسکتا؟ اس کے بعد حافظ ابوالفتح نے اس حدیث کو نقل کیا کہ مجھ سے محمود بن ہروی نے روایت کی، اور ان سے ابو عبداللہ محمد ابن احمد بن عبداللہ نے اور انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور انہوں نے محمد بن عیسیٰ اشعری سے اور انہوں نے ابوحفص احمد بن نافع بصری سے روایت کی کہ ابوحفص نے کہا کہ میرے والد نافع بصری حضرت امام رضا علیہ السلام کے خادم تھے۔ انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: مجھ سے میرے والد عبد الصالح موسیٰ بن جعفر نے فرمایا اور ان کے والد جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اور ان سے ان کے والد محمد باقرؑ نے فرمایا اور ان سے ان کے والد علی بن الحسین علیؑ نے فرمایا، اور ان سے ان کے والد سید الشہداء حسین ابن علیؑ

نے فرمایا، اور ان سے ان کے والد سید الاوصیاء علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص یہ چاہتا ہے کہ بروز قیامت اللہ سے اس طرح ملاقات کرے کہ وہ اس کی طرف بنظر رحمت نگاہ کرے اور اس سے روگردانی نہ کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ علی علیہ السلام کو دوست رکھے اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اللہ سے اس طرح ملاقات کرے کہ وہ اس سے راضی ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ تمہارے فرزند حسینؑ کو دوست رکھے، اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اللہ سے اس طرح ملاقات کرے کہ اس کو کوئی خوف نہ ہو تو وہ تمہارے فرزند حسینؑ کو دوست رکھے اور جو شخص یہ چاہتا اللہ سے یوں ملاقات کرے کہ وہ اپنے گناہوں سے پاک وصاف ہو گیا تو وہ علی بن الحسینؑ کو دوست رکھے اور جو شخص چاہتا ہے کہ وہ اللہ سے اس طرح ملاقات کرے کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں تو وہ محمد بن علی کو دوست رکھے اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ طاہر مطہر ہو تو وہ موسیٰ بن جعفر کو دوست رکھے اور جو شخص چاہتا ہے وہ اللہ سے یوں ملاقات کرے کہ وہ خوش ہو تو وہ علی بن موسیٰ رضاؑ کو دوست رکھے اور جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ کی ملاقات کے وقت اس کے درجات بلند ہوں اور اس کے اعمال نیکی سے بدل دیئے گئے ہوں تو اس کو چاہیے کہ وہ رضاؑ کے فرزند محمدؑ سے محبت کرے اور جو شخص چاہے کہ اللہ سے اس طرح ملاقات کرے کہ وہ اس سے بہت ہلکا حساب کرے اور اس جنت میں داخل کرے جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے تو وہ محمدؑ کے فرزند علیؑ سے محبت کرے اور جو شخص یہ چاہے کہ وہ اللہ سے کامیابی کی حالت میں ملاقات کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ علیؑ کے بیٹے حسن عسکریؑ کو دوست رکھے اور جو شخص چاہے کہ وہ اللہ سے یوں ملاقات کرے کہ اس کا ایمان کامل اور اسلام حقیقی ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ حسن عسکریؑ کے فرزند صاحب الزمان مہدیؑ سے محبت کرے۔ یہی وہ ہستیاں ہیں جو تاریکیوں کے چراغ ہیں، ہدایت کے امام ہیں، پرہیزگاری کے نشان ہیں، پس جو شخص ان سے محبت رکھے گا میں اس کی جنت کا ضامن ہوں۔ (کتاب اربعین حافظ ابوالفتح)

عبدالحق دہلوی بخاری، محدث، فقیہ و عارف متوفی ۱۰۵۲ ہجری نے تحصیل الکمال میں ائمہ اہل بیتؑ کا ذکر کیا ہے۔ حضرت امیر المومنینؑ اور حضرت امام حسنؑ و حسینؑ، حضرت امام سید السجادؑ، حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادقؑ کا ذکر تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ یہی ذوات مقدسہ ائمہ اہل بیتؑ ہیں۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ ہم نے ان تمام کا تذکرہ اپنے منفرد رسالہ میں بھی کیا ہے۔ حضرت امام مہدی ابو محمد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند محمدؑ اصحاب خاص اور معتمد افراد کے نزدیک معروف و

مشہور ہیں، اس کے علاوہ آپ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت باسعادت کا واقعہ فارسی میں نقل کیا ہے جس کا ذکر فصل الخطاب تالیف خواجہ محمد پارسا میں موجود ہے جیسا کہ کشف الاستار میں مرقوم ہے۔ سید جمال الدین عطا اللہ بن سید غیاث الدین فضل اللہ بن سید عبدالرحمٰن محدث معروف بہ جلال الدین مولف کتاب روضۃ الاحباب تحریر فرماتے ہیں۔ معدن ہدایت کے جوہر، گنج ولایت کے گوہر یعنی حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت باسعادت بقول اکثر راویوں کے نیمہ شعبان ۲۵۵ ہجری شہر سامرہ میں واقع ہوئی۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ۲۳ رمضان المبارک ۲۵۸ ہجری کو متولد ہوئے، آپ کی مادر گرامی کو صقیل، سوسن، نرجس اور حکیمہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان امام عالی مقام کا اسم گرامی اور کنیت حضرت خیر الانام پیغمبر اسلام کی کنیت اور ان کے نام پر ہے۔ نیز آپ کے القاب میں مہدی منتظر، خلف صالح، صاحب الزمان بھی ہیں۔

قریب بہ صحت روایت کے مطابق آپ کے پدر بزرگوار کی رحلت کے وقت آپ پانچ سال کے تھے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ دو سال کے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو ہر قسم کی عنایات اور نعمات کا بخشنے والا ہے، اس گلفام وفرزند سید انام کو حضرت یحییٰ بن زکریا کے مانند بچپن ہی میں حکمت و بزرگی سے نواز اور بچپنے ہی میں امامت کے بلند مرتبہ پر فائز فرمادیا۔ حضرت امام زمانہ یعنی مہدی دوراں، خلیفہ معتمد کے دور حکومت میں ۲۶۵ ہجری یا ۲۶۶ ہجری پردہ غیبت میں چلے گئے۔

مولف روضۃ الاحباب نے حضرت امام مہدی کی مدح میں یہ اشعار بھی تحریر فرمائے ہیں۔

بیا ای امام ہدایت شعار
کہ بگذشت غم از حدِ انتظار
زروی ہمایوں بیفکن نقاب
عیاں ساز رخسار چون آفتاب
بیرون آی از منزل اختفا
نمایان کن آثارِ مہر و وفا

”اے ہدایت شعار امام تشریف لے آیئے کہ انتظار کا غم حد سے گزر چکا ہے۔ اب آپ رخ انور سے نقاب ہٹا دیجئے اور ہمیں بطور آشکار مانند آفتاب چہرہ مبارک کی زیارت کرادیجئے۔ منزل غیبت اور پردہ اختفا سے باہر تشریف لے آیئے اور مہر و مروت و وفا کے آثار نمایاں فرمادیجئے۔“

شیخ محدث، معروف عالم، علی متقی ہندی کنزل العمال فی سنن الاقوال والا فعال کے مولف متوفی ۹۷۵ رہجری اپنی کتاب مرقاۃ فی شرح المشکاۃ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مشہور حدیث ''میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔'' کے بارے میں تحریر فرمانے کے بعد لکھتے ہیں۔ ''شیعہ اثناء عشری نے اس حدیث کو اپنے ائمہ اطہار پر منطبق کیا ہے۔ جن کا سلسلہ خاندان نبوت سے متصل ہے۔ چاہے انہیں خلافت ظاہری حاصل ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو وہ حقیقت میں مستحق تھے۔ ان بارہ خلفاء میں پہلی ذات گرامی امام علی علیہ السلام کی ہے، پھر امام حسنؑ، پھر امام حسینؑ پھر امام زین العابدینؑ، پھر امام باقرؑ، پھر امام جعفر صادقؑ، پھر امام موسیٰ کاظمؑ، پھر امام علی رضاؑ، پھر امام محمد تقیؑ، پھر امام علی نقیؑ، پھر امام حسن عسکریؑ پھر امام مہدی علیہ السلام۔ علی متقی ہندی اپنی ایک اور کتاب البرہان فی علامات مہدی، آخری الزمان میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''حضرت حسن بن علی علیہ السلام نے فرمایا۔ ''حضرت صاحب الزمان، امام مہدی علیہ السلام کی دو غیبتیں ہوں گی ان میں سے ایک غیبت اتنی طولانی ہوگی کہ بعض لوگ یہ کہتے نظر آئیں گے کہ وہ مرچکے ہیں اور بعض لوگوں کا یہ خیال ہوگا کہ سوائے خدا کے کوئی دوست یا دشمن آپؑ کے مقام قیام سے واقف نہیں ہے۔''

عبدالرحمٰن بن محمد بسطامی اپنی کتاب دائرۃ المعارف میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''حضرت امام مہدی علیہ السلام خدا کے حکم سے ظہور فرمائیں گے۔ آپؑ دنیا کے تمام مذاہب کو ختم کر کے صرف دین اسلام کو باقی رکھیں گے، اہل حق وحقیقت اور عارفین آپؑ کی بیعت کے لیے پیش پیش ہوں گے۔ آپ ظہور فرما کر ہر قسم کی بدعتوں کو ختم کر کے سنتوں کو رائج فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بچپن ہی میں حکمت وفصل خطاب عطا فرمایا دیا تھا اور آپؑ کی مادر گرامی کا اسم گرامی نرجس خاتون تھا۔ جو کہ حواریین عیسیٰؑ علیہ السلام کی نسل سے تھیں۔ (ینابیع المودۃ)

مولوی علی اکبر بن اسد المودی المکاشفات میں جو ملا عبدالرحمٰن جامی کی کتاب نفحات پر بطور حاشیہ تحریر کی گئی میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''انبیائے الٰہی کے علاوہ جو افراد قطب کا درجہ رکھتے ہیں ان میں بھی عصمت پائی جاتی ہے، جیسا کہ مہدیؑ موعود جو آج بھی موجود ہیں اور وہ اپنے والد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد قطب ہیں ان کے والد بھی قطب تھے اور یہ سلسلہ حضرت علیؑ تک پہنچتا ہے بلکہ حضرت علیؑ کا قطب ہونا حضرت امام مہدیؑ موعود پر مکمل ہوتا ہے۔''

شیخ فاضل مشہور بہ ابو المعالی صدر الدین قونوی متوفی ۶۷۳ رہجری مولف ینابیع المودۃ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی فضیلت میں ان کا قصیدہ تحریر کیا ہے۔

یقوم با امر اللہ فی الارض ظاھرا

علی رغم شیاطین بحق الکفر

لعمری ھو الفرد الذی بان سرہ

بکل زمان فی مظاء لہ یسری

الیس ھو النور الاتم حقیقۃ

و نقطۃ میم منہ امدادھا یجری

بفیض علی الاکوان ماقد افاضہ

علیہ الہ العرش فی اول الدھر

''حضرت امام مہدی علیہ السلام امر الٰہی سے زمین پر ظاہر ہوں گے اور کفر کا خاتمہ فرمائیں گے۔ چاہے شیاطین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔ اپنی جان کی قسم! حضرت امام مہدی علیہ السلام ایسے بے مثال و یکتا ہیں جن کا راز ہر زمانہ میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ کیا یہ اللہ کا نور کامل ترین نور حقیقی نہیں اور کیا وہ میم کا وہ نقطہ نہیں جس کی مدد ہمیشہ جاری رہتی ہے۔ امام مہدی علیہ السلام تمام عالموں میں اپنا وہ فیض پھیلا رہے ہیں جو اللہ نے ازل سے عطا فرمایا ہے۔''

علامہ قونوی نے اپنی وصیت کے آخر میں تحریر کیا: بلغو سلاما الی المھدی۔ ''امام مہدی علیہ اسلام کو میرا سلام پہنچا دینا۔'' (ینابیع المودۃ)

شیخ عارف محمد بن ابوبکر فرید الدین معروف بہ عطار متوفی ۶۲۷ ہجری جو معروف کتب اور کئی دیوانوں کے مولف و شاعر ہیں اپنی تصنیف مظہر الصفات میں یہ اشعار تحریر فرماتے ہیں۔

مصطفیٰ ختم رسل شد در جھان

مرتضیٰ ختم ولایت درعیان

جملہ فرزندان حیدر اولیاء

جملہ یک نورند حق کرد ایں ندا

''ساری کائنات میں صرف ایک ہی ذات خاتم النبیین ہے اور وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور روز روشن کی طرح یہ بھی عیاں ہے کہ خاتم الاوصیاء حضرت علیؑ ہیں۔ یہی نہیں بلکہ حیدر کرار کے جملہ فرزند اولیائے الٰہی ہیں۔ یہ تمام ایک ہی نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ حق

تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے۔"

آپ نے ائمہ طاہرین کا ذکر ان اشعار میں فرمایا:

صد ھزاران اولیا روی زمین
از خدا خواھند مھدی را یقین
یا الٰھی مھدیمؑ از غیب آر
تا جھان عدل گردد آشکار
مھدیؑ ھا ویست تاج التقیا
بھترین خلق برج اولیا
ای ولای تو معین آمدہ
بر دل و جانھا ھمہ روشن شدہ
ای تو ختم اولیائے این زمان
و از ھمہ معنی نھانی جانِ جان
ای تو ھم پیدا و پنھان
آمدہ بندہ عطارت ثنا خوان آمدہ

"روئے زمین کے لاکھوں اولیاء، اللہ کی بارگاہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی دعا اس طرح کرتے ہیں۔ پروردگار! پردہ غیبت سے ہمارے امام برحق حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور فرما تا کہ کائنات میں عدل وانصاف آشکار ہو جائے۔ امام مہدی ہادی برحق متقیوں کے سر کا تاج، اشرف خلق اور اولیاء الٰہی کا محور وقطب ہیں حضرت امام مہدی علیہ السلام ہادی برحق ہیں۔ آپؑ کی ولایت ہر شخص پر واجب ہے اور آپؑ کا ظہور ہر شخص کے دل و جان پر نقش ہے۔ اے امام! آپؑ خاتم الاولیاء ہیں، اے میری روح رواں! آپؑ کی حقیقت نگاہوں سے پنہاں ہے، آپؑ پردہ غیبت میں ہوتے ہوئے بھی نظروں کے سامنے ہیں اور یہ آپؑ کا غلام عطار آپؑ کا مدح خوان ہے۔" (ینابیع المودۃ)

مولوی عبید اللہ امرتسری ہندی مولف ارجح المطالب فی عدمناقب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام میں تحریر فرماتے ہیں۔ "حضرت امام مہدی علیہ السلام کا اسم گرامی محمد کنیت ابوالقاسم اور لقب حجت،

خلف، صالح، منتظر اور صاحب الزمان ہے۔ آپؑ کی عمر پدر بزرگوار کے انتقال کے وقت پانچ سال تھی لیکن اللہ نے اس کمسنی میں آپؑ کو علم وحکمت سے نوازا تھا۔ آپؑ کو قائم کے لقب سے بھی جانا جاتا ہے۔ آپؑ غائب ہیں اور لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہیں اور کوئی نہیں جانتا کہ آپؑ کہاں ہیں۔"

مولوی عبید اللہ امرتسری ہندی نے تحریر فرمایا: شیخ ابو عبداللہ محمد بن یوسف گنجی شافعی نے اپنی کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان میں تحریر کیا ہے کہ "حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حیات طیبہ اور اتنے دنوں تک زندہ رہنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے جس طرح سے دوستداران خدا اور اولیاء الٰہی میں سے حضرت عیسیٰ بن مریم، حضرت خضر اور حضرت الیاس آج تک زندہ ہیں اور دشمنان خدا میں دجال اور ابلیس لعین باقی ہے ان تمام کی بقا کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام زندہ و باقی ہیں اس میں تعجب کی کون سی بات ہے۔" (ارجح المطالب)

علامہ گوہر یگانہ جناب شیخ صبان مصری متوفی ۱۲۰۶ ہجری جناب شاہ نعمت اللہ ولی، حافظ ابو محمد احمد بن ابراہیم بن ہاشم طوسی متوفی ۳۳۹ ہجری، جناب ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن محمد گنجی شافعی متوفی ۸۵۸ ہجری، شیخ عارف سعد الدین محمد بن المؤید بن ابوالحسین بن محمد بن حمویہ، جناب سید نسیمی نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ذکر کیا ہے۔ جناب شیخ عارف الٰہی عامر بن عامر بصری متوفی ۶۹۶ ہجری جو ملک روم کے سواین قریہ کے رہنے والے تھے اپنے ایک معروف قصیدے میں حضرت امام مہدی علیہ السلام سے متعلق یہ شعر تحریر کیا:

امام الھدی حتی فتی انت غائب

فمن علینا یا ابانا باوبۃ

"اے ہدایت دینے والے امام! آپ کب تک غیبت میں رہیں گے، اے ہمارے باپ! آپ ہم پر احسان فرمائیں اور غیبت کے ٹھکانے سے پلٹ آئیں۔" (کشف الاستار)

علامہ گنجی شافعی نے کتاب "البیان فی اخبار صاحب الزمان" اور کفایۃ الطالب فی مناقب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حیات اور غیبت کے آغاز سے اب تک زندہ ہونے کا ذکر کیا ہے۔ شیخ نور الدین علی ابن صباغ مالکی ۷۸۴ ہجری بمقام مکہ مکرمہ پیدا ہوئے اور وفات ۸۵۵ ہجری میں ہوئی، آپ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب الفصول المہمہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے حالات تحریر فرمائے۔ مزید برآں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت، امامت وخلافت کے دلائل، غیبت اور مدت حکومت کے متعلق احادیث تحریر فرمائیں۔

شہاب الدین ابن شمس الدین متوفی ۸۴۹ ہجری جن کی شہرت ملک العلماء کے نام سے مشہور ہے۔ آپ صاحب تفسیر البحر المواج ہیں۔ آپ نے مناقب السادات میں تحریر فرمایا: حضرت امام حجۃ اللہ قائم مہدی لوگوں کی نظروں سے غائب ہیں اور آپؑ کی عمر طویل ہے جس طرح مومن بندوں میں سے حضرت عیسیٰؑ، حضرت الیاسؑ، حضرت خضر اور کافروں میں سے دجال اور سامری کی عمر لمبی ہے۔

محدث احمد محمد بن علی بن حجر ہیتمی مکی متوفی ۹۷۴ ہجری نے اپنی معروف کتاب صواعق محرقہ میں اہل بیتؑ اطہار کی فضیلت اور بارہ اماموں کی منقبت میں بہت سی احادیث نقل کرنے کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں تحریر کیا: حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے حضرت ابوالقاسم محمد حجتؑ کے علاوہ کوئی اور اولاد نہیں چھوڑی۔ امام حجتؑ کی عمر مبارک آپؑ کے پدر بزرگوار کی وفات کے وقت پانچ سال کی تھی لیکن خدائے تعالیٰ نے اسی عمر میں آپؑ کو علم و حکمت سے نوازا۔ آپؑ قائم و منتظر کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ شیخ عالم فرزانہ اور ادیب یگانہ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن خشاب متوفی ۵۶۷ ہجری آپ کی کتاب تواریخ موالید الائمۃ و وفیاتھم بہت مشہور ہے۔ اس کتاب میں ابن خشاب اپنے استاد کے واسطہ سے حضرت امام رضاؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: گیارہویں امام حضرت حسن عسکری علیہ السلام ہوں گے اور ان کے فرزند صاحب الزمان حضرت امام مہدی علیہ السلام ہوں گے۔ آپؑ آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے۔ آپؑ کے سر پر ابر کا سایہ مستقل قائم رہے گا۔ آپؑ جہاں بھی تشریف لے جائیں گے وہ وہاں چلتا رہے گا اور سورج کی شعاعیں آپ پر نہیں پڑیں گی، ایک منادی با آواز بلند ندا دے گا یہی حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں۔ (ینابیع المودۃ، کشف الاستار)

حافظ سید سلیمان بن ابراہیم حسینی حنفی قندوزی بلخی متوفی ۱۲۹۴ ہجری نہایت عابد و متقی انسان تھے۔ آپ نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی ولادت کی تفصیل تحریر فرمائی ہے اور لکھا ہے کہ حضرت امام مہدی فرزند حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ہیں۔ شیخ المشائخ مولانا جلال الدین رومی متوفی ۶۷۴ ہجری اپنی مثنوی میں حضرت علی علیہ السلام اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ جسے ینابیع المودۃ میں بطور حوالہ پیش کیا گیا ہے۔

ای سرورِ مردان علیؑ! مستان سلامت می کند

دی صفدرِ میان علیؑ! مستان سلامت می کند

''اے لوگوں کے سردار علیؑ! دنیا کے تمام رند آپ کو سلام کرتے ہیں، اور اے میدان جنگ کے شجاع!

شراب محبت میں مست قلندر تمھیں سلام کرتے ہیں۔"

با میر دین ھادی بگو، باعسکری مھدی بگو

با آن ولی مھدی بگومستان سلامت می کند

"اے دین کے امیر علی ہادیؑ سے اور حضرت امام حضرت حسن عسکری علیہ السلام اور اس ولی خدا مہدی سے کہیے کہ صہبائے عشق کے مست قلندر آپ کو سلام کرتے ہیں۔"

شب معراج انوار ائمہ

شب معراج جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہ ائمہ اہل بیت کا نور ملاحظہ فرمایا۔ علامہ شیخ ابو جعفر محمد بن حسن الطوسی اپنے سلسلہ روایت سے ابو سلمیٰ جو جناب رسالت مآبؐ کے با اعتماد صحابی تھے سے نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت رسول خدا کو فرماتے سنا۔"جس رات مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا، خداوند عالم کی آواز آئی۔ آمن الرسول بما انزل الیه من ربه ۔"اپنے پروردگار کی طرف سے نازل ہونے والی ساری چیزوں پر رسول کا ایمان ہے۔" میں نے عرض کیا: والمومنون۔ (سورہ بقرہ، آیت ۲۸۲) اور مومنین کا بھی اسی پر ایمان ہے۔ آواز آئی: اے محمدؐ تم نے سچ کہا۔ پھر پروردگار عالم نے فرمایا: اے محمدؐ! تم اپنی امت میں کس کو اپنا خلیفہ بنا کر آئے ہو؟ میں نے عرض کیا: اپنی امت کے بہترین فرد کو۔ آواز آئی علی ابن ابی طالبؑ کو؟ میں نے عرض کیا: ہاں اے پالنے والے! آواز آئی: اے محمدؐ! میں نے تمام روئے زمین پر نظر کی تو ساری کائنات سے تمہارا انتخاب کیا، پھر اپنے اسمائے حسنہ میں سے تمہارے نام کو مشتق کیا، لہٰذا جہاں کہیں بھی میرا تذکرہ ہوگا میرے ساتھ تمہارا بھی ذکر ہوگا۔ پس میں محمود ہوں اور تم محمدؐ ہو اس کے بعد پروردگار عالم نے فرمایا: پھر میں نے دوبارہ نظر کی تو ساری کائنات سے علی بن ابی طالب کو چنا اور اپنے اسمائے حسنہ میں سے ان کا نام بھی مشتق کیا۔ پس میں اعلیٰ ہوں اور وہ علیؑ ہیں۔ پھر آواز آئی: اے محمدؐ! میں نے تمہیں اور علیؑ اور فاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور تم سب کی ولایت تمام آسمانوں اور زمین کے سامنے پیش کی، جس نے تمہاری ولایت کو قبول کر لیا۔ وہ میرے نزدیک مومن ہے اور جس نے رد کیا وہ میرے نزدیک کافر ہے۔ اے محمدؐ! اگر میرے بندوں میں سے کوئی بندہ میری اتنی عبادت کرے کہ اس کا بدن ٹوٹ جائے اور وہ پھٹے پرانے مشکیزہ کی طرح بوسیدہ ہو جائے اور وہ تمہارے اہل بیت کی ولایت کا منکر ہو تو میں اس کو معاف نہیں کروں گا پھر آواز قدرت آئی، اے محمدؐ! کیا تم

ان کے انوار کا مشاہدہ کرنا پسند کرو گے؟ میں نے کہا: ضرور اے میرے معبود!

آواز آئی: اے محمدؐ! عرش کے داہنی جانب نظر کریں، جناب رسالت مآبؐ فرماتے ہیں: اب جو میں نے عرش کی داہنی جانب نظر کی تو دیکھا کہ علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام، حسین علیہ السلام، حضرت زین العابدین علیہ السلام، حضرت باقر علیہ السلام، حضرت جعفر علیہ السلام، حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام، حضرت علی رضا علیہ السلام، حضرت محمد تقی علیہ السلام، حضرت علی نقی علیہ السلام، حضرت حسن عسکری علیہ السلام اور حضرت امام مہدی علیہ السلام سب کے سب نور کی فضا میں گھرے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں اور ان کے درمیان حضرت امام مہدی علیہ السلام صبح کے ستارہ کی مانند چمک رہے ہیں۔ پھر آواز آئی اے محمدؐ! یہی سب زمین پر میری حجت ہیں اور یہ مہدی تمہاری عترت پر ہونے والے مظالم کا انتقام لینے والا ہے۔ پھر آواز آئی: اے محمدؐ! میری عزت وجلال کی قسم! اس کی ولایت میں نے اپنے تمام اولیاء پر واجب قرار دی ہے اور یہی میرے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہے۔

معرفت امامؑ

معرفت کے لغوی معنی پہچاننا، حقیقت شناسی، اصلیت تک پہنچنا اور حق شناسی کے ہیں۔ معرفت کا مقام نہایت بلند ہے۔ دین میں معرفت کی بڑی اہمیت ہے۔ معرفت کے بغیر صاحبانِ عصمت وطہارت تک رسائی ممکن نہیں۔ آئمہ اہلبیتؑ کی معرفت رکھنے والے صراط مستقیم پر قائم رہتے ہیں اور امام قائمؑ کے ظہور کے منتظر رہتے ہوئے عمل صالح بجالاتے ہیں۔ معرفت کا دائرہ بہت وسیع ہے اسکی ابتدا اپنے آپ کو پہچاننے سے ہوتی ہے جیسا کہ حضرت علیؑ کا ارشاد ہے ''جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا۔''

حضرت امام محمد باقرؑ نے حضرت جابر جعفی سے فرمایا کیا تم جانتے ہو معرفت کیا ہے؟ اولاً توحید کا اثبات ہے پھر ابواب توحید کی معرفت ہے۔ پھر معنی کی معرفت ہے، پھر لوگوں کی معرفت ہے، پھر ارکان معاشرے کی معرفت ہے، پھر فقہا کی معرفت ہے، اور پھر نجباء کی معرفت ہے اے جابر! توحید کا اثبات یعنی اللہ کی معرفت کہ وہ قدیم و غائب ہے اسے نگاہیں نہیں پاسکتیں۔ وہ نگاہوں کا علم رکھتا ہے۔ وہ لطیف وخبیر ہے وہ غائب و باطن ہے۔ اللہ نے ہمیں اپنے خاص نور سے پیدا کیا ہے اور اس نے اپنے بندوں کے امور ہمارے سپرد کیے ہیں۔ لہٰذا ہم جو چاہتے ہیں اس کے اذن سے کرتے ہیں اور جب ہم چاہتے ہیں وہ بھی چاہتا ہے۔ جب ہم ارادہ کرتے ہیں تو وہ بھی ارادہ کرتا ہے۔ خدا نے ہمارے لیے یہ مقام مخصوص قرار دیا ہے اور اپنے بندوں سے ہمیں مصطفیٰ بنایا ہے اور اپنے شہروں میں ہمیں اپنی حجت قرار دیا ہے۔ جس نے ہمارے فضائل سے انکار کیا اور اسے رد کیا تو اس نے اللہ کے حکم کو رد کیا اور اس کی

آیات سے اور اس کے انبیاؑ و رسول سے کفر کیا۔ اے جابر! جس نے اللہ کی معرفت صفت سے معرفت حاصل کی اس نے توحید کا اثبات کیا کیونکہ یہ صفت نازل شدہ کتاب الٰہی میں جو کچھ ہے اس کے مطابق ہے۔

حضرت جابر جعفی نے حضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند رسولؐ مقصر کون ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا وہ لوگ کہ جن پر خدا نے اپنے امر و روح سے آئمہؑ کی معرفت فرض کی ہے اس میں انہوں نے کوئی کمی اور تقصیر کی ہے وہ مقصر ہیں۔ حضرت جابر جعفی نے عرض کیا: اے میرے سردار اس کی روح کی معرفت سے کیا مراد ہے۔ امام نے فرمایا جو کچھ خدا نے روح کے ساتھ مخصوص کیا ہے کہ وہ اللہ کے اذن سے خلق کرتا ہے اور اس کے اذن سے زندہ کرتا ہے اور قلوب میں جو کچھ ہے اسکی تعبیر و نتائج کو جانتا ہے اور جو کچھ ہو چکا ہے اسے جانتا ہے اور قیامت تک رونما ہونے والے واقعات کو جانتا ہے۔ اس لیے کہ روح خدا کا امر ہے۔

صواعق محرقہ میں آپؑ کی معرفت سے متعلق یہ واقعہ مرقوم ہے آپ سے صحن کعبہ میں ایک شخص نے کہا جہاں آپ عبادت کرتے ہیں وہاں آپ نے خدا کو دیکھا ہے۔ آپؑ نے فرمایا میں تو ان دیکھی چیزوں کی عبادت نہیں کرتا۔ اس نے پوچھا آپؑ نے اسے کیسے دیکھا، آپؑ نے فرمایا آنکھیں اسے ظاہری طور پر نہیں دیکھ سکتیں بلکہ دل اسے حقائق ایمانی سے دیکھتا ہے۔

جس طرح پروردگار عالم نظر نہیں آتا لیکن اس کی معرفت قلب کی گہرائیوں سے کی جاتی ہے معرفت کا حسن ہے کہ بغیر دیکھے معرفت ہو اسی کو ایمان بالغیب کہتے ہیں حضرت امام مہدیؑ پردہ غیبت میں ہیں لیکن آپ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس امر میں کوئی وقت بھی نہیں کیونکہ متعدد احادیث میں آپؑ کا ذکر آیا ہے جیسا کہ اس کتاب کے مختلف عنوانات میں آیات قرآنی، احادیث جناب رسول اکرمؐ اور آئمہ اہلبیتؑ کے ارشادات حضرت امام مہدیؑ کے متعلق تحریر کیے جا چکے ہیں۔

معرفت حضرت امام مہدیؑ کے بے انتہا فوائد ہیں سب سے اہم بات یہ کہ اس عقیدہ کی روشنی مین اعمال صالح بجالانے کی توفیق عطا ہوتی ہے۔ اس بات پر ایمان کہ ہمارے اعمال حضرت کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں جب کوئی مومن نیک اعمال بجالاتا ہے تو آپؑ کو مسرت ہوتی ہے اور جب کوئی اعمال بد کرتا ہے تو آپؑ رنجیدہ خاطر ہوتے ہیں جنت کا حقدار صاحب معرفت ہے جیسا کہ اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ مفوضہ عقیدہ رکھنے والوں نے کامل بن ابراہیم مدنی کو حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں بھیجا اس نے کہا میں نے دل میں سوچا کہ جب میں حضرت امام مہدیؑ کی خدمت میں حاضر ہوں گا تو آپؑ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کروں گا جو آپؑ سے روایت کی گئی ہے کہ: جنت میں وہی شخص داخل ہوگا جو میری معرفت رکھتا ہوگا میں ایک دروازے پر بیٹھ گیا، جس پر پردہ لٹکا ہوا تھا اور ہوا کا جھونکا آیا اس نے پردے کا ایک حصہ کھول دیا، اچانک ایک فرد نمودار ہوئے جو چاند کا ٹکڑا تھے۔ جن کی عمر چار سال تھی، انہوں نے مجھ سے فرمایا "اے کامل بن ابراہیم" یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

مجھے یہ خیال آیا کہ میں خدمت میں عرض کروں۔ لبیک یا سیدی۔ آپ نے فرمایا تم اس غرض سے آئے ہو کہ اللہ کے ولی سے سوال کرو کہ جنت میں وہی شخص داخل ہوگا۔ جو امام کی معرفت رکھتا ہو۔ میں نے عرض کیا: خدا کی قسم ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: یقیناً خدا کی قسم جنت میں وہ لوگ ضرور داخل ہوں گے۔ جنہیں حقیہ کہا جاتا ہے، تم مفوضہ کی بات چیت کے بارے میں سوال کرنے آئے ہو کہ ہم وہ بات کرتے ہیں جو ہمارے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ وہ لوگ جھوٹے ہیں، ہمارے دل اللہ عزوجل کی مشیت کی طرف ہیں جو چاہتا ہے وہی ہم چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَاتَشَآ ؤُنَ اِلاَّ اَنۡ یَّشَآ ءَ اللّٰہُ۔ ''تم صرف وہی چاہتے ہو جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔''

امام وقت کی رضا عین رضائے الٰہی سے منطبق ہے۔ لہٰذا اگر صاحبان ایمان اپنے اس حقیقی ہادی و رہنما اور حاجت روا کو پہچان لیں اور ان سے متوسل ہوں تو ان کے کرم و عنایت سے فیضاب ہو سکتے ہیں۔ ہمیں عہد دوراں کے آقا و مولا اور مظہر خدا کے معرفت رکھتے ہوئے اپنے عقائد کو مستحکم کرنا چاہیے اور خوشنودی امام کے لیے ہمہ وقت اعمال صالح بجالانا چاہیے اور یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ہم امام وقت کے روبرو ہیں اس طرح کہ وہ پردہ غیبت سے ہمارے اعمال و افکار پر نظر رکھتے ہیں۔ یہی معرفت امام ہے۔ اس تمام امر کے حصول کے لیے عبادت سے متصل ہونا ضروری ہے۔ احکام خداوندی کو بجالانا چاہیے۔ پروردگار عالم نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو اپنے مخصوص بندوں کے لیے وسیلہ مقرر فرمایا ہے اور تمام امور آپ ہی کے ذریعہ اللہ ذوالجلال والاکرم تک پہنچتے ہیں۔ آپ فیض رسانی کا مضبوط و مستحکم وسیلہ ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے اعمال پر نظر رکھیں اور یہ کوشش کریں کہ کوئی عمل خلاف شریعت نہ ہو۔

آپ کا وجود کائنات کے وجود کا ضامن ہے۔ آپ کی معرفت سے مستفید ہو کر ہم اطمینان قلب حاصل کر سکتے ہیں الکافی میں یہ دعا مرقوم ہے۔ ''اے اللہ! مجھے میرے نفس کی معرفت عطا فرما ورنہ میں تیرے نبیؐ کی معرفت نہیں حاصل کر سکتا۔ اے اللہ تعالیٰ! تو ہمیں اپنے رسولؐ کی معرفت عطا فرما ورنہ میں تیری حجت اور اپنے دین کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا۔ اس معرفت کے بغیر دین سے گمراہ ہو جاؤں گا۔'' لہٰذا جب تک معرفت قلب نہ ہو اس وقت تک رسالت و امامت کا سمجھنا ممکن نہیں ہے۔ سورہ دہر کی آیت ۷۶ رمیں ارشاد پروردگار عالم ہے۔ انا ھدینہ السبیل اماش کرا و اما کفورا ۔ ''یقیناً ہم نے اسے راستہ کی ہدایت دے دی ہے۔ چاہے وہ شکر گزار ہو جائے یا کفران نعمت کرنے والا ہو جائے۔'' ہدایت تو موجود ہے، اب یہ انسان پر موقوف ہے کہ وہ ہدایت کا راستہ اختیار کرتا ہے یا گمراہی کا، نیکی اور بدی کا انتخاب کرنا بندوں کا کام ہے۔ پروردگار عالم نے تو ہدایت کا ہر زمانے میں انتظام فرما دیا ہے۔ معرفت حضرت امام زمانہ کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کی مرضی کے مطابق زندگی گزاری جائے اور آپ کے وجود پر شک کا شائبہ تک نہ ہو۔ جمع بین الصحیحین ،شرح مقاصد اکلیل الکرمۃ شرح عقائد نسفی اور منصب امامت کے مطابق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اقدس ہے۔ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات

میتتہ الجاھلیتہ ۔ ''جو شخص مرجائے اپنے زمانے کے امام کی معرفت کے بغیر (نہ پہچانتے ہوئے) وہ کفر کی موت مرے گا۔'' ایک اور مقام پر آپؐ نے فرمایا۔ من مات و لا امام لہ مات میتتہ الجاھلیتہ ۔ ''جو شخص مرجائے اور اس کا امام نہ ہو وہ جہالت کی موت مرگیا۔'' (مجمع الزوائد) ان احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہر زمانے میں امام کا وجود لازمی ہے اور وقت کے امام کی معرفت رکھنا ضروری ہے، یہ معرفت اتنی اہم ہے کہ جہالت کی موت سے بچاتی ہے۔ ائمہ اہل بیتؑ کی تعداد بارہ ہے، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت کے مطابق امام بارہ ہیں جن کے اسمائے گرامی قبر میں دریافت کیے جائیں گے۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ جو ان اسمائے گرامی سے علم ہوگا وہ اپنی جہالت کی بنا پر جنت سے محروم ہو جائے گا یہی سبب ہے کہ احادیث و اقوال معصومین میں ائمہ کی معرفت کی تعلیم دی گئی ہے تاکہ ان طیب و طاہرین مقدس ہستیوں کی معرفت حاصل کر کے زندگی گزاری جائے۔ مولائے کائنات حضرت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ علیکم بطاعۃ من لا تعذ رون بجھالۃ ۔ ''تم پر اطاعت بھی لازم ہے ان کی جن سے ناواقف رہنے کی بھی تمہیں معافی نہیں۔'' لہٰذا ان مقدس ہستیوں سے متعلق جاننا ضروری ہے۔ اس کو معرفت کہتے ہیں کہ امام کی اطاعت اس طرح کی جائے کہ ان کی سیرت و کردار اور ان کی تعلیم پر عمل کیا جائے۔

زمانہ غیبت میں دعا

اکمال الدین اور بحار الانوار میں زمانہ غیبت میں حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی دعا کے متعلق تحریر ہے کہ ابو محمد حسن بن محمد مکتب کا بیان ہے کہ مجھ سے ابو علی حمام نے اس دعا کی روایت کی اور کہا کہ شیخ قدس اللہ روحہ نے اس دعا کو تحریر کرایا اور فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو۔

''اے اللہ تو مجھے اپنی ذات کی معرفت عطا فرما کیونکہ اگر تو نے معرفت نہ دی اپنی ذات کی تو میں تیرے رسول کی معرفت حاصل نہ کرسکوں گا۔ اے اللہ! مجھے اپنے رسولؐ کی معرفت عطا فرما، اس لیے کہ اگر تو نے مجھے اپنے رسولؐ کی معرفت نہ دی تو میں تیری حجت کی معرفت حاصل نہ کرسکوں گا۔ اے اللہ تو مجھے اپنی حجت کی معرفت عطا فرما اس لیے کہ اگر تو نے مجھے اپنی حجت کی معرفت نہ دی تو میں اپنے دین سے گمراہ و بے دین ہو جاؤں گا۔ اے اللہ! تو مجھے جہالت کی موت نہ مارنا، اور میرے دل کو منحرف نہ ہونے دینا جبکہ تو نے مجھے ہدایت دی ہے۔ اے اللہ! جس طرح تو نے میری ہدایت فرمائی ہے اپنے رسولؐ کے بعد اپنے ان اولیان امر کی طرف جن کی اطاعت مجھ پر فرض ہے۔ چنانچہ میں تیرے اولیان امر جناب امیر المومنینؑ سے (درود و سلام ہو تیرا ان پر) تولا رکھتا ہوں اور حضرت امام حسنؑ و حضرت امام حسینؑ اور علیؑ اور محمد باقرؑ سے اور جعفر صادقؑ اور موسیٰ کاظمؑ سے اور امام علی رضاؑ باقرؑ

سے اور جعفر صادقؑ اور موسیٰ کاظمؑ سے اور امام علی رضاؑ اور محمد تقیؑ سے اور علی نقیؑ و حسن عسکریؑ سے اور حجت قائم امامؑ سے تیری رحمتیں نازل ہوں ان سب حضرات پر اے اللہ! پس تو مجھے اپنے دین پر ثابت قدم رکھ اور مجھے عمل کی توفیق پر ثابت قدم رکھ اور مجھے عمل کی توفیق پر مشغول رکھ اپنی اطاعت کے ساتھ اور میرے دل کو نرم رکھ اپنے ولی امر کے لیے اور مجھے اپنی مخلوق کی طرف آزمائشوں سے محفوظ رکھ اور مجھے ثابت قدم رکھ اپنے ولی امر کی اطاعت پر جس کو تو نے اپنی مخلوق سے پوشیدہ رکھا ہے۔ پس وہ تیرے حکم و اجازت سے تمام لوگوں سے غائب ہیں اور تیرے حکم کے منتظر ہیں اور تجھے کون بتانے والا ہے تو خود ہی عالم ہے کہ تیرے ولی امر کے لیے اذن ظہور دنیا میں کب مناسب ہے (اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ) امر کب ظاہر ہونا چاہیے اور مجھے صبر عطا فرما تاکہ میں اس امر کے ظہور کی جلدی نہ چاہوں جس کو تو نے موخر کیا ہے اور جس امر کو تو جلدی چاہتا ہے اس میں تاخیر نہ چاہوں اور نہ ظاہر کروں جس کو تو نے چھپایا ہے اور نہ تلاش کروں اس کو جسے تو نے پوشیدہ رکھا ہے اور تیری تدبیر پر بحث نہ کروں اور یہ نہ کہوں کہ یہ کیوں ہے اور کیسے ہے؟ اور ولی امر الٰہی کیوں ظہور نہیں فرماتے حالانکہ زمین تو ظلم و جبر سے بھر چکی ہے اور میں سپرد کردوں اپنے امور کل کے کل تیری طرف۔

اے اللہ! میں تجھ ہی سے درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنے ولی امر کی زیارت کا شرف بخش تاکہ میں دیکھوں کہ وہ تیرے حکم کو نافذ فرما رہے ہیں۔ یہ جاننے کے لیے تو ہی سلطان ہے اور تو ہی صاحب قدرت و برہان و حجت و مشیت و ارادہ اور طاقت اور قوت ہے۔ لہٰذا تو میرے لیے اور تمام مومنین کے لیے ایسا کردے تاکہ ہم لوگ تیرے ولی عصر کو ظاہر بہ ظاہر بولتے ہوئے واضح طور پر رہنمائی کرتے ہوئے لوگوں کو گمراہی سے ہدایت کی طرف لاتے ہوئے جہالت سے بچا کر نکالتے ہوئے دیکھیں۔ اے میرے پروردگار! تو ان کے شاہد کو نمایاں کر اور ان کے قواعد کو استوار کر اور ہمیں قرار دے ان لوگوں میں جو ان کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں گے اور مجھے ان کی خدمت پر قائم رکھ اور مجھے موت دے ان ہی کی ملت پر اور ہمیں ان ہی کے زمرے (گروہ) میں محشور فرما۔ اے اللہ! تو ان (امام زمانہ) کو محفوظ فرما اور تمام چیزوں کے شر سے جنہیں تو نے پیدا کیا اور (جنہیں) تو نے پالا، جسے تو نے ایجاد کیا جس کی تو نے صورت بنائی اور تو ان کی حفاظت فرما ان کے سامنے سے اور ان کی پشت سے اور ان کے داہنی جانب سے اور ان کے بائیں جانب سے اور ان کے اوپر سے ان کے نیچے سے اور تو اپنی اس حفاظت سے کام لے جس کے بعد کسی کو کوئی آسیب و گزند نہیں پہنچ سکتا اور ان کی حفاظت کر کے تو اپنے رسولؐ اور اپنے رسولؐ کے وصی کی حفاظت فرما۔ اے اللہ! تو ان جناب کی عمر دراز فرما اور ان کی مدت حیات کو زیادہ فرما اور وہ ذمے داریاں جو آنجناب کو تو نے سپرد کی ہیں ان میں ان کی امانت فرما اور ان کی بزرگی میں اضافہ فرما کیونکہ وہی ہادی، مہدی، قائم مہدیؑ، پاک و پاکیزہ، صاحب تقویٰ، پاکیزہ اوصاف زکی راضی بہ رضائے خدا، صبر کرنے والے، دین میں کوشش کرنے والے، بہت شکر گزار ہیں۔ پروردگار اگرچہ ان کی مدت غیبت طویل ہو چکی ہے اور ان کی کوئی خبر بھی ہم کو نہیں پہنچتی اس کے

باوجود ہمارے یقین کو ہم سے سلب نہ کرنا اور ان کے ذکر، ان کے انتظار، ان پر ایمان، ان کے ظہور پر پختہ یقین اور ان کے لیے دعا اور ان پر درود کو ہم سے نہ بھلا دینا تاکہ ان کی طویل غیبت کی وجہ سے ان کے ظہور و قیام سے ہم لوگ مایوس نہ ہو جائیں اور ان کے ظہور پر ہمارا یقین بالکل ویسا ہی رہے جیسے رسول اللہؐ کی بعثت اور جیسا کہ تیری وحی اور تنزیل پر ہم لوگوں کا یقین ہے اور ہمارے قلوب کو قوت عطا فرما ان پر ایمان رکھنے کے سلسلے میں تاکہ ان کے ہاتھوں میں راہ ہدایت اور حجت عظمیٰ اور میانہ روی و طریقہ وسطیٰ پر چلائے۔

پروردگار! تو ہم لوگوں کو آنجناب کی اطاعت کی قوت عطا فرما اور ان کی پیروی پر ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں آپؑ کے گروہ اور ان کے اعوان و انصار میں شامل فرما اور یہ کہ ہم ان کے ہر اقدام پر راضی رہیں اور یہ سب تو ہم لوگوں سے ہماری زندگی میں سلب کر نہ وقت وفات تاکہ جب ہمیں موت آئے تو اس وقت بھی ان کے متعلق نہ کوئی شک رکھیں نہ شبہ رکھیں، نہ ان کے عہد کو توڑیں نہ ان کی تکذیب کریں۔ یا اللہ! تو آنجناب کے ظہور و فرج و کشادگی میں تعجیل فرما اور اپنی نصرت سے ان کی تائید فرما اور ان کی نصرت کرنے والوں کی نصرت فرما، ان کو چھوڑنے والوں کو چھوڑ دے اور جو لوگ ان کی دشمنی پر کمر بستہ ہوں اور ان کی تکذیب پر آمادہ ہوں ان کو نیست و نابد کر دے اور آپؑ کے ذریعے سے حق کو ظاہر فرما اور ظلم و جور کو ان کے ذریعے سے مٹا دے، اور آپؑ کے ذریعے سے مومنین کو ذلت و رسوائی سے نجات دلا، اور آپؑ کے ذریعے سے شہروں کو آباد و شاد فرما دے اور جابروں و کافروں کو آپؑ سے قتل کرا دے اور آپؑ کے ذریعے سے گمراہیوں کے سر کچل دے اور جباروں اور کافروں کو ذلیل اور تہس نہس کرا دے۔ آپؑ کے ذریعے سے منافقوں اور بیعت توڑنے والوں اور تمام مخالفتوں کو اور تمام ملحدوں کو برباد کرا دے خواہ وہ زمین کے مشرق میں ہوں یا مغرب میں، وہ تری میں ہوں یا خشکی میں، میدانوں میں ہوں یا پہاڑوں پر یہاں تک کہ ان کا کوئی گھر باقی نہ رہے اور ان کا نام و نشان تک نہ رہنے دے اور ان سے اپنے شہروں کو پاک کر دے اور ان لوگوں کو برباد کر کے اپنے بندوں کے دلوں کو شفا بخش، اور آپؑ کے ذریعے سے تیرے دین سے جو محو کر دیا گیا ہے اس کی تجدید فرما اور تیرے احکامات میں جو تبدیلی کی گئی ہے اور تیری سنت میں جو تغیر کیا گیا آپؑ کے ذریعے سے ان سب کی اصلاح فرما۔ یہاں تک کہ تیرا دین آپؑ جناب کے ذریعے سے پھر پلٹ آئے جدید اور صحیح انداز میں اس طرح کہ اس میں نہ کوئی کجی ہو اور نہ اس کے ساتھ کوئی بدعت ہو۔ یہاں تک کہ بجھ جائے ان کے عدل و انصاف کی وجہ سے کافروں کی بھڑکائی ہوئی آگ۔ اس لیے کہ بلاشبہ وہ تیرے ایسے عبد ہیں کہ جنہیں تو نے اپنے لیے منتخب فرمایا ہے، اور تو نے آپؑ کو اپنے دین کی نصرت کے لیے پسند فرمایا ہے اور اپنے علم کے لیے ان کو چنا ہے اور تو نے آپؑ کو گناہوں سے پاک اور عیوب سے دور رکھا ہے، اور تو نے آپؑ کو اپنے غیب کی باتوں سے مطلع فرمایا ہے اور ان پر اپنا انعام کیا ہے اور ان کو ہر رجس سے پاک رکھا ہے، اور ہر نجاست سے دور رکھا ہے۔ اے اللہ! اب تو ان پر رحمت نازل فرما اور ان کے آباء ائمہ طاہرین اور ان کے منتخب شیعوں پر اور ان کی امیدیں اس سے بھی زیادہ پوری ہوں جتنی انہیں پوری ہونے کی

امید ہے اور ہماری اس دعا کو بالکل خالص شک و شبہ سے پاک اور ریا و شہرت سے مبرا قرار دے تاکہ ہم تیرے سوا کسی غیر کا ارادہ نہ کریں اور ہم تیری رضا کے علاوہ اور کچھ نہ چاہیں۔ اے اللہ! ہم لوگ اپنے نبیؐ کے جدا ہونے کی تجھ سے شکایت کرتے ہیں اور اپنے ولی عصر کی غیبت کی اور زمانے کی سختیوں کی اور ہر طرف فتنوں کے برپا ہونے کی اور دشمنوں کے غلبے کی اعدا کی کثرت کی اور زیادتی کی اور اپنی تعداد میں کمی کی (شکایت کرتے ہیں)

اے اللہ! اپنی طرف سے ان کی کشادگی کو جلد کھول دے اور اپنی طرف سے عطا کردہ صبر کے ذریعے سے آسانی پیدا کر دے اور امام عادل کو ظاہر فرما۔ اے معبود برحق عالمین کے پروردگار! اے اللہ! ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ تو اپنے ولی کو اذن دے دے کہ وہ تیرے بندوں پر تیرے عدل کا اظہار فرمائیں اور تیرے شہروں میں تیرے دشمنوں کو قتل کریں۔ یہاں تک کہ ظلم و جور کے کسی ستون کو بغیر گرائے ہوئے اور اس کی کسی عمارت کو بغیر مسمار کیے ہوئے اور نہ کسی قوت کو بغیر کمزور کیے ہوئے اور نہ کسی رکن کو بغیر ڈھائے ہوئے اور نہ کسی تلوار کی دھار کو بغیر کند کیے ہوئے اور نہ کسی اسلحہ کو بغیر ناکارہ کیے ہوئے اور نہ کسی جھنڈے کو بغیر سرنگوں کیے ہوئے اور نہ کسی بہادر کو بغیر قتل کیے ہوئے اور نہ کسی لشکر کو بغیر شکست دیے ہوئے چھوڑیں۔

اے میرے معبود تو ان دشمنوں پر اپنا پتھر برسا اور اپنی تیز تلوار سے ان پر ضرب لگا اور ان پر اپنا ایسا حملہ کر جو مجرم قوم سے کبھی پسپا نہ کیا جا سکے، اور عذاب نازل کر اپنے دشمنوں پر اور اپنے دین کے دشمنوں پر اور اپنے رسول کے دشمنوں پر۔ اپنے ولی کے ہاتھ سے اور اپنے مومن بندوں کے ہاتھوں سے۔ اے اللہ! تو اپنے ولی اور اپنی زمین میں اپنی حجت کی حفاظت فرما کر ان کے دشمن کے خوف سے اور جو ان سے مکر و فریب کرے اور ان سے برائی کا ارادہ کرے تو اسے ... مصائب میں گرفتار کر اور ان کی بنیادوں کو قطع کر دے اور ان کے قلوب پر آپؑ کا رعب بٹھا دے اور ان کے قدموں میں لرزش پیدا کر دے اور انہیں ظاہری و باطنی طور پر گرفت میں لے، ان پر ایسا شدید عقاب نازل کر اور انہیں اپنے بندوں میں رسوا کر اور ان کے اوپر اپنے شہروں میں لعنت برسا اور انہیں جہنم کے نیچے درجے میں ڈال اور ان کے لیے اپنا عذاب سخت کر دے۔ ان کو جہنم میں جلا دے اور ان کے مُردوں کو قبر میں آتش جہنم سے بھر دے اور انہیں جہنم کی آگ میں پھونک دے کیونکہ انہوں نے نماز کو ضائع کیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی اور تیرے بندوں کو ذلیل کیا۔ اے اللہ تو اپنے ولی (عصر) کے ذریعے سے قرآن میں روح تازہ پھونک اور ہمیں اس کا وہ سرمدی نور دکھا جس میں ظلمت نام کو نہ ہو، اور ان کے ذریعے سے مردہ دلوں کو زندہ کر اور ان کے ذریعے سے لوگوں کے دلوں کی آگ کو بجھا اور لوگوں کے مختلف خیالات کو حق پر جمع کر دے اور ان کے ذریعے سے معطل حدود اور غیر موثر کیے ہوئے احکام کو پھر سے قائم کر دے تاکہ کوئی حق بغیر ظاہر ہوئے باقی نہ رہ جائے اور کوئی عدل بغیر نمایاں ہوئے نہ رہے۔ اے پروردگار! ہمیں آنجناب کے ان اعوان میں قرار دے جن سے آپؑ کی سلطنت کو تقویت ملے اور جو آپؑ کے حکم کو جاری کرنے والے ہیں اور ان کے ہر فعل پر راضی ہوں گے اور ان کے احکامات کو تسلیم کریں گے اور ہمیں

ان لوگوں میں شامل فرما جن کو تقیہ کی ضرورت نہ رہے گی تیری مخلوق میں۔

اے میرے پروردگار! تو مصیبتوں کو ٹالتا ہے اور تو ہی قبول کرتا ہے جب مضطر تجھ سے دعا کرتا ہے اور تو ہی اسے کرب عظیم سے نجات دیتا ہے۔ لہٰذا تو اپنے ولی (عصر) کی مصیبت کو دور کر اور ان کو قرار دے اپنا خلیفہ اپنی زمین پر جس کا تو ضامن بنا ہے۔ اے اللہ! اور تو ہمیں آل محمدؐ کے مخالفین میں قرار نہ دینا اور تو ہمیں آل محمدؐ کے دشمنوں میں شمار نہ کرنا اور تو مجھے ان لوگوں میں شامل نہ کر جو آل محمدؐ سے بغض وعداوت رکھنے والے ہیں۔ پس بلاشبہ میں اس بات سے تیری ہی پناہ چاہتا ہوں۔ لہٰذا تو مجھے پناہ دے اور میں تیرا واسطہ دیتا ہوں کہ تو مجھے بچالے اور مجھے اجر عطا فرما۔ اے اللہ! تو محمد و آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور مجھے شامل فرما (قرار دے) ان کے صدقے میں اپنے نزدیک کامیاب دنیا و آخرت میں اور مجھے مقرب بندوں میں قرار دے۔

حضرت امام زمانہؑ کا واقعہ کربلا بیان فرمانا

اعلام الھدیٰ، ارشاد مفید اور نور الابصار میں مرقوم ہے کہ ظہور حضرت امام زمانہ کے وقت جب کوئی منافق باقی نہ رہے گا تو حضرت امام زمانہ ایک منبر پر تشریف لائیں گے اور واقعہ کربلا بیان فرمائیں گے۔ اس وقت لوگ محو گریہ ہوں گے اور کئی گھنٹے تک رونے کا سلسلہ رہے گا۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ غم حسینؑ مقاصد حضرت امام زمانہ علیہ السلام میں شامل ہے۔

بحار الانوار کے موافق حضرت امام حجت علیہ السلام فرماتے ہیں اگر زمانہ نے میرے ظہور میں تاخیر کی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی نصرت سے باز رکھا اور میں آپ کے دشمنوں سے جنگ نہ کرسکا تو میں ہر صبح وشام آپ پر نوحہ پڑھوں گا اور آنسو بہاتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ میری آنکھوں سے آنسوؤں کے بجائے خون جاری رہے گا۔

عالم و محقق محترم علی الکورانی نے عصر ظہور میں حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی دعاؤں کے باب میں حضرت کی یہ دعا مرقوم کی ہے۔ خدایا! محمد اور ان کی آل علیہم السلام پر کثرت سے صلوٰۃ بھیج ایسی دائمی اور عمدہ صلوٰۃ جس کا احاطہ صرف تو ہی کرسکے اس صلوٰۃ کی بلندیوں کی وسعت کو صرف تیرا ہی علم پاسکے اور تیرے سوا کوئی اور ان صلوٰۃ کا شمار نہ کرسکے۔ اہل بیت حضرت محمدؐ جو طیب اور پاکیزہ ترین ہیں ان کے مصائب پر رونے والوں کو نالہ وفریاد کرنا چاہیے اور ان پر اشک بہانا چاہیے۔

حضرت امام زمانہؑ نے اپنے جد کو سلام کیا اور زیارت پڑھی اور فرمایا ہر میت خواہ وہ فقیر ہو یا غنی اسے یہ

چیزیں مل جاتی ہیں۔ غسل، روئی، کافور، کفن اور قبر لیکن میرے جد حضرت امام حسین علیہ السلام کیسے بے کس تھے کہ آپ کو ان میں سے کوئی چیز بھی میسر نہ ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں۔ میرا سلام ہو حضرت امام حسین علیہ السلام پر کہ غسل کے لیے پانی تک میسر نہ ہوا۔ تیر و تلوار اور نیزوں کے زخموں سے خون نکلا اس سے آپ نے غسل کیا اور آپ کی ریش مبارک سفید روئی کی طرح قائم مقام بنی۔ کافور کہاں تھا کہ کربلا کی ریگ گرم اڑ کر جسم مبارک پر پڑی اور کافور بنی، کفن کے لیے کپڑا کہاں میسر تھا، ہوا کے تھپیڑوں نے خاک اڑا کر جسم مبارک کی پردہ پوشی کی اور کفن بنا، ہائے آپ کا جنازہ اس طرح اٹھا کہ نوک نیزہ پر سر انور بلند کر کے دیار بہ دیار پھرایا گیا اور ان لوگوں کے دلوں میں جن کو آپ علیہ السلام سے محبت ہے قبر بنی۔

زیارت ناحیہ جز اول

(حضرت صاحب العصر والزمان صلوٰت اللہ علیہ کا مرثیہ)

حضرت صاحب العصر و الزمان صلوات اللہ علیہ نے جو درد انگیز اور پر اثر مرثیہ اپنے جد مظلوم کی قبر مطہر کے پاس کھڑے ہو کر پڑھا اس کی تاثیر تا قیامت باقی رہے گی۔ حضرتؑ نے یہ مرثیہ زیارت ناحیہ مقدسہ کی صورت میں پیش فرمایا: اس زیارت کی سند حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے نائبین سے ملتی ہے۔ سید ابن طاؤس، علامہ مجلسی اور شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے اسے نقل فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں شیخ مفید علیہ الرحمہ جو شیخ ابو جعفر طوسی اور شیخ نجاشی علیہ الرحمہ کے استاد تھے انہوں نے اپنی شہرہ آفاق کتاب المزار میں زیارت ناحیہ کا ذکر فرمایا ہے۔ ان قابل قدر علمائے عظام کے علاوہ بے شمار حوالہ جات اور معتبر کتب زیارت ناحیہ کی جامعیت پر دلالت کرتی ہیں۔

یہ ایک ایسی معجزاتی دعا ہے کہ اس کا اثر سخت سے سخت دل پر بھی فوری طور پر اثر انداز ہوتا ہے اور پڑھنے والے کی آنکھوں میں کربلا کا منظر سما جاتا ہے۔ اسے پڑھنے کے دوران آدمی ایسا محو ہو جاتا ہے کہ دنیاوی خیالات اس کے قریب سے بھی نہیں گزرتے۔

یہ علم و آگہی کا ایسا سرچشمہ ہے جو تا قیامت تشنگان مودت کی روحانی پیاس بجھاتا رہے گا۔ اس زیارت مقدسہ میں حمد، نعت، شان خداوندی، انبیاء و مرسلین کی عظمت، مناجات و حاجات، شکر و قناعت، عنایت و کرم، ہدایت و حق گوئی اور فضائل و مناقب شہیدان کربلا شامل ہیں۔

زیارت ناحیہ واقعات کربلا کا ایک مکمل باب ہے۔ اس میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے

اعز او انصار کی شہادت، شہدائے کربلا کی شجاعت اور صبر و استقلال کی ایسی منظر کشی ہے جو دلوں پر نقش ہو جاتی ہے۔ اس دعا میں شہیدانِ کربلا پر مخلوق خدا کا گریہ اور برگزیدہ ہستیوں کے واسطے سے بارگاہ الٰہی میں جو عرض دعا کی گئی ہے اس کی کوئی اور مثال نہیں ملتی۔ دراصل یہ عظیم الشان دعاؤں کا مجموعہ ہے۔ زیارت ناحیہ میں حضرت امام زمانہ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ (ترجمہ از سید محمد جعفر صاحب قبلہ خطیب جامعہ شیعہ اسلام پورہ، لاہور)

سلام حضرت آدم علیہ السلام پر جو مخلوق خدا میں برگزیدہ ہیں۔ سلام شیث علیہ السلام پر جو اللہ کے ولی اور پسندیدہ ہیں۔ سلام ادریس علیہ السلام پر جو اپنی دلیل کے ساتھ جنت میں مقیم ہیں۔ سلام نوح علیہ السلام پر جن کی دعا مقبول بارگاہ ہوئی۔ سلام ہود علیہ السلام پر جن کی اللہ کی طرف سے خاص مدد کی گئی۔ سلام صالح علیہ السلام پر جن کو اللہ نے اپنے کرم سے صاحب عظمت قرار دیا۔ سلام ابراہیم علیہ السلام پر جن کو اللہ نے اپنی خلعت سے سرفراز فرمایا۔ سلام اسماعیل علیہ السلام پر جن کے لیے اللہ نے ذبح عظیم قرار فرمایا کہ اپنی جنت سے فدیہ بھیجا۔ سلام اسحٰق علیہ السلام پر جن کی ذریت میں اللہ نے نبوت کا سلسلہ رکھا۔ سلام یعقوب علیہ السلام پر جن کو اللہ نے اپنی رحمت سے دوبارہ بینائی عطا فرمائی۔ سلام یوسف علیہ السلام پر جن کو اللہ نے اپنا کرم عظیم فرما کر کنوئیں سے نجات دی۔ سلام ہو موسیٰ علیہ السلام پر جن کے لیے خدا نے اپنی قدرت سے دریا کو شگافتہ فرمایا۔ سلام ہارون علیہ السلام پر جن کو خدا نے اپنی نبوت سے مخصوص فرمایا۔ سلام شعیب علیہ السلام پر جن کو خدا نے ان کی امت پر غالب کیا۔ سلام داؤد علیہ السلام پر جن کے ترک اولیٰ کو اللہ نے معاف فرمایا۔ سلام سلیمان علیہ السلام پر جن کے لیے خدا کی دی ہوئی عزت کی بدولت قوم جن تابع ہوگئی۔ سلام ایوب علیہ السلام پر جن کو خدا نے بیماری سے شفا عطا فرمائی۔ سلام یونس علیہ السلام پر کہ اللہ نے ان کے ساتھ اس وعدہ کو پورا کیا جس کی انہوں نے ضمانت دی تھی۔ سلام زکریا علیہ السلام پر جو اپنی شدید آزمائش میں بھی صابر رہے۔ سلام یحییٰ علیہ السلام پر جنکے مرتبہ میں اللہ نے ان کی شہادت سے اضافہ فرمایا۔ سلام عزیر علیہ السلام پر جن کو خدا نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا۔ سلام عیسیٰ علیہ السلام پر جو زبان وحی اللہ کی روح اور اللہ کا کلمہ ہیں۔ سلام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو محبوب خدا اور اور پسندیدہ خدا ہیں۔ سلام امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ پر جن کو پیغمبر کے بھائی ہونے کا مخصوص شرف عطا کیا گیا۔ سلام جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا دختر رسولؐ پر۔ سلام ابو محمد حسن مجتبیٰ علیہ السلام پر جو اپنے والد گرامی کے وصی اور جانشین ہیں۔ سلام حسین علیہ السلام پر جنہوں نے راہ خدا میں انتہائی زخمی ہونے کے بعد جو جان جسم میں باقی رہ گئی وہ بھی راہ خدا میں دے دی۔ اس پر سلام جس نے مخفی اور آشکار خدا کی اطاعت کی۔ اس پر سلام

جس کی خاک میں اللہ نے اثر شفاء قرار دیا۔ سلام اس پر جس کے قبہ کے نیچے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس پر سلام جس کی ذریت سے قیامت تک امام رہیں گے۔ آخری پیغمبر کے فرزند پر سلام سردار اوصیاء (حضرت علی علیہ السلام) کے فرزند پر سلام فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے فرزند پر سلام۔ خدیجہ بزرگ و اعلیٰ مرتبہ کے فرزند پر سلام۔ سدرۃ المنتہیٰ کے وارث پر سلام۔ جنت جیسی پناہ گاہ کے وارث پر سلام۔ زم زم وصفا کے وارث پر سلام۔ آلودہ خاک وخوں پر سلام۔ سلام اس پر جس کا خیمہ شگافتہ کیا گیا۔ سلام مسافروں میں سب سے زیادہ بے کس مسافر پر۔ سلام شہیدوں میں سب سے ساکن ارض کربلا پر سلام۔ سلام اس پر جس کو آسمان کے فرشتے روئے۔ سلام اس پر جس کی نسل سے ائمہ اطہار ہیں۔ سلام دین کے سردار پر۔ سلام ان (ائمہ) پر جو حق کی منزلیں ہیں۔ سلام ان پر جو پیشوائے امت ہیں۔ ان گریبانوں پر سلام جو خون آلودہ تھے۔ ان ہونٹوں پر سلام جو شدت پیاس سے خشک تھے۔ سلام ان پر جو ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے۔ سلام ان پر جن کو قتل کے بعد فوراً لوٹا گیا۔ ارض کربلا پر بہنے والے خون پر سلام۔ جسموں سے جدا کر دیے جانے والے اعضاء پر سلام۔ نیزوں پر اٹھائے جانے والے سروں پر سلام۔ بے ردا ہونے والی مستورات پر سلام۔ حجت پروردگار عالم پر سلام اور آپ کے پاکیزہ آباء واجداد پر سلام۔ آپ علیہ السلام پر سلام اور آپ کے شہید ہونے والے فرزندوں پر سلام۔ آپ علیہ السلام پر سلام اور حمایت حق کرنے والی آپؑ کی ذریت پر سلام اور آپ کے پہلو میں رہنے والے فرشتوں پر سلام۔ سلام ظلم وستم سے قتل کیے جانے والے پر اور ان کے بھائی حسن علیہ السلام پر جن کو زہر دیا گیا۔ سلام جناب علی اکبر علیہ السلام پر سلام کمسن شیر خوار پر۔ سلام ان جسموں پر جن کو لوٹا گیا۔ سلام ان مسافروں پر جو اپنے وطن سے دور تھے۔ سلام بے کفن دفن کیے جانے والوں پر۔ سلام ان سروں پر جن کو جسموں سے جدا کیا گیا۔ راہ خدا میں اذیت اٹھانے والے صابر پر سلام۔ عالم بے کسی میں ظلم کیے جانے والے پر سلام۔ سلام خاک پاک پر رہنے والے پر۔ سلام قبہ بلند رکھنے والے پر سلام اس پر جس کو خدائے بزرگ نے پاک و پاکیزہ قرار دیا۔ اس پر سلام جس پر جبرائیل علیہ السلام نے فخر کیا۔ اس پر سلام جس کو گہوارہ میں میکائیل علیہ السلام نے لوریاں دیں۔ اس پر سلام جس کے بارے میں عہد وپیمان کو توڑا گیا۔ اس پر سلام جس کی حرمت کو ضائع کیا گیا۔ اس پر سلام جس کا خون ظلم سے بہایا گیا۔ اس پر سلام جسے زخموں سے بہنے والے خون میں نہلایا گیا۔ اس پر سلام جسے نیزوں کے گھونٹ پلائے گئے۔ اس پر سلام جس پر ظلم وستم روا رکھا گیا۔ اس پر سلام جس کو ہر طرف سے نیزے لگائے گئے۔ اس پر سلام جس کو گاؤں والوں (بنی اسد) نے دفن کیا۔ اس پر سلام جس کی شہ رگ کو بے دردی سے کاٹا گیا۔ سلام اس پر:

یک دتنہا دشمنوں کی یلغار کو ہٹا رہا تھا۔ اس ریش اقدس پر سلام جو خون سے سرخ تھی۔ اس رخسار پر سلام جو خاک آلودہ تھا۔ اس بدن پر سلام جو غبار آلود تھا۔ ان دندان مبارک پر سلام جن پر ظلم کی چھڑی چل رہی تھی۔ اس پر سلام جو نیزہ پر اٹھایا گیا۔ ان جسموں پر سلام جو بیابان میں برہنہ پڑے تھے۔ جن کو ستم گاران امت بھیڑیوں کی طرح دوڑ دوڑ کر جھنجھوڑ رہے تھے اور کٹ کھنے درندے بن کر پامالی اور لوٹ کھسوٹ کے لیے منڈلا رہے تھے۔ میرے مولا آپ پر سلام اور آپ کے قبہ کے گرد جمع رہنے والے فرشتوں پر سلام جو آپ کی تربت کو گھیرے رہتے ہیں اور آپ کے صحن اقدس کا طواف کرتے ہیں اور آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ آپ پر سلام میں نے آپ کی جانب رخ کیا ہے اور آپ کی بارگاہ سے کامیابی کا امیدوار ہوں۔ آپ پر سلام۔ آپ کی حرمت کو پہچاننے والے کا سلام آپ کے خالص محبت رکھنے والے کا سلام آپ کی محبت کے ذریعے سے قرب خدا حاصل کرنے والے کا سلام جو آپ کے دشمنوں سے بیزار ہے۔ اس کا سلام جس کا دل آپ علیہ السلام کے غم سے زخمی ہے اور آپ کا ذکر کرتے وقت اس کی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے ہیں جو آپ کے مصائب سے نہایت دردمند بہت غمگین اور بے حال ہے۔ اس کا سلام جو طف کربلا میں اگر آپ کے ساتھ ہوتا تو تلواروں کے باڑھ میں اپنی جان کو ڈال دیتا اور آمادہ موت ہو کر اپنے خون کا آخری قطرہ آپ پر نثار کر دیتا اور باغیوں کے مقابلے میں آپ کے سامنے جہاد کر کے آپ کی نصرت کرتا اور اپنی روح، اپنا جسم، اپنا مال اور اپنی اولاد سب کچھ آپ پر فدا کر دیتا۔ اس کی روح آپ کی روح پر نثار ہوتی اور اس کے اہل آپ کے اہل پر فدا ہوتے۔ اب جبکہ زمانہ نے مجھے موخر کر دیا ہے اور اس وقت ظاہر نہ ہونے کی وجہ سے میرے مقدر نے مجھے آپ کی نصرت سے روک دیا ہے اور آپ کے لڑنے والوں سے میں لڑ نہ سکا اور آپ کے دشمنوں کے مقابلے میں میدان میں آ کر کھڑا نہ ہو سکا۔ صبح و شام بے قراری سے آپ کے غم میں رویا کروں گا اور خون کے بدلے آنکھوں سے آنسو بہاؤں گا۔ آپ کے غم میں اور آپ کے مصائب پر رنج و ملال اور آہ پر درد کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے۔ اسی سوزش غم، اسی رنج و ملال کو ساتھ لے کر دنیا سے اٹھ جاؤں گا۔ مولا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے نماز کو قائم کیا۔ بڑی زبردست زکوۃ دی۔ نیکیوں کا حکم دیا، برائیوں اور سرکشی سے روکا۔ آپ نے خدا کی اطاعت کی کبھی اس کی نافرمانی نہیں کی۔ آپ نے اپنا رابطہ خدا سے قائم رکھا اور اس کو انتہائی خوش رکھا۔ آپ ہمیشہ خدا کی نافرمانی سے ڈرے۔ آپ کی نظر اسی کی طرف رہی۔ آپ نے ہمیشہ اس کی رضا کو پسند فرمایا۔ آپ نے سنت خدا اور رسول کو قائم کیا اور فتنوں کی آگ کو بجھایا۔ دوسروں کو راہ حق کی طرف بلایا اور حق کے راستوں کو اجاگر کر کے دکھایا اور خدا کی راہ میں جو جہاد کا حق تھا اسے پورا

کر دیا۔ آپ خدا کے مطیع رہے اور اپنے جد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار رہے اور اپنے والد کے تابع فرمان رہے اور اپنے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام کی وصیت کو جلد پورا کیا۔ آپ ستون دین کو بلند کرنے، سرکشی کی بنیادوں کو کھودنے، سرکشوں کے سروں کو ضرب نیزہ و شمشیر سے کچلنے اور امت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نصیحت کرنے والے ہیں۔ آپ موت کے بھنور میں تیرنے والے، اہل فسق و فجور کا مردانہ وار مقابلہ کرنے والے، خدا کی حجتوں کے ساتھ قائم رہنے والے اسلام اور مسلمین کے لیے دل میں رحم رکھنے والے، حق کی نصرت کرنے والے، سخت آزمائش کے وقت صبر کرنے والے، دین کی حفاظت کرنے والے، دین پر حملہ کرنے والوں کا منہ پھیر دینے والے تھے۔ آپ ہدایت کی حفاظت اور نصرت کرتے رہے اور عدل و انصاف کی نشر و اشاعت کرتے رہے۔ دین کی نصرت وحمایت کرتے رہے اور دین کی بے حرمتی کرنے والوں کی روک ٹوک اور سرزنش کرتے رہے۔ آپ طاقتور سے کمزور کا حق دلاتے رہے اور حکم میں طاقتور اور کمزور کو برابر رکھتے تھے۔ آپ یتیموں کی بہار تھے۔ مخلوق کے لیے پناہ گاہ تھے۔ اسلام کی عزت تھے اور آپ کے پاس احکام الٰہی کا سرمایہ تھا۔ آپ حاجتمندوں کو گراں قدر عطیہ دینے کا عزم کیے ہوئے تھے۔ اپنے جد امجد اور پدر نامدار کے طریقوں پر چلنے والے اور اپنے بھائی کی طرح امر خیر کی ہدایت فرمانے والے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے والے پسندیدہ عادتوں کے حامل تھے۔ آپ کی سخاوت اظہر من الشمس تھی۔ آپ پردۂ شب میں تہجد گزار اور آپ کا ہر طریقہ محکم اور درست۔ آپ کی ہر عادت بزرگانہ شان کی حامل، آپ کی ہر سبقت عظیم الشان، آپ کا نسب انتہائی بلند، آپ کے کمالات انتہائی بلند و اعلیٰ، آپ کے مراتب بلندی پر، آپ کے فضائل بہت ہی زیادہ، آپ کے خصائل سب پسندیدہ، آپ کی بخشش نہایت قیمتی، آپ صاحب علم راہ حق پر گامزن، خدا کی طرف سے مائل عزم وکوشش میں پختہ کار، صاحب علم امام گواہ حق نیت، ملت کے لیے دردمند، خدا سے لو لگائے ہوئے ہر صاحب دل کے محبوب، خدا کے غضب سے ڈرنے والے، آپ فرزند رسولؐ ہیں۔ قرآن کے لیے سند ہیں امت کے لیے دست و بازو ہیں۔ اطاعت خدا میں رنج ومصیبت اٹھانے والے۔ عہد و پیمان کی حفاظت کرنے والے، بدکاروں کے راستوں سے الگ۔ مصیبت زدہ کو عطا کرنے والے، طولانی رکوع وسجود کرنے والے، دنیا کو اس طرح چھوڑ دینے والے جیسے دنیا سے رخصت ہونے والا دنیا سے سیر ہوتا ہے۔ دنیا کو ہمیشہ آپ نے نفرت کی نظر سے دیکھا۔ آپ کی آرزوئیں دنیا سے ہٹی ہوئی تھیں۔ دنیا کی آرائش سے آپ کوسوں دور تھے۔ رونق دنیا سے آپ کی نگاہیں پھری ہوئی تھیں اور دنیا جانتی ہے کہ آپ کا میلان خاطر آخرت کی طرف تھا۔ یہاں تک کہ ظلم وجور جب

اپنے ہاتھ بہت بڑھانے لگا اور ظلم کے چہرہ پر جو ہلکا سا پردہ تھا وہ بھی نہ رہا، گمراہی نے اپنے چیلوں کو ہر طرف سے بلالیا اس وقت آپ اپنے جد کے حرم میں مقیم تھے، ظالموں سے دور تھے۔ آپ گوشہ نشین تھے اور محراب عبادت میں محو عبادت تھے۔ دنیا کی لذتوں اور خواہشوں سے کنارہ کش تھے اور اپنی طاقت کے مطابق اور امکان کی حد تک اپنے دل و زبان سے حرام سے بچنے کی ہدایت بھی کرتے تھے۔ آپ سے بیعت یزید کا مطالبہ ہوا اور آپ کے حقیقت شناس علم نے طے کرلیا کہ بیعت سے انکار ہو اور بیعت نہ کرنے کیوجہ سے جو لوگ قتال کریں ان فاجروں سے جہاد کریں۔ فوراً آپ اپنی اولاد، اہل خاندان اور اپنی فرمانبردار جماعت کو لے کر چلے۔ آپ نے اپنے حق اور روشن دلائل کو واضح کر دیا اور خلق خدا کو حکمت اور پسندیدہ نصیحت کے ساتھ خدا کی طرف دعوت دی اور حدود شریعت کے قائم کرنے، معبود کی فرمانبرداری، محرمات سے بچنے اور سرکشی سے باز رہنے کا حکم دیا لیکن ستم گار ظلم و عداوت کے ساتھ آپ سے برسرپیکار رہے لیکن آپ نے پہلے تو ان کو غضب خدا سے ڈرایا اور حجت و ہدایت کی مضبوطی کی آخرکار جب انہوں نے آپ کے بارے میں عہد کو توڑ دیا۔ ہر حکم خدا کو پس پشت ڈال دیا اور آپ کی بیعت سے بھی پھر گئے اور اپنی شقاوت سے انہوں نے آپ کے جد امجد کو غضب ناک کیا اور آپ سے لڑنے کی پہل اپنی طرف سے کی تو پھر آپؑ ضرب نیزہ و شمشیر کے لیے میدان میں آگئے اور بدکاروں کے لشکروں کو پیس ڈالا۔ آپ جنگ کے گہرے غبار میں اٹے ہوئے ذوالفقار سے حیدر کرار کی طرح قتال کر رہے تھے۔ اعدا نے جب آپ کو دل کا مضبوط اور بالکل بے خوف و ہراس دیکھا تو آپ کے لیے مکر کے جال بچھانے لگے اور اپنی مخصوص صفیانی چالاکیوں اور شرارت کے ساتھ آپ سے قتال کرنے لگے۔ ملعون عمر سعد نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ حسین علیہ السلام تک پانی نہ پہنچے سب لوگ تیزی کے ساتھ آپ سے قتال کرنے لگے اور پے در پے حملے ہونے لگے۔ آپ کو تیروں سے چھلنی کر دیا۔ سب نے ظلم و ستم کے ہاتھ آپ کی طرف بڑھا دیئے نہ ان لوگوں نے آپ کے بارے میں کسی ذمہ داری کو دیکھا نہ یہ دیکھا کہ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو قتل کرنے اور آپ کے سامان لوٹنے میں کتنے بڑے گناہ کے مرتکب ہوں گے۔ آپ غبار جنگ میں اٹے ہوئے تھے اور ہر اذیت اٹھا رہے تھے۔ آپ کا صبر دیکھ کر آسمان کے ملائکہ بھی حیرت میں تھے۔ ظالموں نے ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا اور زخم پہ زخم لگا کر آپ کو مضمحل کر دیا۔ آپ کو دم لینے کی بھی مہلت نہ دی۔ آپ کا کوئی مددگار باقی نہ رہا۔ بے کسی کے عالم میں انتہائی صبر و ضبط کے ساتھ آپ اپنی مستورات اور بچوں کی طرف سے ہجوم اشقیاء کو ہٹا رہے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو گھوڑے سے گرا دیا، آپ زخموں سے چور ہو کر زمین پر آئے، لشکر

کے گھوڑے اپنے سموں سے آپ کو کچل رہے تھے اور سرکش اپنی تلواریں لیے آپ پر چڑھے چلے آتے تھے۔ موت کا پسینہ آپ کی پیشانی پر آیا ہوا تھا اور آپ کے دست و پا ہر طرف سے کٹتے اور پھیلتے تھے۔ آپ چشم نیم وا سے اپنے کنبہ اور اپنے بچوں کو دیکھ رہے تھے۔ حالانکہ اس وقت آپ کی خود کی حالت تو ایسی تھی کہ آپ کو اپنے کنبہ کا اور بچوں کا دھیان نہیں آسکتا تھا اس وقت آپ کا گھوڑا تیزی سے ہنہناتا اور روتا ہوا آپ کے خیام کی طرف چلا۔ جب اہل حرم نے آپ کے رہوار کو بے سوار دیکھا اور گھوڑے کی زین کو نیچے ڈھلا ہوا دیکھا تو بے قرار ہو کر خیموں سے نکل آئیں اور بال بکھرائے ہوئے منہ پر طمانچے مارتے ہوئے اس کیفیت میں کہ پردہ کا دھیان نا رہا، نوحہ اور بکا کرتے ہوئے اپنے بزرگوں کو پکارتے ہوئے جبکہ اپنی اس مخصوص عزت و شوکت کے بعد حقارت کی نظروں سے دیکھے جا رہے تھے۔ سب کے سب آپ کی قتل گاہ کی طرف تیزی سے جا رہے تھے۔ آہ اس وقت شمر آپ کے سینے پر سوار ہوا تھا اور اپنا خنجر آپ کی گردن پر پھیر رہا تھا۔ ظالم آپ کی ریش مبارک اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے اپنی ہندی تلوار سے آپ کو ذبح کر رہا تھا۔ آپ کے دست و پا بے حرکت ہو گئے اور سانس منقطع ہو گئی سر اقدس کو نیزہ پر اٹھایا گیا اور اہل حرم کو غلاموں کی طرح قید کیا گیا۔ انہیں آہنی زنجیروں سے جکڑ کر اونٹوں پر بٹھایا گیا، دوپہر میں گرمی کی شدت ان کے چہرے جھلسا رہی تھی اور وہ غریب بیابانوں اور جنگلوں میں پھرائے جا رہے تھے۔ ان کے ہاتھ گردنوں سے بندھے ہوئے تھے اور بازاروں میں انہیں پھرایا جا رہا تھا۔ وائے ہو ان نافرمانوں، فاسقوں پر جنہوں نے آپ کو قتل کر کے اسلام کو تباہ کر دیا۔ نمازوں اور روزوں کو معطل کر دیا۔ شریعت کے چلن اور احکام کو توڑ دیا۔ ایمان کی عمارت کو ڈھا دیا۔ قرآنی آیتوں کو جلا دیا یہ (یہ ظالم) بغاوت اور سرکشی میں دھنسے چلے گئے۔ آپ کے قتل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظلوم قرار پائے گئے۔ مظلوم بھی ایسے کہ اپنے بچے کے خون کا بدلہ نہ لے سکے۔ آپ کے قتل سے کتاب خدا پر لاوارثی چھا گئی۔ آپ کے ستائے جانے سے دراصل حق ستایا گیا۔ آپ کے نہ ہونے سے اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کی آواز میں کوئی روح باقی نہ رہی، حلال و حرام کا امتیاز، قرآن اور قرآن کے معانی کا تعین سب ضائع ہو گیا۔ آپ کے بعد شریعت میں کھلی ہوئی تبدیلیاں، فاسد عقائد، حدود شریعت کا تعطل، نفسانی خواہشوں کا زور، گمراہیاں، فتنے اور غلط چیزوں کا ظہور ہوا۔ غرض کہ آپ کی سنائی سنانے والا آپ کے جد امجد کی قبر کے پاس کھڑا ہوا اور آپ کی سنائی برستے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنائی کہ یا رسول اللہؐ آپ کا فرزند آپ کا لال قتل کر دیا گیا اور آپ کے گھر والوں اور جانثاروں کو مار دیا گیا۔ آپ کے بعد آپ کی ذریت کو قید کیا گیا اور آپ کی ذریت اور

اہل بیت کو وہ دکھ دیئے گئے جن سے بچانا امت کا فرض تھا۔ روح رسول کو انتہائی قلق ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قلب نازک گریاں ہوا اور انبیاء نے آپ کو بوسہ دیا۔ آپ کے قتل ہونے سے آپ کی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بے تاب ہوگئیں۔ ملائکہ مقربین کے لشکر ایک کے بعد ایک اترنے لگے جو آپ کے والد امیر المومنین علیہ السلام کو پرسہ دے رہے تھے اور اعلیٰ علیین میں آپ پر نوحہ و ماتم کیا جارہا تھا۔ آپ کے غم میں حوران جنت اپنا منہ پیٹ رہی تھیں۔ زمین و آسمان کی مخلوق نے آپ پر گریہ کیا۔ جنت اور جنت کے خزینہ دار روئے پہاڑ قطار در قطار روئے۔ دریا اور دریا کی مچھلیاں مکہ اور مکہ کی عمارتیں، جنت اور غلمان کعبہ اور مقام ابراہیم مشعر حرم حل و حرم سب ہی آپ کے غم میں گریاں ہوئے۔ خداوندا اس بلند مرتبہ مقام کی حرمت کا واسطہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود و سلام بھیج اور مجھ کو ان کے گروہ میں محشور فرما اور ان کی سفارش سے مجھے داخل جنت فرما۔ کم سے کم وقت میں ہر ایک کا حساب کرنے والے۔ اے ہر بزرگ سے کہیں زیادہ بزرگ تر، اے تمام حاکموں سے زیادہ حکومت رکھنے والے، واسطہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جو تیرے آخری پیغمبر اور عالم کی طرف تیرے رسول ہیں اور ان کے بھائی کا واسطہ جو کشادہ پیشانی اور معدن علم و حکمت اور ہر علم میں راسخ ہیں۔ یعنی امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام اور فاطمہ زہر سلام اللہ علیہا کا واسطہ جو زنان عالم کی سردار ہیں۔ حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا جو پاک و پاکیزہ اور پرہیزگاروں کی پناہ گاہ ہیں اور حضرت ابوعبداللہ الحسین علیہ السلام کا واسطہ جو تمام شہدا میں زیادہ بزرگ مرتبہ ہیں اور ان کی قتل ہونے والی اولاد کا واسطہ اور ان کی مظلوم ذریت کا واسطہ اور علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام کا واسطہ محمد بن علی علیہ السلام کا واسطہ جو عبادت گزاروں کے قبلہ ہیں اور جعفر بن محمد کا واسطہ جو مجسمہ صداقت ہیں اور محمد بن علی علیہ السلام کا جو اہل حق کے پیشوا ہیں۔ علی بن محمد علیہ السلام کا واسطہ جو اہل زہد سے کہیں زیادہ زاہد ہیں اور حسن بن علی علیہ السلام کا واسطہ جو ائمہ اطہار کے وارث ہیں اور اس فرد کا واسطہ جو تمام خلق پر حجت ہیں۔ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج جو صادقین ہیں۔ بہترین نیکیوں کے حامل ہیں جن کا لقب آل طٰہٰ و یٰسین ہے اور مجھے قیامت میں امن پانے والوں سے صاحبان اطمینان میں سے کامیاب ہونے والوں میں سے خوش و خرم اور بشارت جنت پانے والوں میں قرار دے۔ خداوندا! اپنے فرمانبرداروں میں سے قرار دے اور صالحین سے وابستہ رکھ میرے بعد نیکی اور بھلائی سے میرا ذکر ہو جو بغاوت و سرکشی کرنے والے ہیں ان کے مقابلے میں مجھے فتح دے۔ مجھے حاسدوں کے شر سے بچا اور بری تدبیر کرنے والوں کی تدبیر کا رخ میری طرف سے پھیر دے۔ ظالموں کے ہاتھوں کو مجھ پر ظلم کرنے سے روک دے اور مجھے اور میرے بابرکت پیشواؤں کو (محمدؐ و آل محمدؐ) اعلیٰ علیین

میں ایک جگہ مجتمع کردے، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے مجھے تیری رحمت سے آخرت میں انبیاء صدیقین، شہدا اور صالحین کی رفاقت نصیب ہو کیونکہ ان حضرات کو تو نے اپنی نعمتوں سے مالامال کیا ہے۔ قسم دیتا ہوں خداوند میں تجھ کو تیرے نبی معصوم کی اور تیرے حتمی احکام کی اور گناہوں سے بچنے کے لئے تیرے مقررہ ارشادات کی اور اس قبر مطہر کی جس کی زیارت کے لئے ہر طرف سے جن وانس وملک پہنچتے ہیں۔ جس کے پہلو میں امام معصوم شہید ظلم وستم آرام فرما رہے ہیں کہ میرے رنج وغم کو دور کردے اور میرے مقدر کی برائی کو ہٹا دے اور مجھے جہنم کی آتش سوزاں سے پناہ دے میرے چاروں طرف اپنی نعمتوں کا انبار لگا دے اور مجھے اتنا عطا کر کہ میں خوش وخرم رہوں، مجھے اپنے جود وکرم میں چھپالے اور اپنی سزا وعقاب سے دور رکھ خداوند مجھے ہر لغزش سے بچا میرے قول وفعل کو درست رکھ مجھے عمر دراز دے اور امراض واسقام سے بچا مجھے میرے پیشواؤں کے وسیلہ سے اور اپنے فضل سے میری بہترین تمناؤں تک پہنچا۔ خداوندا رحمت خاص نازل فرما محمد وآل محمد پر اور میری توبہ کو قبول فرما اور مجھے روتا دیکھ کر رحم فرما میرے گناہ بخش دے میرے رنج وملال کو دور کر میری خطاؤں کو بخش دے میری اولاد کو نیک اور صالح قرار دے خداوندا اس عظیم المرتبہ شہادت گاہ اور اس بزرگ مرتبہ مقام پر کہ میرے ہر گناہ کو تو بخش چکا ہو، میرے ہر عیب کو چھپا چکا ہو، میرے ہر غم کو تو دور کر چکا ہو میرے رزق میں تو کشائش کر چکا ہو۔ میرے گھر آباد رہنے کا حکم نافذ کر چکا ہو میرے کاموں کے ہر بگاڑ کو درست کر چکا ہو میری ہر دلی آرزو کو تو پورا کر چکا ہو۔ میری ہر دعا کو قبول کر چکا ہو۔ میری ہر تنگی کو تو زائل کر چکا ہو میرے ہر انتشار کو تو اطمینان سے بدل چکا ہو۔ میرے ہر کام کو تو تکمیل تک پہنچا چکا ہو۔ میری ہر دعا کو تو قبول کر چکا ہو۔ میری ہر تنگی کو تو زائل کر چکا ہو میرے ہر مال کو تو زیادہ سے زیادہ کر چکا ہو اور مجھے ہر خلق حسن تو عطا کر چکا ہو اور میرے ہر صرف کے بعد اس کا بدل دے کر اس کی کو پورا کر چکا ہو اور میرے ہر حال کو تو بہتر قرار دے چکا ہو اور میری ہر برائی کو تو درست کر چکا ہو اور میرے ہر حاسد کو تباہ کر چکا ہو اور میرے ہر دشمن کو تو ہلاک کر چکا ہو اور مجھے ہر شر سے بچا چکا ہو اور مجھے ہر بیماری سے شفا عطا کر چکا ہو اور میرے ہر ایک اپنے کو جو دور ہو چکا ہو تو اس کو قریب کر چکا ہو اور میری ہر پریشانی کو تو اطمینان سے بدل چکا ہو اور میرا ہر سوال تو مجھ کو عطا کر چکا ہو۔ خداوند میں تجھ سے اس دنیا کی بہتری اور اس بقیہ زندگی کے ثواب کا سوال کرتا ہوں خداوند مجھے حلال طریقہ سے اتنا دے کہ میں حرام سے بے نیاز ہو جاؤں اور اپنا فضل اس درجہ میرے شامل حال رکھ کہ مجھے کسی اور کی ضرورت ہی نہ ہو بارالہا میں تجھ سے اس علم کا سوال کرتا ہوں جو نفع بخش ہو اور اس دل کا جس میں تیرا خوف ہو اور اس یقین کا جو ہر شک کو دور کردے اور اس

اجر کا جو فراواں ہو خداوند مجھے توفیق دے کہ تیری نعمتوں کا شکرادا کروں اور احسان وکرم مجھ پر زیادہ سے زیادہ فرما اور ایسا کر کہ سب لوگ میری بات کو مانیں اور میرا ہر عمل تیری بارگاہ میں قبولیت کی بلندی حاصل کرے اور نیکیوں میں لوگ میرے نقش قدم پر چلیں یعنی نیکیوں کے لئے میں ایک نمونہ بن جاؤں خداوند میرے دشمن کو برباد کردے۔ بارالہا رحمت خاص نازل فرما محمدؐ وآل محمدؐ پر جو تیری تمام مخلوق میں بہتر سے بہتر ہیں۔ سلسلہ رحمت تیرے ان حضرات پر شب وروز صبح وشام جاری رہے اور شریر لوگوں کے شر کے مقابلہ میں تو میری حمایت کر اور مجھے گناہوں سے اور گناہوں کے بارسے پاک کردے اور مجھ کو جہنم سے پناہ دے اور راحت وآرام کے مقام (جنت) میں آباد کر اور میرے تمام دینی بھائیوں بہنوں مومنین ومومنات کو اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے اپنے رحم وکرم سے بخش دے۔

زیارت ناحیہ جز دوم

حضرت ابراہیم علیہ اسلام خلیل اللہ کے مقدس خاندان کے بہترین فرد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل سے پہلے شہید (جناب علی اکبر علیہ اسلام) پر سلام ہو۔ آپ پر اور آپ کے پدر بزرگوار پر رحمت خدا نازل ہوتی ہے۔ جنہوں نے آپ کے غم میں فرمایا کہ اللہ برباد کرے اس قوم کو جس نے اے میرے فرزند تمہیں قتل کیا۔ ان جفا کاروں کی جرأتیں کس قدر بڑھ گئی ہیں۔ خدا کی نافرمانی اور حرمت رسولؐ کے ضائع کرنے پر بیٹا تمہارے بعد خاک ہے۔ اس دنیا پر۔ اے شبیہ پیغمبر گویا میں اس وقت آپ کے ساتھ تھا۔ جب آپ اپنے پدر بزرگوار کے سامنے جھکے اذن جہاد کے طلب گار تھے اور منکرین سے وقت جہاد فرما رہے تھے۔

''میں ہوں علی بن حسین علیہ السلام کا فرزند خانہ خدا کی قسم ہم آل محمد پیغمبرؐ سے قریب تر ہیں اور ان کی جانشینی کے سب سے زیادہ مستحق ہیں جب تک میرا نیزہ مڑ نہ جائے میں تم کو مارتا رہوں گا اور تلوار سے تم پر حملہ کرتا رہوں گا۔ میں ہر طرح سے اپنے پدر بزرگوار کی حمایت کرتا رہوں گا۔ نیزہ وشمشیر کی وہ ضرب ہوگی جو ایک عربی اور ہاشمی نوجوان کی ہونا چاہیے۔ خدا کی قسم اس کا بیٹا ہم پر حکومت نہیں کرسکتا جس کا باپ نامعلوم ہو۔''

یہاں تک کہ اے شہزادے آپ نے اپنی مدت حیات کو پورا کیا اور آپ خدا سے جا ملے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ اور اس کے رسولؐ سے قریب تر ہیں۔ آپ فرزند ہیں حجت خدا کے اور امین خدا کے۔ عذاب نازل فرمائے اللہ آپ کے قاتل مرہ بن منقذ بن نعمان بن عبدی پر۔ اس پر خدا کی لعنت ہو اللہ اسے رسوا کرے اور ہر اس شخص کو جو آپ کے قتل میں شریک ہوا، اور جس نے آپ پر حملہ کیا اللہ ان سب کو آتش جہنم سے جلائے جو

بہت برا ٹھکانہ ہے۔ شہزادے اللہ ہم کو ان میں سے قرار دے جو وہاں آپ کی زیارت سے مشرف ہوں گے اور آپ کے ساتھ رہیں گے اور آپ کے جد امجد آپ کے عم نامدار اور آپ کے برادر عالی قدر اور مظلوم۔ اللہ سب ہی کی رفاقت کا شرف عطا فرمائے۔ میں تقرب الٰہی حاصل کرتا ہوں اور آپ کے قاتل سے بیزار ہو کر خلد میں آپ کے ساتھ رہنے کی خدا سے دعا کرتا ہوں اور آپ کے تمام دشمنوں اور انکار کرنے والوں سے بیزاری اختیار کر کے تقرب الٰہی حاصل کرتا ہوں۔ سلام ہو عبداللہ فرزند حسین علیہ السلام یعنی اس طفل شیر خوار پر جو نشانہ ظلم بن کر شہید ہوا اور اپنے خون میں بھر گیا۔ جس کے خون کے قطرے امام نے نذر خدا قرار دے کر سوئے آسمان پھینکے جو اپنے باپ کی گود میں تیر ظلم سے ذبح کر دیا گیا۔ خدا لعنت کرے اس بے زبان کو تیر مارنے والے حرملہ ابن کاہل اسدی اور اس کے ساتھیوں پر۔ سلام عبداللہ فرزند امیر المومنین علیہ السلام پر جو میدان کربلا میں مبتلائے مصائب ہو کر ولائے اہل بیت کے لیے پکار رہے تھے۔ جن کو سامنے سے اور جانب پشت دونوں طرف سے گھیر کر زخمی کیا گیا۔ خدا لعنت کرے ان کے قاتل ہانی بن ثبیت حضرمی پر۔ سلام جناب ابوالفضل العباس علیہ السلام فرزند امیر المومنین پر جو بہ جان و دل اپنے بھائی حسین علیہ السلام کی غم خواری کر رہے تھے اور فردا قیامت میں اپنے درجات کی بلندی کا اپنی زندگی میں سامان کر رہے تھے۔ آپ امام پر اپنی جان فدا کر رہے تھے اور ان کے دشمنوں سے بچا رہے تھے اور بہت تیزی سے اپنی مشک کا پانی ان تک پہنچانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ان کے دونوں شانے قلم ہو گئے۔ خدا لعنت کرے ان کے قاتل یزید بن رقاء اور حکیم بن طفیل طائی پر۔ سلام جعفر فرزند امیر المومنین علیہ السلام پر جو پابند صبر ہو کر اپنی جان پر اذیت اٹھاتے رہے وطن سے دور تھے، عالم غربت میں اپنی جان کو میدان قتال کے سپرد کیے ہوئے اعدا سے مقابلے کے لیے بڑھے چلے جاتے تھے، جن کو ہر طرف سے لوگوں نے گھیر لیا تھا، خدا لعنت کرے ان کے قاتل ہانی بن ثبیت حضرمی پر۔ سلام عثمان بن امیر المومنین علیہ السلام پر جن کا یہ نام عثمان بن مظعون کے نام پر رکھا گیا۔ خدا لعنت کرے ان کو تیر لگانے والے خولی بن یزید اصبحی الاادی پر۔ سلام محمد بن امیر المومنین علیہ السلام پر جن کو ایادی دارمی نے قتل کیا۔ خدا لعنت کرے اس پر اور دردناک عذاب نازل فرمائے۔ اے محمد بن امیر المومنین اللہ کی رحمتیں نازل ہوں آپ اور آپ کے صابر گھر والوں پر سلام ہو۔ ولی کردگار پاکیزہ خصائل حضرت حسن مجتبیٰ ابن علی علیہ السلام کے فرزند ابوبکر پر جن کو تیر ظلم کا نشانہ بنایا گیا۔ خدا لعنت کرے ان کے قاتل عبداللہ بن عقبہ غنوی پر۔ سلام ہو حسن علیہ السلام پاکیزہ کے فرزند عبداللہ پر۔ خدا لعنت کرے ان کے قاتل اور تیر ظلم لگانے والے حرملہ بن کاہل اسدی پر۔ سلام قاسم بن حسن بن علی علیہ السلام پر جن کے سر اقدس

کو زخمی کر دیا گیا۔ جن کا جسم زندگی میں پامال کیا گیا۔ جب انہوں نے اپنے چچا حسین علیہ السلام کو پکارا تو وہ جناب شکار کرنے والے باز کی طرح اپنے بھتیجے کی طرف دوڑے آپ نے دیکھا کہ قاسم علیہ السلام خاک پر ایڑیاں رگڑ رہے ہیں۔ یہ حال دیکھ کر حضرت امام حسین علیہ السلام کہنے لگے خدا اس قوم کو برباد کرے جس نے جان عم تمہیں قتل کیا۔ تمہارے جد و پدر قیامت کے روز ان لوگوں کے مقابلے پر داد خواہ ہوں گے۔ پھر فرمانے لگے اے قاسم! بہت شاق ہے تمہارے چچا پر کہ تم مجھے بلاؤ اور میں وقت پر نہ پہنچ سکوں اور پہنچا تو اس وقت جب قتل ہو کر زمین پر آ چکے تھے۔ میرا آنا تمہیں نفع نہ پہنچا سکا۔ خدا کی قسم وہ دن تھا ہی ایسا کہ امام کے دشمن جس قدر زیادہ تھے اتنے ہی مددگار کم تھے۔ اللہ مجھے ان دونوں حضرات کے ساتھ قرار دے جس روز دونوں ایک جگہ ہوں اور میرا مسکن و مقام آپ دونوں کی قیام گاہ کے قریب ہو۔ خدا لعنت کرے آپ کے قاتل عمر بن سعد بن عروہ بن نفیل ازدی پر اس کو آتش جہنم میں جلائے۔ سلام عون بن عبداللہ بن جعفر طیار پر جو جنت میں پرواز کرتے ہیں۔ وہ عون جو ایمان سے وابستہ رہے آپ مخالفین سے لڑتے رہے اور آیات قرآنی پڑھ کر اللہ کے بارے میں نصیحت کرتے رہے۔ خدا لعنت کرے ان کے قاتل عبداللہ بن قطبہ نبہانی پر۔ سلام محمد بن عبداللہ بن جعفر پر جو اپنے باپ کے قائم مقام رہ کر حق کی شہادت دے رہے تھے اور اپنے بھائی کے پیچھے پیچھے میدان جنگ کی طرف رواں تھے، اور خود آگے بڑھ بڑھ کر اپنے بھائی کو بچا رہے تھے۔ خدا لعنت کرے ان کے قاتل عامر بن نہشلی پر۔ سلام جعفر بن عقیل پر۔ خدا لعنت کرے ان کے قاتل اور ان کو تیر مارنے والے عمر بن خالد ابن جہنی پر۔ سلام عبداللہ بن مسلم بن عقیل پر جو مقتول اور فرزند مقتول ہیں۔ اللہ ان کے قاتل پر تیر لگانے والے عامر بن صعصعہ پر لعنت کرے۔ سلام ابو عبداللہ بن مسلم بن عقیل پر۔ خدا لعنت کرے ان کے قاتل اور تیر لگانے والے عمر بن صبیح صیداوی پر۔ سلام محمد بن ابی سعید بن عقیل پر۔ خدا لعنت کرے ان کے قاتل لقیط بن ناشر جہنی پر۔ سلام حضرت حسین بن امیر المومنین علیہ السلام کے غلام سلیمان پر اور لعنت ہو خدا کی ان کے قاتل سلیمان بن عوف حضرمی پر۔ سلام حسین بن علی علیہ السلام کے غلام قارب پر۔ سلام حسین بن علی علیہ السلام کے غلام منجح پر۔ سلام مسلم بن عوسجہ اسدی پر جن کو امام نے کربلا سے واپس چلے جانے کی اجازت دی تو انہوں نے خدمت امام حسین علیہ السلام میں عرض کیا ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں اور پھر خدا کی بارگاہ میں آپ کے حق کے ادا نہ کرنے پر کیا عذر پیش کریں۔ نہیں خدا کی قسم میں آپ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ یہاں تک کہ مخالفین کے سینے میں یہ نیزہ گھس گھس کر ٹوٹ جائے میں ان کو اپنی تلوار سے ماروں گا جب تک کہ ان کا قبضہ میرے ہاتھ میں ہے اور اگر میرے پاس ہتھیار بھی نہ رہیں جن سے میں اعدا

پر حملہ کروں تو میرے آقا میں ان پر پتھر برساؤں گا اور مرتے دم تک آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ اے مسلم بن عوسجہ آپ نے راہ خدا میں سب سے پہلے اپنی جان کا سودا کیا تھا۔ آپ ہی شہدائے خدا میں سے وہ پہلے شہید ہیں جس نے جان دے کر اپنے عہد کو پورا کر دیا۔ خدائے کعبہ کی قسم آپ کامیاب ہو گئے خدا نے یقیناً آپ کی پیش قدمی اور اپنے امام کے ساتھ آپ کی غم خواری کو قدر سے دیکھا ہوگا۔ جس وقت امام آپ کی لاش پر پہنچے تو ارشاد فرمایا۔ اے مسلم بن عوسجہ اللہ آپ کو رحمت خاص سے نوازے پھر امام نے قرآن کی یہ آیت پڑھی صادقین سے بعض تو جان دے کر اپنے عہد کو پورا کر چکے اور بعض ایفائے عہد کے منتظر ہیں۔ انہوں نے اپنے عہد میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ خدا لعنت کرے آپکے قتل میں شریک ہونے والوں عبداللہ بن حشکارہ بجلی اور مسلم بن عبداللہ ضبابی پر۔ سلام سعد بن عبداللہ حنفی پر جن کو امام نے جب جانے کی اجازت دی تو انہوں نے عرض کیا خدا کی قسم ہم آپ کا ساتھ اس وقت تک نہ چھوڑیں گے جب تک کہ خدا یہ نہ دیکھ لے کہ ہم نے رسول اللہ کے سرمایہ کی حفاظت کی۔ خدا کی قسم اگر میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میں قتل کیا جاؤں گا پھر زندہ کیا جاؤں گا پھر جلا دیا جاؤں گا۔ پھر مجھ پر یہی سختی کی جائے گی اور ستر مرتبہ میرے ساتھ یہی کیا جائے گا تب بھی آپ سے جدا نہ ہوں گا۔ یہاں تک کہ میں آپ پر اپنی جان نثار کردوں میں آپ کو چھوڑ دوں یہ ممکن نہیں۔ آپ کی رفاقت میں تو ایک دفعہ ہی مرنا اور ایک روز قتل ہونا ہے۔ پھر اس کے بعد تو وہ بلند درجہ ہے جو کبھی زائل نہ ہوگا۔ اے ناصر امام یقیناً آپ نے جان نذر کر دی اور اپنے امام کی پوری غم خواری کی اور خدا کی بارگاہ سے آپ نے جنت میں بڑا مرتبہ پایا۔ اللہ ہم کو بھی آپ ہی حضرات شہدا کے ساتھ محشور کرے اور اعلیٰ علیین میں آپ کے ساتھ رہنا نصیب کرے۔ سلام بشیر بن عمر حضرمی پسندیدہ خدا پر۔ آپ کا حسین سے کہنا جب آپ کو کربلا سے چلے جانے کی اجازت دی تھی۔ مولا اگر میں آپ کو چھوڑ دوں اور آپ کے بارے میں دوسرے آنے جانے والوں سے استفسار کروں اور مددگاروں کی کمی کے باوجود میں نرغہ اعدا میں آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤں تو مجھ زندہ ہی کو درندے پھاڑ کھائیں۔ سلام ہو یزید بن حصین ہمدانی مشرقی پر جو ایک مشرفی کے ہاتھ سے خون آلود ہوئے۔ سلام عمر بن کعب انصاری پر، سلام نعیم بن عجلان انصاری پر، سلام زہیر بن قین بجلی پر جن کو حسین علیہ السلام نے کربلا سے چلے جانے کی اجازت دی تو حسین علیہ السلام سے عرض کیا کہ خدا کی قسم یہ کبھی نہ ہوگا۔ مولا میں آپ کو دشمنوں کے ہاتھوں گھرا ہوا چھوڑ دوں اور خود بچ جاؤں، خدا مجھے وہ دن نہ دکھائے۔ سلام عمر بن قرطہ انصاری پر۔ سلام حبیب ابن مظاہر اسدی پر۔ سلام حر بن یزید ریاحی پر، سلام عبداللہ بن عمیر کلبی پر، سلام نافع بن ہلال بن نافع بجلی مرادی پر، سلام انس بن کاہل اسدی پر، سلام قیس بن مسہر صیداوی پر، سلام

عبداللہ وعبدالرحمٰن عروہ پر جو حراق غفارین میں سے تھے، سلام جون بن حوی ابوذر غفاری کے غلام پر، سلام شبیب بن عبداللہ نہشلی پر، سلام حجاج بن زید سعدی پر، سلام قاسط وکرش پسران ظہیر پر جو ثعلبی تھے۔ سلام کنانہ بن عتیق پر، سلام ضرغامہ بن مالک پر، سلام حوی بن مالک ضبعی پر، سلام یزید بن ثبیت قیسی پر، سلام عامر بن مسلم پر، سلام قعنب بن عمر تمری پر، سلام عامر بن مسلم کے غلام سالم پر، سلام سیف بن مالک پر، سلام زہیر بن سر خثعمی پر، سلام زید بن معقل جعفی پر، سلام حجاج بن مسروق جعفی پر سلام مسعود بن حجاج اور ان کے فرزند پر، سلام مجمع بن عبداللہ العائذی پر، سلام عمار بن حسان بن شرح طائی پر، سلام حیان بن حارث سلمانی ازدی پر، سلام جندب بن حجر خولانی پر، سلام عمر بن خالد صیداوی پر اور ان کے غلام سعید پر، سلام یزید بن زیاد بن مظاہر کندی پر، سلام عمر بن حمق خزاعی کے غلام زاہد پر، سلام جبلہ بن علی شیبانی پر، سلام نبی مدینہ کلبی کے غلام سالم پر، سلام اسلم بن کثیر ازدی اعوج پر، سلام زہیر بن سلیم ازدی پر، سلام قاسم بن حبیب ازدی پر، سلام جندب حضرمی پر، سلام ابوثمامہ عمر بن عبداللہ صائدی پر، سلام حنظلہ بن اسعد شیبانی پر، سلام عبدالرحمٰن بن عبداللہ گدری ارحبی پر، سلام عمار بن سلامہ ہمدانی پر، سلام عابس بن شبیب شاکری پر، سلام شاکر کے غلام شوذب پر، سلام شبیب بن حارث بن سریع پر، سلام مالک بن عبد سریع پر، سلام زخمی اسیر سوار بن ابی حمیر فہمی ہمدانی پر، سلام عمر بن عبداللہ جندعی پر جن کو سوار بن ابوحمیر کے ساتھ کھڑا کیا گیا تھا۔ سلام ہو تم پر اے بہترین انصار۔ تم پر ایسا شاندار سلام ہو جیسا شاندار تمہارا صبر تھا۔ تمہارا مقام بہت اچھا ہے۔ تمہارا مقام آخرت اللہ نے تم کو وہ عطا فرمایا ہے جو ابرار اور صالحین سے مخصوص ہے۔ اللہ نے تمہاری آنکھوں کے سامنے سے پردے ہٹا دیئے اور تم کو راحت ابدی کے مقام پر آباد کر دیا اور اپنی بڑی بڑی نعمتیں تم کو عطا کیں۔ تم نے حق کے بارے میں کوئی سستی نہیں کی تم ہم سب سے آگے جنت کی طرف بڑھے۔ ہم بھی انشاء اللہ جنت میں آ کر تم سے ملنے والے ہیں تم سب پر باعظمت سلام۔ تم سب پر اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔

نذرانۂ عقیدت

ہم مر گئے نہ آئی کمی اعتبار میں
آنکھیں ہیں فرشِ راہ تیرے انتظار میں
خضراء کے ہے جزیرے میں آقا تیرا قیام
نقشِ قدم میں ڈھونڈ رہا ہوں غبار میں
سنتا رہوں میں داستان ہجر عمر بھر
اتنی سکت نہیں ہے دلِ بے قرار میں
میں اشتیاق شوق میں رہتا ہوں رات دن
سانسیں میں گن رہا ہوں تیرے انتظار میں
چھائی خزاں ہے اور نظر آپؑ کی طرف
آپؑ آئیں تو بسر ہوں میرے دن بہار میں
دنیا کی محبت تو چھپاتا ہے زمانہ
ہو آپؑ سے جو عشق ہے عزت اظہار میں
کر کے طواف کتنے ہی طوفاں گزر گئے
کشتی میری ہے آپؑ کے آقا حصار میں
رہتے ہوئے حجاب میں ظاہر ہیں اس طرح
آتے نہیں شکیبؔ مناقب شمار میں

☆☆☆☆☆

اللّٰھم صل علیٰ محمدؐ و علیٰ آلؑ محمد

حمد وثناء اس ذات بزرگ و برتر کی جس نے "سفینۃ المہدیؑ فی صاحب العصر والزمانؑ" کی تالیف کی توفیق عطا فرمائی۔ بفیض محمدؐ وآل محمدؑ تحریر کے جملہ مراحل بحسن خوبی پائے تکمیل تک پہنچے۔

پروردگار عالم میرے والدین، خاندان کے بزرگوں، اساتذہ کرام اور جملہ مورخین و مولفین جن کی کتابوں سے فیض حاصل کیا، ان جملہ حضرات مقتدر کو شرف اعلیٰ عطا فرما اور اس کتاب کے قارئین کو ائمہ اہل بیتؑ کی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! حضرت صاحب العصر والزمان صلوٰت اللہ علیہ کا ظہور فرما تا کہ صاحبان مودت کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سرور نصیب ہو۔ (آمین)

احقر

مرزا محمد صابر شکیب

۱۵ر جمادی الاوّل ۱۴۴۰ھ ہجری

مطابق ۲۲ر جنوری ۲۰۱۹ء

زیرِ طبع تصانیف جناب مرزا محمد صابر شکیبؔ

- ......مناقب السجادؑ فی مصائب علی ابن الحسینؑ
- ......سفینۃ الرضا علیہ السلام
- ......میرانیس و مرزا دبیر کے غیر منقوط مرثیے (تدوین) دوسرا ایڈیشن
- ......لغت غیر منقوط (دوسرا ایڈیشن)
- ......ہمارے پیارے نبیؐ کا بچپن (بچوں کیلئے)
- ......مولا علیؑ کا بچپن (بچوں کیلئے)

maablib.org

جناب مرزا محمد صابر شکیبؔ کی دیگر تصانیف

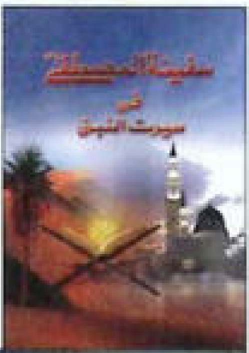

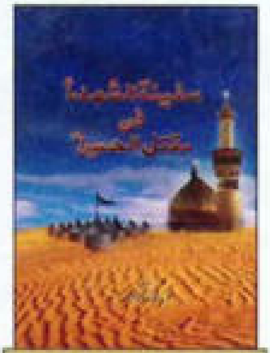

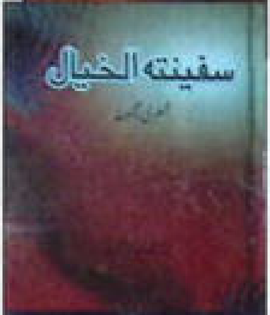

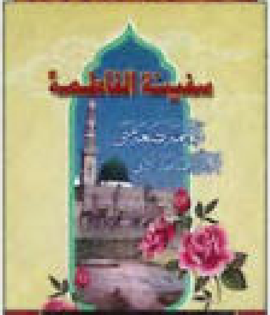

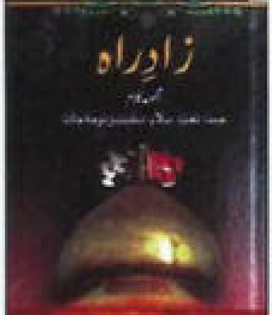

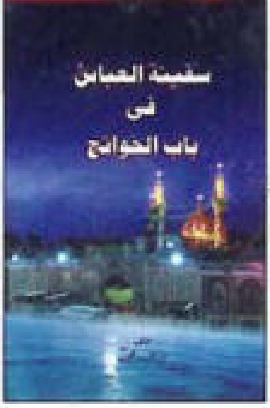

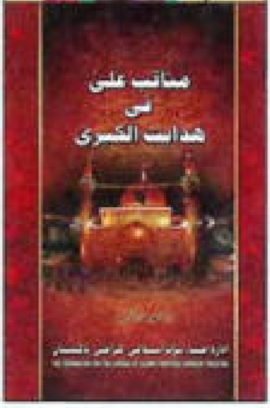

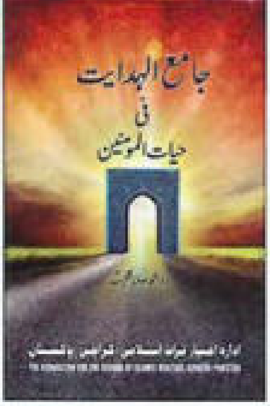

زیرِ طبع تصانیف جناب مرزا محمد صابر شکیبؔ

- سفینۃ السجاد فی مصائب علی ابن الحسینؑ
- لغت غیر منقوط
- مناقب الرضاؑ فی سیرت امام ہشتم
- میر انیس و مرزا دبیر کے غیر منقوط مرثیے

احمد بک سیلرز
ہول سیلرز اینڈ اسٹاکسٹ
718/20 فیڈرل بی ایریا کراچی، پاکستان
فون: 021-36364924, 36805931

باب الحوائج بُک سینٹر
ہول سیلرز اینڈ اسٹاکسٹ
دکان نمبر 1، گلشن گارڈن، نزد امام خمینیؒ لائبریری،
سولجر بازار کراچی۔ فون: 0333-2154378